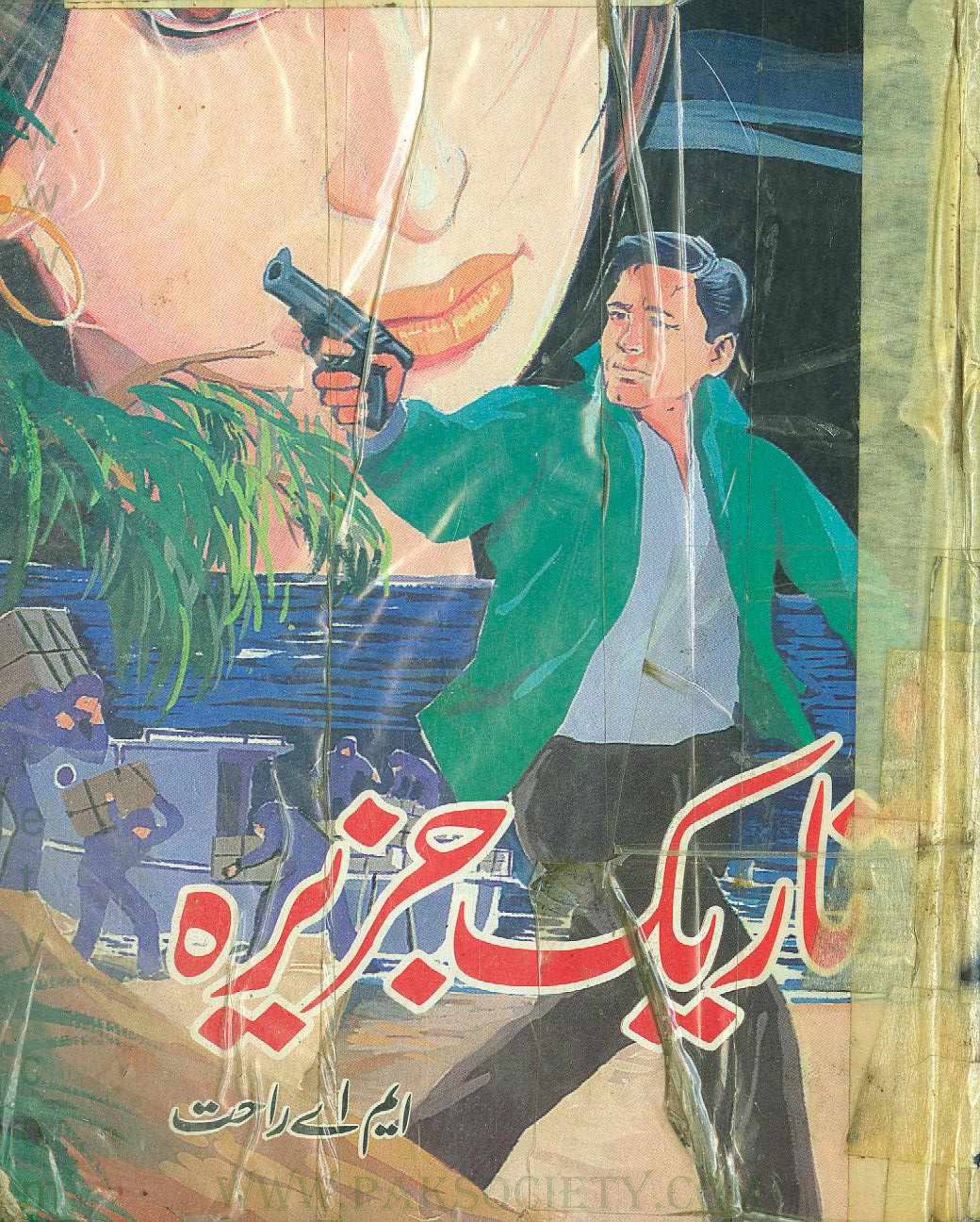
تاریک جزیرہ
ایم اے راحت
WWW.PAKSOCIETY.COM

تاریک جزیرہ

ایم اے راحت

مقبول اکیڈمی سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور

www.paksociety.com
Upload By Muhammad Nadeem
ندیم
WWW.PAKSOCIETY.COM

اجمل شاہ تقریباً ساڑھے پانچ بجے میرے پاس پہنچا پر تجسس نظر آرہا تھا فوراً ہی میرے پاس آکر بولا۔ "صاب آج کام ہوگیا' جنرل رباب کو اس کے گھر چھوڑ کر آیا ہوں۔ اور وہ بالکل اکیلا ہے ابھی۔ وہ صاب چوبیں گھنٹے تک وہاں سے باہر نہیں نکلے گا۔"

"تو پھر ہمیں پہنچ جانا چاہیے اس تک۔"

"جیسا آپ پسند کریں صاب' میں آپ کو ادھر تک کا راستہ بتا دے گا۔" اجمل شاہ نے کہا۔

دل جمال نے فوراً ہی گاڑی کا بندوبست کیا۔ ویسے تو خوب صورت خان کی ٹیکسی بھی موجود تھی لیکن دل جمال کو یہ آسانی حاصل تھی کہ وہ اپنی کمپنی کی بڑی اور چھوٹی گاڑیاں بہ آسانی لے آتا تھا۔ ویسے یہ خطرہ ہمیں تھا کہ کمپنی کا مونوگرام کہیں ڈولی رباب کے علم نہ آگیا ہو لیکن اب ہر لمحے تو احتیاط نہیں برتی جا سکتی تھی۔

اجمل شاہ ہمیں سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی گاڑی کا پیچھا کرنے کے لئے کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ یہ گاڑی ڈولی رباب کی تھی۔ ہم اس کے عقب میں چل پڑے۔ پھر ایک جگہ رک کر اجمل شاہ نے ایک دور دراز مکان کی جانب اشارہ کیا۔ چھوٹا سا خوبصورت مکان تھا۔ جس کے احاطے میں سبزیاں اگی ہوئی تھیں۔ بڑا سا لکڑی کا گیٹ لگا ہوا تھا لیکن کوئی چوکیدار نہیں تھا۔ اس سلسلے میں بھی ہمیں اجمل شاہ نے تفصیل بتائی۔

"جب وہ یہاں آتا ہے صاب تو کسی کو بھی اپنے پاس دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ سب کو بھگا دیتا ہے حالانکہ یہاں عام حالات میں ایک چوکیدار موجود رہتا ہے جو گھر کا خیال رکھتا

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے اور اس کی صفائی ستھرائی کرتا ہے۔"

"اس وقت وہ اکیلا ہوگا؟"

"بالکل اکیلا صاحب۔"

میں نے ان لوگوں کو واپس کر دیا تھا۔ یہ میرا اپنا معاملہ تھا اور میں اس سلسلے میں خوب صورت خاں یا اجمل شاہ کو سامنے نہیں لاسکتا تھا۔ البتہ چیکاس برادرز میرے ساتھ تھے اور ننھے ننھے نوجوانوں کو اس احاطے میں داخل ہونے میں بھلا کیا دقت پیش آسکتی تھی۔ میں البتہ بڑے گیٹ سے ہی اندر داخل ہوا تھا۔

چھوٹے سے مکان کا دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔ میں نے ان لوگوں کو ہوشیار کیا۔ چیکاس ون اور ٹو تو باہر رک گئے تاکہ صورت حال پر نظر رکھی جائے۔ باقی تینوں چیکاس میرے ساتھ تھے اور میں اندر داخل ہوگیا۔ ایک بڑے کمرے میں پہنچ کر میں نے جنرل رباب کو دیکھا۔ وہ قالین پر بیٹھا ہوا تھا۔ قریب ہی نشہ آور ادویات کا سامان رکھا ہوا تھا۔ لمبے، لمبے شانوں تک بکھرے ہوئے انتہائی خوبصورت بال، صورت سے وہ کوئی غیر ملکی نظر آتا تھا۔ نیلی نیلی آنکھوں میں اداسی تیر رہی تھی۔ ویسے خدوخال انتہائی خوبصورت تھے۔ یقینی طور پر ڈولی رباب کی بیٹیاں بھی انتہائی حسین ہوں گی۔ بیٹا بھی انتہائی حد تک شاندار تھا۔ اچھے خاصے قدو قامت کا مالک تھا لیکن جسم کسی قدر دبلا نظر آرہا تھا۔

ہمیں دیکھ کر وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے پہلے مجھے اور پھر میرے ساتھ موجود چیکاس تھری فور فائیو کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی حیرت نظر آرہی تھی۔ پھر دفعتاً ہی اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس کی آنکھوں میں چھپی حیرت اور گہری ہوگئی۔

وہ دو قدم آگے بڑھ کر بولا۔ "اس عمارت میں گھسنے والوں کو اصولی طور پر گولیاں کا نشانہ بن جانا چاہیے لیکن آنے والے اگر تم جیسے ہوں تو یقیناً ان کا استقبال کیا جاسکتا ہے۔ یقینی طور پر میرے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کرکے ہی آئے ہوگے۔ میرا نام جنرل رباب ہے۔"

"جنرل رباب! بڑا اشتیاق تھا ہمیں آپ سے ملنے کا۔"

"تو پھر ہاتھ ملاؤ، مجھے اپنے دشمنوں میں تصور نہ کرو۔ اور اگر میں تم سے یہ کہوں

کہ میں بھی تم لوگوں سے ملنا چاہتا تھا تو یقیناً" تم اسے میری چالاکی اور زندگی بچانے کی کوشش سمجھو گے لیکن تمہارا جو دل چاہے، سمجھتے رہو۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں واقعی تم سے ملنے کا خواہشمند تھا۔" جنرل رباب کے ان الفاظ نے ہمیں حیران کر دیا تھا۔

میں نے گہری نگاہوں سے اس شخص کو دیکھا۔ لاابالی سا آدمی تھا، چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔

"بیٹھو تم اپنے تحفظ کا بندوبست کرکے آئے ہوگے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ میں یہاں تنہا ہوں۔ چاہو تو میری تلاشی لے لو، میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ میں ہتھیاروں کا قائل ہی نہیں ہوں۔ یہ دنیا ویسے ہی بہت بری ہوگئی ہے۔ انسانی زندگی بے وقعت، بے مقصد، بے مزا۔ جینے کو جی نہیں چاہتا تمہاری اس دنیا میں، میں کہتا ہوں بیٹھ جاؤ۔"

"ہمارے بارے میں تمہیں کیا معلومات ہیں جنرل رباب؟" میں نے سوال کیا۔

"کچھ نہیں بس ان چھوٹے قد کے لوگوں کو دیکھ کر اپنے باپ کی وہ پریشانی یاد آگئی جو آج کل اسے چھوٹے قد کے لوگوں سے لاحق ہوگئی ہے۔ کیا وہ تم ہی تھے جو میرے باپ کے گوداموں تک پہنچے تھے؟ کیا کرنے گئے تھے وہاں، کم از کم مجھے تو بتا دو۔"

"تم بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہو جنرل رباب۔" میں نے کہا۔

چیکاس برادرز دیواروں سے پشت لگا کر کھڑے ہوگئے تھے۔ میں اس کے عین سامنے تھا۔

"بیٹھو تو سہی، میں جو کچھ کر رہا ہوں یا جو نہیں کر رہا، اس کے بارے میں جان تو لو۔ ارے کیا تم اپنا اطمینان نہیں کرو گے؟ باہر کچھ لوگوں کو چھوڑا ہے تم نے، اپنی پہرے داری کے لئے؟"

"یہ ساری باتیں تمہیں پوچھنے کا حق نہیں پہنچتا۔"

"ٹھیک ہے جیسے تم پسند کرو، بتاؤ میرے لئے کیا حکم ہے؟"

"جنرل رباب! تم سے تمہارے باپ کے بارے میں کچھ معلومات کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا معلومات کرنا چاہتے ہو؟"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ وہ ایک جرائم پیشہ آدمی ہے' کیا تم اس کے جرائم میں برابر کے شریک ہو؟"

"ایک لحاظ سے ہوں۔ وہ اس طرح کہ اس کے گھر میں رہتا ہوں' اس کا دیا کھاتا ہوں اور وہ میرا باپ کہلاتا ہے اور میری رگوں میں اسی کا خون دوڑ رہا ہے۔ اس لحاظ سے شرکت تو ہوئی اس کے جرم میں برابر کی لیکن اگر تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ جو کچھ وہ کرتا ہے اس میں میرا کیا عمل ہے' تو میں تمہیں اس کی تفصیلات بتانے کے لئے تیار ہوں۔ ایک بار پھر کہتا ہوں' یقین کرنا یا نہ کرنا تمہارا کام ہے اور تم جس مقصد کے لئے یہاں آئے ہو' اس پر عمل کرنا' مجھے اعتراض نہیں ہوگا۔"

"کیا کرتا ہے ڈولی رباب؟"

"اسے دولت کا خبط ہے۔ وہ زرو جواہر کا بیمار ہے۔ یہ بیماری اسے آج سے نہیں ہمیشہ سے لاحق ہے۔ اس نے ہر ممکن طریقے سے دولت کمانے کی کوشش کی ہے اور پھر جب اسے ایک آسان راستہ نظر آگیا تو اس نے جرم کی جانب قدم اٹھا دیئے۔ بادل گل اس کا سب سے بڑا ساتھی ہے۔ بادل گل کا کام بہت بڑا ہے لیکن ڈولی رباب بھی کسی سے کم نہیں ہے۔ اس نے بہت سے جرائم کئے ہیں اور پیسہ کمایا ہے' اگر آج کل کی بات کرتے ہو تو آج کل اس کے دو کاروبار ہیں۔ کرنسی اور اسلحہ۔ دنیا کے مختلف ملکوں کی جعلی کرنسی اس کے پاس موجود ہے اور وہ اس کی کھپت کے راستے رکھتا ہے۔ یہ جعلی کرنسی وسطی ایشیا کے ملکوں سے تیار ہو کر اس کے پاس پہنچتی ہے اور وہ اسے مختلف ذرائع سے دوسرے ممالک کو سپلائی کر دیتا ہے۔ اس کا کمیشن اسے مل جاتا ہے۔ پہلے وہ منشیات کی تجارت کرتا تھا آج کل نہیں کرتا۔ دوسرا بڑا کام اسلحہ ہے' یہ اسلحہ بھی اس کے پاس بادل گل کے توسط سے آتا ہے اور اس سلسلے میں دونوں کا برابر کمیشن ہے۔ آج کل میرا باپ یہ دونوں کاروبار کر رہا ہے۔ اس کے پاس بے پناہ دولت جمع ہو گئی ہے' مگر اس کا دل ہی نہیں بھرتا' میں نے کتنی بار کہا کہ آخر اتنی زیادہ دولت کا کیا کرو گے۔ تمہاری بیٹیاں ہیں ان کی شادی کر دو۔ جہاں تک میرا مسئلہ ہے میں نے تو اپنی زندگی کا محور ہی بدل لیا ہے۔"

"وہ کیا..........؟" میں نے سوال کیا۔

"جاننا چاہتے ہو تو سنو' مجھے نہ تو زندگی سے دلچسپی ہے اور نہ ہی دنیا سے' نہ حسن و جمال کا رسیا ہوں' نہ اس دنیا کی دوسری لطافتوں میں دلچسپی لینا چاہتا ہوں۔ میری صرف ایک خواہش ہے۔ ایک ہنسی ایک مسکراہٹ' یہ ہنسی اور مسکراہٹ اگر میرے ذریعے کسی کے ہونٹوں پر آجائے تو میں سمجھتا ہوں مجھے کائنات مل جاتی ہے۔ یہی میرا مقصد ہے۔ دنیا کو دکھ میں دیکھتا ہوں تو منشیات کا سہارا لیتا ہوں' خود کو بھول جاتا ہوں۔"

"جواب میں' میں ہنس پڑا۔" تم تو ایک طرح سے فرشتہ صفت ہو۔"

میری ہنسی کے جواب میں اس نے ایک زبردست قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔ "فرشتوں کی عظمت کو اس طرح داغدار کرتے ہوئے تمہیں شرم آنی چاہیے۔ کیا فرشتے ایسے ہوتے ہیں؟"

میں ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔ اس کے لہجے میں ایک عجیب سی کیفیت تھی میں نے اس سے کہا۔ "سنا ہے' تم ڈولی رباب کے اکلوتے بیٹے ہو۔ اور وہ تمہیں بے پناہ چاہتا ہے تو پھر تم اسے اس کے جرائم سے روک نہیں سکتے؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ وہ میرا باپ ہے اور صرف اس مسئلے میں وہ یہ کہتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ درست ہے۔ وہ میری بات نہیں مانتا اور میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے اس سے اپنی بات منوانے کا۔"

"تم نے اسے علیحدگی کی دھمکی کیوں نہیں دے دی۔"

"دھمکی......... میں اس سے علیحدہ ہی تو ہوں۔ میرا اور اس کا کوئی ساتھ نہیں ہے دوست۔ دنیا کے مختلف ملکوں کی سیر کرتا رہا ہوں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس نے اس سلسلے میں میری مدد بھی کی ہے۔ مگر جانتے ہو میری سب سے بڑی آرزو کیا ہے؟"

"بتا دو۔"

"میں چاہتا ہوں کہ کاش میرے باپ کی دولت کچھ ہونٹوں پر مسکراہٹ لانے کا باعث بن جائے۔ سنو......... تم لوگ تم لوگ بھی جرائم پیشہ ہو' کیا کرتے ہو تم لوگ.......... ڈولی رباب اور تمہاری' آج کل کیوں چل رہی ہے۔ کیا تم کرنسی اور اسلحے کا

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

کاروبار اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہو۔ یا دشمنی برائے دشمنی ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے.........؟"

"ہم سب کا ایک ہے خیال ہے میری مراد ڈولی رباب اور بادل گل وغیرہ سے ہے۔ وہ یہ کہ یا تو تم سرکاری آدمی ہو لیکن اس کے امکانات صرف پانچ فیصد ہیں کیونکہ عموماً جب سرکای آدمی ڈولی رباب یا بادل گل کے لئے کام کرنے آتے ہیں تو کہیں نہ کہیں سے ان دونوں تک کوئی اطلاع پہنچ جاتی ہے۔ اس بار کسی سرکاری آدمی کے بارے میں کوئی اطلاع ان کے پاس نہیں پہنچی' چنانچہ وہ یہی سوچ رہے ہیں کہ کسی غیر ملکی اشتراک سے تم یہاں اپنے قدم جمانا چاہتے ہو۔ مطلب یہ کہ ان دونوں کے دشمنوں نے مشترکہ طور پر کوشش کرکے تم لوگوں کو یہاں بھیجا ہے تاکہ ان کے کاروبار کو ختم کرکے اس پر قبضہ کرلو۔"

"ہوں اور ہم تم سے یہ کہیں کہ ہمارا تعلق صرف حکومت سے ہے تو.........."

"تو پھر میں تمہیں سر آنکھوں پر بٹھاؤں گا اور تمہارے قدموں میں سر رکھ کر کہوں گا کہ خدا کے لئے میرے باپ کو جرم کی دنیا سے نکال دو۔ اسے جیل میں ڈال دو' پھانسی دے دو' اسے لیکن وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ بہتوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ یہ اسلحہ ملک بھر میں پھیل رہا ہے اس سے دہشت گردی ہوتی ہے' لوگ موت کا شکار ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں سے نوجوان یہاں آتے ہیں اسلحے کی خریداری کے لئے......... اور یہ اسلحہ وہ کسی اچھے کام کے لئے نہیں خریدتے بلکہ اس کے ذریعے وہ جرم کرتے ہیں۔ طرح طرح کے جرم نجانے کتنے افراد ڈولی رباب کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں' جہاں تک کرنسی کا معاملہ ہے وہ ایک الگ چیز ہے اس کے لئے بات ہی دوسری ہو جاتی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میرا باپ یہ سب کچھ کرے......... اور اس کے لئے میں تمہاری ہر طرح سے مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے تو سڑکوں پر گھسٹتی ہوئی زندگی پسند ہے۔ جس طرح میری اس دنیا کے کروڑوں افراد بسر کر رہے ہیں۔ بتاؤ ہم میں خوشحال افراد کتنے ہیں۔ سب کے سب مصیبتوں کا شکار۔ میں ان سے الگ رہنا نہیں چاہتا۔ میری ایک آرزو ایک آرزو ہے۔ سنو میرا ایک مشورہ بھی ہے مجھے لے جاؤں یہاں سے' یہاں سے مجھے لے چلو اور اس کے بعد مجھے اذیتیں دو' شدید اذیتیں یوں سمجھو' مجھے تمہاری تلاش تھی۔

مجھے اذیتیں دے کر تم میرے باپ کو مجبور کرو کہ وہ تمہاری پسند کے مطابق کام کرے۔ سنو اگر کر سکتے ہو تو یہ کام کرلو' اس سے تمہیں فائدہ ہوگا اور یقین کرو' مجھے اسی لئے تمہاری شدت سے تلاش تھی۔"

میں حیرت سے اس شخص کو دیکھ رہا تھا' لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میرے ذہن میں ایک تصور یہ بھی تھا کہ ممکن ہے یہ چالاک نوجوان مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہا ہو' اب کیا کرنا چاہیے میں چند لمحات سوچتا رہا' پھر میں نے اس سے کہا۔ "فرض کرو اگر میں تمہاری بات مان لو' تمہارے باپ کو مجبور کروں' تو کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ بادل گل کے مشورے کے بغیر اس کام کے لئے تیار ہو جائے گا۔"

"ساری دنیا میں وہ سب سے زیادہ مجھے چاہتا ہے اور میرے لئے وہ دنیا کا ہر کام کرنے کو تیار ہو جائے گا۔ تم میری اس تجویز پر عمل کرکے دیکھ لو' تھوڑے دن تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے؟ میں تو خود اپنے آپ کو تمہاری تحویل میں دے رہا ہوں' چاہو تو اذیتیں بھی دے دینا چاہو تو جسم پر جگہ جگہ داغ ڈال دینا اور میری تصویر بنا کر اس کے سامنے پیش کر دینا اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو سنو' وہ سامنے جو ایک چھوٹی سی میز پڑی ہوئی ہے' اس کی دراز میں انسٹافون موجود ہے۔ وہ انسٹافون تم نکال لو۔ رابطے کا بہترین ذریعہ بن جائے گا اسے استعمال کرو اور میری آواز ڈولی رباب کو سنوا دو۔ تمہارے لئے اس سے عمدہ تجویز اور کوئی نہیں ہو سکتی۔"

میں پر خیال انداز میں رخسار کھجانے لگا واقعی عجیب و غریب اور بہترین تجویز تھی۔ مجھے اس بات کی امید نہیں تھی کہ ایسا کوئی کردار مجھے مل جائے گا۔ بہرحال چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد میں نے اس سے کہا۔ "کیا یہ عمارت محفوظ ہے.........؟"

"نہیں بالکل نہیں......... یہاں ڈولی رباب کے آدمی آسکتے ہیں۔ اگر تم مجھ پر اعتبار کرو تو ایک ایسی جگہ لے چلوں جس کی نشاندہی میں کروں گا بلکہ یقین کرو وہ تمہارے لئے بھی محفوظ ترین جگہ رہے گی' یوں سمجھو میرا اصل اڈہ وہی ہے اور اس کے بارے میں ڈولی رباب کو بھی معلوم نہیں ہے۔"

ایک حتمی فیصلہ کرنا تھا اور یقینی طور پر جنرل رباب کی یہ پیش کش میری لئے انتہائی سنسنی خیز تھی اور اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ میں اس پر بھروسہ کروں یا نہ کروں لیکن

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

یہاں بھی مستانے ہی تھے ہم لوگ' کون اس بات کی پروا کرے کہ مستقبل میں کیا ہوگا
چنانچہ میں نے جنرل رباب کا مشورہ قبول کرلیا۔

میں نے آگے بڑھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔ "اب میں تم پر اعتبار کر رہا ہوں جنرل رباب' میں زیادہ سے زیادہ تمہیں موت کے گھاٹ اتار سکتا ہوں۔ تمہاری کسی بدعہدی پر .... لیکن اطمینان رکھو ایسا کبھی نہیں کروں گا کیوں کہ دوست کہہ رہا ہوں تمہیں .... ہاں اگر تمہاری آرزو سسکتے چہروں پر مسکراہٹیں لانا ہے' تو یقین کرو اس میں' میں تمہارا بہترین ساتھی ثابت ہوں گا۔"

اس نے ایک لمحے مجھے دیکھا پھر منشیات کی طرف اور اس کے بعد بولا۔ "اگر تم مجھے وہ نشہ مہیا کرنے کا وعدہ کرو تو میں یہ نشہ ترک کر سکتا ہوں کیا سمجھے .... ؟"

بڑے عجیب الفاظ تھے میں نے اس پر اعتبار کرلیا۔

"تو پھر کیا خیال ہے تمہارا .... ؟" اس نے پوچھا۔

"اگر تم پسند کرتے ہو تو چلو' پھر اب مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں تم ایک قیدی کی حیثیت سے محفوظ رہو گے حالانکہ یہ ایک مضحکہ خیز بات ہے لیکن جب اعتبار ہی کا معاملہ ٹھہرا تو میں اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز بات پر اعتبار کر سکتا ہوں۔"

"وہ انسٹا فون نکال لو' جس کے بارے میں' میں نے تم سے کہا ہے۔" جنرل رباب نے کہا اور میں نے اس کی نشاندہی پر انسٹافون اپنے قبضے میں لے لیا۔

اس کے بعد ہماری واپسی انتہائی حیرت ناک تھی۔ پانچوں ساتھی میرے ساتھ تھے اور ہم سب ایک نامعلوم منزل کی جانب سفر کر رہے تھے۔

ہمارا یہ نیا ٹھکانہ بھی عجیب تھا۔ آبادی کا یہ سلسلہ پہاڑی ٹیلوں تک جاکر ختم ہو جاتا تھا۔ پہاڑی کے دامن میں بھی مکانات بنے ہوئے تھے۔ یہ غریب لوگوں کی آبادی تھی۔ جس مکان کے سامنے ہم جاکر رکے وہ ایک ٹوٹا پھوٹا بوسیدہ مکان تھا۔ جنرل رباب نے دروازے پہ دستک دی تو ایک بوڑھی عورت نے دروازہ کھولا جنرل رباب کو دیکھ کر اس کے چہرے پر محبت کا نور پھوٹ آیا۔ پھر اس نے پیار بھری نظروں سے ہمیں دیکھا۔

"آؤ ...." جنرل رباب بولا' ہم سب جھجکتے ہوئے اندر داخل ہوگئے۔

بوسیدہ مکان سے غربت ٹپک رہی تھی بڑا سا صحن جس میں چار درخت لگے ہوئے

تھے پھر ایک برآمدہ۔ اس میں تین دروازے کھلتے تھے' برآمدے میں تخت پڑے ہوئے تھے۔

"کون ہیں یہ جنرل؟" بوڑھی نے پوچھا۔

"سب دوست ہیں' مہمان ہیں۔" جنرل نے کہا ہم نے بوڑھی کو سلام کیا۔

"بیٹھو۔" بوڑھی عورت نے کہا۔

"شامہ کہاں ہے؟"

"شامہ!" بوڑھی نے آواز دی۔

"کون آیا ہے ماں .... " اندر سے نسوانی آواز ابھری۔ اور پھر دروازہ کھول کر ایک لڑکی باہر نکل آئی۔ اسے دیکھ کر ایک عجیب سا احساس ہوا تھا۔ لڑکی کبھی خوبصورت رہی ہوگی لیکن اب اس کا چہرہ جلا ہوا تھا۔ آدھا چہرہ بہت بھیانک تھا' باقی آدھا خوبصورت' وہ اندھی تھی۔

"کون ہے ماں .... ؟"

"جنرل آیا ہے۔ دوستوں کے ساتھ۔" لڑکی ٹھٹک کر رک گئی۔

"آجاؤ شامہ' میرے دوست ہیں آجاؤ۔" جنرل رباب نے آگے بڑھ کر لڑکی کا بازو پکڑ لیا وہ جھجکتی ہوئی شرماتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے سمت کا تعین کئے بغیر ہمیں سلام کیا۔ جنرل رباب کہنے لگا۔ "شامہ' میری بیوی ہے میری زندگی کی مالک۔"

ایک لمحے کے لئے ہمارے منہ حیرت سے کھلے۔ بہرحال یہ ذرا ناقابل یقین سی بات تھی اور کافی حد تک پراسرار بھی۔

جنرل رباب مسکرا کر بولا۔ "شامہ بہت حسین ہے میری نگاہ میں اس کائنات کی سب سے حسین لڑکی' میں نے اپنی پسند سے اس سے شادی کی ہے۔ ایک حادثہ پیش آگیا تھا' اسے دس بارہ سال پہلے اور یہ آنکھوں سے محروم ہوگئی۔ میرا ارادہ ہے کہ اسے یورپ لے جاؤں اور وہاں اس کی آنکھوں کا علاج کراؤں۔ پھر اس کے چہرے کی سرجری کرا دوں۔ تم لوگ دیکھ لینا' ایک دن یہ اپنی اصلی شکل میں واپس آجائے گی۔"

ہم میں سے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

شامہ کہنے لگی۔ "مہمانوں کے لئے کیا تیار کروں شاہ .... ؟"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"بندوبست ہو جائے گا......... میں انہیں اندر لئے جارہا ہوں۔ بعد میں میں آکر
بتاؤں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ آؤ دوستو، شامہ اور میری ساس سے مل لئے۔ چونکہ
تمہیں یہاں کچھ عرصے قیام کرنا ہے اس لئے ان سے تمہارا تعارف ضروری تھا۔ آؤ اندر
آجاؤ۔"

میں تمام لوگوں کو اشارہ کرکے جنرل رباب کے ساتھ اٹھ گیا۔ سامنے والے
دروازے سے اندر داخل ہوکر ہم ایک وسیع و عریض کمرے میں پہنچ گئے جہاں ٹوٹی پھوٹی
چارپائیاں پڑی ہوئی تھیں۔ درمیان میں ایک الماری رکھی ہوئی تھی۔ جنرل رباب نے
الماری کا دروازہ کھولا اور پھر ایک چٹ کی آواز کے ساتھ وہاں روشنی ہوگئی۔ حیرت کا
دوسرا لمحہ تھا۔ الماری سے اندر داخل ہوکر جنرل رباب چند سیڑھیوں کے قریب پہنچ گیا جو
گہرائی میں اتر جاتی تھیں۔ غالباً یہ کوئی تہہ خانہ تھا۔ ہم لوگ حیران، حیران سے اس جگہ
سے اندر داخل ہوگئے۔ اندر پہنچ کر احساس ہوا کہ یہ جگہ ایئر کنڈیشنڈ ہے دس بارہ
سیڑھیاں طے کرکے نیچے پہنچے اور جنرل رباب نے ایک بار پھر دیوار سٹول کر روشنی کردی۔

یہاں ہم نے جو کچھ دیکھا وہ ناقابل یقین تھا۔
تہہ خانہ تھا یا ایک عظیم الشان ہال، جس میں اعلیٰ درجے کا فرنیچر سجا ہوا تھا۔ کیرو
سین جنریٹر بے آواز چل رہے تھے اور انہی کے ذریعے ایئر کنڈیشنڈ، ریفریجریٹر اور ڈیپ
فریزر وغیرہ کام کر رہے تھے۔ چھت میں بہت ہی خوب صورت قسم کے فانوس لٹکے ہوئے
تھے۔ جن میں جنریٹر سے پیدا ہونے والی برقی روشنی موجود تھی۔ ایک جانب سیڑھیاں سی
بنی ہوئی تھیں اور یہ حصہ اوپر تک چلا گیا تھا۔ اندازہ لگانے سے احساس ہوا کہ پہاڑی ٹیلے
کو اندر سے کھوکھلا کرکے یہ جگہ بنائی گئی ہے۔ ناقابل یقین سی جگہ تھی۔

جنرل رباب نے مسکرا کر کہا۔ شادی کی تو ضرورت پیش آئی، ایک حجلہ عروسی کی
.... اور میں نے یہ جگہ تیار کروائی۔

"کمال ہے، جنرل رباب کمال ہے!"

"یہ سب محبت کا کمال ہے۔"

"بے شک اس میں کوئی شک نہیں۔" میں نے کہا۔

"ظاہر ہے میرا باپ ایک ایسی غریب اندھی لڑکی کو قبول نہیں کرسکتا تھا جو اپنا کوئی

ماضی نہ رکھتی ہو لیکن میں نے اسے قبول کیا تھا اور پھر میں نے اسے اس کے شایان شان
زندگی دی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ دہری زندگی گزار رہی ہے لیکن ہم اس
ماحول کی دلکشی کو نظرانداز نہیں کرسکتے۔"

"تم نے ہمیں حیران کر دیا۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ میں ہی نہیں ہم
سب حیران تھے۔

جنرل رباب واقعی بڑی انوکھی شخصیت تھی، سیڑھیوں کی طرف اشارہ کرکے اس
نے کہا۔ "یہ سیڑھیاں اوپر تک جاتی ہیں، اوپر ایک ایسی چٹان ہے، جہاں سے باہر جانے
کے لئے راستہ کھلتا ہے، تم وہاں سے دور دور تک کا منظر دیکھ سکتے ہو۔"

"دیکھ سکتا ہوں؟"

"ضرور......... آؤ........." اس نے کہا اور ہم سب سیڑھیاں عبور کرنے لگے اس
خوفناک جگہ کو دیکھ کر ہم دنگ رہ گئے تھے۔ یہاں سے تاربین کے جنگلات نظر آتے تھے
وہ ہوٹل بھی جہاں میں نے خوبصورت خان کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ نیچے گہرائیوں میں شمہ
دل کا مکان بھی نظر آرہا تھا۔ بڑا سنسنی خیز نظارہ تھا۔

"جنگلات دیکھ رہے ہو۔ وہاں پر بادل گل کا ٹھکانہ ہے اور وہ بادل گل میرے باپ
سے بڑا جرائم پیشہ ہے۔ وہ ان دنوں ویجی ٹیبل کنگ کہلاتا ہے۔ وطن میں روغن کی قیمت
آسمان پر پہنچ گئی ہے۔ پروڈکشن کا تیس فیصد وہ پڑوسی ملک سمگل کر دیتا ہے اور کروڑوں
روپے کما رہا ہے بہت سے آئٹم اس کی لسٹ پر ہیں۔ مگر ان دنوں وہ گھی اور تیل سے سونا
بنا رہا ہے۔"

"وہ ڈولی رباب کا دوست ہے۔"

"ایسے لوگ صرف دولت کے دوست ہوتے ہیں، ان کا نہ کوئی دوست ہوتا ہے نہ
وطن۔ بہرحال میں دوسروں کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں میرا گریبان ہی گندا ہے۔"

"نہیں جنرل رباب۔ تم روشنی کا وہ مینار ہو جو تاریکیوں میں اجالے کرتا ہے، تمہارا
گریبان گندا نہیں بلکہ اس گریبان میں چھپا سینہ نمونہ روشنی ہے۔ ڈولی رباب چھ بیٹیوں
کا باپ ہے ایک گھرانہ ہے اس کا، اس کی سوچ بھٹک گئی ہے لیکن اس نے تم جیسی اولاد
پیدا کرکے اپنے سارے گناہوں کا ازالہ کر دیا ہے۔ تم نے نا صرف اسے بلکہ اس کے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

پورے خاندان کو بچالیا ہے۔ میری اس سے جنگ ختم ہوگئی ہے۔ تم سے ملنے کے بعد اب میں صرف اسے نیکیوں کے راستے پر واپس لانا چاہتا ہوں۔ ہمارے ہاتھ کمزور نہیں ہیں' جنرل رباب' بہت لمبے ہاتھوں کے ساتھ میں یہاں آیا ہوں۔ ڈولی رباب اور بادل گل کو ان ہاتھوں کی گرفت میں آنا تھا۔ مگر تم نے انہیں بچالیا ہے۔"

جنرل رباب خاموشی سے میری صورت دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ "اب کیا کرو گے؟"

"تم مل گئے ہو تو ڈولی رباب اب دوسرے نمبر پر آگیا ہے' پہلے مجھے بادل گل کو دیکھنا ہے۔"

"یہ تم پر منحصر ہے۔"

"ایک بات بتاؤ جنرل؟"

"پوچھو۔"

"تارین کے ان جنگلات میں سے گزر کر تم کبھی بادل گل کی رہائش گاہ پر گئے ہو؟"

"کبھی نہیں۔"

"وہ تمہیں جانتا تو ہوگا۔"

"بادل گل۔ کیوں نہیں مگر وہ مجھے ایک سرکش اور اپنے مقاصد کے لئے بالکل ناکارہ انسان کی حیثیت سے جانتا ہے۔ اکثر میرے باپ سے کہتا رہتا ہے اس نے کسی نر کو جنم نہیں دیا۔"

"دراصل میں اس راستے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی رہائش گاہ تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔ البتہ تمہیں ایک مشورہ دے سکتا ہوں۔"

"چور تک پہنچنے کا راستہ چور سے معلوم کرو۔"

"میں سمجھا نہیں.........."

"ڈولی رباب تمام راستوں کے بارے میں جانتا ہے اگر تم پہلے ڈولی رباب کو اپنے شکنجے میں کس لو' تو بادل گل کے خفیہ ٹھکانوں کے بارے میں وہ تمہاری رہنمائی کرسکتا

ہے۔" جنرل رباب نے کہا۔

میں درحقیقت اس شخص سے بہت زیادہ متاثر ہوگیا تھا۔ اس نے صرف سطحی طور پر میری مدد نہیں کی تھی بلکہ انتہائی گہرائیوں سے صرف انسانیت کے نام پر وہ بڑے لوگوں کی بیخ کنی پر آمادہ ہوگیا تھا۔

میں نے آہستہ سے کہا۔ "جنرل رباب آؤ نیچے چلتے ہیں.........."

ہم واپس اس ایئر کنڈیشنڈ تہہ خانے میں آگئے۔ اس کی شخصیت نے سب ہی کو مسحور کر رکھا تھا ایک جگہ بیٹھنے کے بعد میں نے کہا۔ "تم اس انداز میں اپنے باپ کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو' جیسے اس سے تمہارا کوئی تعلق نہ ہو۔"

"خدا کی قسم اپنے باپ کو باپ ہی کا درجہ دیتا ہوں لیکن اس باپ کو جو مجھ سے شفقت سے بات کرتا ہے لیکن ڈولی رباب سے نہیں' جو صرف اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے ملک کی عزت کو داؤ پر لگائے ہوئے ہے۔ اس ڈولی رباب سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے' وہ صرف ایک ملک دشمن انسان کی حیثیت سے میری نگاہوں میں ہے۔ ہاں جب وہ اپنے جرم کی پاداش میں سزا پا رہا ہوگا تو میں بلک بلک کر روؤں گا۔ اس کے لئے کیونکہ وہ میرا باپ ہے' میں اس سے کہوں گا کہ میرے باپ تو نے انسانیت کے تمام رشتے توڑ دیئے تھے دنیا کے رہنے والوں سے' یہ ان رشتوں کو توڑنے کی سزا ہے۔"

"میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں' جنرل رباب! تم نے اپنے باپ کی پیشانی کے تمام داغ دھو دیئے ہیں۔ بہرحال میری ایک آرزو ہے۔ ڈولی رباب اگر برائیوں کے راستے سے واپس آجائے تو مجرمانہ طور پر ہی سہی میں اس کے تمام گناہ چھپا سکتا ہوں لیکن اس کا معاوضہ اسے ادا کرنا ہوگا' تم نے جنرل رباب! وہ بستیاں دیکھی ہوں گی' جو تمہارے اپنے لوگوں کی بستیاں ہیں لیکن وہاں زندگی کے مصائب سے سسکتی ہوئی لاشوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے' وہاں انسان نما جانور رہتے ہیں.......... ان جانوروں کے لئے زندگی کی تمام مشکلات مہیا کر دی گئی ہے.......... ان سے انسانوں کی مانند جینے کا حق چھین لیا گیا ہے.......... میں چاہتا ہوں جنرل رباب کہ تمہارے باپ کی جمع کی ہوئی تمام دولت ان بستیوں پر خرچ ہو جائے۔ بولو جنرل رباب اس دولت کا ایک پیسہ بھی میں کسی اور مصرف میں استعمال کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ حکومت اپنے معاملات خود دیکھتی ہے اور

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بہت سے ایسے منصوبے بناتی ہے جس کے لئے اسے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ڈولی رباب کی بے پناہ دولت اس کے سارے مسائل کا حل نہیں ہے لیکن یہ دولت ان چھوٹی بستیوں کے مسائل ضرور حل کر سکتی ہے۔ جنرل رباب! جب ڈولی رباب اپنے تمام منصوبوں میں ناکام ہو جائے گا تو اس کے بعد ان کے ولی عہد تم ہی ہو گے تم مجھ سے وعدہ کرو کہ اس دولت کا ایک ایک پیسہ تم ان غریب بستیوں پر خرچ .... کرو گے .... کیا تم اس کا وعدہ کرتے ہو؟"

"کاش میری کھال کے جوتے بھی ان کے کام آجائیں۔"

"تو پھر تم نے اپنے باپ کی زندگی محفوظ کرلی۔ تم نے اس کی عزت اس کی آن محفوظ کرلی' بس اسے اس کام کے لئے تیار کرنا ہے۔"

"کاش یہ سب کچھ تمہاری پسند کے مطابق ہو جائے اگر میرے دل کی بات پوچھنا چاہتے ہو تو میری بیوی شامہ کو دیکھ لو۔ دنیا کی ٹھکرائی ہوئی ماں اور اس کی مظلوم بیٹی کسی کے لئے قابل اعتناء نہیں تھیں مگر میں نے .... میں نے انہیں سینے سے لگالیا اور وہ سارا مان دیا جو دنیا میں جینے والوں کو دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دیگ کا ایک چاول ہے۔"

"میں جانتا ہوں جنرل رباب' میں تمہیں اچھی طرح جان چکا ہوں۔"

"اب یہ بتاؤ آئندہ کیا کرنا ہے؟" جنرل رباب نے پوچھا۔

"بس یہی سوچ رہا ہوں کہ کیا کرنا چاہیے۔" میں پر خیال انداز میں رخسار کھجانے لگا۔

اسی وقت بوڑھی عورت اندر داخل ہوگئی اور اس نے کہا۔ "کھانا کہاں کھاؤ گے کھانا تیار ہو گیا ہے؟"

"اتنی جلدی' مادر مہربان؟"

"ہاں۔ مہمانوں کے لئے فوراً" تیاریاں شروع کردی گئی تھیں۔"

"تو پھر ہم کھانا یہیں لے آتے ہیں' میں ذرا مادر مہربان کے ساتھ جارہا ہوں' تم لوگ انتظار کرلو۔"

کھانا سادہ لیکن بہت پر لطف تھا۔ جنرل رباب نے چیکاس برادرز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"دوستو یہ خانہ بے تکلف ہے' آرام کے لئے جو جگہ چاہو منتخب کرلینا۔ میں تمہیں ایک

معزز مہمان کا درجہ دیتا ہوں۔"

چیکاس برادرز نے ممنونیت سے گردن جھکا دی تھی۔

رات کو جنرل رباب کہنے لگا۔ "میرا خیال ہے میرے باپ سے ابتدا کرو' آؤ اس بلند جگہ چلتے ہیں جہاں سے ہمیں اس سے بات کرنے میں لطف آئے گا۔"

میں نے گردن خم کر دی اور اس کے بعد ہم اس ٹوپی نما چٹان کے پاس پہنچ گئے' جس کے چاروں طرف سنسان رات پھیلی ہوئی تھی۔ مدہم مدہم روشنیوں میں منظر بے حد عجیب نظر آرہا تھا' جنرل رباب مسکرا کر میرے پاس بیٹھ گیا اور پھر میں انسا فون پر ڈولی رباب کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے رابطہ قائم ہو گیا اور آواز آئی۔ "کون ہے؟"

"ڈولی رباب سے بات کراؤ۔"

"کون بول رہا ہے؟"

"اس کا بد ترین دشمن۔" میں نے پروگرام کے مطابق غراتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس کرتے ہو' ڈولی رباب کے دشمن یہاں جی نہیں سکتے۔"

"مگر میں زندہ ہوں اسے صرف اتنا بتا دو کہ وہ بات کرنا چاہتا ہے جس کے لئے وہ پریشان ہے۔" دوسری طرف سے خاموشی چھا گئی'

جنرل رباب مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا میں انتظار کرنے لگا پھر آواز آئی۔

"تھوڑی دیر انتظار کرو' ابھی رابطہ قائم ہوا جاتا ہے۔"

"میں انتظار کر رہا ہوں۔" ذرا دیر بعد سیٹ پر ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کون ہے تو' میں ڈولی رباب بول رہا ہوں؟"

"فی الحال دشمنوں میں شمار کرو مجھے' ڈولی رباب ہو سکتا ہے یہ دشمنی دوستی میں بدل جائے' فی الحال مجھے اپنا بد ترین دشمن سمجھو۔"

"میری بستی میں' میرے علاقے میں تو کب تک جی سکتا ہے کتے۔ کہاں چھپا ہوا ہے سامنے آکر بات کر' مردوں کی طرح۔"

"ایسی باتیں مجھے متاثر نہیں کرتیں جہاں بھی چھپا ہوا ہوں' محفوظ سمجھتا ہوں اپنے آپ کو' لیکن تم بالکل غیر محفوظ ہو' میں نے تمہارے تمام گوداموں کی تصاویر بنالی ہیں اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

اگر میں یہ تصویریں سرکاری حکام کو فروخت کرنا چاہوں تو مجھے ان کی شاندار قیمت مل سکتی ہے۔ میں اگر چاہوں تو اخبارات کو بھی یہ تمام تصاویر فراہم کرسکتا ہوں۔ ان تمام تفصیلات کے ساتھ اور اس کے بعد ڈولی رباب تمہیں اپنے اس تمام کاروبار سے محروم ہونا پڑے گا۔ کیا سمجھے' میرا خیال ہے کہ اب تم سمجھ چکے ہو گے کہ میں کون ہوں۔"

"میرے خیال میں تجھے کسی ایسی کتیا نے جنم دیا ہے جو خارش زدہ ہوگی ایک بار میرے ہاتھ آ........ بس ایک بار۔ میں تجھ سے پورا تعارف کرادوں گا اپنا۔"

"تم کوشش تو کر رہے ہو مجھے پکڑنے کی اور تمہارے ساتھ بادل گل تعاون کر رہا ہے۔"

"بہت خوش ہے تو اس بات پر کہ ابھی ہمارے ہاتھ نہیں آیا' خوش ہولے مگر تیری یہ خوشی عارضی ہوگی۔"

"ابھی تک تو تم کچھ نہیں کرسکے۔"

"ابھی وقت ہی کتنا گزرا ہے' تیری یہ خواہش پوری ہو جائے گی' پورے شہر کی ناکہ بندی کر دی ہے ہم نے۔"

"اور میں تمہاری شہ رگ پر بیٹھا ہوا ہوں۔"

"کتے کی اولاد........ کب تک چوہے کے بل میں چھپا رہے گا' نکال لیں گے ہم تجھے۔ نر کا بچہ ہے تو سامنے آکر بات کر۔" ڈولی رباب نے کہا۔

"افسوس کچھ ایسی بات ہوگئی ہے کہ اب تمہارے لئے کوئی برا لفظ استعمال نہیں کرسکتا۔" میں نے مسکرا کر جنرل رباب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور کیا کہنا ہے تجھے۔"

"ایک اہم انکشاف کرنا چاہتا ہوں۔ تمہاری چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ دنیا میں نسلیں بیٹوں سے چلتی ہیں۔ کیا تم دولت کے لئے اپنی نسل کشی کرنا پسند کرو گے۔"

"کتے کے بچے۔ تیری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"کاش میں بھی جواب میں تمہیں یہی کہہ سکتا۔" میں نے اپنا غصہ دباتے ہوئے کہا۔ "سنو تمہاری نسل تباہ ہو رہی ہے' اسے بچانا چاہتے ہو تو مجھ سے بات کرو۔"

"تو کیا بکواس کر رہا ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔"

"تمہارا بیٹا جنرل رباب میرے قبضے میں ہے' اس وقت وہ جس حالت میں ہے اس کی تصویر زبانی سن لو وہ الٹا لٹکا ہوا ہے اس سے چار فٹ کے فاصلے پر انگیٹھی میں کوئلے دہک رہے ہیں' اس کا بدن بے لباس ہے' ابھی اس پر اذیتوں کا آغاز نہیں کیا گیا ہے۔"

"بک۔ کیا بکواس کر رہا ہے؟"

"اگر تم مہذب نہ ہوئے اور اس کے بعد تمہاری زبان سے ایک بھی گالی نکلی تو اس پر عذاب شروع ہو جائے گا۔"

"بکواس........ جھوٹ۔" ڈولی رباب کی آواز سے خوف جھلک رہا تھا۔

"تو پھر سنو۔" میں نے جنرل رباب کو اشارہ کیا اور فون اس کے قریب کر دیا۔

جنرل رباب تو بہترین صداکار تھا اس نے فوراً کہا۔ "آہ........ آہ........ میری پنڈلیاں ٹوٹ جائیں گی۔ کھول دو خدا کے لئے مجھے کھول دو۔ کھول دو میرا سر چکرا رہا ہے۔ مر رہا ہوں میں۔ آہ........ آہ........"

ایسی اذیت میں ڈوبی آواز تھی کہ میں بھی دنگ رہ گیا۔

دوسری طرف سے ڈولی رباب کی تڑپتی ہوئی آواز سنائی دی۔ "یہ تو ہے........؟ میرے بچے جنرل"

"بچالو بابا جان' بچالو مجھے........ آہ میری پنڈلیاں ٹوٹ رہی ہیں۔ بابا جان مر جاؤں گا میں........ مجھے بچالو' خدا کے لئے مجھے بچالو۔"

"کیا ہو رہا ہے یہ........ کہاں ہے تو........ کون لوگ ہیں یہ؟"

"بچالو مجھے بابا جان بچالو........ آہ مجھے بچالو۔" جنرل رباب اس بلا کی صداکاری کر رہا تھا کہ اسے داد دینے کو جی چاہ رہا تھا........

ڈولی رباب کی آواز سنائی دی۔ "دشمن کہاں ہے تو........ میری بات سن........ فون اپنے چہرے کے قریب کر میں تجھ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں زیادہ دور نہیں ہوں تمہارے لخت جگر سے ڈولی رباب........ بولو کیا بات کرنا چاہتے ہو۔"

"کیا چاہتا ہے تو' آہ تو نے کیا سلوک کر رکھا ہے' میرے بچے کے ساتھ........ سن فوراً کھول دے اسے ورنہ تیری نسلوں کو تباہ کردوں گا' میں ہر اس شخص کو تباہ کردوں گا

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

جو تیرا نام بھی جانتا ہو گا۔"

"ضرور تباہ کر دینا لیکن اس وقت جب تمہارے بیٹے کی لاش تمہارے پاس پہنچ جائے۔ تم سے گفتگو آخری مراحل میں ہے' اس کے بعد اس پر اذیتوں کا آغاز ہو جائے گا۔ ہم اس کی دونوں آنکھیں نکال دیں گے' اس کے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں کاٹ دیں گے' اس کے جسم پر جگہ جگہ اتنے داغ لگائیں گے کہ تم وہ داغ گن نہ پاؤ گے اور اس کے بعد تمہارا یہ ٹوٹا پھوٹا بیٹا تمہارے پاس واپس پہنچا دیں گے۔ ابھی یہ زندہ سلامت ہے لیکن بہت تھوڑا سا وقت لگے گا' اس میں بہت تھوڑا سا وقت لگے گا۔"

ڈولی رباب اتنے کرب سے چیخا کہ خود مجھے اس کی دلدوز چیخوں پر دکھ ہوا۔

میں نے کہا۔ "سوچ لو ڈولی رباب' فیصلہ کر لو۔"

"نہیں معافی چاہتا ہوں' تجھ سے' معاف کر دے مجھے' جو کچھ کہہ چکا ہوں اسے بھول جا۔ جو سزا چاہے دے لینا' میری ان باتوں کی مجھے' پہلے اسے کھول دے' الٹا لٹکے لٹکے اس کی پنڈلیاں ناکارہ ہو جائیں گی' کھول دے اسے' یوں سمجھ لے کہ جو کچھ تو کہے گا میں مان لوں گا' اپنی گردن پیش کر دوں گا تجھے۔ اگر یہ سلوک تو میرے ساتھ کرنا چاہیے' جو تو نے میرے بیٹے کے لئے اپنی ناپاک زبان سے کہا ہے' تو میں اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دوں گا۔"

"نہیں ڈولی رباب۔ اگر تو میری بات مان لے' تو نہ تیرے بیٹے کو کوئی اذیت پہنچے گی اور نہ تجھے' میں بھول جاؤں گا سب کچھ' کہ تو نے کیا کیا نقصانات پہنچائے ہیں میرے وطن کے لوگوں کو۔ بول ڈولی رباب اپنے بیٹے کے عوض یہ سودا کر رہا ہے؟"

"دیوانے' بے وقوف۔ جنرل رباب کے لئے تو میں اپنی ساری کائنات کا سودا کر سکتا ہوں سب کچھ دے سکتا ہوں' بہت دولت ہے میرے پاس' اتنی دولت ہے کہ تو سوچ بھی نہیں سکتا' اس جیسے دو شہر آباد کر دوں گا میں۔ دو شہر آباد کر دوں گا۔ میرے بچے کو پہلے کھول دے' اس کی زبان سے یہ کہلوا دے کہ اب وہ بہتر حالت میں ہے۔"

"ٹھیک ہے اچھے تعاون کے لئے میں تیری اس خواہش پر عمل کر رہا ہوں۔ کھول دو اسے۔" میں نے اس طرح کہا جیسا اپنے ساتھیوں کو حکم دے رہا ہوں' پھر چند لمحات کے بعد میں نے ٹیلی فون سیٹ جنرل رباب کے سامنے رکھ دیا۔

"اس کی بات مان لو بابا...... بابا جان اس کی بات مان لو...... یہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ کر دو...... ورنہ ورنہ یہ بڑے وحشی لوگ ہیں...... بابا جان یہ مجھے اذیتیں دے دے کر ہلاک کر دیں گے...... اس کی بات مان لو خدا کے لئے اس کی بات مان لو۔"

"انہوں نے تجھے کھول دیا......؟"

"ہاں بابا جان' مگر میں اپنے پیروں سے کھڑا نہیں ہو سکتا' آہ میری پنڈلیاں ناکارہ ہو گئی ہیں۔"

"دیکھو۔ کون ہو۔ تم کسی سے اس کی پنڈلیاں ملوا کر اس کا دوران خون بحال کرا دو' تمہارا احسان ہو گا مجھ پر' اسے فوری طبی امداد دو' یوں سمجھ لو غلام بن گیا ہوں تمہارا' میری زندگی اب تمہاری مٹھی میں ہے۔"

"ایک عظیم باپ کی شکل میں تمہیں سلام کرتا ہوں ڈولی رباب' تمہاری یہ خواہش بھی پوری کی جائے گی' اب سنو اس ٹیلی فون سے ایک ٹیپ ریکارڈ منسلک ہے' جس پر تمہاری تمام گفتگو ریکارڈ ہو رہی ہے۔ یہ اعترافات تمہارے انحراف کی شکل میں جس طرح بھی ممکن ہوئے تمہارے خلاف استعمال کئے جائیں گے' لیکن تمہیں اپنا اسٹیٹمنٹ دینا ہو گا' اپنے بیٹے کی زندگی کے لئے۔"

"فون اسے دو۔" ڈولی رباب نے کہا اور میں نے فون جنرل کے سامنے کر دیا۔

جنرل کی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی۔

"بابا جان۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"جنرل' میرے بیٹے! تکلیف کم ہوئی؟"

"ہاں بابا جان۔ اب ٹھیک ہوں۔"

"فکر مت کرو' میری جان میں تجھے زندگی دے کر بھی بچالوں گا' فکر نہ کرنا سب ٹھیک ہو جائے گا' فون اسے دے دو۔"

"ہاں! ڈولی رباب۔"

"بولو' کیا چاہتے ہو؟"

"تمہارے جرائم کی تفصیل۔"

"کہاں سے شروع کروں؟"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"جہاں سے تم نے مجرمانہ زندگی کا آغاز کیا۔"

"تفصیل طویل ہو جائے گی، مختصر مگر کام کی بات ہو میں ڈولی رباب، جانم رباب کا بیٹا اعتراف کرتا ہوں کہ پچھلے تیرہ سال سے میں منشیات کا تاجر ہوں۔ میں نے کروڑوں روپے کی ہیروئن مختلف ملکوں کو فروخت کی ہے۔ اس کے بعد میں نے دوسرے ناجائز کاروبار کئے۔ اس وقت ملک کے دوسرے شہروں کے تمام بینکوں میں میری کوئی چار ارب روپے کی دولت جمع ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں میرے ڈیڑھ ارب ڈالر جمع ہیں۔ میں اب اسلحہ کی تجارت کر رہا ہوں، اس کے علاوہ جعلی کرنسی کا بہت بڑا تاجر ہوں۔ یہ کرنسی کئی ملکوں سے چھپ کر میرے پاس آتی ہے اور میں اس کا سب سے بڑا مقامی ڈیلر ہوں۔ یہ تمام اعترافات میں پورے ہوش و حواس میں کر رہا ہوں۔"

☆☆☆☆

"اطمینان بخش اعتراف ہے۔"

"اور کیا چاہتے ہو؟"

"بادل گل کے بارے میں معلومات۔"

"بادل گل مجھ سے بڑا اسمگلر ہے۔ وہ اس وقت سویا بین کی بڑی اسمگلنگ کر رہا ہے۔"

"کیا طریقہ کار ہے اس کا؟"

"خدا کی قسم میں نہیں جانتا۔ اگر جانتا تو اس وقت تم سے کچھ نہیں چھپاتا۔ اس کا طریقہ کار مجھے نہیں معلوم۔"

"تاربین کے جنگلات میں اس کی رہائش گاہ ہے۔"

"ہاں سب کچھ وہیں سے ہوتا ہے۔ وہ بہت چالاک آدمی ہے۔ اس نے اپنا صرف ایک پوائنٹ بنا رکھا ہے۔ باقی اس کا کسی جگہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس پوائنٹ کو اس نے سب سے مضبوط جگہ بنا رکھا ہے۔"

"کیا تم تاربین کے جنگلات میں اس کے گھر گئے ہو؟"

"ہاں جاتا رہتا ہوں۔"

"اس جگہ تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟"

"تاربین کے جنگلات سے گزرنا ہوتا ہے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔"

"کیا ان جنگلات سے گزرنا ممکن نہیں؟"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"بالکل' وہ سب جانتا ہے کہ کون کب ادھر داخل ہوا ہے۔"

"کوئی طریقہ ایسا بتاؤ جس سے اس تک پہنچا جاسکے؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"کیا اسے وہاں بیٹھ کر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جنگلوں میں کون داخل ہوا؟"

"وہ اپنے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاتا۔ میری بات پر یقین کرو اگر معلوم ہوتا تو میں تم سے کچھ نہ چھپاتا۔" ڈولی رباب نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز سے بے پناہ خوف ٹپک رہا تھا۔

"مسٹر ڈولی رباب یہ تمام اعترافات ریکارڈ ہو چکے ہیں۔ کیا تمہیں اندازہ ہے کہ ان اعترافات کے بعد تمہاری کیا پوزیشن ہوگئی ہے؟"

"صرف.......... میرے بچے اس سے مستثنیٰ ہیں۔"

"کیا مطلب ہے؟"

"ان سے صرف میں پھنستا ہوں میرے بچے نہیں پھنستے اور یہ سچ بھی ہے۔ جنرل بالکل بے گناہ ہے تم اسے چھوڑ دو۔ سنو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ.........."

"ڈولی رباب' جنرل شاہ کو ابھی نہیں چھوڑا جاسکتا۔"

تمہیں بادل گل کے خلاف ہماری مدد کرنی ہوگی۔ اس کے علاوہ تمہیں جرم کی یہ زندگی بھی ختم کرنی ہوگی۔ بہت سے کاموں کے بعد تمہیں اپنے بیٹے کی صورت دیکھنا نصیب ہوگی۔ یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔"

"آہ میں.......... میں اس تصور سے ہی مرجاؤں گا کہ وہ.......... وہ کسی کی قید میں ہے۔"

"اس کی زندگی تمہارے آئندہ تعاون سے بچے گی۔ ہاں یہ وعدہ ہے تم سے کہ اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی لیکن صرف اس شرط پر کہ تم تعاون کرو گے۔"

میں نے فون بند کر دیا۔

جنرل شاہ کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا مفہوم میری سمجھ میں آگیا۔

"ہاں جنرل شاہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

"کیا؟"

"وہ ایک قابل رشک باپ ہے۔ میں نے اس سے قبل محبت کا یہ معیار نہیں دیکھا۔"

"جنرل رباب مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔" اسے معاف کردو دوست' تمہارے اس حکم کی تعمیل میں کروں گا اور میں جھوٹا انسان نہیں ہوں۔

"جنرل رباب نے یہ جگہ خوب بنائی تھی۔ تین چار دن ہم نے بالکل خاموشی سے گزارے۔ راتوں کو ہم تاربین کے جنگلات کا تجزیہ کرتے رہے۔ اس دوران ایک رات ہنگامہ خیز رہی تھی۔ اس رات ٹرکوں کی ایک لمبی قطار ان جنگلوں میں داخل ہوئی تھی۔ کوئی سو کے قریب ٹرک تھے جو جنگل میں غائب ہوگئے تھے۔ پھر دوسری رات وہ واپس ہوئے تھے' اندازہ ہوگیا تھا کہ ان میں کیا آیا ہے۔ بیرونی خبریں' خوبصورت خان اور اجمل شاہ دیتے رہتے تھے۔ اجمل شاہ نے بتایا کہ اس کی بھاوج زرینہ بہت غمزدہ ہوئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ ہم سب بادل گل کے ستائے ہوئے ہیں۔ اجمل شاہ نے اسے حقیقت نہیں بتائی تھی۔"

اس وقت بھی ہم ٹیلے کی بلندی سے تاربین کے جنگلات کا جائزہ لے رہے تھے اسی موضوع پر بات ہو رہی تھی۔ اچانک چیکاس برادرز ایک قطار میں کھڑے ہوگئے۔ "کچھ کہنا ہے چیف۔"

میں اور جنرل رباب چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔

"کیا بات ہے؟"

"ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ تاربین کے جنگلات میں داخل ہو کر بادل گل کا یہ ٹھکانہ تباہ کریں گے۔ بہت انتظار ہوگیا۔ اب عمل ضروری ہوگیا ہے۔"

"مگر کیسے..........؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

جواب میں انہوں نے اپنی جیب سے وہ نیلی پٹیاں نکال لیں جو ان کے لئے ایک مقدس قسم کا درجہ رکھتی تھیں۔ یہ پٹیاں ماتھے پر باندھ کر وہ کمر تک جھکے اور سیدھے ہوگئے۔ "جس طرح بھی ممکن ہوسکا۔" انہوں نے بیک وقت کہا۔ چھوٹے قامت کے یہ نوجوان بے حد پراسرار محسوس ہو رہے تھے۔ جنرل رباب کے چہرے پر بھی حیرت تھی۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

مجھے وہ لمحات یاد آ رہے تھے۔ جب انہوں نے جبار گینی ڈال کی لاش حاصل کی تھی۔

چیکاس برادرز چھوٹے قدوقامت کے مالک تھے لیکن اس وقت ان کا قد بہت بڑا لگ رہا تھا۔ جو عزم ان کے چہروں پر کھیل رہا تھا وہ ناقابل تسخیر تھا۔ یہ نیلی پٹیاں ان کے لئے زندگی اور موت کا درجہ رکھتی تھیں۔ یعنی جب انہیں باندھ لیا تو پھر یا تو جو کام وہ کرنا چاہتے تھے وہ لازمی طور پر ہونا چاہیے ورنہ پھر موت کو گلے لگا لینا ان کے لئے سب سے آسان تھا۔

کافی دیر خاموش گزر گئی۔ وہ سب جنگلات کی جانب دیکھ رہے تھے۔ جو رات کی تاریکیوں میں دھندلے دھندلے سایوں کی شکل میں نظر آ رہے تھے۔ بالآخر یہ پراسرار سکوت جنرل رباب نے توڑا۔

"میری سمجھ میں کچھ آیا نہیں مسٹر دانش۔"

"آؤ ویسے بھی یہاں رکنا اب ضروری نہیں رہا ہے۔"

"ہم سب ٹیلے سے واپس آ گئے۔ جنرل رباب نے شامہ سے کہا کہ عمدہ قسم کا قہوہ تیار کر کے پلائے۔"

شامہ ایک عظیم لڑکی تھی۔ ایک ایسا پروقار کردار جس سے دل خود بخود متاثر ہو جاتا تھا۔ آنکھوں سے محروم ہونے کے باوجود وہ ہزار آنکھوں کی مالک معلوم ہوتی تھی۔ کہیں بھی اسے لڑکھڑاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا تھا۔ ہم لوگوں نے ایک عمدہ جگہ نشست جمائی۔ چیکاس برادرز گھٹنوں کے بل اس طرح بیٹھے کہ عام آدمی کا بیٹھنا ناممکن ہو جائے۔ عجیب و غریب طریقے سے انہوں نے ٹانگیں موڑلی تھیں۔ جنرل رباب نے ان کے بیٹھنے کے اس انداز کو بھی تعجب سے دیکھا۔ میں نے بھی حیرانی ہی سے دیکھا تھا۔ اتنے عرصے سے ان لوگوں کے ساتھ تھا۔ لیکن بسا اوقات یہ پراسرار وجود مجھے بھی حیران کر دیا کرتے تھے۔ پوچھ ہی بیٹھا اس بارے میں تو چیکاس ون نے مدھم لہجے میں کہا۔

"چیف دراصل یہ ہماری بہن کا سکھایا ہوا ایک آسن ہے۔ اس طرح بیٹھنے سے ہمارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن نیلی پٹیوں کی قسم جب بھی کھائی جاتی ہے تو ہر طرح کے عیش و عشرت حرام ہو جاتے ہیں۔ آپ کو شاید اس بارے میں معلومات حاصل ہوں۔ بڑی عجیب و غریب کہانی ہے۔ زمانہ قدیم کی ایک کہانی جسے مختصر الفاظ میں' میں آپ کے

سامنے بیان کروں۔ وہ ظالم تھے اور انہوں نے معصوم انسانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رکھے تھے۔ انہوں نے معصوم انسانوں کو ہتھیار بھی نہ دیئے تھے۔ تب بزرگوں نے کہا کہ ان کا مقابلہ خالی ہاتھوں سے کیا جائے لیکن اس طرح کہ روحانیت کا عمل ہو' ظلم کے خلاف عمل ہو' اپنے ذاتی مفاد کے لئے کچھ نہ کیا جائے اور چیف ان بزرگوں کے پیروکار اپنے جسم کو ڈھک کر اپنے چہرے کو ڈھک کر پتھر کے ٹکڑے' لکڑی کے ڈنڈے' لوہے کے ہتھیار' لوہے کے ستارے' غرض وہ ہر چیز لے کر کمربستہ ہو گئے جس سے ظالموں کو نقصان پہنچایا جائے۔ جدید دور میں انہیں ننجا کہا جاتا ہے لیکن ننجاؤں کی کہانیاں قدیم ترین ہیں۔ وہ مظلوم اپنا چہرہ چھپائے ہوئے ظالموں کے مدمقابل آتے۔ رات کی تاریکیوں کا لباس پہنتے اور انہی تاریکیوں میں وہ ظالموں پر قہر بن جاتے۔ ان کے ہاتھوں سے نکلے ہوئے ستارے ظلم کی کمر میں سوراخ کر دیتے۔ ان کی گردن اتار دیتے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے لمبے لمبے ڈنڈے اس طرح گردش میں آتے کہ کئی کئی افراد اپنے قدموں پر کھڑے نہ رہ پاتے۔ ان کی تلواریں' ان کے نیزے روحانیت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے اور بھلا سمندر کا مقابلہ ندی نالے کیسے کر سکتے ہیں اور زمانہ قدیم کا یہ روحانی مزاج ان کے تن میں آج تک کھلا ہوا ہے اور جب ہم لوگ اپنی بہن چیکاس کو یاد کرتے ہیں تو ہمیں یاد آ جاتا ہے کہ اس کے احکامات کیا تھے۔ نیلی پٹیاں اس وقت باندھی جاتی ہیں چیف جب مشکل حد سے گزر جائے اور اس کے بعد صرف ایک تصور رہ جائے۔ عمل اور اس کا نتیجہ چاہے وہ موت کی شکل میں ہی کیوں نہ نکل آئے تو چیف اس وقت تک ہم پر عیش و آرام حرام ہوتا ہے۔ ہم بستروں پر لیٹیں گے تو ہمارے جسموں کے نیچے ایسے نوکیلے پتھر ہوں گے جو ہمارے جسموں کو چبھتے رہیں گے۔ اس طرح ہم اپنی قسم سے غافل نہیں ہوں گے۔ ہم اگر زمین پر بیٹھتے ہیں تو اس لئے اس طرح سے بیٹھتے ہیں کہ ہمارے مڑے تڑے پاؤں ہمیں تکلیف دیتے رہیں اور کہیں ہماری پسند کا کوئی لمحہ ہمارے ذہنوں سے ان قسموں کو فراموش نہ کر دے۔ یہ ہمارے بیٹھنے کا جواز ہے چیف اور اس وجہ سے ہم اس انداز میں بیٹھے ہیں۔"

جنرل رباب پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا اس نے متاثر لہجے میں کہا۔

"جب ایسی قسم کھالی جائے مسٹر دانش تو میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کامیابیوں

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کے راستے کون روکے۔"

"ہوں، بہرحال تمہیں مجھ سے زیادہ اب شاید کوئی نہیں جانتا اگر میں تمہیں اپنا بھائی کہوں تو مجھے کبھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ میں غلط کہہ رہا ہوں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو قسم تم نے کھائی ہے تم بے شک اس پر عمل کرو لیکن مجھے یہ پتا چل جانا چاہیے کہ تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"

"چیف ابھی تک ہمارے ذہنوں میں کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ بس یہ بات ہمارے علم میں آئی ہے کہ تاربین کے ان چھدرے اور گھنے درختوں سے گزر کر ہمارا مرکز ایک ایسی عمارت ہے جہاں سے ہمارے اس ملک کی معاشی زندگی کے لئے بدترین کارروائیاں ہوتی ہیں۔ ہم کارروائیوں کے اس مرکز کو جس طرح بھی بن پڑا فنا کر دیں گے۔"

"میں یہ چاہتا ہوں کہ تم جو کچھ بھی کرو۔ اس کی منصوبہ بندی اتنی مضبوط ہو کہ ناکامی کا امکان نہ ہونے کے برابر ہو۔ خدانخواستہ تم ناکام رہے تو اس ناکامی کے اثرات پورے وطن پر پڑیں گے۔ بادل گل ہوشیار ہو جائے گا اور ہم نے اب تک جو کچھ کیا ہے وہ سب مٹی میں مل جائے گا۔"

چیکاس برادرز نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں صلاح و مشورے کرتے رہے۔ پھر چیکاس فائیو نے کہا۔ "چیف آج کی رات ہماری منصوبہ بندیوں کی رات ہے۔ آج ہم کوئی کام کرنے نہیں جا رہے لیکن کل ہم کوئی ایسا موثر منصوبہ تیار کریں گے جس سے ہم تاربین کے جنگلات میں داخل ہو کر اپنا فرض پورا کر سکیں۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ وہ سب آرام کرنے چلے گئے تو جنرل رباب نے مجھ سے کہا۔

"آپ کو بھی نیند آرہی ہے؟"

"نہیں، کہو کچھ کہنا چاہتے ہو۔"

"ہاں میں آپ لوگوں سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ بہت جذباتی ہو گیا ہوں۔ ایک بار دل میں پھر کچھ سوالات جاگ رہے ہیں کچھ کہنے کو جی چاہ رہا ہے۔ یہ چھوٹے نوجوان عجیب و غریب ہیں۔ آپ نے مختصراً ان کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے وہ مجھے بڑا سنسنی خیز محسوس ہوتا ہے۔ خیر جیسا کہ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کو اپنے منصوبے سے آگاہ رکھیں

گے۔ یقینی طور پر مجھے بھی تھوڑی بہت تفصیلات معلوم ہو جائیں گی اور چیف سوری مسٹر دانش، میں بھی آپ کو چیف کہہ جاتا ہوں۔ مطلب میرا یہ ہے کہ میرا اس نیک کام میں کیا کردار ہو گا؟"

میں نے گہری نگاہوں سے جنرل شاہ کو دیکھا اور پھر کہا۔ "جنرل رباب تم نے اپنا فرض تو پورا، پورا ادا کر دیا ہے۔ کم از کم اس وقت تو ڈولی رباب ہمارا مدمقابل نہیں ہے کیا یہ کم ہے کہ ہم تمہاری وجہ سے دو طاقتوں کے درمیان پسنے سے بچ گئے اور اس وقت صرف بادل گل کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ یہ آسانی تم نے فراہم کی ہے ورنہ شاید یہ سب کچھ اتنا آسان نہ ہوتا۔"

"آپ مجھے ٹال رہے ہیں مسٹر دانش، میں دل کی تمام تر سچائیوں کے ساتھ یہ کام کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک آپ نے مجھے بتایا ہے کہ اس میں میرے وطن کی بقا مضمر ہے۔ میں بھی اپنی اس زمین سے پیار کرتا ہوں۔ اس کے لئے شخصیتوں تک بات کا محدود رہنا مناسب نہیں ہے۔ مجھے بھی میری اس زمین کے لئے کچھ کرنے کا موقع دیجئے۔ جو ہوا ہے وہ تو ایک تجویز تھی ایک تدبیر تھی لیکن میں عمل کرنا چاہتا ہوں۔"

"وعدے کرتے ہو کہ جو کچھ میں کہوں گا وہی کرو گے۔"

"وعدہ کرتا ہوں اور اس وعدے کے لئے نہ کوئی قسم کھاؤں گا اور نہ ہی اعتماد دلاؤں گا۔ یہ دل سے دل کا معاملہ ہے آپ کا دل گواہی دے تو مجھ پر یقین کر لیجئے۔"

"یقین نہ کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.. وعدہ کیا ہے تو سنو تم یہاں مقیم رہو، شامہ اور اس کی والدہ کا خیال رکھو۔ اپنے آپ کو ہمارے لئے محفوظ رکھو تاکہ ڈولی رباب فوراً" کوئی عمل نہ کر سکے اور جب ہم کامیاب ہو کر واپس آئیں گے تو تم سے دل کی وہ بات کہیں گے جو ہمارے سینے میں تمہارے لئے ہے. اس وقت تک کے لئے تم نہ کوئی ضد کرو گے اور نہ ہی برا مانو گے اور نہ یہ سمجھو گے کہ ہم نے تمہاری خواہش کی تکمیل نہیں کی۔ بس یوں سمجھو کہ اس مہم کے مختلف حصے ہیں اور اس مہم کے لئے کام کرنے والوں کی مختلف ذمہ داریاں ہیں۔ خوب صورت خان اور جمال شاہ دونوں باہر کے معاملات سے نمٹ رہے ہیں۔ تمہیں ان سے بھی رابطے رکھنے ہوں گے اور یہاں تم ہمارے کامیابی کے منتظر رہو۔ یہی اس وقت تمہارا سب سے بڑا کارنامہ ہو گا۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

جنرل رباب نے گہری سانس لے کر گردن ہلائی اور بولا۔ "ٹھیک ہے اس ہدایت پر عمل کروں گا۔" اس کے بعد میں بھی آرام کرنے چلا گیا تھا۔

چیکاس برادرز رات بھر نجانے کیا منصوبہ بندیاں کرتے رہے لیکن میں نے ایک دوبار ان کی آہٹیں محسوس کی تھیں۔ جیسے وہ سوئے نہ ہوں جاگ رہے ہوں اور کچھ کر رہے ہوں۔ صبح کو البتہ جنرل نے بتایا کہ پانچوں کے پانچوں گہری نیند سو رہے ہیں۔

چیکاس برادرز کے باریک خراٹے کمرے کے نیم تاریک ماحول میں ابھر رہے تھے۔ ہم نے اس کمرے کے ایک کونے میں درختوں کی شاخوں اور ٹہنیوں کے ڈھیر دیکھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی کوئی تین تین فٹ لمبی لکڑیاں جن میں سے کوئی کوئی چار اور پانچ فٹ کی بھی تھیں نظر آئیں۔ یہ لکڑیاں مضبوط اور ایک خاص طریقے میں چھیل کر بنائی ہوئی تھیں۔ نہ صرف میں نے بلکہ جنرل رباب نے بھی اس انوکھے ذخیرے کو دیکھا اور خاموشی سے باہر نکل آئے۔ جنرل شاہ بولا۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ تاربین کے جنگلات تک پہنچ گئے۔ یہ پتے اور ٹہنیاں تاربین کے جنگلات کے درختوں کی ہیں۔"

"وہ سب کچھ کرسکتے ہیں۔" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اچھا اب یہ بتایئے کہ ناشتا ان کے بغیر کریں گے یا پھر ان کا انتظار کیا جائے۔"

"نہیں بھئی مجھے تو بھوک لگ رہی ہے اور ان کے انداز سے یہ پتا چل رہا ہے کہ ابھی وہ دیر تک سوئیں گے۔"

"تو پھر آیئے ہم ناشتا کریں۔" جنرل نے کہا۔

شامہ نے ناشتہ تیار کیا اور پھر ہم دونوں نے ناشتا کیا اس دوران باتیں کرتے رہے تھے۔ پھر ہم حیران رہ گئے کیونکہ ناشتا کرکے ہم چائے کے گھونٹ لی رہے تھے کہ پانچوں شریر ہمارے سامنے پہنچ گئے لیکن اس طرح تیار جیسے صبح سے تیار بیٹھے ہوں۔ جنرل رباب بے اختیار ہنس پڑا تھا اور وہ بھی ناشتے میں شامل ہوگئے پھر میں نے ان سے پوچھا۔

"تم لوگ رات کو کیا کرتے رہے؟"

"تاربین کے آس پاس چکراتے رہے یہ جائزہ لیتے رہے کہ وہاں انتظامات کس قسم کے ہوتے ہیں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ وہاں عام طور سے انسان نظر نہیں آتے یا ہوتے بھی ہیں تو اس طرح ساکت اور اپنی جگہ محدود کہ ہم انہیں گشت پر نہیں کہہ سکتے۔

جہاں تک میرا اندازہ ہے تاربین کے جنگلات میں باقاعدہ ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ اگر کوئی ان میں داخل ہو تو اپنے آپ ہی مصیبتوں کا شکار ہوتا رہے۔ شکنجے جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔"

"لازمی بات ہے مگر تمہارے کمرے میں لکڑی اور پتوں کے انبار کس لئے ہیں؟"

"ہم اپنے منصوبے کی تمام تفصیل آپ کو بتا دیں گے اور اس کے ایک مرحلے پر عمل کرچکے ہیں۔"

"وہ کیا.........."

"ضروری سازو سامان تاربین کے جنگلات کے ابتدائی سروں پر پہنچا دیا گیا ہے۔ ہم اب پوری طرح مستعد ہو کر وہاں جائیں گے۔ یہ ضروری سامان ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے کام آئے گا۔"

"تم وہ چیزیں تاربین میں چھوڑ آئے ہو؟ اگر تمہارا خیال ہے کہ وہاں سائنسی ذرائع سے حفاظت کا بندوبست کیا گیا ہے تو کیا تمہارا پہنچایا ہوا سامان کسی کی نگاہوں میں نہیں آئے گا؟"

"چیف دراصل ہماری عقل زمین سے بہت زیادہ اونچی نہیں ہے اور ہم نے اسی کا کھیل کھیلا ہے۔"

"مطلب۔"

"جن کی عقل پانچ فٹ سے زیادہ بلند ہوتی ہے وہ پانچ فٹ سے زیادہ بلندی پر چڑھتے ہیں۔ ہم نے چیف ساڑھے تین فٹ کی بلندی سے سوچا ہے اور ظاہر ہے ہماری سوچ ان سے نیچی ہے اور اس طرح ان کی عقلی سطح ہماری سطح سے نہیں ٹکرائے گی۔"

"آپ مطمئن رہیں ہمارا سازو سامان محفوظ رہے گا۔" اس فلسفیانہ بات پر جنرل رباب نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا تھا۔

"معاہدہ کے مطابق چیف ہم آپ کو اپنا منصوبہ بتانے کے لئے مجبور ہیں۔ تشریف لایئے۔" چیکاس ون نے کہا۔

وہ لوگ مجھے اور جنرل کو ایک کھلی جگہ لے گئے۔ چیکاس ون نے باقی چاروں کو اشارہ کیا اور وہ چاروں اندر چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد وہ لکڑیاں اور پتے وغیرہ اٹھا کر

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہمارے پاس آگئے پھر انہوں نے زمین پر بیٹھ کر مختلف سائز کی لکڑیاں اپنے پیروں میں باندھنا شروع کر دیں۔ انہیں خاص طریقے سے تسموں کے ذریعے انہوں نے اپنے پیروں سے باندھا تھا۔ جس جگہ وہ یہ مظاہرہ کر رہے تھے وہ خاصی وسیع و عریض تھی۔ پتے اور شاخیں انہوں نے اپنے جسم میں اس طرح سے باندھیں کہ وہ چھوٹے موٹے درختوں کی شکل اختیار کر گئے اور کچھ دیر کے بعد وہ اپنے اس کام سے فارغ ہوگئے۔ نہ صرف جنرل رباب بلکہ عقب میں شامہ اور اس کی ماں بھی آکھڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ شامہ دیکھ نہیں سکتی تھی لیکن شاید اسے کوئی احساس ہوگیا تھا اس کی ماں آہستہ لہجے میں اسے کچھ بتا رہی تھی۔ چیکاس برادرز نے لکڑیوں کے سہارے اپنے جسم کو سادھا اور اس کے بعد یقینی طور پر وہ چھوٹے چھوٹے درختوں کی شکل میں نظر آنے لگے۔ انہوں نے نہایت مہارت سے دونوں پاؤں اس طرح جوڑ لئے کہ ایک ناقابل یقین شکل سامنے آگئی۔ اگر کوئی سرسری نگاہ سے دیکھے تو وہ درخت کا نچلا حصہ ہی محسوس ہو۔ شاخیں اس طرح جسم میں اگائی گئی یا سجائی گئی تھیں کہ وہ درختوں سے پھوٹتی ہوئی شاخیں محسوس ہوں۔ جنرل رباب کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"اوہ خدایا' دانش صاحب مجھے اب یقین ہوگیا ہے کہ یہ زمین کی مخلوق نہیں ہے۔ آپ ذرا ٹیلے پر چل کے دیکھئے تاربین کے جنگلات میں اونچے اور گھنے درختوں کے ساتھ ساتھ بالکل ایسے درختوں کی بھی بہتات ہے۔ جن کی شکل انہوں نے اس وقت اختیار کی ہے اور اگر سرسری نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ تاربین کے جنگلات میں کھڑے ہوئے درخت ہی محسوس ہوتے ہیں۔"

جنرل یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دفعتاً" بونے شیطان متحرک ہوگئے۔ وہ برق رفتاری سے اپنی جگہ تبدیل کر رہے تھے۔ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ لکڑی کے ان ٹکڑوں پر اس برق رفتاری سے چلا جاسکتا ہے لیکن جو لوگ انہیں ان باریک تاروں پر دوڑ لگاتے ہوئے دیکھ چکے تھے انہیں البتہ ان کے اس کارنامے پر حیرت نہیں ہونی چاہیے تھے۔ وہ لوگ ایسی دھاچوکڑی مچائے ہوئے تھے کہ ہماری نگاہیں ان پر نہیں ٹک رہی تھیں لیکن اس طرح مشق تھی انہیں کہ مجال ہے کسی کو ذرا سی بھی لغزش ہو جائے۔ تقریباً" دس منٹ تک وہ اپنی اس حیرت انگیز صفت کا مظاہرہ کرتے رہے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ زمین

پر بیٹھ گئے۔ لکڑیاں اور پتے کھول دیئے پھر ہمارے سامنے آکر گردنیں خم کیں۔ چیکاس ون نے کہا۔

"ہم اس طرح جنگلوں میں اپنے لئے جگہ بنائیں گے وہاں ہمیں متحرک ہونے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی' اگر کسی کو یہ شبہ ہوگیا کہ کوئی جنگل میں داخل ہوا ہے تو اسے داخل ہونے والے کو تلاش کرنے میں دانتوں پسینے آجائیں گے اور یہ ننھے ننھے زہریلے ہتھیار اسے زندگی سے محروم کر دیں گے' یہ دیکھئے ان ستاروں کے چھ کونے ہیں اور ان میں ایک خاص قسم کے جانور کا زہر پوشیدہ ہی' آپ کو شاید اس زہریلے پہاڑی بچھو کے بارے میں علم ہو جو پتھر پر ڈنگ مارتا ہے تو پتھر جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اس پتھر کا ایک ریزہ انسانی زبان تک پہنچ جائے تو وہ کچھ بتانے کے لئے زندہ نہیں رہتا' یہ پہاڑی بچھو ہمیں چلی کے نواح میں دستیاب ہوگیا تھا اور ہم نے اس کا زہر محفوظ کرلیا تھا۔"

"کہاں.........؟" میں نے بے اختیار پوچھا۔

چیکاس برادرز میں سے ایک بولا۔

"ہمارے جسم میں ایسے بے شمار ننھے ننھے خانے پوشیدہ ہیں جو ایسی چیزیں چھپا سکتے ہیں۔"

جنرل رباب پھر ہنس پڑا تھا' اس نے کہا "میں صرف ایک بات کہوں گا۔ دانش صاحب کہ یہ لوگ بہت ذہین ہیں اور بادل گل کی شامت ہی آگئی ہے۔"

"میں نے تشویش زدہ نگاہوں سے چیکاس برادرز کو دیکھ کر کہا۔" اس طرح تم ان کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جاؤ گے اور اسے تباہ کردو گے۔"

"اسے تباہ کرنے کے بعد ہم آپ کے پاس پہنچیں گے اور سرخرو ہو کر گردنیں خم کریں گے۔"

"میں اس تجویز میں تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہتا ہوں۔ تم اپنا کام بے شک جاری رکھو گے لیکن تمہاری تمام تر کوشش یہی ہوگی کہ تم اس ہیڈ کوارٹر کے آس پاس رہو اور تمہارے ٹرانسیٹر آن رہیں گے میں تمہیں اس صورت حال کی اطلاع دیتا رہوں گا جو درپیش آرہی ہو' بلکہ جو کچھ مجھے پیش آرہا ہوگا وہ تمہارے کانوں سے دور نہ رہ سکے گا۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

تم میرا مطلب اچھی طرح سمجھ رہے ہو گے۔ میں تاربین کے جنگلات میں جا کر گرفتار ہونا چاہتا ہوں۔" سب حیرت سے میرا منہ تک رہے تھے اور پریشان تھے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ "میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ پانچوں ذہین لوگ ہر کام کر سکتے ہیں لیکن میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں وہ میرے پورے پروگرام پر مشتمل ہے' بادل گل سے ایک ملاقات اور اس کے بعد اس کے اغراض و مقاصد' اس کی پہنچ اور اس کا عمل میرے علم میں آنا ضروری ہے اور اس کے لئے مجھے اپنے آپ کو اس کی تحویل میں دینا ہوگا۔"

جنرل رباب سرد نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔

"لیکن بادل گل دیوانہ ہے اگر اس نے اس دیوانگی میں آپ پر حملہ کر دیا تو آپ کی جان خطرے میں بھی پڑ سکتی ہے اور اس طرح تو سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔"

"نہیں دوست' اب مجھے اس قدر ناکارہ بھی نہ سمجھو اور یہ درخواست میں اپنے ان ننھے ساتھیوں سے کروں گا' میرا کام بہت ضروری ہے اور اس میں کوئی ترمیم میرے لئے ناقابل قبول ہوگی' جبکہ میں تم لوگوں کا منصوبہ مسترد کر سکتا ہوں' تم لوگ سمجھتے نہیں یہ انتہائی ذاتی معاملہ ہے اور یہ سب کچھ کرنا میرے لئے ازحد ضروری' تاربین کے جنگلات میں داخل ہونے کا منصوبہ تو میرے ذہن میں بھی تھا' بس اتنا وقت اسی لئے صرف کیا کہ وہاں تک پہنچنے کی کوئی ایسی صورت حال ہو کہ مجھے تھوڑا سا بیرونی تحفظ بھی مل سکے۔" چیکاس برادرز ایک دم مستعد ہو گئے' جنرل رباب سے زیادہ وہ مجھے جانتے تھے۔

چیکاس ون نے کہا۔ "اگر یہ بات ہے تو ہم بھلا ان لمحات کو بھول سکتے ہیں جو جہاز پر ہماری زندگی بچانے کے لئے آپ کے عمل کی شکل میں ہماری نگاہوں کے سامنے آئے' ٹھیک ہے چیف اب منصوبے میں ذرا سی تبدیلی یوں ہوگی کہ ہم لوگ جنگلات میں داخل ہو کر اپنے آپ کو مستعدی سے ہیڈ کوارٹر کے قریب کریں گے اور آپ کی حرکت سے آگاہ رہیں گے۔" غالباً وہ میری باتوں سے مطمئن ہو گئے تھے۔

جنرل رباب نے سرد آہ بھر کر کہا۔ "میں ان دلکش لمحات کا ساتھی نہ بن سکوں گا مجھے تو اس کا بے حد افسوس رہے گا۔"

"دوست ہم پکنک پر نہیں جا رہے اور نہ ہی تمہیں ایسی بات سوچنی چاہیے' عمل کامل ہونا چاہیے' بس یہی ہم سب کی خواہش ہے۔"

جنرل رباب نے سمجھ جانے والے انداز میں گردن ہلا دی تھی اور اس کے بعد چیکاس برادرز ہم سے اجازت لے کر اپنی رہائش گاہ میں جا گھسے تھے۔ طے یہ ہوا تھا کہ اب اس منصوبے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اور اس کا آغاز آج رات ٹھیک نو بجے کر دیا جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے چیکاس برادرز کو لاجواب کر دیا تھا اور اپنی ٹانگ اس پروگرام میں گھسیڑ دی تھی' اگر ان کی جگہ رشید ناگی ہوتا تو میری زبردست مخالفت کرتا' لیکن جو فیصلہ میں نے کیا تھا وہ بھی بہت موثر تھا' بادل گل کو اس طرح قتل کر دینا یا اس کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دینا بے شک ایک بڑا کام تھا لیکن اس کے بعد یہ خیال ستاتا رہتا کہ کہیں کوئی خامی نہ رہ گئی ہو' کہیں ایسا نہ ہو کہ بادل گل اس سلسلے میں کوئی اور راہ ڈھونڈ لے اور بعد میں وہ اپنا کام اسی انداز میں پھر سے جاری کر دے' میں تو اطمینان بخش تکمیل چاہتا تھا۔ تاکہ اس منصوبے میں کوئی خامی نہ رہ جائے۔ چاہے اسے ایک بری بات ہی کیوں نہ کہہ لیا جائے۔ میں نے باقی دن پرسکون گزارا تھا ہاں تھوڑی سی منصوبہ بندی میں نے بھی اپنے ذہن میں کر لی تھی اور تمام تیاری مکمل کر لی تھی وہ اشیاء جن کی مجھے ضرورت پڑ سکتی تھی سب جمع کر لی گئی تھیں اور ساتھ ہی قمیص میں لگنے والے چھوٹے ٹرانسمیٹر بھی آپس میں بانٹ لئے تھے۔ ایک کیمرہ بھی احتیاط کے لئے رکھ لیا تھا۔ یہ تمام چیزیں وہ تھیں جنہیں اصل میں میں نے بادل گل کے لئے اپنے پاس رکھی تھیں' ورنہ اصولی طور پر تو دشمن کی کچھار میں داخل ہونے کے لئے بہت زبردست بندوبست کرنے تھے' اپنے طور پر تو اپنے آپ کو ہر طرح سے مکمل کر لیا تھا۔

جنرل رباب کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد بولا۔ "آپ ان پانچوں کے لئے پریشان ہیں کیونکہ وہ آپ کے چھوٹے بھائی ہیں مگر اپنے اس بھائی کی آپ کی نظر میں کیا اہمیت ہے؟"

"میں نے جنرل رباب سے کہا۔" کاش میں تمہیں تمہارا مقام بتا سکتا' جو پیشکش تم نے مجھے کی اور جس طرح اپنے وطن کی بقاء کے لئے تم نے اپنے باپ تک سے انحراف کیا' کیا میرے دل میں اس کا کوئی مقام نہیں ہوگا' ہاں تم یہاں رہو' میری واپسی کی دعا کرو اور میری کامیابی کی بھی' ہو سکتا ہے میں تمہیں خوش خبری ہی سناؤں۔" اس نے آہستہ سے گردن ہلائی اور پھر اس نے ہم سب کو خدا حافظ کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

آسمان پر بادلوں کی تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں، حالانکہ دن میں مطلع بالکل صاف تھا لیکن جونہی رات ڈھلی، آسمان پر گہرے بادل جمع ہونے شروع ہوگئے۔ میں نے انہیں اپنے لئے نیک فال قرار دیا کیونکہ اس طرح دشمن کی نگاہوں سے چھپنے کا موقع مل سکتا تھا پھر ہم سب تاربین کی ہولناک تاریکیوں میں داخل ہوگئے۔ اب چیکاس برادرز کا شبہ بھی نہیں ہو رہا تھا۔ ہولناک جنگل اپنی روایتی کیفیت میں میرے سامنے تھے۔ مجھے شکنجہ بھی یاد تھا۔ جس نے جبار گینی ڈال کو جکڑ لیا تھا۔ ایسے شکنجے عموماً درختوں کے سائے میں لگائے جاتے ہیں اس لئے میں خصوصی طور پر ان درختوں سے بچ رہا تھا۔ اس وقت میری تمام حسیات کام کر رہی تھیں۔ جو تربیت مجھے دی گئی تھی وہ اس وقت میرے کام آ رہی تھی۔ زمین، درخت آس پاس کا ماحول سب کچھ میری نگاہوں میں تھا اور پھر میری چھٹی حس نے مجھے احساس دلایا کہ میں جنگل میں تنہا نہیں ہوں۔

اس محتاط سفر کو تقریباً بیس منٹ گزر گئے۔ جنگل میں بہت دور نکل آیا تھا۔ پھر اس وقت میں ایک تناور گھنے درخت کے پاس سے گزر رہا تھا کہ معرکہ شروع ہوگیا۔ پستول پر ویسے بھی میں نے سخت گرفت نہیں رکھی تھی لیکن اس پر پڑنے والے ہاتھ میں بھی مہارت تھی کیونکہ وہ نہایت صفائی سے میرے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ فوراً ہی عقب سے تین ہاتھ میرے بدن کے مختلف حصوں کو چھونے لگے۔ ایک گردن کو دوسرا کنپٹی اور تیسرا کمر کو۔ پھر ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"تم تین پستولوں کی زد پر ہو۔ ہم تمہیں زندہ رکھنا چاہتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ زندہ رہو۔" میرے دونوں ہاتھ بلند ہوگئے تھے۔

"تلاشی لو۔" وہی آواز سنائی دی اور کمر پر سے پستول کا دباؤ ختم ہوگیا۔ سیاہ لبادے میں لپٹے ہوئے شخص نے سامنے سے آ کر میری جیبوں سے لے کر ٹخنوں تک کی تلاشی لے ڈالی۔ فالتو راؤنڈ کے علاوہ میرے پاس سے اور کیا برآمد ہو سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔" تلاشی لینے والے شخص نے کہا۔ "چلو۔ سردار بادل گل تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ ان سے اجنبیت کا اظہار کرو گے؟" وہی آواز سنائی دی۔ بولنے والا صاف اردو بول رہا تھا۔

"کیا مطلب.........؟"

"وقت ضائع کرنا چاہتے ہو۔ یا کسی کا انتظار......... سنو۔ یہ نہیں کہہ سکتے تم کہ کون بادل گل، تاربین میں خفیہ طور پر پستول لے کر داخل ہونے والا کوئی مسخرہ نہیں ہو سکتا۔"

"چلو۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"پستول کے نشانے پر چل رہے ہو۔ اگر کوئی غلط جنبش کی تو دونوں پنڈلیوں میں گولی مار دی جائے گی اور اس کے بعد تمہیں اٹھا کر لے جائیں گے۔ تمہارے زخموں پر ایک ایسا کیمیکل اسپرے کر دیا جائے گا کہ تم تکلیف محسوس نہیں کر سکو گے اور خون بھی نہیں بہے گا۔ اس طرح تم پورے حواس میں بادل گل تک پہنچو گے وہ تم سے باتیں کریں گے اور پھر تم مر جاؤ گے۔ وقت سے پہلے مرجانا دانشمندی نہیں ہے۔"

"میں وقت سے پہلے نہیں مرنا چاہتا۔" میں نے خوش دلی سے کہا۔

"سمجھدار ہو بائیں سمت مڑ جاؤ۔"

"کوئی دس منٹ تک سفر کرنا پڑا تھا۔ پھر کچھ مدھم روشنیاں درختوں سے چھنتی نظر آئیں اور پھر ہم ایک عمارت کے دروازے پر پہنچ گئے۔ تاریکی کی وجہ سے عمارت کا حدود اربعہ تو نظر نہیں آ رہا تھا لیکن بڑے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی رات کی رانی کی مہک نے استقبال کیا۔ بہت تیز خوشبو تھی۔"

"چلتے رہو۔" میرے راہبر نے کہا۔ عمارت کے سامنے والے حصے کے بجائے وہ مجھے بغلی سمت سے لے کر اندر داخل ہوگئے۔ شاید پوری عمارت میں قالین بچھے ہوئے تھے۔ پاؤں نرم قالین پر ہی پڑ رہے تھے۔ پھر روشنی میں آ گیا۔ نہایت نفیس عمارت بنی ہوئی تھی۔ کئی پیچ در پیچ راستے اختیار کئے۔ پھر ایک بڑے کمرے میں داخل ہوگیا۔ وہاں ایک آدمی موجود تھا۔

"خان آپریشن ہال میں ہے؟" اس نے کہا۔

"مہمان کے بارے میں کوئی ہدایت۔"

"آپریشن ہال میں لے جاؤ۔"

"آؤ!" وہ شخص بولا اور مجھے گھورنے لگا۔ اب میں ان تینوں کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ قوی ہیکل اور خطرناک آدمی تھے۔ ایک لفٹ میں داخل ہو کر پہلی منزل پر پہنچ گئے۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

بڑی ڈرامائی سچویشن پیدا کی گئی تھی۔ آئن فلیمنگ کی فلموں والا کوئی منظر معلوم ہوتا تھا جس میں اعلیٰ سیٹ لگائے جاتے ہیں۔ یہاں بس چند قدم چلنا پڑا تھا اور اس کے بعد ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں تیز دودھیا روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ہر چیز چاندی جیسی چمکتی محسوس ہو رہی تھی۔ کوئی باقاعدہ سائنسی تجربے گاہ لگ رہی تھی۔ کوئی چار انچ موٹا قالین بچھا ہوا تھا اور ایک خاص قسم کی چوڑی کرسی پر ایک شخص شلوار قمیص میں ملبوس بیٹھا تھا۔ سرخ و سفید رنگت۔ روشن آنکھیں بس ناک انتہائی بھدی تھی۔ مونچھیں جبڑوں سے باہر تک پھیلی ہوئی تھیں۔

"میرا نام بادل گل ہے۔" وہ بولا۔

"ہیلو۔" میں نے کہا اور وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا۔ پھر بولا۔

"بیٹھ جاؤ۔" اشارہ ایک کرسی کی طرف تھا۔ میں شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا۔

"جیمز بانڈ ہو.........؟" اس نے پوچھا۔

"جو آپ سمجھ لیں ڈاکٹر نو۔"

"ڈاکٹر نو.........؟" وہ حقارت سے بولا۔ "وہ ایک فرضی کردار تھا میں حقیقت ہوں۔"

"جیمز بانڈ ایک اداکار تھا اور میں سچائی۔" میں نے جواب دیا۔

"جواد۔" اس نے میری بات نظرانداز کر کے کہا۔

"جی خان جی۔"

"اس کی آواز سن رہے ہو۔"

"وہی ہے خان اور تم جانتے ہو جواد صرف ایک بار ہی شکل دیکھ لے اور آواز سن لے اس کے دماغ سے کبھی مٹ نہیں سکتی۔"

"تب تو کام کی چیز ہاتھ آئی ہے۔"

"ساری مشکلوں کا حل ہے خان جی۔"

"مشکل........." اچانک بادل گل کا لہجہ خون خوار ہوگیا۔

"میرا مطلب ہے خان........."

"یہ جملہ حساب میں درج کرو۔ تمہیں اس بات کی جوابدہی کرنا پڑے گی۔" بادل

گل نے کہا اور اس شخص کا چہرہ تاریک ہوگیا۔ بادل گل میری طرف متوجہ ہوگیا۔ پھر اس نے کہا۔ "تمہیں کس نام سے مخاطب کروں.........؟"

"فیصل۔"

وہ ہنسا پھر بولا۔ "دیسی جیمز بانڈ.........!"

"سردار بادل گل۔ جب میں اس عمارت میں داخل ہوا تھا تو مجھے اس عمارت کی ڈرامائی سچویشن کا احساس ہوا تھا اور تم یقین کرو میرے ذہن میں آئن فلیمنگ کا خیال آیا تھا۔"

"تمہارے ذہن پر وہی فلمیں سوار ہیں۔"

"ہاں میں اس سے متاثر ہوں۔"

"اندازہ ہو رہا ہے۔"

"یہ باتیں تو ہوگئیں میرے بارے میں اب اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"میں حاضر ہوں سردار بادل گل۔" میں نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ ایجنٹ ہو۔"

"بالکل نہیں۔"

"کیا........." وہ چونک پڑا۔ "تو پھر کون ہو۔"

"تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو۔"

"میں جھوٹ بہت کم بولتا ہوں۔ تمہارے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔"

"یہ اچھی بات ہے۔ اس طرح ہم ایک دوسرے سے سچ بول سکیں گے۔"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو۔ ابھی تک تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"

"ایک بڑا آدمی جب دوسرے بڑے آدمی سے ملتا ہے تو گفتگو میں کچھ اقدار ہونے چاہئیں۔"

"اوہ۔ میں سمجھا۔" اچانک بادل گل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر اس نے ایک وائرلیس اٹھا کر اس کا بٹن آن کیا اور بولا۔

"ٹاپ۔"

"کیا پوزیشن ہے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"نارمل ہے خان جی۔"

"ایک کام کرو۔ آسمان پر بھی نگاہ رکھو۔ ہو سکتا ہے ہمارے خلاف فضائی کارروائی کی جارہی ہو اور ہر طرف کی نگرانی سخت کردو۔" بادل گل خاموش ہو کر میری طرف متوجہ ہوا۔

"کیا خیال ہے۔ میں نے تمہاری امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔"

"نہیں سردار' ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"سچ کی بات کی تھی ابھی ہم نے۔"

"یقیناً"

"کیا تمہیں اپنے ساتھیوں کا انتظار نہیں ہے۔"

"بالکل نہیں۔"

"میرا یہ اندازہ ہے کہ تم نے کوئی فضائی بندوبست کیا ہے اور اپنے آدمیوں کے پہنچنے کا انتظار کررہے ہو۔"

"نہیں خان بادل خان۔"

"خیر جو ہے اس کا پتا چل جائے گا۔ ہاں اب تم اپنے بارے میں سچ بتادو۔"

"میرا نام فیصل خان ہے اور دولت کے حصول کی اس جنت میں اپنے لئے جگہ تلاش کررہا ہوں۔" سونے کی اس زمین پر صرف تم چند افراد نے قبضہ کررکھا ہے' دوسروں کو بھی تو موقع دو سردار۔

"اوئے خانہ خراب۔ بالکل نئی بات کی ہے تو نے میں نے ادھر سوچا بھی نہیں تھا۔"

"کیا سوچا تھا تم نے میرے بارے میں سردار۔"

"اوئے میں تجھے کوئی سرپھرا جاسوس سمجھتا تھا۔ جس پر دیوانگی کا دورہ پڑا ہو۔ مگر کیا ضمانت ہے اس بات کی کہ تم سچ بول رہے ہو؟"

"میں نے تم سے کوئی ضمانت مانگی ہے سردار!"

"میری بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے اور میری بات کی ضمانت آج تک کسی نے نہیں مانگی اور میری زبان ایک تاریخ ہے جو منہ سے نکل گیا اگر وہ سچ نہ بھی ہو تو ہزاروں لوگ

اسے سچ بنا دیتے ہیں۔"

"میں یہی طلسم توڑنا چاہتا ہوں سردار۔"

"تمہارے پاس کتنے ہزار آدمی ہیں؟"

"صرف پانچ اور چھٹا میں ہوں"

"جانتا ہے میرے لئے کتنے آدمی کام کرتے ہیں۔ بارہ سو آدمی ہیں میرے پاس' پورے بارہ سو۔"

"اسی عمارت میں؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"پورے ملک کی بات کررہا ہوں۔"

"ہوں گے بادل گل مجھے اس سے کیا۔"

"چونکہ تو بادل گل سے ٹکرانے چلا تھا۔ اس لئے اب ضروری ہوگیا ہے کہ میں بادل گل کا تجھ سے پورا تعارف کرا دوں۔ کیا تو بادل گل کو جانتا ہے؟"

"کوئی اور بھی بادل گل ہے؟" میں نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ہے۔ اسے دیکھ۔ اس سے مل۔" بادل گل نے کہا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ بلند کردیئے۔ اچانک ہی مجھے اپنا جسم سرکتا محسوس ہوا۔ یوں لگا جیسے یہ کرسی جنبش کر رہی ہے جس پر میں بیٹھا ہوں۔ میں چکرا گیا۔ کرسی نے راؤنڈ لیا تھا اور میں نے پورے کمرے کا ماحول بدلتے دیکھا تھا۔ کسی شاندار مشینی نظام کے تحت دیواریں رخ تبدیل کر رہی تھیں' فرش اپنی جگہ سے کھسک رہا تھا۔ نئی چیزیں سامنے آتی جارہی تھیں اس میں کنٹرول بورڈ اور بڑے بڑے اسکرین شامل تھے۔ میں دلچسپی سے یہ پورا منظر دیکھتا رہا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دور دراز پہاڑی علاقے میں اس قسم کا کوئی مشینی نظام تیار کرنا آسان کام نہیں تھا لیکن ظاہر ہے بادل گل یہاں اقتدار رکھتا تھا اس کا اندازہ بخوبی ہوگیا تھا۔ پھر سرحد پار سے بھی اس کا رابطہ تھا اور ادھر سے اس قسم کی ٹیکنالوجی ادھر منتقل ہو جانا کوئی مشکل امر نہیں تھا یہاں تک کہ بادل گل کی کرسی کے سامنے ایک کنٹرول بورڈ بھی استادہ ہوگیا۔ بادل گل کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی اور وہ میری دلچسپی کو محسوس کرکے خوش ہو رہا تھا۔

انسانی فطرت کا ایک حصہ ہے یہ کہ کوئی شخص اگر کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دے لیتا

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے دیکھنے والے اور اس پر حیران ہونے والے بھی ہوں' میں نے اپنے چہرے پر اس طرح دلچسپی کے آثار پیدا کرلئے تھے جیسے میں ان تمام چیزوں سے بہت زیادہ مرعوب ہوگیا ہوں اور یہ بات بادل گل کے ذہنی گوشوں کو نرم کر رہی تھی۔ میرے چہرے کا اشتیاق اسے میری جانب دوستی کی نگاہ سے دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔ پھر یہ ردوبدل کا عمل ختم ہوگیا اور بادل گل نے میرے چہرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"کیسا لگا یہ سب کچھ' کیا ڈاکٹر نو کی لیبارٹری اس سے زیادہ شاندار تھی؟"

میں نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ "اب مجھے کیا کرنا چاہیے' کیا کہنا چاہیے آپ کے بارے میں' اگر تعریفی الفاظ استعمال کروں گا تو آپ یہ تصور کریں گے کہ شاید میں آپ سے اپنے لئے کوئی رعایت مانگ رہا ہوں' حالانکہ ایسی بات نہیں ہوگی۔"

"حقیقتوں کو حقیقتوں کے ہی الفاظ دو۔ یہی ایک سچے آدمی کا کام ہوتا ہے۔ تم یہاں اس میرے علاقے میں اپنے پاؤں گاڑنا چاہتے ہو اور وہ بھی صرف چند افراد پر مشتمل گروہ بنا کر' یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے' ہاں اگر یہاں داخل ہوتے ہوئے تم کچھ کرنا ہی چاہتے تھے تو سب سے پہلے بادل گل کی خدمت میں حاضر ہو کر اس سے درخواست کرتے کہ بادل گل تمہیں اپنے زیر پناہ لے لے.......... مگر احمق ہو تم۔ تم نے میرے سترہ آدمیوں کو ہلاک کر دیا اور اپنی دانست میں بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ بارہ سو آدمیوں میں سے اگر سترہ آدمی کم ہو جائے تو آٹے میں نمک کا حساب بھی نہیں بنتا مجھ پر کیا اثر پڑا لیکن تمہارا مستقبل خطرے میں پڑ گیا.......... ارے وہ تو معمولی لوگ تھے۔ سڑکوں پر میرے لئے کام کرنے والے۔ بھلا ان کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے میری نگاہوں میں' تمہیں مجھے پوری طرح جان لینا چاہیے تھا اور اگر بات کرتے ہو ڈولی رباب کی تو وہ۔" بادل گل استہزائیہ انداز میں ہنسا۔ پھر بولا۔ "اچھا آدمی ہے' مجھ سے ہمیشہ وفادار بھی رہا ہے' کام بھی کرلیتا ہے ٹھیک ٹھاک۔ چنانچہ میں نے اسے موقع دے دیا اور کہا جا کھا کما' مجھے تجھ پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ باقی جو چھوٹے چھوٹے تھے وہ اپنی موت آپ مر گئے' یقین کرو میں نے اپنے ہاتھوں سے کسی کو نہیں مارا لیکن رفتہ رفتہ وہ خود اس طرح فنا ہوگئے کہ اب ان کا نام و نشان باقی نہیں ہے' ڈولی رباب بھی اس وقت تک جی رہا ہے جب تک میرے سامنے سر

جھکائے ہوئے ہے' جس دن اس نے مجھ سے نگاہیں ملائیں وہ نابینا ہو جائے گا' اور تم اس بادل گل کے مقابلے پر آئے تھے۔ ٹیلی فون پر کیا کہا تھا تم نے مجھ سے.........."

"ان حالات میں تو میں معافی بھی نہیں مانگنا چاہتا۔" میں نے جواب دیا اور بادل گل کا گھن گرج قہقہہ فضا میں بلند ہوگیا۔ پھر اس نے کہا۔

"خیر میرے اور تمہارے درمیان تو بہت سی باتیں بعد میں ہوں گی۔ آؤ میں تمہیں اپنا پورا نظام دکھاؤں' دیکھو اور غور کرو۔ تم نے مجھے ڈاکٹر نو ہونے کا طعنہ دیا تھا نا اور کہا تھا کہ میں آئن فلیمنگ کی فلموں سے بہت زیادہ متاثر ہوں' بے شک آئن فلیمنگ نے بہت اچھے ناول لکھے' اور مختلف ڈائریکٹرز نے ان پر بہت اچھی فلمیں بنائیں لیکن پیارے جاسوس تم نہ اس انداز میں کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہو اور نہ تم جاسوس ہو' یہاں پر آکر تو کہانی بدل جاتی ہے' کیا خیال ہے تمہارا.........."

"میں اپنے الفاظ محفوظ رکھنا چاہتا ہوں خان بادل گل۔"

"ٹھیک ہے' اس نے کہا' یہ ساری باتیں بعد میں ہوں گی۔ آؤ میں تمہیں دکھاؤں کہ بادل گل کیا ہے۔"

اس نے اپنے سامنے آکر نصب ہو جانے والے کنٹرول بورڈ پر کچھ ردوبدل کی اور کمرے میں تاریکی پھیل گئی۔ میرے سامنے وہ بڑا سا اسکرین روشن تھا جو ایک دیوار کے پلٹ جانے سے سامنے آیا تھا۔ اسکرین پر روشن نقطے تڑپ رہے تھے اور اس کے بعد یہ نقطے آپس میں ملنا شروع ہوگئے پھر ایک رنگین منظر ابھرا' یہ تاربین کے جنگلات کا منظر تھا' حالانکہ باہر جنگلات پر تاریکی چھائی ہوئی تھی لیکن اسکرین پر پورا جنگل روشن نظر آرہا تھا' گو یہ روشنی بہت زیادہ تیز نہیں تھی اور رات کا منظر پیش کرتی تھی' تاہم اتنی ضروری تھی کہ اسے دیکھا جاسکے' البتہ اس میں سرخ رنگ شامل تھا' جس کا مطلب تھا کہ وہاں الٹرا وائلیٹ کیمرے نصب ہیں' الٹرا وائلیٹ کیمرے رات کی تاریکی کے مناظر پیش کر دیا کرتے ہیں لیکن ان کی روشنی سرخ ہوتی ہے' یہ رنگین مناظر ہلکے ہلکے رنگ اختیار کئے ہوئے تھے لیکن ان پر سرخ رنگ نمایاں تھا۔ میں نے سمجھنے کے باوجود بھی اس کا اظہار نہیں کیا.......... بادل گل کی آواز ابھری۔

"یہ تاربین کے جنگلات ہیں' میری ملکیت' ان کی سرحدوں میں اندر داخل ہونے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

والا ہر شخص میری نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔ یہاں درختوں پر رہنے والے پرندے بھی میرے گنے چنے ہیں' نئے پرندے آجاتے ہیں تو مجھے ان کا علم ہو جاتا ہے اور تم نے میرے دوست' تم نے ان جنگلوں میں داخل ہو کر بادل گل کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کی تھیں۔ تمہارا آدمی یہاں پر میرے بچھائے ہوئے شکنجوں کا شکار ہو گیا' تم اسے چالاکی سے لے کر نکل گئے' لیکن کہاں جاسکتے تھے' تاربین کے جنگلات کی بات ہی تھوڑی ہے۔ اس شہر پر مکمل کنٹرول ہے میرا' سمجھے میرے دوست بھلا میرے کنٹرول کو کون ختم کر سکتا ہے' خیر چھوڑو ان باتوں کو تاربین کے جنگلات میں ہونے والی ہر کارروائی میری نگاہ میں ہوتی ہے' دیکھوں میں تمہیں اس کے گوشے گوشے کی سیر کراتا ہوں۔" میرے دل پر ایک ہلکا سا بوجھ آپڑا تھا۔ میں جانتا تھا کہ چیکاس برادرز تاربین کے جنگلات میں بھٹک رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں دیکھ لیا جائے۔

بادل گل غالباً" کسی مشینی عمل کے تحت ہی مناظر تبدیل کر رہا تھا اور درختوں اور زمین کے مناظر اسکرین پر نمایاں ہو رہے تھے۔ دفعتاً" ہی میرا دل اچھل کر حلق میں آگیا......... میں نے ایک درخت کو جنبش کرتے ہوئے دیکھا تھا لیکن میرا خوف اس لئے تھا کہ مجھے اصلیت معلوم تھی جب کہ بادل گل سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کی اس مملکت اس کی اس ملکیت میں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جن کے کارناموں پر یقین نہ کیا جائے۔ اس نے بے شک یہ لیبارٹری بنا کر ایک بیش بہا کارنامہ سرانجام دیا تھا لیکن اس سے زیادہ قیمتی کارنامے سرانجام دینے والے اس کے علاقے میں بھٹک رہے تھے۔ درخت اپنی جگہ ساکت ہو گیا تھا لیکن مجھے یہ اندازہ بھی ہو گیا کہ جہاں چیکاس نظر آیا ہے مجھے وہ جگہ اس عمارت سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ عمارت کے پاس بھٹک رہے ہیں۔ دل میں خوشی کی لہریں اٹھی تھیں لیکن میں نے انہیں ظاہر نہ ہونے دیا اور بادل گل سے متاثر ہونے کا اظہار کرتا رہا بادل گل نے منظر تبدیل کر دیا اور اب ایک عمارت کا حصہ نظر آرہا تھا اس کی آواز ابھری۔

"تم نے میری ملکیت دیکھی۔ یہ جنگل محفوظ ترین ہے۔ آؤ اب میں تمہیں کچھ اور دکھاتا ہوں۔ پہلے یہ چند تصویریں دیکھو۔" اسکرین پر کچھ ٹرک نظر آنے لگے۔ یہ صرف تصویریں تھی۔ بادل گل نے کہا۔

"ویجی ٹیبل کنگ۔ لوگ مجھے ویجی ٹیبل کنگ کہتے ہیں۔ لیکن یہ میرا اپنا نام ہے' اصل میں جو بھی کام کرتا ہوں اس کو بڑے پیمانے پر ترتیب دیتا ہوں اور میرے شناسا میری اس ترتیب سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ یہ میری ذہنی مسئلہ ہے' میں سوچتا ہوں کہ جو کام بھی کیا جائے اس میں اس طرح ندرت اور جدت پیدا کی جائے کہ دوسرے اس کی حقیقت کو نہ پاسکیں اور جب حقیقتیں ان کے سامنے نمایاں ہوں تو وہ ششدر رہ جائیں۔ یہی میرا پسندیدہ کام ہے۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ میرا طریقہ کار کیا ہے......... دراصل ان دنوں پڑوسی ملک میں گھی کی زبردست مانگ ہے' بناسپتی گھی کی وہاں شدید قلت ہے اور وہ لوگ ہمیں اس کی اچھی قیمت ادا کرتے ہیں۔ میں نے ایک طویل ترین منصوبے کے تحت کام کا آغاز کیا۔ ملک میں گھی کی قیمتیں آسمان تک پہنچ چکی ہیں لیکن یہ میں نے جان بوجھ کر کیا ہے تاکہ پڑوسی ملک ہمیں اس کی زیادہ سے زیادہ قیمت ادا کرے' اپنے ملک میں کیا ہوتا ہے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن یہ ایک سچ ہے کہ اگر میں نے گھی کی قیمتیں نہ بڑھائی ہوتیں تو اس وقت اس سے آدھی قیمت پر گھی بک رہا ہوتا لیکن مجھے اس سے عظیم نقصان ہوتا کیونکہ میری تجارت میں منافع کی شرح بہت کم ہو جاتی۔ میرے پاس ملکی پروڈکشن کا بہت بڑا حصہ پہنچ جاتا ہے اور میں اسے پڑوسی ملک میں سپلائی کر دیتا ہوں۔ اصل کام وہ ہے جو میں نے سپلائی کے لئے متعین کیا ہے دیکھو اور میرے ذہن کی داد دو۔"

اس نے پھر کوئی بٹن دبایا اور اسکرین پر مجھے ایک بڑا ہال نما کمرہ نظر آیا۔ یہاں پر چند افراد کام کر رہے تھے' اور مختلف کاموں میں مصروف تھے۔ پھر مجھے بڑے بڑے گول سوراخ نظر آئے۔ ان کے ساتھ ہی ساتھ بڑا عجیب سا ماحول نظر آرہا تھا۔

"یہ دیکھو یہ میرا سپلائی روم ہے۔ یعنی وہ جگہ جہاں سے میں گھی پڑوسی ملک کو سپلائی کرتا ہوں' اس بڑے سپلائی روم میں گھی منتقل کر دیا جاتا ہے اور پھر یہاں سے یہ مشین گاڑھے اور جمے ہوئے گھی کو اس پائپ لائن میں منتقل کرتی ہے پائپ لائن جب روبہ عمل ہوتی ہے تو اس میں ایک برقی نظام دوڑا دیا جاتا ہے۔ یہ برقی نظام اس گاڑھے اور جمے ہوئے گھی کو گرم کر کے پتلے سیال میں تبدیل کر دیتا ہے کیونکہ یہ پائپ لائن جس کے ساتھ ساتھ تم سفر کرو گے خاص قسم کی بنائی گئی ہے' اس طرح گھی اس میں رکنے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں پاتا' ویسے بھی اس کے ڈھلان اس طرح بنائے گئے ہیں کہ کوئی چیز ان میں رک نہ سکے' یوں یہ گرم گھی ایک لمبا سفر طے کر کے ان پائپ لائنوں کے ذریعے پڑوسی ملک کی سرحدوں سے اندر چلا جاتا ہے اور ان کا منظر بھی دیکھ لو۔ یہ وہ بڑے بڑے ٹینک ہیں جن میں یہ گھی جا کر گرتا ہے اور پھر وہاں سے پڑوسی ملک کے افراد اس کی پیکنگ اپنے ڈبوں میں کرتے ہیں اور پڑوسی ملک میں یہ ایک نئے نام سے فروخت کرتا ہے۔"

"یہ عظیم الشان نظام قائم کرنے میں مجھے خاصا وقت لگا تھا لیکن اب میرا یہ کاروبار انتہائی منافع بخش ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کب تک جاری رہے گا اگر کوئی خاص وجہ سے یہ کاروبار بند ہو جاتا ہے تو میرے پاس اور بھی بے شمار ذرائع ہیں تم مجھے اس بات پر داد دو گے کہ میں کس طرح ملکی فیکٹریوں میں پام آئل سے تیار ہونے والا گھٹیا درجے کا گھی ان پائپ لائنوں کے ذریعے پڑوسی ملک میں منتقل کر دیتا ہوں اور مجھے اس کے بدلے جو کچھ ملتا ہے وہ کوئی بھی تصور نہیں کر سکتا ہے۔ اس طرح میرا یہ کام ہوتا ہے اور میں نے فی الحال......... اپنے آپ کو وجی ٹیبل کنگ کہنے پر ہی اکتفا کیا ہے' کیا خیال ہے تمہارا۔"

"واہ' جواب نہیں خان جی آپ کا کہ آپ کس ذہانت سے یہ کام کر رہے ہیں۔ اب تو مجھے اپنے آپ سے شرم آرہی ہے کہ میں نے غلط قدم اٹھایا ہے اور اب تو میں اپنے کئے کی معافی بھی نہیں مانگ سکتا اگر میں بھی آپ کی جگہ ہوتا تو آپ کو کبھی معاف نہ کرتا۔ بہرحال یہ جگہ دنیا کی عجیب جگہ ہے یہ سب حیرت انگیز ہے۔" بادل گل میری باتوں سے کچھ کچھ متاثر نظر آرہا تھا پھر میں نے گردن جھکالی۔

چند لمحات کے بعد بادل گل بولا۔ "دلچسپ بات یہ ہے مسٹر فیصل کہ یہ سارا نظام بہت سے لوگوں کے علم میں ہے' سرکاری حکام میری جانب نظر اٹھانے کی ہمت نہیں کر سکتے۔ میں اطمینان سے اپنا یہ کام کر رہا ہوں حالانکہ بہت سے لوگوں کو میرے اس کام کا علم ہے لیکن بس مل جل کر کام ہو جاتا ہے لیکن اگر میرے خلاف کسی سازش کی کوشش بھی کی جائے تو میں نے اس جگہ پر ایک اسلحہ خانہ بھی بنا رکھا ہے۔ میرا اسلحہ خانہ دیکھو گے........"

"ضرور خان جی........"

تب اس اسکرین پر مجھے اس اسلحہ خانے کے مناظر نظر آئے اور میں سنسنی خیز نگاہوں سے اس عظیم الشان اسلحہ خانے کو دیکھنے لگا جس میں سب کچھ موجود تھا میری نگاہیں ہر چیز کو پہچان سکتی تھیں۔ بارودی سرنگیں ریموٹ کنٹرول بم' خود کار رائفلیں' چھوٹے پستول' غرض ہر وہ چیز یہاں موجود تھی جو ایک باقاعدہ اسلحہ ڈپو میں ہوتا ہے۔

میری نگاہیں ان سب کا جائزہ لیتی رہیں اور میرے ذہن میں طرح طرح کے منصوبے بنتے رہے۔ تاہم میں نے اپنے چہرے پر کسی بھی قسم کے تاثرات پیدا نہ ہونے دیئے اور ایسا بنا رہا جس سے بادل گل کو یہ احساس ہوا کہ میں ذہنی طور پر اس کا غلام بن کر رہ گیا ہوں۔

تاہم میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور آہستہ سے کہا۔

"یہ اسلحہ ڈپو بھی اس عمارت میں ہے؟"

"ہاں۔ تاربین کے ان جنگلات کو میں نے اس قدر محفوظ کر رکھا ہے کہ اگر کبھی میرے خلاف فوجی کارروائی بھی ہو تو ایک طویل عرصہ فوجوں کو مجھ تک پہنچنے میں لگ جائے۔ تم نے بادل گل کو واقعی بہت غلط سمجھا تھا اور اب میں اس بات پر پریشان ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے.......... ایک ناواقف آدمی اگر کسی مینڈک کی طرح اچھلتا ہے تو اس پر فوراً ہی پاؤں رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ تمہارے بارے میں سوچوں گا۔" اس نے کہا اور اس کے بعد مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا۔ میرے چہرے سے اسے جو کچھ مل رہا تھا وہ اس کی تسلی کے لئے کافی تھا اس نے ان تمام چیزوں میں ردوبدل کا عمل شروع کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد کمرہ پھر پہلے جیسا ہوگیا۔

اچانک دروازہ کھلا اور دفعتاً" ہی ایک آدمی اچھل کر اندر آگرا وہ بری طرح تڑپ رہا تھا اور اس کے سینے سے خون کا فوارہ بلند ہو رہا تھا۔ بادل گل نے انتہائی حیرت سے اسے دیکھا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن اس کے پیچھے ہی ننھے قد کے دو بونے اندر داخل ہوئے جن کے ہاتھوں میں ہلکی اسٹین گنیں دبی ہوئی تھیں ایک نے اندر آتے ہی کمرے کی ہر چیز پر فائرنگ شروع کر دی اور دوسرے نے بادل گل کو اسٹین گن سے کور کر لیا۔

چیکاس تھری اور فور تھے۔ چیکاس فور نے بادل گل سے کہا۔

"اگر تم نے ایک جنبش کی تو گولیاں تمہارے جسم میں ہزاروں آنکھیں پیدا کر دیں گی۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بادل گل ایک لمحے کے لئے نروس ہوگیا تھا' اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھا اور پھر اپنے آدمی کو اور اس کے بعد ساکت ہوگیا۔ چیکاس تھری فوراً" ہی اس کے قریب پہنچ گیا تھا' اس نے عقب سے بادل گل کی کمر پر اپنی چھوٹی سی مشین گن کی نال رکھ دی۔

بادل گل نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون ہیں یہ کتے کے پلے؟"

"یہ میرا پروجیکٹ ہے تمہیں پتا ہے کہ میرے ساتھ صرف سات افراد کا گروہ تھا۔ ایک کو تم نے ہلاک کردیا۔ چھ یہ ہیں۔ یہ یہاں کس طرح پہنچے یہ تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔"

باقی تین چیکاس نجانے عمارت میں کیا کیا کرتے پھر رہے تھے۔

چیکاس فور نے اچانک ہی ایک لمبی چھلانگ لگائی اور بادل گل کے پیچھے پہنچ گیا۔ اس نے نجانے کس طرح انتہائی برق رفتاری سے اپنے ہاتھوں کو جنبش دے کر ایک پھندا تیار کرلیا تھا اور اسے بادل گل کے پیروں میں ڈال کر زور سے کھینچ لیا' بادل گل ایک دھاڑ کے ساتھ اوندھے منہ گر پڑا تھا۔ اپنے آپ کو فرش سے ٹکرانے سے بچانے کے لئے اس نے دونوں ہاتھ زمین سے ٹکائے تھے لیکن چیکاس تھری نے ٹھوکر لگا کر اس کے دونوں ہاتھ سامنے کردیئے اور اس کے بعد ان پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوگیا۔ بادل گل خوفناک آواز میں غرایا لیکن میں نے یہ بھی دیکھا کہ اس نے اپنی تمام تر قوت صرف کی کہ اپنے ہاتھ چیکاس کے پیروں کے نیچے سے نکال لے لیکن اس میں کامیاب نہیں ہوا تھا البتہ چیکاس نے اپنی ایڑیوں کو ایک مخصوص انداز میں جنبش دی اور بادل گل دھاڑ کر چت لیٹ گیا۔ اسے شاید اپنے ہاتھوں میں بہت زیادہ تکلیف محسوس ہوئی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے ملنے لگا۔

چیکاس نے آہستہ سے کہا۔ "یہ تکلیف تمہارے جسم کے مختلف حصوں میں پیدا ہوسکتی ہے۔ اس لئے اپنے ہاتھ سیدھے کرلو۔ فوراً"۔"

بادل گل نے کسی قدر بدحواسی کے عالم میں چیکاس کی ہدایت پر عمل کیا تھا' چیکاس نے اسے پاؤں کی ٹھوکر سے اوندھا کیا اور اس کے بعد اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ

دیئے۔ یہ کام وہ نہایت اطمینان سے کر رہا تھا لیکن میری نگاہیں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ شخص جو زخمی ہوکر نیچے آکر گرا تھا دم توڑ چکا تھا اور اس کی ٹیڑھی میڑھی لاش فرش پر پڑی ہوئی تھی.......... میں نے جلدی سے کہا۔

"باہر کی کیا پوزیشن ہے؟" یہاں اس کے کافی آدمی موجود ہیں۔"

"موجود تھے کم بختوں نے کوئی رعایت ہی نہیں کی۔ ان میں سے چھ کو ختم کرنا پڑا' پانچ باندھ کر ڈال دیئے گئے ہیں اور ایک یہ ہے جو مرنے سے قبل یہاں پہنچ گیا تھا۔ یہ سارے کے سارے کل بارہ تھے اس عمارت میں۔ چار وہ تھے جو آپ کو لے کر یہاں آئے تھے' انہوں نے شدید مداخلت کی تو ہمارے ہاتھوں مارے گئے۔"

"باقی چیکاس فائیو پوری عمارت کے گشت پر ہے۔"

"تم لوگ آخر چاہتے کیا ہو؟ میں تیرے بارے میں سوچ رہا تھا کہ تیرے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے لیکن میرا بھی وقت آئے گا۔ تم سب کو دیکھ لوں گا۔"

چیکاس فور نے کہا۔ "چیف اگر اس کی آواز ناگوار گزر رہی ہو تو اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا جائے۔"

"نہیں بولنے دو اسے' لیکن اس سے پہلے میں خود بھی اس کی عمارت کا ایک چکر لگانا چاہتا ہوں۔"

چیکاس نے گردن خم کردی تھی۔ پھر میں نے انہی سے ایک پستول لیا اور اسے سنبھالے ہوئے دروازے سے باہر نکل آیا۔ میں محتاط نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا' دفعتاً" ہی میرے ذہن کو ایک شدید جھٹکا لگا مجھے وہ لوگ یاد آگئے تھے جو سپلائی روم میں تھے یعنی ان پائپ لائنوں کے پاس جہاں سے گھی کی ترسیل کی جاتی تھی' یقیناً" چیکاس برادرز ان کا سراغ نہ پاسکے ہوں گے چیکاس ون نے مجھے دیکھ لیا تھا اور دوڑتا ہوا میرے قریب آگیا۔

میں نے آہستہ سے کہا۔ "عمارت کی کیا پوزیشن ہے۔"

"یوں لگتا ہے جیسے اب یہاں کوئی موجود نہ ہو' لیکن آپ کا کیا خیال ہے مزید تلاشی لی جائے؟"

"یہاں ایک ایسی پوشیدہ جگہ موجود ہے جہاں کچھ افراد ہیں۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو پھر اس میں کونسی مشکل ہے۔ آیئے ہم معلوم کیئے لیتے ہیں۔"

چیکاس نے کہا اور میں ایک لمحے کے لئے اس کی صورت دیکھتا رہ گیا' وہ آگے بڑھا اور ایک دوسرے کمرے میں پہنچ گیا' تب مجھے یاد آیا کہ یہاں پانچ افراد ایسے بھی موجود ہیں جو زندہ ہیں اور بندھے ہوئے پڑے ہیں۔

چیکاس برادرز جو بھی کام کرتے تھے مکمل کرتے تھے' جس تار سے انہیں باندھا گیا تھا دیکھنے میں ایک رسی محسوس ہوتا تھا لیکن ایسا تھا کہ اگر اسے کھولنے کے لئے جدوجہد کی جائے تو نسوں ہی کو کاٹ کر رکھ دے اور یہ بھی ایک بہت اچھا طریقہ کار تھا' ورنہ بندشیں کھولنے کی جدوجہد کی جاسکتی تھی۔ اس نے ان میں سے ایک کے منہ سے کپڑا نکالا اور اسے بالوں سے گھسیٹتا ہوا دوسرے لوگوں سے کچھ فاصلے پر لے آیا' میں اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا' گرفتار شدہ آدمی کے چہرے پر خوف کے آثار تھے' تب میں نے غراتی ہوئی آواز میں اس سے پوچھا۔

"سپلائی روم کا دروازہ کونسا ہے؟" اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری' وحشت زدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر بولا۔

"روم نمبر فائیو میں' سامنے کی دیوار پر لگے ہوئے تین سرخ بٹن' ایک دو تین کی ترتیب سے دبائے جائیں تو روم کا دروازہ کھل جاتا ہے۔"

"وہاں کتنے آدمی موجود ہیں اس وقت؟"

"پانچ آدمی ہر وقت وہاں ڈیوٹی پر رہا کرتے ہیں۔"

"کیا باہر سے ان کا رابطہ نہیں ہے؟"

"اگر خان چاہے تو........."

"جھوٹ تو نہیں بول رہے ہو۔"

"نہیں' سچ۔"

"ہوں ٹھیک ہے اسے اس کی پوزیشن میں واپس لے آؤ۔"

روم نمبر فائیو تلاش کرنے میں مجھے اور چیکاس کو کوئی دقت نہیں ہوئی' دیوار پر تین سرخ بٹن بھی نظر آرہے تھے اور اندازہ ہو رہا تھا کہ اس شخص نے جو کچھ بتایا ہے غلط نہیں ہے' میں نے چیکاس کو ہوشیار کیا اور اس کے بعد ترتیب سے ایک دو تین نمبر کے

بٹن دبائے' دیوار میں ایک چوکور راستہ کھل گیا تھا اور ہم دونوں نہایت برق رفتاری سے اندر داخل ہوئے تھے۔ سامنے ہی دو آدمی اطمینان سے بیٹھے ہوئے شاید رمی کھیل رہے تھے ہمیں دیکھ کر اٹھے مگر ہم کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے چیکاس برادرز نے فوراً ہی مشین گن کا منہ کھول دیا اور وہ وہی ڈھیر ہوگئے۔ وہ تینوں آدمی بھی دوڑے چلے آئے تھے جنہیں پہلی نگاہ میں نہیں دیکھا جاسکتا تھا وہ جگہ جیسا کہ سکرین پر نظر آئی تھی بالکل ویسی ہی تھی اور وہاں کوئی کام نہیں ہو رہا تھا' لیکن ان تینوں نے صورت حال کو دیکھ کر پستول نکالنے کی کوشش کی اور ان میں سے ایک شخص میرے پستول کی گولی کا نشانہ بن گیا' البتہ اس کی پیشانی کے چیتھڑے دیکھ کر باقی دونوں نے خوفزدہ انداز میں ہاتھ بلند کر دیئے تھے اور دہشت بھری نگاہوں سے ہم کو دیکھنے لگے تھے چیکاس کے ہاتھ میں دبی ہوئی اسٹین گن ان لوگوں کے لئے زیادہ خوف کا باعث تھی' ان میں سے ایک نے بقیہ دو لاشوں کو دیکھ کر کہا۔

"نہیں۔ تم ہمیں جان سے نہیں مارو گے۔ ہم تمہاری اطاعت کرنے کے لئے تیار ہیں۔"

چیکاس نے میری جانب دیکھا اور میں نے گردن ہلا دی اور اس کے بعد ان دو افراد کو بھی اس طرح باندھ کر زمین پر ڈال دیا گیا تھا' ہمیں بہترین کامیابیاں حاصل ہوتی جارہی تھیں۔ ان تینوں افراد کو بھی اٹھا کر اس کمرے میں پہنچا دیا گیا' جہاں باقی لوگ موجود تھے اس کے بعد ہم نے بڑے دروازے کی خبر لی' دو چیکاس وہاں جمے ہوئے تھے' میں نے ان سے گفتگو کی اور اندر کی پوزیشن کے بارے میں بتایا تو چیکاس ون نے کہا۔

"چیف' میرا خیال ہے یہاں ہم فائیو کو چھوڑ دیتے ہیں ایک آدمی کافی ہے نگرانی رکھے گا' بلکہ بہتر یہ ہے کہ دروازے کو اندر سے بند کرکے بلندی سے جائزہ لیا جائے اور ماحول پر نظر رکھی جائے' باقی پوری عمارت کی تلاشی لے ڈالتے ہیں۔"

"ایسا کرلو لیکن ہمیں اس بات سے بے خبر نہیں رہنا چاہیے کہ رات کے کسی بھی حصے میں یہاں اور افراد آسکتے ہیں' دروازہ اور عمارت کے دوسرے حصوں پر بھرپور نظر رکھنا ہوگی۔"

"اگر اندرونی کنٹرول درست رہے تو پھر ظاہر ہے پوری توجہ دروازے پر ہی دی

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

جائے گی۔"

"ٹھیک ہے، فی الحال فائیو کو یہاں چھوڑ دو، آؤ ایک بار پھر پوری عمارت کا جائزہ لئے لیتے ہیں، تھوڑے سے کام بھی ہیں۔"

چنانچہ چیکاس فور کو بھی ساتھ لے لیا گیا، باقی لوگ بھی اکٹھے ہوگئے اور اس کے بعد ہم نے برق رفتاری سے اپنے آئندہ مراحل طے کرنے شروع کر دیئے، لاشوں کو اکٹھا کر کے ایک ایسی جگہ ڈال دیا گیا جو ناکارہ سامان سے بھری ہوئی تھی اور یہاں کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ باقی آٹھ افراد قیدیوں کی حیثیت سے موجود تھے، انہیں بھی ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ جہاں فرنیچر نام کی کوئی چیز نہیں تھی بس فرش پر قالین بچھا ہوا تھا اور دیواروں کے ساتھ گاؤ تکیے لگے ہوئے تھے، یہ غالباً نشست کا کمرہ بنایا گیا تھا۔

تمام کاموں سے فراغت کے بعد ہم بادل گل کے سامنے پہنچ گئے۔ بادل گل کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ اسے دیوار سے پشت لگا کر بٹھا دیا گیا تھا۔ میں نے گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے کر کہا۔

"تعجب کی بات ہے خان بادل گل آپ نے اتنی بڑی آرگنائزیشن بنالی۔ بارہ سو افراد آپ کے لئے کام کرتے ہیں اور یہاں اس عمارت میں صرف سترہ افراد تھے۔ اب یہ بتایئے کہ رات کے اس آخری حصے میں یہاں اور کون کون آسکتا ہے؟"

"کوئی نہیں آئے گا۔" بادل گل بھرائی ہوئی آواز میں بولا پھر کہنے لگا۔ "میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں فیصل۔"

"ٹھیک ہے میرا خیال ہے آپ کو یہاں سے کسی اور کمرے میں منتقل کر دیا جائے۔" کچھ دیر کے بعد ہم بادل گل کے سامنے جمع تھے۔ بادل گل کہنے لگا۔

"تم نے کہا تھا کہ یہاں تم بھی اپنی کوئی ٹیم بنا کر کام شروع کرنا چاہتے ہو۔ تمہارے اندر بے پناہ صلاحیتیں ہیں اور یہ ایک سچائی ہے کہ تم نے مجھے فیل کر کے یہ سب کچھ اپنے قبضے میں لے لیا ہے کیا مجھ پر تھوڑا بہت اعتبار کر سکو گے۔ میں تمہیں اپنے کاروبار میں آدھا شریک بنا سکتا ہوں۔ اپنے ان آدمیوں کے ساتھ میرے لئے کام کرو۔ اربوں ڈالر کی آمدنی ہے مجھے اور تم تصور بھی نہیں کرسکتے کہ تمہیں میرے ساتھ مل کر کیا کچھ حاصل ہو سکے گا۔"

"نہیں، افسوس یہی ہے کہ میں تنہا کام کرنے کا عادی ہوں اور اب ذرا صورت حال بدل بھی گئی ہے مثلاً" یہ کہ میں جرائم پیشہ نہیں ہوں اور پہلے جو میں نے تم سے کہا تھا وہ غلط تھا۔"

"کیا مطلب.........؟" بادل گل کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ "میں دراصل صرف ایک محب وطن ہوں جسے ملک کے خلاف ہونے والی ہر سازش سے نفرت ہے۔ جو وطن پاک کی ایک اینٹ کو نقصان پہنچتے دیکھ کر دیوانہ ہو جاتا ہے۔"

"تم اب جھوٹ بول رہے ہو۔" بادل گل نے کہا۔

"نہیں یہ ایک حقیقت ہے۔"

"ذہانت اور حماقت کیسے یکجا ہوسکتے ہیں۔ تم نے مجھے بے بس کر کے وہ سب کچھ کر ڈالا ہے جو کسی کے بس میں نہ تھا تم اور تمہارے یہ ساتھی دنیا کے شاطر ترین آدمی ہیں۔ اور تم ایسی حماقت کی بات کرتے ہو۔ پورے ملک میں صرف تم محب وطن ہو تو دوسرے کون ہیں۔"

"جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو میں سمجھ رہا ہوں۔ تم ملکی حالات پر طنز کرنا چاہتے ہو۔ مانتا ہوں لیکن گنے چنے افراد تو پورے وطن کی نمائندگی نہیں کرتے۔ میرا دیس۔ میرا وطن اپنی زمین پر بسنے والوں کی محبت سے مالا مال ہے۔ اس کے ہرے بھرے کھیتوں کی ہریالی اس میں رہنے والوں کو زندگی بخشتی ہے۔ ہم ہیں وہ جنہیں اپنے وطن کے چپے چپے سے پیار ہے اور ہم جیسے کروڑوں ہیں جو ہمارے ہم آواز ہیں اگر تم بات کرتے ہو ان خود پرستوں کی جو اپنی ذات کے لئے، اپنے اقتدار کے لئے وطن کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے ہیں جنہیں وطن کے مفاد سے زیادہ اپنا مفاد عزیز ہے تو ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے اور اتنے کم افراد اپنے اختیارات سے کام لے کر وطن کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس کی بنیادیں کمزور نہیں کرسکتے۔ یہ نقصان بھی وہ صرف وقتی طور پر ہی پہنچا سکتے ہیں اور بالآخر ان کی ریشہ دوانیاں ختم ہو جاتی ہیں اور پیارا وطن اپنی راہ پر گامزن رہتا ہے۔ بادل گل مختلف طریقوں سے میرے وطن کو نقصان پہنچایا جارہا ہے۔ میں اپنے وطن کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے جتنی میری بساط ہے وطن دشمنوں کے خلاف کام کر رہا ہوں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

”تم بھی انہی میں سے ایک ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تم کیا کر رہے ہو۔ تم وطن کے دشمنوں کا مختلف انداز ہے۔ مختلف عمل ہے۔ ان کے مختلف کام ہیں اور ان میں تمہارا کام جو کچھ ہے وہ تم خود مجھے دکھا چکے ہو۔ دولت بے شک ایک اہم چیز ہے اس کی ضرورت ہر انسان کو ہوتی ہے لیکن وطن کو نقصان پہنچا کر جو دولت حاصل کی جائے اسے کبھی کسی کے کام نہیں آنا چاہیے۔ بادل گل ماضی میں تم جو کچھ کر چکے ہو اور اس سے وطن والوں کو جو کچھ نقصان پہنچا ہے تمہیں اس کا اندازہ نہیں ہوگا یا ہے تو تم ایک بے ضمیر انسان ہو۔ میں صرف ایک چھوٹی سی بات کا تذکرہ کرنا چاہوں گا تم سے جس پر تم عمل پیرا ہو۔ سوچو ذرا میرے وطن میں کتنی غربت ہے کتنا افلاس ہے۔ چھوٹے چھوٹے گھروں میں رہنے والے زندگی کی مسکراہٹوں سے محروم ہوگئے ہیں۔ مہنگائی کا مہیب عفریت انہیں خوف کا شکار کئے ہوئے ہے۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ بازاروں میں قیمتیں آسمانوں پر پہنچ رہی ہیں۔ ہر دن مہنگائی کا دن ہوتا ہے اور تم جیسے بے ضمیر لوگ منافع خوری کا مینار قائم کر رہے ہیں۔ ہاں میرے وطن کے لوگوں کی آہیں، کراہیں اور سسکیاں سننے والا کوئی نہیں ہے۔ سسکتے ہوئے جاگتے ہیں روتے ہوئے سو جاتے ہیں۔ لیکن اس میں سب سے بڑا ہاتھ تم جیسے لوگوں کا ہے۔ اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے تم نے مہنگائی مسلط کی ہے۔ تم وجی ٹیبل پروی ملک کو دے رہے ہو اس ملک کو جو ہمارا بد ترین دشمن ہے۔ جس نے کبھی ہمارے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ تم اس کی ضروریات پوری کر رہے ہو اپنے وطن کے لوگوں کی حق تلفی کرکے اور اس سے تمہیں دولت حاصل ہو رہی ہے۔“

”تم.......... تم اتنے بڑے مجرم ہو بادل گل کہ موت جیسی چیز تمہارے لئے ناکافی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کون سی سزا دی جائے۔ سرکاری آدمی ہونا ضروری نہیں ہے ایک وطن پرست ہر قوت پر بھاری ہوتا ہے۔ میں تمہارے لئے بد ترین سزا تجویز کرتا ہوں۔ وہ بد ترین سزا جو ابھی تک میرے ذہن میں نہیں ہے۔ میرے بارے میں اور کیا جاننا چاہتے ہو..........؟“

”جو دل چاہے کرتے رہو۔ دیکھوں گا تمہیں اس کا کیا صلہ ملتا ہے۔ یہاں کبھی کسی کو کسی کی نیکی کا صلہ نہیں ملتا۔“

”چھوڑو، کیوں بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ ارے صلہ تو اسی لمحے مل جاتا ہے

جب کسی نیک کام سے تمہارا ضمیر مطمئن ہو کر تمہیں سکون کا ایک لمحہ میسر کر دیتا ہے۔ وطن عزیز کی سرزمین پر بکھرے ہوئے انسانوں میں صرف ایک معصوم بچے کی مسکراہٹ اگر تمہارے لئے ہو تو اس سے بڑا صلہ اگر تمہارے ذہن میں کچھ اور ہے تو ہوگا۔ میرے لئے وہ مسکراہٹ ہی بہت کافی ہے کیا سمجھے“

”ہاں دیوانگی کی مختلف اقسام ہوتی ہیں اور اگر تم اس قسم کے دیوانے ہو تو واقعی میں تم سے خوفزدہ ہوں۔ کسی ہوشمند کو سمجھایا جاسکتا ہے کسی پاگل کو نہیں.........“ بادل گل نے کہا اور میں قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ ہاں بادل گل مجھے اپنی اس دیوانگی پر فخر ہے۔“

”تو پھر جہنم میں جاؤ جو دل چاہے کرو میں کیا کروں۔“

”دوستو! بادل گل ہمارے کام کی چیز ہے جہنم میں جانے کے لئے ابھی ہمیں اس کا سہارا درکار ہے۔ چنانچہ ایسا کرو ون تم یہاں رک جاؤ۔ میں باہر کے معاملات دیکھتا ہوں۔ مگر بادل گل کا خیال رکھنا یہ اونچی چیز ہے۔“ چیکاس ون نے گردن ہلا دی۔

میں نے اپنا کام شروع کر دیا اور عمارت کے چپے چپے اور گوشے گوشے کا جائزہ لینے لگا۔ میرے ساتھ چیکاس برادرز بھی تھے۔ رات کے تقریباً پونے ایک بجے دو افراد وہاں پہنچے اور چیکاس برادرز انہیں اپنی اسٹین گنوں سے کور کرکے اندر لے آئے۔ انہیں بے لباس کیا اور زندہ قیدیوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا۔ اس دوران ہم نے اس عمارت کے تقریباً سب حصوں کا جائزہ لے لیا تھا۔ یہاں ایک باقاعدہ اسلحہ خانہ موجود تھا۔ وہ سارا نظام بھی ہم نے کنٹرول سسٹم کے تحت دیکھ لیا جس سے گھی کو پگھلا کر پائپ لائنوں میں بہایا جاتا تھا اور وہ طویل راستہ طے کرکے ان ٹینکروں میں پہنچ جاتا تھا جو دشمن ملک کی سرحدوں میں تھے۔ سارا نظام یہیں سے کنٹرول ہوتا تھا اور اسے اسکرین پر دیکھا جاسکتا تھا۔ اسلحہ خانے میں کافی اسلحہ موجود تھا۔ یہاں کا نظام جنریٹروں سے جاری رہتا تھا۔ باقاعدہ بجلی تاربین کے جنگلات میں نہیں آئی تھی۔ ان جنریٹروں کو متحرک رکھنے کے لئے پٹرول استعمال کیا جاتا تھا اور تقریباً سوا دو بجے جس گاڑی کی آواز ہمیں سنائی دی تھی اور جسے سن کر ہم مستعد ہوگئے تھے۔ وہ پٹرول ٹینکر تھا۔ جو غالباً انہی جنریٹروں کے لئے پٹرول لے کر آیا تھا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

دو افراد تھے جو ٹینکر سے اتر کر نیچے آئے تھے اور چیکاس برادرز نے بڑے پیار سے انہیں بھی اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ ظاہر ہے ان کا ٹھکانہ اس عمارت کے علاوہ اور کہاں ہوسکتا تھا جس میں باقی افراد تھے لیکن پٹرول ٹینکر کو دیکھ کر دفعتاً" ہی میرے ذہن میں چرخیاں سی چلنے لگی تھیں اور میں ایک گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ یہ بات طے تھی میرے دل میں کہ بادل گل ایک بدترین ملک دشمن انسان ہے بلکہ اس کا نام تو ان دشمنوں کی فہرست میں شامل تھا جو مجھے ممالک غیر میں ملی تھی یعنی بادل گل ایسا شخص تھا جس کے بارے میں ملک کے دشمن بڑی اچھی رائے رکھتے تھے اور اس کا نام ان لوگوں کے پاس موجود تھا کہ کبھی ملک کے خلاف کوئی بڑی سازش مقصود ہو تو بادل گل جیسے آدمی کا سہارا لیا جائے۔ ایسے کسی شخص کی زندگی وطن کے لئے جس قدر خطرناک ہوسکتی تھی اس سے چشم پوشی حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں اور یہ لوگ جو یہاں موجود ہیں کسی بھی طور رحم کے مستحق نہیں ہیں۔ اس عمارت کو فنا ہو جانا چاہیے۔ بادل گل سمیت ان کے ان ساتھیوں سمیت' جس جس کی موت اسے گھیر کر یہاں لا رہی ہے اسے بھلا کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے اور میں نے اپنے اس منصوبے کی تفصیلات چیکاس برادرز کو بتائیں تو وہ شدت حیرت سے گنگ ہو کر رہ گئے۔ دیر تک ان کے منہ سے آواز نہیں نکل سکی تھی۔ پھر ان کے چہروں پر مسرت کے آثار نظر آئے اور سب ہی نے میرے منصوبے سے اتفاق کیا۔

"تو پھر تم میں سے کون میرے اس منصوبے کی تکمیل میں میرا مددگار ہے۔"

"ویسے تو ہم سب ہیں لیکن جسے آپ پسند کریں۔"

"چیکاس ٹو اور فائیو کو میں نے اپنے ساتھ لیا اور اس کے بعد ہم نے ایک انوکھے عمل کا آغاز کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم جو کچھ کرنے جا رہے تھے اس کے نتائج سے ناآشنا تھے ہوسکتا ہے ہم اس انداز میں وہ سب کچھ نہ کر پائیں جس انداز میں فوری طور پر سوچا ہے لیکن یہاں تو سارے اقدامات ہی اندھے تھے۔ کیا جاسکتا تھا کوئی باقاعدہ نظام تو تھا نہیں کہ جس کے تحت کچھ کیا جاتا۔ بس یہی تھا کہ جو دل میں آئے وہ کر ڈالا جائے اور نتائج تقدیر پر چھوڑ دیئے جائیں۔ چنانچہ اسی طریقہ کار پر عمل کرنے لگے جس کی نشان دہی بادل گل نے کی تھی۔ باہر سے آنے والے گھی کے ٹرک جس طرح پائپ لائنوں میں گھی

منتقل کرتے تھے ہم نے اسی کے طرز عمل پر کام شروع کیا۔ پٹرول ٹینکر سے لمبے لمبے پائپ اتار کر انہیں جوڑا اور بڑی محنت سے انہیں اس جگہ تک لے آئے جہاں پائپ لائنیں تھیں اور جہاں سے گھی کے ذخائر سائنسی طریقے سے دشمن ملک میں منتقل ہو جاتے تھے۔ میں نے بالآخر ٹینکر پٹرول' ان پائپ لائنوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا پٹرول کی موٹی دھار پائپ لائن سے گزرتی رہی۔ اس وقت چونکہ پائپ لائن کا ہیٹر سسٹم عمل پذیر نہیں تھا اس لئے پٹرول کے آگ پکڑ لینے کا بھی کوئی خطرہ نہیں تھا اس کے باوجود جو کچھ ہونا چاہیے ہو جائے۔ مجھے یا چیکاس برادرز کو اس کی پروا نہیں تھی۔ ہم تو دیوانہ وار اپنے منصوبے پر عمل کر رہے تھے۔ پٹرول کا سارا ذخیرہ ان پائپ لائنوں سے گزر کر ایک طویل فاصلہ طے کرکے ان ٹینکوں میں پہنچ گیا جن میں ہوسکتا ہے گھی کی بڑی مقدار موجود ہو یا ہوسکتا ہے وہ خالی ہوں۔ ظاہر ہے وہاں کے علاوہ یہ پٹرول اور کہاں جاسکتا تھا اس سارے کام سے فارغ ہونے میں اچھا خاصا وقت لگ گیا۔ کہیں سے پٹرول لیک نہیں ہوا تھا اور اس کا اندازہ بخوبی ہو رہا تھا۔ بادل گل کو پتا بھی نہیں تھا کہ ہم لوگ کیا کچھ کر چکے ہیں۔ آہ کاش یہ منصوبہ اسی طرح عمل پذیر ہو جائے جس طرح ہم نے سوچا ہے۔"

اس کام سے فراغت حاصل کرکے منصوبے کے مطابق چیکاس برادرز اسلحہ خانے سے کئی ریموٹ کنٹرول بم لائے اور بڑی مہارت سے انہیں اپنے علم کے مطابق تیار کرنے لگے۔ بموں کو خصوصی طور پر اس طرح پیک کیا گیا تھا کہ اپنا سفر طے کرتے ہوئے وہ راستے میں ہی نہ پھٹ جائیں۔ چیکاس برادرز اس سلسلے میں بھی بہترین معاون ثابت ہوئے تھے۔ میں نے ان کے بارے میں غلط اندازہ نہیں لگایا تھا۔ ان کی اعلیٰ کارکردگی تو لمحہ لمحہ نمایاں ہوتی رہی تھی اور میں نے انہیں ہر کام میں اس قدر مستعد پایا تھا کہ بعض اوقات مجھے خود بھی حیرت ہونے لگی تھی۔ نہایت طاقتور ریموٹ کنٹرول بموں کو بالآخر ہمت کرکے ان پائپ لائنوں میں ڈال دیا گیا جن سے تھوڑی دیر قبل پٹرول ٹینکوں تک پہنچایا گیا تھا۔ اس کام سے ہم نے فراغت حاصل کرلی۔ دل خوشی سے اچھل رہا تھا۔ کامیابی اس طرح ہمارے قدم چومے گی۔ یہ تو ہم نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ اگر رات نہ ہوتی تو دن کا وقت ہوتا تو ہمیں اپنے اس کام میں اس قدر آسانیاں حاصل نہیں ہوسکتی تھیں۔ آنے جانے والے تو رات میں بھی آئے تھے اور اب ہم اپنے کام کے لئے تیار

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

تھے۔ پھر جب یہ سارا کام مکمل ہوگیا تو پر اطمینان انداز میں ہم لوگ ایک بار پھر بادل گل کے پاس پہنچ گئے۔ وہ فرش پر نیم دراز تھا اور اس کے چہرے پر تفکر کے سائے رقصاں تھے۔

"اٹھو بادل گل۔ آؤ یہ رات تمہارے لئے بے حد مصروف اور قیمتی رات ہے۔ اس رات کی بہت سی کہانیاں تم اپنے سینے میں محفوظ کرکے اس جہاں سے رخصت ہو گے۔"

"باز آجاؤ۔ مان جاؤ' دنیا کو سمجھو' جوش کے بجائے ہوش سے کام لو۔ تم جو کچھ کر رہے ہو مانتا ہوں وہ ایک نیک کام ہے لیکن آج نہیں تو کل یاد رکھنا کہ تمہیں یہ سب کچھ کرنے پر افسوس ہوگا جبکہ تمہیں تمہارے ان جذبوں کا وہ جواب نہیں ملے گا جو ملنا چاہیے۔"

"آؤ بادل گل۔ اتنی نصیحتیں سن لی ہیں تمہاری کہ اب مزید کچھ سننے کو جی نہیں چاہ رہا۔" میں نے کہا۔

ہم لوگ بادل گل کو سہارا دے کر ایک بار پھر اسی کنٹرول روم میں لائے۔ یہاں کا نظام چیکاس برادرز نے سمجھ لیا تھا۔ بادل گل کو کچھ فاصلے پر ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ ننھے سے چیکاس نے وہ کرسی سنبھال لی جس سے وہ آٹومیٹک نظام کنٹرول ہوتا تھا جسے بادل گل نے واقعی بڑی محنت سے تیار کرایا تھا لیکن وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور بھی ایسا ہوسکتا ہے جو اس نظام کو کنٹرول کرے۔ جب کرسیاں متحرک ہوئیں جب دیواروں نے جگہ چھوڑنا شروع کی۔ جب ماحول نے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کیں۔ تو بادل گل شدت حیرت سے کانپ اٹھا۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے چیکاس کو دیکھنے لگا اور پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"یہ......... یہ ان تمام باتوں کے بارے میں کیسے جانتا ہے؟"

"تعجب ہے تم اب بھی یہ سوال کرسکتے ہو جب ہم تم جیسے شاطر آدمی کو اپنے قابو میں کرسکتے ہیں۔ تو اس قسم کے تماشے کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔"

"یہ گھٹیا تماشا نہیں ہے اور ایسا کوئی جملہ نہ کہو اس کے بارے میں۔ یہ میری پوری زندگی کی محنت ہے مگر تم کر کیا رہے ہو۔ یہاں ایسی چیزیں بھی موجود ہیں جن سے تمہیں

نقصان پہنچ سکتا ہے۔ دیکھ لو......... یہ ہے تمہارا وہ نظام جس پر تمہیں ناز تھا۔ اگر غور کرتے تو تمہیں خود ہی اندازہ ہو جاتا۔ اب تم اس کا خمیازہ بھگتو گے۔ ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ اب یہ دیکھو کہ تمہارا یہ نظام کس خوب صورتی سے ختم کیا جارہا ہے تم اس کا جائزہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔" میں نے کہا اور دھڑکتے دل سے ایک ریموٹ کنٹرول کا بٹن دبا دیا اسکرین پر اب وہ ٹینک نمایاں تھے جو دشمن ملک کے علاقے میں تصور کیے جاسکتے تھے۔

ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور اسکرین شعلوں میں نہا گیا۔ بادل گل ایک بار پھر اچھل پڑا تھا اس کے منہ سے کوشش کے باوجود آواز نہ نکل سکی لیکن اب انتظار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ چیکاس نے دوسرا ریموٹ کنٹرول استعمال کیا اور ایک بار پھر خوفناک دھماکے کے ساتھ شعلوں کے بادل بلند ہونے لگے۔ یکے بعد دیگرے جتنے بھی ریموٹ کنٹرول بم اس پائپ لائن کے ذریعے ان ٹینکروں تک پہنچائے گئے تھے اپنا کام مکمل کرنے لگے۔

بادل گل نے آنکھیں بند کرلی تھیں۔ اسکرین پر شعلے اور دھوئیں کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ بمشکل تمام بادل گل نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ آہ یہ تو........."

میں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "ہاں بادل گل۔ تمہارے آقاؤں کے علاقے میں ان کے گھی کی ذخیرہ گاہیں تباہ ہو رہی ہیں۔ ابھی تو بہت کچھ تباہ ہونے کے لئے باقی ہے۔ آنکھیں کھلی اور دل مضبوط رکھو تاکہ خود اپنی تباہی کا نظارہ کرسکو۔ برے کام کا ہمیشہ برا انجام ہوتا ہے بادل گل' تو نے نجانے کتنے افراد کو نقصان پہنچایا ہوگا۔ تیرے یہ ساتھی جن کی کچھ لاشیں یہاں پڑی ہوئی ہیں اور جن کی بقیہ لاشیں کچھ دیر کے بعد تاربین کے جنگلات میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہوں گی۔ یہ بدترین لوگ تھے۔ انتہائی قابل نفرت۔ وطن دشمن تھے۔ میں نے سوچا ہے کہ وطن دشمنوں کو زندہ ہی نہ چھوڑا جائے تاکہ وطن عزیز کو خطرات لاحق نہ رہیں۔ بادل گل اب اس سے زیادہ میرے پاس کہنے کو کچھ بھی نہیں ہے جس طرح وہ ٹینکر تیرے ہی اسلحہ خانے میں موجود ریموٹ کنٹرول بموں سے اڑائے گئے ہیں۔ اسی طرح تھوڑی دیر کے بعد یہ پوری عمارت فضا میں پرواز کر رہی ہوگی اور یہاں جو اسلحہ موجود ہے وہ تاربین کے جنگلات کو بھی نہیں چھوڑے گا۔ بہت بڑا کام ہونے والا ہے اب

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

یہاں۔ یہ ریموٹ کنٹرول ہمارے پاس آچکے ہیں چنانچہ اب چلتے ہیں۔

بادل گل دہشت بھرے انداز میں چیخنے لگا لیکن ہمیں اس کا اندازہ تھا کہ اس کے بندھے ہوئے ہاتھ پاؤں اس قابل نہیں ہیں کہ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرسکے۔ چنانچہ ہم برق رفتاری سے وہاں سے نکل آئے۔ تاربین کے جنگلات میں دوڑتے ہوئے اور آہنی شکنجہ سے بچتے ہوئے کافی فاصلے پر نکل آئے اور ریموٹ کا بٹن دبا کر بم بلاسٹ کر دیئے۔ اس قدر تیز دھماکے تھے کہ آس پاس کے علاقے ہل کر رہ گئے۔ ایک نہ ختم ہونے والا دھماکوں کا سلسلہ چل پڑا تھا۔ ہر طرف دھواں ہی دھواں تھا۔ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ ہم دوڑتے ہوئے اس مقام تک آگئے تھے جہاں جنرل رباب ہمارا منتظر تھا۔ قیامت مچی ہوئی تھی۔ پوری آبادی ان دھماکوں کو سن رہی تھی۔ جنرل رباب نے ہمارا استقبال کیا۔ وہ بری طرح کپکپا رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور زور سے مجھے بھینچ لیا۔ اس کے منہ سے آواز نہیں نکل پارہی تھی۔ ویسے بھی آوازیں سننے کا وقت نہیں تھا۔ ہماری یہ جائے پناہ غیر محفوظ بھی ہوسکتی تھی۔ اگر یہ پہاڑی مقام نہ ہوتا۔ اسلحے کی رینج بہت زیادہ تھی۔ غالباً" شہری آبدی پر بھی اس کے نقصان دہ اثرات مرتب ہوئے تھے لیکن ان سب کو بھی یہ برداشت کرنا تھا۔ تاربین کے جنگلات میں رات بھر دھماکے ہوتے رہے اور ہم ان دھماکوں کو سنتے رہے۔ رباب آہستہ آہستہ اعتدال پر آتا چلا گیا اس نے بمشکل تمام کپکپاتی آواز میں پوچھا تھا۔

"کیا وہاں بادل گل موجود تھا؟"

"ہاں بادل گل کی کہانی اب زمین کی گہرائیوں میں جاسوئی ہے۔ اب اس کا وجود باقی نہیں رہا ہے اور اس دشمن کو بھی بہت نقصان پہنچا ہے جس سے بادل گل کا رابطہ تھا اور جس کی وجہ سے ہماری ملکی معیشت کو ایک عظیم نقصان سے دوچار ہونا پڑ رہا تھا۔"

"صرف پانچ افراد نے تمہارے ساتھ مل کر یہ حیرت ناک کارنامہ سرانجام دے دیا جو.........." جنرل رباب نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

اس کے بعد ذرا محتاط طریقہ کار اختیار کرلیا گیا تھا رات کی تاریکیوں میں چاروں طرف سے گاڑیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یقینی طور پر یہ انتظامیہ تھی جو تاربین کے جنگلات کی صورت حال معلوم کرنے جارہی تھی۔ تاربین کے پورے جنگل

میں آگ لگ گئی تھی اور ایک عجیب ہنگامی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔

دوسری صبح بڑی دھواں دھار تھی۔ پورے شہر پر دھویں کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ سارے کاروبار بند تھے۔ ہر شخص تجسّس میں مبتلا نظر آرہا تھا۔ خوبصورت خان اور دل جمال ہمارے پاس آگئے تھے۔ انہیں کم از کم اس کا اندازہ ہوگیا تھا کہ جو کچھ ہم کرنا چاہتے تھے وہ کرچکے ہیں۔

دل جمال نے کہا۔ "یہ جگہ کافی خطرناک ہے۔ انتظامیہ کے افراد یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اگر مناسب سمجھو تو یہاں سے نکل چلو۔"

"جنرل رباب نے اس کی مخالفت کی اور بولا۔ "نہیں یہ جگہ انتہائی مناسب ہے اور یہاں تمہارے ہر قسم کے تحفظ کی ذمے داری میں لے سکتا ہوں۔ اطمینان سے یہاں رہو۔ ہاں ذرا جنگلات کی تپش اور دھواں برداشت کرنا پڑے گا۔"

پورا انتظامی عملہ تاربین کے جنگلات پر فروکش ہوگیا تھا۔ ہر قسم کی کوششیں کی جارہی تھیں۔ رات بھر میں اسلحہ جل کر خاک ہوگیا تھا۔ وہ جگہ جہاں عمارت تھی۔ زمین کی گہرائیوں میں اتر گئی تھی وہ پائپ لائنیں جو زیر زمین دشمن ملک تک پہنچائی گئی تھیں۔ زمین سے اوپر آگئی تھیں اور انتظامیہ کے افراد اس بات پر شدید حیران تھے۔ یہ صورت حال براہ راست فوجی مداخلت کو دعوت دیتی تھی۔ چنانچہ دن کے تقریباً" ساڑھے بارہ بجے لاتعداد فوجی گاڑیاں تاربین کے جنگلات کی جانب چل پڑیں اور پھر نجانے کہاں تک کے علاقے کو کنٹرول میں لے لیا گیا۔ شہری آبادی کو وہاں سے دور کر دیا گیا تھا۔ اس طرح میرا وہ پہلا عمل تکمیل تک پہنچ گیا تھا جس کے لئے شدید جدوجہد کی تھی اور جس کے لئے جبار گینی ڈال کی قربانی دی تھی۔ اس قربانی کو میں کبھی نہیں بھول سکتا تھا اور غالباً" یہی قربانی تھی جس نے ہمارے اندر دیوانگی کا وہ جذبہ پیدا کیا تھا جس کے نتائج آج ہمارے سامنے تھے۔ اب ڈولی رباب رہ گیا تھا جس سے نمٹنا تھا لیکن اس کے لئے دو دن تک مکمل خاموشی اختیار کی گئی۔ ڈولی رباب کی کیا کیفیت تھی اس کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں معلوم تھا۔ خوبصورت خان اور دل جمال بھی نہیں بتا سکے تھے۔ غرضیکہ وقت گزرتا رہا۔ تاربین کے جنگلات کی آگ بجھا دی گئی تھی اور وہ دور ہی سے دیکھنے پر ایک بھیانک منظر پیش کرتا تھا۔ جب بھی ہم پہاڑ کی بلندیوں سے ادھر کا جائزہ لیتے نہ جانے کیا احساسات

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

ذہن میں جاگ اٹھتے تھے۔ چیکاس برادرز کے لئے گویا جیسے یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں تھی۔ وہ اپنی مخصوص شرارتوں میں مصروف رہتے اور طرح طرح کی نت نئی حرکتیں کرتے رہتے۔ تیسرے دن جنرل رباب سے مشورے کے بعد میں نے ڈولی رباب سے رابطہ قائم کیا۔ انٹافون پر اس سے رابطہ قائم کرکے میں نے اسے مخاطب کیا۔ ڈولی رباب کی نحیف آواز سنائی دی۔

"کون ہو بھائی کہاں سے بول رہے ہو؟"

"تمہارا دوست' تم سے تعزیت کرنا چاہتا ہوں تمہارے دوست بادل گل کی لیکن وہ میری لسٹ پر تھا۔ تم لوگوں سے اپنے وطن عزیز کو پاک کرنا میری زندگی کا اولین مقصد ہے اور خدا کا شکر ہے کہ ایک ناپاک ستون اکھاڑنے میں کامیاب ہو گیا ہوں میں اور اب تمہاری باری ہے۔"

"ارے میں تو پہلے میں ہتھیار ڈال چکا ہوں۔ میرے بچے کی کیا حالت ہے۔ اس کی آواز سنا دو مجھے۔ میں بیمار ہوں بستر پر پڑا ہوں۔ میں زندگی اور موت کی کشمکش میں گرفتار ہوں۔ مجھے اس کی آواز سنوا دو۔ آہ مجھے اس کی آواز سنوا دو۔ تم نے اسے تو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔"

"نہیں ڈولی رباب تم سے سودا کئے بغیر بھلا اسے کوئی نقصان پہنچایا جا سکتا تھا؟"

"تو پھر مجھے اس کی آواز سنوا دو۔ بعد میں ساری باتیں کرلوں گا۔"

میں نے جنرل رباب کو دیکھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر جذبات کے سائے لرزاں تھے۔ تب میں نے آہستہ سے اس سے کہا۔ "بات کر لو کوئی حرج نہیں ہے۔" جنرل رباب نے ایک جھٹکے سے ٹیلی فون میرے ہاتھ سے لے لیا اور پھر خود کو سنبھال کر بولا۔

میں جنرل رباب بول رہا ہوں۔" جواب میں ڈولی رباب کی چیخیں سنائی دیں۔ بہت محبت کرتا تھا وہ اپنے بیٹے سے' اس نے کہا۔

"تو ان لوگوں سے وعدہ کرلے یہ جو کچھ چاہیں گے میں کروں گا۔ میں اپنی ساری دولت انہیں دینے کے لئے تیار ہوں۔ جو سودا تو ان سے کرے گا میں اس کی تکمیل کروں گا۔ اگر تم میری بات سن سکتے ہو تو سنو۔ اپنا مقصد اپنی ساری باتیں اسے بتا دو اور اسے

میرے پاس بھیج دو اگر میں اس سے انحراف کروں تو تم اسے قتل کر دینا۔ میرے خاندان کو اور مجھے اسی طرح تباہ کر دینا جس طرح تم نے بادل گل کو ختم کر دیا ہے۔ میری بات مان لو میری بات مان لو۔"

"ٹھیک ہے ڈولی رباب بہت جلد تمہیں اس سلسلے میں ہم اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کریں گے۔" میں نے کہا اور جنرل رباب کو اشارہ کیا۔ اس نے ٹیلی فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

میں نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔ "معاف کرنا جنرل رباب یقیناً" تمہیں اپنے باپ کی اس حالت سے صدمہ پہنچا ہوگا۔ اس کے لئے میں تم سے شرمندہ ہوں۔"

جنرل نے گہری سانس لے کر کہا۔ "ایسی باتیں مت کرو دوست۔ وہ کام کیا ہے تم نے جو میں نے خوابوں میں دیکھا تھا۔ کاش تم میری کیفیت سمجھتے۔"

"ڈولی رباب تمہارے عوض اپنی ساری دولت خرچ کرنے کو تیار ہیں۔"

"ہاں۔ اب مجھے امید ہے کہ وہ ایسا کرے گا۔"

"مجھے اس دولت میں سے ایک پیسہ درکار نہیں ہے ہاں نقدی دولت کا مصرف میرے ذہن میں ہے۔"

"خوبصورت خان مجھے ایک بستی میں لے گیا تھا وہاں خوبصورت باغات بکھرے ہوئے تھے اور ان میں موجود درخت پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ پھلوں کے گلے سڑے ڈھیر پر بچے ٹوٹے پڑے تھے کہ ان کا گزارا انہیں پھلوں پر ہوتا ہے۔ غربت و افلاس سے سسکتے ہوئے لوگ زندگی کی ہر ضرورت سے محروم ہیں۔ میں چاہتا ہوں ان کو انسانی زندگی مل جائے۔ اپنے باپ کی دولت سے تم ان کی بستی پکی بنوا دو۔ وہاں چھوٹی صنعتوں کے جال بچھا دو۔ بجلی' پانی' زندگی کی عام سہولتیں انہیں فراہم کردو۔ بس میں صرف اتنا چاہتا ہوں۔"

"بس" جنرل رباب حیرت سے بولا۔

"ہاں' اس سے زیادہ میری اور کوئی خواہش نہیں ہے۔"

"تم آخر کون ہو۔ مجھ سے اپنا تعارف نہیں کراؤ گے۔ یہ سب کون ہیں تمہارے جن کے لئے تم نے یہ محنت کی ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "یہ سب میرے ہم وطن ہیں میرے دیس کے رہنے والے' ہر شخص کچھ نہ کچھ کرتا ہے' اپنا فرض ادا کرتا ہے وہ' مختلف فرائض مختلف لوگوں نے اپنے ذمے لئے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی کا نصب العین یہی بنالیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے اس نصب العین کی تکمیل میرے ہم وطنوں کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ مجھے ہر قیمت پر اپنا یہ فرض سرانجام دینا ہے۔"

جنرل رباب نے مدھم لہجے میں کہا۔ "ہر شخص کی کچھ نہ کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں لیکن قابل عزت ہوتے ہیں وہ لوگ بلکہ خوش نصیب ہوتے ہیں وہ جنہیں اپنی زندگی میں کچھ کرنے کا موقع مل جائے۔ میں تم سے بہت متاثر ہوں میرے دوست' کاش میں خود بھی تمہارے کسی کام آسکتا۔"

"کسر نفسی سے کام لے رہے ہو اگر صحیح معنوں میں دیکھا جائے تو تم نے جس طرح میرا ساتھ دیا ہے میں اسے کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ اپنی آرزو میں تمہیں بتا چکا ہوں کاش اس کی تکمیل میری خواہش کے مطابق ہو جائے۔"

جنرل رباب نے گہری سانس لی اور آہستہ سے بولا "میں صرف اس کے لئے دعا کر سکتا ہوں کہ تم جیسے انسان کی نگاہوں میں سرخرو رہوں۔"

☆☆☆☆☆

تاربین کے جنگلات میں اب فوجی کارروائی تیز رفتاری سے شروع ہوگئی تھی بلکہ وہاں ہنگامہ خیزیاں بڑھ گئی تھیں۔ ان سارے انتظامات سے یہ پتا چلتا تھا کہ ملک کی اہم ترین شخصیتیں یہاں پہنچ رہی ہیں۔ ظاہر ہے ایک بہت بڑی سازش پکڑی گئی تھی۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ کوئی بھی دعوے سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس سازش کو ختم کرنے والا کون ہے۔

شہری زندگی میں کچھ تبدیلی رونما ہوگئی تھی اور یہ تمام تر تفصیلات مجھے خوب صورت خان اور دل جمال سے ملتی رہتی تھیں' دل جمال نے خود ہی ایک دن کہا۔

"بھابی خانم آپ سے ملنا چاہتی ہے ہم نے احتیاطاً وہ جگہ نہیں بتائی جہاں آپ موجود ہیں لیکن انہوں نے کہا ہے کہ جب بھی آپ سے ملاقات ہو ان کا پیغام آپ تک پہنچادوں اور میں نے انہیں وہ بات بتادی تھی آپ محسوس تو نہیں کریں گے صاب؟"

"نہیں اب ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور جہاں تک خانم سے ملنے کا تعلق ہے تو تم جب چاہو میں تمہارے گھر پہنچ سکتا ہوں۔"

"اگر یہ بات ہے صاب تو پھر آج ہی رات کو کیوں نہیں۔"

"ٹھیک ہے میں آج ہی پہنچ جاؤں گا۔"

"شہہ دل کی بیوہ نے کھڑے ہو کر میرا خیر مقدم کیا تھا۔ کہنے لگی۔"

"تم نے ایک طویل عرصے کا طلسم توڑا ہے۔ میں اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرسکتی' جو کچھ ہوا ہے ناقابل یقین ہے تو نے بادل گل کا طلسم توڑ کر فضا کو آزاد کر دیا ہے

Uploaded By Muhammad Nadeem

WWW.PAKSOCIETY.COM

مگر ابھی ایک عفریت باقی ہے۔ ڈولی رباب! یہ نام بھی کسی طرح بادل گل کے نام سے کم نہیں ہے اگر کر سکتے ہو تو اس کے لئے بھی کچھ کر ڈالو۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کے بعد علاقہ گندگی سے پاک ہو جائے گا۔"

"اگر آپ تعاون کریں گی خانم تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جب بھی کبھی موقع ملے کل رات تھوڑی دیر کے لئے میرے پاس آجاؤ۔ کھانا میرے ساتھ کھانا۔ لیکن تم تنہا آؤ گے۔"

"ٹھیک ہے خانم میں تنہا آؤں گا۔"

"میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

شہہ دل کی بیوہ کے لئے میرے دل میں بڑا احترام تھا۔ اس نے جس طرح اپنی زندگی کو سنوارا تھا وہ ایک قابل فخر بات تھی۔ نفیس عورت تھی' چہرے سے ہی پروقار معلوم ہوتی تھی۔

ادھر میں جنرل رباب اور چیکاس برادرز سے اجازت لے کر شہہ دل کی بیوہ کے گھر چل دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں مکان کے دروازے پر پہنچ گیا چونکہ پہلی بار میں یہاں نہیں آیا تھا اس لئے کوئی دقت نہیں ہوئی' خانم نے دروازے پر ہی میرا استقبال کیا تھا۔ سفید لباس میں ملبوس وہ ایک پروقار شخصیت نظر آرہی تھی میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "ہمارے ہاں مہمان کا ایک خاص تصور ہوتا ہے۔ میں تمہیں اپنے اس غریب خانے پر خوش آمدید کہتی ہوں۔"

بڑے سے کمرے میں جہاں سادہ سا سامان موجود تھا' خصوصی طور پر ایک میز سجائی گئی تھی جو یقیناً" میرے اعزاز میں تھی۔

"خانم اس میز کے گرد کرسی پر بیٹھ گئی کہنے لگی۔ قہوہ پیو گے.........؟"

"آپ کا مہمان ہوں خانم جو دل چاہے پلائیں۔" تھوڑی دیر کے بعد قہوہ آگیا زرینہ خانم نے میرے ساتھ قہوہ پیتے ہوئے کہا۔

"ہماری زندگی بھی عجیب ہے' تم دیکھ رہے ہو' اس مکان میں کس قدر خاموشی ہے۔ یہاں میری ان دو بیٹیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا۔ زندگی کے چھ سال میں

جس کرب میں گزار رہے ہیں۔ کاش میں کسی ایک دن کا بھرپور تصور تمہیں پیش کر سکتی۔"

"اس کے باوجود آپ سربلند ہیں خانم کہ آپ کا شوہر ملک پرستی میں شہید ہوا ہے' اس نے وطن عزیز کے لئے جان دے کر اپنے آپ کو امر کر لیا ہے۔"

خانم کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی میں اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اس طنزیہ مسکراہٹ کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آسکی تھی۔ جب اس نے اس سلسلے میں کچھ نہ کہا تو میں نے خود ہی اس سے پوچھ لیا۔

"میں نے محسوس کیا ہے خانم کہ اس تذکرے پر آپ کی کیفیت کچھ عجیب ہو گئی ہے۔" زرینہ خانم نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا اور بولی۔

"جاننا چاہتے ہو اس بارے میں۔"

"ہاں خانم۔"

"ابھی نہ جانو تو بہتر ہے ورنہ غمزدہ ہو جاؤ گے کھانا کھا لیا جائے۔"

"میرا خیال ہے ابھی جلدی نہیں ہو جائے گی۔"

"نہیں کھانے سے فراغت حاصل کر لو۔ گفتگو کے لئے اس سے بہتر موقع اور کوئی نہیں ہو گا۔"

"جیسا آپ پسند کریں۔"

کھانا پر تکلف تھا لیکن زرینہ خانم کی دونوں بیٹیاں ہمارے ساتھ کھانے میں شریک نہیں تھیں۔ غالباً" یہ بھی یہاں کی روایات کا ایک حصہ تھا۔ ویسے کوئی حرج بھی نہیں میں ان بچیوں کی موجودگی میں کچھ نروس ہی رہتا۔ خانم سے البتہ کھانے کے دوران بھی مختلف موضوعات پر باتیں ہوتی رہی تھیں۔ ڈولی رباب کے بارے میں بھی انہوں نے کچھ تذکرے کئے اور جب کھانے سے فراغت ہو گئی تو ہم پھر اس جگہ آگئے جہاں پہلے نشست جمی ہوئی تھی۔ خانم کہنے لگی۔

"شہہ دل ہمیشہ سے وطن پرستی کا شکار تھا اسے ملک کے چپے چپے سے محبت تھی وہ دشمن کی ٹیڑھی آنکھ کو نکال دینا چاہتا تھا۔ میں بھی اس کی ہمنوا تھی اور اکثر ہمارے درمیان اس موضوع پر گفتگو ہوتی رہا کرتی تھی بادل گل اور ڈولی رباب دونوں انتہائی خطرناک آدمی تھے شہہ دل کو ان کی ذات سے بھی خطرہ رہتا تھا اور بالآخر وہ اپنی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

جذباتیت کا شکار ہو گیا۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اس کی موت کے اسباب کیا تھے لیکن ایک بات دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ بادل گل کا بھی اس میں ضرور ہاتھ تھا خدا ان لوگوں کو غارت کر دے۔ جنہوں نے میری بچیوں کو بے سہارا کر دیا......... لیکن یہ ساری بدعائیں میں صرف دے ہی سکتی ہوں کیونکہ بہتر وہی جانتا ہے کہ قبولیت کیا چیز ہوتی ہے۔ میں نے کبھی ان دعاؤں کی قبولیت کو عملی طور پر محسوس نہیں کیا۔" خانم کے الفاظ بڑے عجیب تھے۔ میں نے گہری نگاہوں سے انہیں دیکھا اور کہا۔

"شہادت کا درجہ بھی معمولی نہیں ہوتا خانم۔"

"پھر ہم پر وہ وقت آ گیا کہ تین تین وقت میری بچیوں کو فاقے کرنے پڑے۔ میں نے ہر اس شخص سے مدد مانگنا چاہی جس سے میرا تھوڑا سا بھی رابطہ تھا لیکن چونکہ سب بادل گل سے ڈرتے تھے اس لئے کسی نے بھی میرا ساتھ نہیں دیا اور جب فاقہ کشی انتہا کو پہنچ گئی تب میرے ذہن میں بغاوتیں جنم لینے لگیں' بے شک میرا شوہر وطن پرست تھا۔ وطن پرستی کے صلے میں اسے کچھ تو ملنا چاہیے تھا لیکن کسی اخبار میں اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں چھپی کسی نے اپنی زبان سے اسے محب وطن نہیں کہا اور میں جانتی تھی کہ آنے والا وقت تو اس کا نام تک گمنام کر دے گا اور جب میری تمام الجھنیں انتہا کو پہنچ گئیں تو یہ بغاوت بھی اپنے عروج پر آ گئی اور اس وقت میری بغاوت نے مجھے ایک نئی شکل دی' کچھ ایسے لوگوں سے ملاقات ہو گئی تھی میری جو وطن دشمن تھے۔"

یہ لوگ وطن دشمن تھے لیکن بظاہر نہیں تھے۔ نام لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن کیا فائدہ کہ انہوں نے مجھے سہارا دیا۔ فوری طور پر میری تمام ضروریات پوری کیں اور مجھے بھیک کے لئے ہاتھ نہ پھیلانے پڑے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں ان کی ان عنایتوں کا صلہ کبھی نہیں دے سکتی لیکن وہ میرے لہو کا ایک ایک قطرہ طلب کریں تو میں انہیں پیش کر سکتی ہوں۔ انہوں نے آہستہ آہستہ میری ذہنی تربیت شروع کر دی انہوں نے کہا۔ کہ شہہ دل بے شک ایک اچھا انسان تھا اور اچھے انسانوں کو زندگی بہت کم موقع دیتی ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کی اچھائیاں قبول نہیں کی جاتیں۔ وہ اپنی ذات کو فنا کر دیتے ہیں کسی مقصد کے لئے لیکن جس کا اس مقصد سے تعلق ہوتا ہے وہ بس ایک چھوٹی سی تقریر کر کے خاموش ہو جاتا ہے' کوئی صلہ نہیں ملتا۔ حالانکہ شہہ دل کی

قربانی کے نتیجے میں اسے ایک عظیم حیثیت سے دیکھا جانا چاہیے تھا اس کے نام کی پوجا کی جانی چاہیے تھی۔ مجھے اس انداز میں یہ احساس دلایا گیا کہ میں طوفانی حیثیت اختیار کر گئی۔ میں نے ان سے اتفاق کیا تو انہوں نے کہا کہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ کیا جائے اپنی ذات کے لئے اور اپنے آپ سے منسلک لوگوں کے لئے کیا جائے۔ اگر میں چاہوں تو وہ لوگ اس سلسلے میں میری مدد کر سکتے ہیں اور میں نے فوراً" آمادگی کا اظہار کر دیا جس کے نتیجے میں مجھے سرحد پار لے جایا گیا اور ایک غیر قوم کے درمیان مجھے وہ عزت اور وہ مقام دیا گیا کہ میں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی' مجھے اور میری بیٹیوں کو انتہائی احترام کی نگاہ سے دیکھا گیا اور بالا آخر انہوں نے اپنے مقصد کا اظہار کر دیا۔

"انہوں نے کہا کہ زندگی گزارنے کے لئے اور ایک بہتر زندگی گزارنے کے لئے اگر ان بچیوں کو بھی تھوڑی سی تربیت دی دی جائے تو ان کا بھی مستقبل سنور جائے گا۔ جو لوگ میرے محسن تھے انہوں نے اس کی تائید کی اور کہا کہ احمقانہ سوچوں سے کچھ نہیں ملے گا۔ بہتر یہ ہے کہ بچیوں کا حسین مستقبل تعمیر کیا جائے' پھر اس سلسلے میں ایک پیش کش کی گئی مجھے' غور کرنے کے لئے کہا گیا۔ میری بچیوں کو جو مقام دیا جانے والا تھا اس کا تصور کر کے میرے دل کو ڈھارس ہو گئی۔ کم از کم وہ ایک بہترین مستقبل کی مالک بن سکتی ہیں تھوڑی سی محنت کرنے کے بعد اور پھر میری اجازت سے گل چمن اور روشن چمن کی تربیت ہو گئی۔ انہیں ایک تخریب کار ایجنسی میں سرگرم کارکن کے طور پر رکھ لیا گیا تھا اور یہ طے کر لیا گیا تھا کہ ان کا اصل گھر سرحد پار ہی ہے' مگر تربیت پانے کے بعد انہیں اس سمت آنا ہو گا۔ یہاں رہ کر کام کرنا ہو گا۔ ان کے کام کی ایک معیاد مقرر کر دی گئی تھی جس کے بعد ان کی چھٹی ہو جائے گی اور وہ اچھی اور شریف و نیک عورتوں کی مانند چاہیے سرحد کے اس حصے میں چاہے اس حصے میں اپنی حیثیت بدل کر زندگی گزار سکتی ہیں۔ بہت عمدہ پیش کش تھی۔ گل چمن اور روشن چمن تربیت لینے لگیں' تم نے ان معصوم بچیوں کو دیکھا ہو گا' بظاہر شرمیلی اور لجائی لجائی نظر آتی ہیں لیکن اگر اسلحہ ان کے ہاتھ میں دے دو تو ان کا ایک بھی نشانہ خالی نہیں جاتا۔ اگر جسمانی جنگ کی بات کرو تو یقین کرو ان میں سے ایک ایک دس دس افراد پر بھاری ہے۔ ذہانت کی بات کرو تو حیران رہ جاؤ گے اور انہوں نے اپنی تربیت کے یہ مراحل مکمل کر لئے پھر اس کے بعد مجھے

WWW.PAKSOCIETY.COM
Uploaded By Muhammad Nadeem

واپس یہاں بھیج دیا گیا۔ پورے چھ سال گزارے تھے میں نے مختلف کاموں میں صرف کرتے ہوئے' مجھے ہر طرح کی آسائشیں فراہم کر دی گئیں' گل چمن اور روشن چمن بھی خوش تھیں' جو تربیت وہ لے کر آئی تھیں یوں سمجھ لو کہ اس سے ان کی شخصیت میں بے پناہ نکھار آ گیا تھا۔ یہاں ہم مطمئن زندگی گزار رہے ہیں کوئی دقت نہیں ہمیں' میں جانتی تھی کہ شہہ دل کا قاتل بادل گل ہے لیکن اس سلسلے میں مجھے انہی سے ہدایات ملی تھیں' مجھ سے کہا گیا تھا کہ بادل گل جیسی شخصیت کو چھیڑنا مناسب نہیں ہو گا کیونکہ یہاں وہ پڑوس ملک کے مفادات کی نگرانی بھی کرتا ہے۔ چنانچہ میں مجبور ہو گئی اپنی بچیوں کے بہترین مستقبل کے لئے مجھے اپنے دل میں سلگتی ہوئی انتقام کی آگ سرد کرنی پڑی۔ تاہم میرے دل کے گوشے میں یہ آرزو ضرور تھی کہ میں نہ سہی کوئی اور بادل گل اور ڈولی رباب کو کیفر کردار تک پہنچا دے اور پھر تم نے میری وہ خواہش پوری کر دی۔ میں اس کے لئے تمہاری احسان مند ہوں۔ مگر کیا کروں بعد میں جو حالات پیدا ہوئے وہ ایسے ہی تھے جیسے میرے اپنے دشمن بادل گل کے معاملے میں میرے ہاتھوں کو باندھ دیا گیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں دل سے تمہاری عزت کرتی ہوں اور یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ تم نے بادل گل جیسے شیطان کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور یہ بھی جانتی ہوں میں کہ اگر تم یہاں کچھ اور عرصے رہ گئے تو ڈولی رباب بھی تمہارے ہاتھوں سے نہیں بچ سکے گا لیکن میں کیا کروں' ادھر احکامات ہی ایسے آ گئے ہیں اور میری زندگی اس میں ہے کہ میں ان احکامات کی پابندی کروں مجھے معاف کرنا۔"

"میں ایک بار پھر بھونچکا رہ گیا تھا' میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کے آخری الفاظ نہیں سمجھا خانم؟"

"کیا تمہارا نام دانش منصور ہے۔" خانم نے پوچھا اور میرا پورا بدن جل کے رہ گیا۔ بڑا غیر متوقع اور اچانک سوال تھا' اعصابی طور پر متاثر کرنے والا میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے خانم کو دیکھنے لگا۔ اس نے مغموم لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے پڑوسی ملک کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے بڑی تفصیلی اطلاعات فراہم کی گئی ہیں۔ دانش منصور تم اس ملک میں شاید کچھ ایسے کام سرانجام دے رہے ہو جو پڑوسی ملک کے مفادات کے خلاف ہیں۔ مجھے کہا گیا ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے۔

تمہیں قابو کر لوں اور ان کے حوالے کر دوں۔"

میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ میرے بدن میں چنگاریاں سی دوڑ گئی تھیں میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں خانم.........؟"

"ہاں دانش۔ مجھے واقعی زندگی بھر دکھ رہے گا کہ تم جیسے محب وطن انسان کو۔ تم جیسے شخص کو میرے ہاتھوں کوئی نقصان پہنچا لیکن اب۔ اب وہ وقت گزر چکا ہے جب مجھے جذباتی دورے پڑا کرتے تھے میں مجبور ہوں' تمہیں ان لوگوں کی تحویل میں جانا ہو گا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے خانم۔" میں نے کہا۔

اچانک ہی میری کمر میں ایک تیز ٹیس اٹھی۔ بڑی شدید تکلیف ہوئی تھی مجھے' میں ایک عجیب سی آواز کے ساتھ واپس پلٹا اور میرا ہاتھ کمر کے اس حصے کی جانب پہنچ گیا۔ میری کمر میں کوئی نوکدار چیز چبھی ہوئی تھی یہ اس قسم کا کیل تھا جیسا بچوں کے کھیل میں استعمال ہوتا ہے جس سے ٹارگٹ پر نشانے لگائے جاتے ہیں۔ اس کی نوک بہت باریک تھی اور یہ نوک میرے بدن میں پیوست تھی' میں نے وہ کیل نکال لی اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے پلٹ کر دیکھا۔

گل چمن اور روشن چمن عقبی دروازے پر کھڑی مسکرا رہی تھیں غالباً' انہوں نے ہی یہ مشق کی تھی لیکن اس کے نتائج دوسرے ہی لمحے برآمد ہو گئے۔ بڑا زور کا چکر آیا اور پورا کمرہ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ کیل میرے ہاتھ سے نکل کر نیچے گر پڑا اور میں نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"خانم یہ تم۔ یہ تم نے.........." لیکن اس کے بعد غالباً' تیر کی نوک پر لگے ہوئے کسی ایسے خواب آور مادے نے جو ایک لمحے میں انسانی عقل و ہوش چھین لیتا تھا مجھے بھی عقل و ہوش سے عاری کر دیا تھا۔ مجھے کچھ یاد نہیں رہا تھا۔

ہوش و حواس کا یہ سلسلہ نجانے کب تک منقطع رہا۔ پھر جب حواس کی واپسی ہوئی تو ایک مدھم مدھم روشنی میرا اطراف میں بکھری ہوئی تھی۔ بدن کے نیچے کوئی نرم شے موجود تھی۔ ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھا تو غالباً' ایک موٹا قالین تھا' جس جگہ میں اس قالین پر پڑا ہوا تھا وہ ایک لمبوترا سا کمرہ تھا جس کی دیواریں سلور کلر کی تھیں۔ مدھم

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

روشنی کے باوجود میں دیواروں کو دیکھ سکتا تھا' کچھ عجیب سی ساخت تھی اس کمرے کی سامنے کے حصے میں عجیب سی جالیاں بنی ہوئی تھیں جن کے نیچے بلب لگے ہوئے تھے۔ ننھے ننھے بلب' بس اس کے علاوہ اس کمرے میں کچھ نہیں تھا' میں نے دروازہ کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں' عقبی حصے میں دروازہ تھا لیکن بند تھا اندر سے اسے کھولنے کے لئے نہ کوئی ہینڈل لگا ہوا تھا نہ کوئی اور ایسی شے' میں اپنے حواس پر قابو پانے لگا' اور رفتہ رفتہ ماضی کے واقعات مجھے یاد آتے چلے گئے۔ ایک لمحے کے لئے دل ڈوب سا گیا میں اپنوں کا شکار ہوا تھا' اتنے اپنوں کا کہ بتا نہیں سکتا تھا' میں اپنی کمر میں اس تکلیف کو بھی محسوس کر رہا تھا جو اس تیر نما شے کے کمر میں چبھنے سے پیدا ہو گئی تھی۔ ذرا سا ابھار بن گیا تھا اور اس ابھار میں ہلکی ہلکی ٹیسیں ابھر رہی تھیں غالباً" کوئی خواب آور زہر تھا جسے تیر کی نوک سے لگا کر میری کمر میں اتار دیا گیا تھا۔ اب بھی اگر کوئی مجھ سے سچی بات پوچھتا تو ان لڑکیوں کے لئے یا ان کی ماں کے لئے میرے دل میں نفرت کا کوئی جذبہ نہیں بیدار ہوا تھا بلکہ ایک غم آلود کیفیت تھی' البتہ حواس نے اشارہ کیا کہ اب اس کیفیت کا شکار ہونے کی بجائے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کے بعد کی صورت حال کیا ہوئی ہے' یہ جگہ خانم کے گھر کا کون سا حصہ ہے اور وہ کیا چاہتی ہے۔

اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے قید خانے کے دروازے پر پہنچ گیا اسے ٹٹول کر دیکھا' کوئی رخنہ نہیں تھا البتہ یہ احساس فوراً" ہی ہو گیا کہ دروازہ کسی دھات سے بنا ہوا ہے اور یہ چھوٹا سا کمرہ بھی پورے کا پورا دھات ہی کا بنا ہوا ہے۔ ابھی اس پر غور ہی کر رہا تھا کہ دفعتاً" سامنے کی جالیوں میں نیچے لگے ہوئے کچھ بلب روشن ہو گئے۔ یہ نیلے بلب تھے۔ میں چونک کر ان کی جانب دیکھنے لگا' پھر آہستہ آہستہ ان کے قریب پہنچ گیا۔ نیلے چند لمحات اسپارک کرتے رہے اس کے بعد سرخ ہو گئے پھر جالیوں سے مدھم مدھم آوازیں ابھرنے لگیں اور پھر یہ آوازیں انسانی شکل اختیار کر گئیں۔

"کون ہے؟"

"جنرل میں بریگیڈیئر مان سنگھ بول رہا ہوں' ایک اہم رپورٹ دینا ہے۔"

"ہاں کہو کیا بات ہے؟"

میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ غالباً" یہ کوئی وائرلیس ٹرانسمیٹر تھا' جس پر

کوئی کسی سے رابطہ قائم کر رہا تھا لیکن اس فریکوئینسی کا ٹرانسمیٹر میرے پاس بھی موجود تھا اور نجانے کس طرح آن رہ گیا تھا۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔""

"جنرل آپ کو یاد ہوگا دانش منصور نامی ایک شخص جو پچھلے کافی دنوں سے ہماری لسٹ پر ہے۔ ہماری نگاہوں میں تھا اور ابھی پچھلے دنوں اس نے ہمارے لئے آنے والے ہیوی واٹر کے سلسلے میں جو اقدامات کئے تھے ان کی بناء پر آپ نے ہمارے لئے کچھ احکامات جاری کئے تھے۔"

"ہاں ہاں مجھے یاد ہے سب کچھ' تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"سر ہماری ایک رکن نے دانش منصور کو ہمارے حوالے کر دیا ہے اور سر اس کے سلسلے میں اور بھی بہت سے انکشافات ہوئے ہیں۔"

"اوہ! وہ کیا.........." دوسری طرف سے پوچھا۔

"یہی وہ شخص ہے جس نے ہمارے ایک اور ساتھی بلول گل کو ہلاک کر دیا ہے اور ویجی ٹیبل ونگ تباہ کر دیا ہے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو.........."

"ہماری ایجنٹ نے ہمیں یہی اطلاع دی ہے حالانکہ سرحدی معاملات جس قدر مشکل چل رہے ہیں آپ کو اس کا علم ہے' لیکن جب ہماری ایجنٹ نے ہمیں اطلاع دی کہ اس نے اس شخص کو بے ہوش کر کے گرفتار کر لیا ہے تو ہمارے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ سخت ترین مشکلات کا سامنا کر کے دانش کو حاصل کر لیں۔ سر ہمارے پاس اس کا وہ کارڈ موجود ہے جو آپ کی طرف سے جاری کیا گیا ہے ہم تصویر سے اس کا چہرہ ملا کر دیکھ چکے ہیں۔ یہ وہی شخص ہے۔"

"تو کیا تم نے سرحد پار جا کر اسے حاصل کر لیا ہے؟"

"یس سر' ایجنٹ کی اطلاع پر ہم فوراً" ہی اس تک پہنچے اور انتہائی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ہم اسے اپنے علاقے میں لے آئے۔ اس وقت وہ بے ہوش ہے اور ٹرالر نمبر بیس میں اسے قید کر دیا گیا ہے لیکن سر مخدوش حالات کے بارے میں آپ جانتے ہیں۔ اسے وادی سے گزار کر ہیڈ کوارٹر تک لانا اس وقت موت سے کھیلنے کے برابر ہوگا۔"

"اگر یہ شخص واقعی وہی دانش منصور ہے جس نے ایک خوفناک چال چل کر ہیوی

WWW.PAKSOCIETY.COM

واٹر کا وہ ذخیرہ ہمارے دشمن ملک کے حوالے کر دیا ہے تو پھر وہ ہمارے لئے قیمتی چیز ہے۔ اگر تم وادی کو عبور کرنے میں خوف محسوس کرتے ہو تو میں تمہیں امداد بھیجوں۔؟"

"جیسا آپ حکم کریں لیکن رات کو وادی انتہائی خوفناک ہوتی ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کہاں سے ہم پر مجاہدین کی گولیوں کی برسات ہو جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ کشمیر کے لئے لڑنے والے اس وقت وادی کے چپے چپے پر مورچہ بندی کئے ہوئے ہیں۔ جیسا آپ کا حکم ہو جنرل۔ اگر آپ یہ فرمائیں کہ ہم خود لے کر اسے چل پڑیں تو......... تو........."

دفعتاً" ہی ٹرانسمیٹر بند ہوگیا۔ بلب بجھ گئے اور اس کے ساتھ ہی مجھے گولیوں کی تڑتڑاہٹ سنائی دی میں تو شدت حیرت سے منہ پھاڑے یہ تفصیلات سن رہا تھا۔ میرے ہوش و حواس گم ہوئے جا رہے تھے۔ یعنی یہ کہ میں دشمن کی مملکت میں ہوں۔ اس کی سرحد میں ہوں۔ خانم نے راتوں رات مجھے ان کے حوالے بھی کر دیا ہے اور میں اس وقت کسی ٹرالر میں پڑا ہوں۔ واقعی یہ ٹرالر ہی ہے۔ وھات کی دیواروں سے، پہلے یہ تصور میرے ذہن میں نہیں آسکا تھا اور پھر سرحدی علاقہ میں ان جغرافیائی حدود کو یاد کرنے لگا جو اس شہر کے اطراف میں تھیں جہاں بادل گل اپنا عمل کر رہا تھا۔

اس سے زیادہ سنسنی خیز تصور اور کیا ہو سکتا ہے میں اپنے ملک کی سرحدوں میں ہی نہیں ہوں اور دشمن کی قید میں ہوں لیکن اس وادی میں جہاں مجاہدین کشمیر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے ہیں، بلاشبہ یہ وہی علاقہ ہو سکتا ہے مجھے دانش منصور کی حیثیت سے شناخت کر لیا گیا ہے، ہیوی واٹر کا سلسلہ پڑوسی ملک کی فوجی قوت کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے اور اس عظیم نقصان کے خلاف کارروائیاں ہو رہی ہیں جو میرے ہاتھوں اس ملک کو پہنچا ہے، دل میں خوشی کی ایک لہر بھی اٹھی کہ کم از کم میں ان کے کرب سے واقف ہو گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی تشویش ہو گئی کہ میں ان کی قید میں آچکا ہوں، لیکن یہ گولیاں چلنے کی آوازیں، یہ کیا ہیں، ٹرانسمیٹر کا سلسلہ درمیان سے منقطع ہو گیا تھا، اس کا مقصد ہے کہ کوئی اہم بات، دفعتاً" ہی ٹرالر کو جھٹکے لگے جس میں، میں موجود تھا، اور وہ ایک سمت سے جھکتا چلا گیا، بات ایک لمحے کے لئے سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن دوسرے لمحے سب کچھ پتا چل گیا، ٹرالر کے ٹائر غالباً" گولیوں کی زد میں آ گئے تھے، میں فوراً" ہی نیچے فرش پر لیٹ گیا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ ٹرالر کی چادر پھٹ جائے اور گولیاں میرے جسم میں پیوست ہو جائیں۔ گولیاں چاروں طرف برس رہی تھیں اور ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ دفعتاً" ہی میرے خدشے کی تصدیق ہو گئی، ٹرالر پر بھی گولیوں کا برسٹ پڑا تھا، اس سے اور کوئی فائدہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، پہلی بات تو یہ کہ مجھے نقصان نہیں پہنچا تھا۔

میری دور اندیشی کی بناء پر، دوسری بات یہ کہ اچانک ہی ٹرالر کا عقبی دروازہ کھل گیا تھا اور اس کے بعد کوئی احمق ہی ہوتا جو ٹرالر میں موجود رہتا، میں نے سوچے بغیر ٹرالر سے باہر چھلانگ لگا دی تھی اور اس کے بعد یہ اندازہ لگائے بغیر کہ رخ کس سمت ہے، اس کے پاس سے دوڑ بھی لگا دی تھی، بالکل اجنبی جگہ، ناواقف، صرف سنی ہوئی، جو ہونا تھا وہ تو ہونا ہی تھا، اچانک ہی میرے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور میں اپنے بدن پر توازن نہیں قائم کر سکا، غالباً" گہرے ڈھلان تھے جن پر ابھرے ہوئے پتھر میرے جسم کو رگڑنے لگے، لیکن ان ڈھلانوں پر رک جانا میرے بس کی بات نہیں تھی، ہاں یہ خوش بختی ضروری تھی کہ ڈھلان بہت زیادہ گہرے نہیں تھے اور تھوڑی ہی دور جانے کے بعد مجھے لڑھکنے سے نجات مل گئی تھی، جسمانی توازن سنبھالا اور اسی وقت ڈھلان کے اوپر ایک خوفناک دھماکہ سنائی دیا۔ شعلے ابھرے اور فضا خوب روشن ہو گئی، اندازہ ہو گیا تھا کہ ٹرالر کے پٹرول ٹینک میں گولی لگی ہے اور وہ پھٹ گیا ہے۔ کچھ اڑتے ہوئے شعلے ڈھلان کی سمت بھی آئے تھے، غالباً" ٹرالر کے کچھ ٹکڑے ہوں گے میں نے اپنے آپ کو ان کی زد سے بچایا اور اپنی جگہ سے آگے چھلانگ لگا دی۔

روشنی کے جھماکے اب بھی ہو رہے تھے اور اس روشنی میں مجھے ڈھلان کے بعد کا سپاٹ میدان نظر آ گیا تھا جو خاصی دور تک چلا گیا تھا، اطراف میں جھاڑیوں کے جھنڈ، گھاس اور خوشنما درخت بکھرے ہوئے تھے حالانکہ کسی سمت کا کوئی تعین نہیں تھا اور نہ ہی یہ تصور کہ اس طرح دوڑ کر میں کہاں پہنچ سکتا ہوں، لیکن ٹرانسمیٹر پر جو کچھ سنا تھا اس سے قدرتی طور پر بہت سے انکشافات ہو گئے تھے نجانے یہ ان کی بدحواسی تھی یا کوئی اور تصور کہ انہوں نے بے تھکان گفتگو کر ڈالی تھی اور مجھے ہوشیار ہونے کا موقع دے دیا تھا، جہاں تک اس کارروائی کا تعلق تھا جو یہاں ہوئی تھی تو اسے احمقانہ طور پر بھی مصنوعی نہیں سمجھا جا سکتا تھا کیونکہ ٹرالر کے پرخچے اڑ گئے تھے، یقینی طور پر یا تو کشمیری مجاہدین کی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

جانب سے کوئی حملہ ہوا تھا یا پھر کوئی اور بات ہو گی۔

اس سنسنی خیز کیفیت میں بھی سوچنے کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے' اس عمل کے بعد انہیں اس بات کا احساس بھی ہو گیا ہو گا کہ یا تو میں ٹرالر ہی میں مر گیا ہوں' یا پھر وہاں سے فرار ہو گیا ہوں' میری جانب توجہ ضرور دی جائے گی کیونکہ جس بریگیڈیئر نے کسی جنرل سے رابطہ قائم کر کے اسے میری شخصیت کا حوالہ دیا تھا وہ اپنی ذمے داریوں سے نہیں ہٹ سکتا تھا' میرے لئے بہتر ذریعہ یہی تھا کہ راستے کا تعین کئے بغیر اس جگہ سے دور نکل جاؤں۔ ہو سکتا ہے کوئی بہتر جگہ مل جائے کہ اچانک ہی دو تیز چیزیں چمکتی نظر آنے لگیں۔ تھوڑا اور اس کے قریب ہوا تو ویگن صاف نظر آنے لگی۔ تیزی کے ساتھ میں نے قدم بڑھائے اور سڑک کے عین بیچ میں پہنچ گیا۔ ویگن والا مجھے دیکھ کر رک گیا اور تیزی کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والا دروازہ کھلا اور میں بے اختیار ویگن میں جا بیٹھا۔ یہ بات اطمینان بخش تھی کہ یہ ویگن سول ویگن ہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک شخص منہ پر کپڑا باندھے بیٹھا تھا اس کی صرف آنکھیں ہی کھلی ہوئی تھیں۔ پچھلے حصے کی درمیانی رکاوٹ سے اسے آزاد کر کے ایمبولینس جیسی شکل دے دی گئی تھی۔ پچھلے حصے میں کچھ کلبلاہٹیں اور کراہیں سنائی دے رہی تھیں۔ میری گردن گھوم گئی۔ دفعتاً ہی مجھے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"عقبی حصے میں چلے جاؤ اور علی شاہ کو دیکھو وہ زخمی ہو گیا تھا۔" نسوانی آواز نے مجھے شدید حیران کر دیا۔ گویا ڈرائیونگ کرنے والی کوئی لڑکی ہے۔ بہرحال میں نے فوراً ہی اس کی ہدایت پر عمل کیا جو نام اس نے لیا تھا اسے سن کر ایک لمحے کے لئے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو ان کا تعلق کشمیری مجاہدین سے ہے اور یہ احساس میرے لئے اتنا روح بخش تھا کہ بتا نہیں سکتا۔ تقدیر کی اس یاوری کو کمال ہی کی حیثیت حاصل تھی کہ دشمن کی قید میں چند لمحات سے زیادہ نہیں رہ سکا تھا اور وہ سرفروش جنہوں نے ایک بہت بڑی قوت کو اپنی ایماندارانہ جدوجہد کے ذریعے نڈھال کر رکھا تھا میرے ہم رکاب تھے۔ عقبی حصے میں جو شخص فرش پر لیٹا ہوا تھا یہ ایک قوی ہیکل جسم والا کشمیری تھا اس کی دونوں ٹانگیں گولیوں سے چھلنی ہو گئی تھیں اور ان سے خون بہہ بہہ کر ویگن میں بچھے ہوئے قالین میں جذب ہو رہا تھا لیکن وہ ہوش میں تھا۔ اس کے

دانت شدت کرب سے بھینچے ہوئے تھے اور آنکھیں بند تھیں۔ میں نے جھک کر ایک نظر اس پر ڈالی۔

"کیا میں پچھلی روشنی جلا دوں؟"

"ہاں بہتر ہو گا لیکن باہر سے دیکھ لئے جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔"

"مجبوری ہے ہیڈ لائٹس بھی تو جل رہی ہیں۔" لڑکی نے کہا

"تو پھر ٹھیک ہے جلا دو۔" اندر روشنی ہو گئی اور اس روشنی میں میں نے پوری طرح علی شاہ کا چہرہ دیکھا۔ اچھی صحت کا مالک تھا پھر میں اس کے زخموں کو دیکھنے لگا۔ میرے ہاتھ اس کے پیروں سے لگے تو اس کے حلق سے کراہیں بلند ہونے لگیں۔ میں نے کہا۔

"ہمت سے کام لو علی شاہ کاش میں تمہاری تکلیف دور کر سکتا۔"

"میرے جسم کا لباس پھاڑ لو اور اس کی پٹیاں میری پنڈلیوں سے کس دو۔ میری پنڈلیوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ.........."

مگر میں نے اس کی ہدایت پر عمل نہیں کیا۔ ظاہر ہے اس سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ البتہ میں نے اس کی گردن کے پاس دونوں ہاتھ رکھے اور اس کی گردن کی رگوں کو ٹٹولنے لگا پھر اچانک ہی میں نے اس کی مخصوص رگوں پر شدید دباؤ ڈالا اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا اور وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس لڑکی نے مڑ کر کہا۔

"کیا بات ہے اس کی آوازیں بند کیوں ہو گئی ہیں؟"

"اس لئے کہ میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ ٹانگ میں شدید تکلیف کے باعث میں نے ایسا کیا ہے۔"

لڑکی نے میری بات پر غور کیا اور پھر گہری سانس لے کر بولی۔ "تم زمان گل نہیں ہو۔ تمہاری آواز بدلی ہوئی کیسے ہے؟"

"کیا زمان گل وہاں پر خطرے میں تھا؟" میں نے سوال کیا۔

مگر میری اس بات کا کوئی جواب نہیں ملا۔ لڑکی نے ویگن کی رفتار سست کر دی تھی۔

میں نے خود ہی کہا "میری طرف سے پریشانی کا شکار نہ ہو۔ اگر زمان گل کی تلاش

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میں واپس چلنا چاہتی ہو تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میں زمان گل نہیں ہوں کون ہوں میں کیا ہوں اس کے بارے میں بتانا ایک لمبی گفتگو ہوگی اگر تمہارا تعلق کشمیری مجاہدین سے ہے تو میں تمہارا دشمن نہیں بلکہ ایک ادنیٰ خادم ہوں۔" مگر وہ میری باتوں پر غور کرتی رہی پھر غالباً ان باتوں سے مطمئن ہوگئی اور اس نے ویگن کی رفتار تیز کر دی۔ اس کے منہ سے سرسراتی ہوئی سی آواز نکلی۔

"خدا زمان گل کی حفاظت کرے کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی جائے گا۔ میں غالب تری جارہی ہوں۔ غالب تری میں ہی علی شاہ کی پوری دیکھ بھال ہوسکتی ہے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ میں غالب تری کے بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں تھا تو کیا جواب دیتا۔

علی شاہ کی بے ہوشی اس کے لئے فائدہ مند ثابت ہوئی۔ زخموں سے بہنے والے خون کو تو میں نہیں روک سکتا تھا البتہ جس حد تک بھی ممکن ہو سکا اسی کے لباس کی پٹیاں پھاڑ کر اس کے زخموں پر کستا رہا۔ لڑکی خاموشی سے ویگن چلا رہی تھی اور میں گہری سوچوں میں گم تھا۔

اچانک ہی گاڑی کسی چیز سے زور دار انداز میں ٹکرائی اور ویگن ایک جھٹکا لے کر رک گئی۔

غالباً ریڈی ایٹر میں سوراخ ہوگیا ہے۔ ہیٹ بتانے والی سوئی اوپر ہوگئی ہے۔ ویگن کو روک کر ریڈی ایٹر کو دیکھا تو سارا پانی نکل چکا تھا۔

لڑکی بھی پھرتی سے میری جانب آئی تھی۔ اس نے بھی یہ صورت حال دیکھی اور پریشان ہوگئی۔ پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"گاڑی تو اب بیکار ہوگئی ہے علی شاہ کو دیکھو۔"

ہم لوگ ویگن کے عقبی حصے میں آگئے۔ لڑکی کی عمر میرے اندازے کے مطابق چھبیس ستائیس سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔ وہ خاصی دلکش شخصیت کی مالک تھی۔ گو میں اس کے چہرے کے خدوخال مکمل طور پر نہیں دیکھ سکا تھا لیکن اس کی گفتگو کے انداز سے یہ پتا چلتا تھا کہ وہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیم یافتہ بھی ہے۔ علی شاہ کے قریب پہنچ کر لڑکی نے اس کے رخسار تھپتھپائے۔

"علی شاہ......... علی شاہ کیا تم ہوش میں ہو۔ گاڑی ہمارا ساتھ چھوڑ چکی ہے۔

ہمت کرو علی شاہ' آؤ گاڑی سے نیچے اترو۔"

لیکن علی شاہ بے ہوش ہی تھا۔ میں نے اسے بغور دیکھا اور اچانک ہی میرے ذہن کو ایک خطرے کا احساس ہوا۔ علی شاہ کے چہرے پر پھیلی ہوئی مردنی جتاتی تھی کہ وہ صرف بے ہوش نہیں ہے بلکہ......... شاید مرچکا ہے میں نے لڑکی سے کہا۔

"روشنی کرو۔"

"کک......... کیوں خ......... خیریت تو ہے؟"

"روشنی تو کرو۔" لڑکی نے ایک بار پھر پچھلی روشنی جلادی۔ میں نے جھک کر علی شاہ کی نبض دیکھی ۔ سینے سے کان لگائے چہرہ تھپتھپایا دل کی مالش کی لیکن علی شاہ شاید بہت دیر پہلے زندگی سے محروم ہو چکا تھا۔ لڑکی میری ان کوششوں کو دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر اضطراب کے آثار تھے پھر اس کی سرسراتی آواز ابھری۔

"شاید......... شاید......... یہ........."

"ہاں۔" میں نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ میرا اندازہ تھا کہ شاید لڑکی پر ہزیان طاری ہو جائے وہ علی شاہ کی موت سے بہت زیادہ دلبرداشتہ ہو جائے۔ لیکن وہ کافی حد تک اپنے آپ کو سنبھالے رہی پھر ایک گہری سانس لے کر بولی۔

"علی شاہ کی موت بہت تکلیف دہ ہے۔ وہ ہمارے لئے ایک اہم ستون تھا لیکن ہم لوگوں میں سے کوئی کسی بھی وقت اس مرحلے سے گزر سکتا ہے۔ علی شاہ خدا تمہیں تمہاری اس جدوجہد اور آزادی وطن کے جہاد کے لئے اپنی رحمتوں کا سایہ دے۔ افسوس ہم تمہیں قبر بھی نہیں دے سکتے افسوس........." لڑکی نے میری جانب دیکھا۔

"آؤ اب یہاں رکنا بیکار ہے۔ گاڑی ہمارا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔ ہمیں پیدل ہی آگے بڑھنا ہوگا۔"

میں نے گردن جھٹکی اور افسردہ سا نیچے اتر آیا۔ نہ علی شاہ کو جانتا تھا میں اور نہ اس لڑکی کو لیکن جتنی واقفیت ان چند لمحات میں ہوچکی تھی اس سے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ آزادی کشمیر کے لئے جانفروشی کرنے والوں میں سے دو افراد تھے' یہ میرے دل میں ان کے لئے احترام تھا جو خبریں اب تک ان کے بارے میں میرے کانوں تک پہنچ چکی تھیں ان سے میرا دل بھی لرزتا تھا لیکن بہرطور میں اپنے وطن ہی میں جہاد کر رہا تھا اور جب

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی کبھی ان لوگوں کا تصور دل میں آتا تھا انہیں کامیابیوں کی دعاؤں کے علاوہ اور کیا دے سکتا تھا لیکن تقدیر کی خوبی دیکھئے کہ تقدیر نے عجیب و غریب حالات میں لپیٹ کر مجھے یہاں تک پہنچا دیا تھا۔ میں لڑکی کے ساتھ ایک سمت متعین کر کے چل پڑا۔ اس کے انداز میں اضمحلال بے شک تھا لیکن چال میں تیزی تھی۔ اس نے دور دور تک نگاہیں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"دائیں سمت۔" ہم نے وہیں سے رخ تبدیل کر دیا۔

"میں کافی دیر تک خاموشی سے اس کے ساتھ چلتا رہا پھر اچانک ہی لڑکی گردن جھٹک کر بولی۔"

"مجھے تم نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا ویسے ہم لوگ رات کی تاریکیوں میں جس قدر دور نکل جائیں ہمارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجاہدین کا کوئی قافلہ ہمیں راستے میں مل جائے اگر ایسا ہو جائے تو بہتر رہے گا ورنہ اللہ مالک ہے۔"

"ہاں ٹھیک ہے لیکن کیا رات میں تم مجاہدین کے کسی قافلے کو دیکھ سکتی ہو۔"

"اس کے بارے میں تمہیں بعد میں بتادوں گی۔" لڑکی نے کہا اور میں ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

پھر بہت دیر تک یہ خاموشی طاری رہی اور اس کے بعد وہ چونک کر بولی۔

"غالباً تم مجھے اب بھی اپنے بارے میں نہیں بتانا چاہتے حالانکہ تم نے ہماری مخلصانہ مدد کی ہے۔ میں تم پر کوئی شبہ نہیں کر سکتی اور اگر تم کوئی غلط انسان نکلے بھی تو یہ ہماری تقدیر ہو گی جو کچھ تقدیر میں لکھا ہوتا ہے اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔ کوئی بھی نہیں۔"

"میرا نام دانش ہے پڑوسی ملک کا باشندہ ہوں۔"

"پاکستان کا.........؟" وہ چونک کر بولی اور مجھے دیکھنے لگی۔

"ہاں۔"

"اوہ میں سمجھ گئی۔ جذبہ جہاد سے سرشار نوجوان نجانے کیسی کیسی مصیبتیں اٹھاتے ہوئے سرحد پار آجاتے ہیں اور اپنا دینی فرض ادا کرتے ہیں لیکن نہ تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایسا ہو اور نہ ہی حکومت پاکستان لیکن یہ انفرادی کوششیں مقامی حکومت تمہاری حکومت کے نام لکھ دیتی ہے۔ بہرحال غلام حسین قاضی اس بات کو ناپسند کر رہے ہیں۔ وہ نہیں

چاہتے کہ ہماری امنگوں کے مرکز پاکستان کو ہماری ذات سے کوئی نقصان پہنچے۔"

میں گہری سانس لے کر گردن ہلانے لگا۔ لڑکی جو کچھ کہہ رہی تھی وہ سب میری سمجھ میں آرہا تھا۔

"میرا نام شہ نور ہے۔" اس نے کہا۔

"یہ زمان گل کون ہے؟"

"ایک مجاہد' اہم فریضہ سرانجام دینے آیا تھا۔ اسے اپنا کام کر کے اسی راستے سے واپس جانا تھا۔ مرحوم علی شاہ اگر زخمی نہ ہوتا تو ہم ایک بڑی کامیابی حاصل کر لیتے مگر اللہ کو ایسا ہی منظور تھا۔ میں اس مہم میں اپنے ہاتھ کھو بیٹھی ہوں۔ علی شاہ اور زمان گل میرے بازو تھے۔"

میں خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔ کافی دور چل کر وہ رک گئی۔

"تھک گئے ہو گے؟"

"نہیں۔" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"صبح ہونے سے قبل ہم جتنا راستہ طے کر لیں اچھا ہے۔ دن کی روشنی میں گن شپ گشت پر نکل آتے ہیں۔"

"تمہیں کہاں جانا ہے؟"

"شاہ گلی وہاں میرا گھر ہے۔"

"تمہیں راستوں کا اندازہ ہے؟"

"ہاں بالکل ہے۔ اگر گاڑی ساتھ دیتی تو ہم صبح ہونے سے قبل وہاں پہنچ سکتے تھے لیکن اب دیر کرنی ہو گی۔"

"میں تمہارے ساتھ ہوں ابھی۔ صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ تم تنہا نہیں ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ میں تمہارے کس کام آسکتا ہوں لیکن کم از کم اس سفر میں اپنے گھر تک واپس جاتے ہوئے میں تمہاری تنہائی کا ساتھی ہوں۔"

اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ میں نے ابھی تک صحیح معنوں میں اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا مگر اب جو نگاہیں ملیں تو میں نے ایک سرخ و سفید زندگی سے بھرپور جوانی کی بے مثال عمر کا شاہکار دیکھا جس کا تناسب قابل دید تھا لیکن جس نے اپنی امنگوں کے دنوں کو

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ترک کرکے اپنے وطن کی آزادی کا سرخ لباس پہن لیا تھا جو خون میں ڈوبا ہوا تھا۔ میری آنکھیں احترام سے جھک گئیں۔ اس نے ایک لمحہ مجھے دیکھ کر کہا۔

"نہیں، پاکستانی نوجوان تم جو جذبے لے کر دور دراز اور مشکل ترین سفر طے کرکے یہاں تک پہنچے ہو ہم ان جذبوں کو اپنے سینے میں محسوس کرتے ہیں۔ ہمیں یہ احساس ہے کہ ہماری آواز پر تم نے کیا جواب دیا ہے اور اب اس وقت بھی جو مہارت تم نے دکھائی ہے اس نے میرے دل کو بڑی ڈھارس دی ہے۔"

میں بھی خاموش ہوگیا۔ ہم نجانے کب تک سفر کرتے رہے تھے۔

شہ نور نے کہا "اگر مناسب سمجھو تو تھوڑی دیر رک جاؤ۔ یہ جگہ میری جانی پہچانی ہے اور اگر یہاں دن بھی نکل آئے اور ہم سفر کا آغاز کریں تو بچتے بچاتے شاہ گلی پہنچ سکتے ہیں۔"

"جیسا تم مناسب سمجھو۔"

اس نے ایک ایسی چٹان کا سہارا لیا جو سبزے سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس کے عقب میں ایک چھوٹی سی جگہ بنالی گئی اور وہ وہاں بیٹھ گئی۔

مجھ سے بولی۔ "یہاں بیٹھو۔"

رات ہماری توقع سے کہیں زیادہ گزر چکی تھی۔ دور سے مدھم مدھم اجالے پھوٹنے لگے لیکن یہ ابھی ابتدا تھی اور تیز روشنی ہونے میں بہت وقت باقی تھا لیکن اچانک ہی فضا میں تیز روشنی پھیل گئی اور ہم دونوں چونک پڑے۔ سفید روشنی کا ایک گولہ بلند ہو رہا تھا اور اس کی روشنی وادی میں پھیل گئی تھی۔ اس کے فوراً بعد دوسرا گولہ روشن ہوا اور پھر گولیاں تڑتڑانے لگیں۔ وہ اچھل کر کھڑی ہوگئی لیکن میں نے بے اختیارانہ انداز میں اس کا بازو پکڑ لیا اور اسے چٹان کی جانب گھسیٹ لیا۔ اس نے میرے چوڑے پنجے کی گرفت محسوس کرکے میری طرف گردن گھما کر دیکھا اور پھر ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ ساکت ہوگئی۔ گولیاں مسلسل چل رہی تھیں اور یوں لگ رہا تھا جیسے باقاعدہ جنگ ہو رہی ہو۔ یعنی گولیوں کے جواب میں گولیاں برسائی جارہی تھیں۔ ایک لمحے کے بعد اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"ہم ان کا نشانہ نہیں تھے بلکہ کوئی اور گروہ نبرد آزما ہوگیا ہے۔"

ایک لمحہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اس کے الفاظ کی تصدیق ہوگئی۔ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے وادی گونج اٹھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی لاتعداد چیخیں بھی ابھری تھیں۔ وہ صبر و سکون سے سب کچھ سنتی رہی۔

میرے کان اس سمت کا اندازہ لگا رہے تھے۔ جہاں یہ ساری ہنگامہ آرائی ہو رہی تھی۔ اس ہنگامہ آرائی کی عمر تقریباً بائیس تیئس منٹ رہی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ سکون چھاتا چلا گیا۔ کوئی آواز اب نہیں آرہی تھی۔ کافی دیر اسی طرح گزر گئی۔

"غالباً کھیل ختم ہوگیا۔" اس کے لہجے میں کوئی خاص بات تھی میں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"مجاہدین تھوڑی تعداد میں تھے۔ بمشکل ہی ان میں سے کوئی نکلنے میں کامیاب ہوا ہوگا۔"

"اور دشمن۔" میں نے سوال کیا۔

"دیکھنے ہی سے پتا چلے گا۔"

"سمت کا اندازہ ہوچکا ہے تمہیں شہ نور؟"

"ہاں بائیں سمت آگے چل کر ڈھلان ہیں۔ یہ معرکہ وہیں ہوا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اس علاقے کے چپے چپے سے واقف ہے۔ تھوڑا سا سفر طے کرنے کے بعد شہ نور کے خیال کی تصدیق ہوگئی۔ نیچے ڈھلان میں جو کچھ نظر آرہا تھا وہ انتہائی دلدوز تھا۔ تقریباً آٹھ افراد جو کہ مخصوص لباس میں ملبوس تھے۔ جام شہادت نوش کرچکے تھے۔ ان کا اسلحہ ادھر ادھر بکھرا پڑا تھا اور ان کی مڑی تڑی لاشیں پتھروں کو خون میں ڈبوئے ہوئے تھیں لیکن فاصلے پر بھی منظر اس سے کسی طرح کم نہیں تھا۔ وہاں کوئی اٹھارہ انیس فوجی تھے جو ہلاک ہوچکے تھے۔ دو گاڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور ان کے ٹائروں کے آس پاس بھی انسانی لاشیں موجود تھیں۔ میں نے گہری نگاہوں سے انہیں دیکھا اور پھر شہ نور کو۔ شہ نور نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تسلی بخش معرکہ ہے۔ یہ تو چپے چپے پر ہو رہا ہے لیکن خوشی کی بات یہ ہے کہ ہمارے دلیر ساتھیوں نے بھی ان میں سے ایک کو زندہ واپس نہیں جانے دیا۔ آؤ ذرا اپنے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ان شہیدوں کی زیارت کرلیں۔"

وہ برق رفتاری سے ڈھلانوں پر دوڑنے لگی۔ مجھے بھی اس کا بھرپور ساتھ دینا پڑ رہا تھا۔ کشمیر کے بارے میں تمام تر داستانیں کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ پہلا موقع تھا کہ میں نے ایک ایسا خونیں معرکہ دیکھا۔ مجاہدین کے پاس پہنچے وہ ایک ایک کی صورت دیکھتی رہی کئی افراد کی پیشانی اس نے جھک کر چومی تھی اور ان کی کھلی ہوئی آنکھوں کو بند کیا تھا۔ بڑے اطمینان بخش لہجے میں بولی۔ "ہم ان کی تدفین تو نہیں کرسکتے علی شاہ کو بھی قبر نہیں دے سکے تھے ہم۔ لیکن احتراماً" انہیں پاس پاس لٹا تو دیا جائے۔"

میں نے فوراً" ہی اس کی خواہش کی تکمیل شروع کر دی تھی۔ زخموں سے چور خون میں ڈوبے ہوئے مجاہدین کی لاشوں کو ہم نے سیدھا سیدھا کر کے ایک ترتیب سے لٹا دیا اور اس کے بعد شہ نور نے میری جانب دیکھ کر کہا۔

"فاتحہ خوانی۔" ہم نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ شہ نور فاتحہ خوانی کرنے لگی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ایسے جذبات کے سائے لرزاں تھے کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میری ذہنی سوچ نجانے کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ اس قدر بے خوفی سے وہ یہاں کھڑی فاتحہ خوانی کر رہی تھی جیسے اپنے گھر میں کھڑی ہوئی ہو۔ اس کے بعد اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرے میری جانب دیکھا۔

"اسلحہ کافی موجود ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں یہ اسلحہ سمیٹ لینا چاہیے۔" میں نے اسے دیکھا تو وہ بولی۔

"زندگی ایک مکمل خطرہ ہے چنانچہ خطرات سے کیا ڈرنا۔ ہاں کامیابی ہوگئی تو خوشی کا احساس ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔

ان سترہ اٹھارہ افراد کا اسلحہ بہت زیادہ تھا۔ جسے سمیٹنے میں کافی دقت ہوئی۔ دشمن کا اسلحہ سمیٹ کر ایک گاڑی میں رکھا گیا پھر مجاہدین کا اسلحہ بھی ان سے حاصل کر لیا گیا اور اسے بھی گاڑی میں بار کر دیا گیا۔ دوسری گاڑی کا جائزہ لے کر اس میں جو کچھ ملا وہ بھی اسی گاڑی میں منتقل کر دیا گیا اور اس کے بعد اس نے اگنیشن میں لگی ہوئی چابی کا سوئچ دبا کر غالباً" فیول کا جائزہ لیا پھر بولی۔

"بہت ہے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "آؤ دانش چلیں۔ اب بہت دیر ہو چکی ہے کوئی بھی لمحہ خطرہ پیدا کرسکتا ہے۔" وہ سفر کرتی رہی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد اس نے کہا۔

"اس وادی سے گزرنے کے بعد اگر میں داہنی سمت کا راستہ اختیار کرلوں تو باقی آسانی تھوڑی دیر کے اندر اندر شاہ گلی پہنچ سکتی ہوں لیکن جو کچھ ہمارے پاس موجود ہے میں اسے تحفظ دینا چاہتی ہوں۔ یہ دشمن کی فوجی گاڑی ہے۔ اگر اسے شاہ گلی کے آس پاس دیکھا گیا تو دشمن ہم سے واقف ہو جائے گا۔ میں اسے بہت فاصلے پر کسی ایسی جگہ تباہ کر دینا چاہتی ہوں جہاں سے اس کا صحیح اندازہ نہ کیا جاسکے۔"

"اور یہ اسلحہ۔"

"اس کو چھپانے کا بھی معقول بندوبست ہے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"میں چونکہ ابھی ان حالات سے بالکل ناواقف ہوں شہ نور اس لئے براہ کرم میری خاموشی کو محسوس نہ کرنا۔" اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی اور گاڑی کی رفتار بہت تیز کر دی۔ ناہموار راستوں پر گاڑی بری طرح اچھلتی کودتی چلی جارہی تھی۔ تقریباً" سوا گھنٹہ ہم نے اس برق رفتار سفر میں گزارا اور اب ایک ایسی جگہ آگئی جہاں پیچ در پیچ چٹانیں استادہ تھیں اور ان کے درمیان راستہ بنا ہوا تھا۔ یہاں ڈرائیونگ ایک انتہائی مشکل کام تھا بلکہ صحیح معنوں میں ڈرائیونگ کا یہاں امتحان لیا جاسکتا تھا۔ اس نے رفتار کم کردی اور پھر ایک جگہ گاڑی روک دی۔ یہ ایک بڑا سا چٹانی سلسلہ تھا جو عقب میں دور تک چلا گیا تھا۔ اس نے میری جانب گہری نگاہوں سے دیکھا اور پھر بولی۔

"آؤ اب اسلحہ اتارنے میں میری مدد کرو۔"

میں فوراً" ہی اس پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اس نے اسلحہ اتارا اور ہم اسے لئے ہوئے اس بڑی سی چٹان کے ایک ایسے درے میں پہنچ گئے جس کا ایک نگاہ دیکھنے سے صحیح تعین بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ چٹان میں ایک ایسا موڑ تھا جسے دور سے دیکھا نہیں جاسکتا تھا لیکن جس سے گزرنے کے بعد غار کے ایک وسیع و عریض دہانے کی صورت نظر آجاتی تھی اور اس دہانے کے دوسرے حصے میں انتہائی کشادہ غار بنا ہوا تھا۔ اسلحہ اسی غار میں منتقل کیا گیا۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

خاصی تیز رفتاری سے ہم نے یہ کام سرانجام دیا۔ اب سورج خوب چڑھ چکا تھا اور وادی میں دھوپ پھیل گئی تھی۔ اس کام سے فراغت حاصل کرنے کے بعد تقریباً" دو میل کا سفر گاڑی کے ذریعے طے کیا گیا اور اس کے بعد ایک ایسی گہری گھاٹی نظر آئی جس میں نیچے بد نما چٹانیں منہ کھولے اوپر کی جانب نگراں تھیں۔ شہ نور نے گاڑی روک دی اور ہم دونوں اتر گئے پھر دونوں نے مل کر گاڑی کو ڈھلانوں کی طرف دھکیل دیا اور کچھ دیر بعد ایک زور دار دھماکہ ہوا اور گاڑی سے شعلے بلند ہونے لگے۔

چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے پھر کہا۔ "جس جگہ تک میں تمہیں لے آئی ہوں وہاں بڑے بڑوں کو نہیں لایا جا سکتا۔ چونکہ یہ چٹانیں ہمارے اہم راز اپنے سینے میں پوشیدہ رکھتی ہیں اور یہ انتہائی اہم راز افشا ہو جانے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے مشن کا تیں فیصد حصہ ختم ہو جائے' لیکن نجانے کیوں دل نے تمہارے اوپر پورا بھروسہ کیا ہے۔ اس امید کے ساتھ کہ تم اسے ٹھیس نہ پہنچنے دو گے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں لیکن خدا اور اس کے حبیب ﷺ کو گواہ بنا کر یہ کہتا ہوں کہ میری ذات سے تم لوگوں کو کوئی فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے لیکن نقصان نہیں پہنچے گا۔

"انشاء اللہ' مجھے پورا پورا اعتماد ہے۔" اس نے وثوق سے کہا۔

اس کے بعد شاہ گلی نظر آنے لگی' چھوٹی موٹی جگہ نہیں تھی' اچھے خاصے مکانات بنے ہوئے تھے۔ گو بلند و بالا عمارتیں نہیں تھیں لیکن پھر بھی پکے مکانات کافی خوبصورت انداز میں بنے ہوئے تھے' البتہ ان کا طرز تعمیر کشمیری ہی تھا۔ گلیاں اور بازار بھی تھے ان میں اور ان گلیوں اور بازاروں میں رونق شروع ہو گئی تھی اس نے آہستہ سے کہا۔

"بہتر یہ ہے کہ اب مجھ سے ذرا کچھ فاصلے پر ہو جاؤ مگر میرے پیچھے پیچھے چلتے رہنا۔ اصل میں یہاں اچھی خاصی فوجی نگرانی رہتی ہے' پولیس بھی بہت بڑی تعداد میں گھومتی پھرتی رہتی ہے' ویسے یہ جگہ عام جگہوں کی نسبت ذرا پرامن ہے۔"

میں اس سے فاصلہ پر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم آبادی میں داخل ہو گئے۔ کسی نے ہماری جانب توجہ نہیں دی تھی' میں نے خود بھی محسوس کیا کہ جگہ جگہ پولیس کی گاڑیاں گھومتی پھر رہی ہیں' ایک جگہ فوجی چھاؤنی بھی نظر آئی لیکن فوجی اپنی جگہ محدود تھے' البتہ پولیس کڑی نگاہ سے ہر شخص کو دیکھ رہی تھی' میں اسے نگاہوں میں رکھے رہا

اور پھر ایک ایسی عمارت کے پاس وہ رکی۔ اس نے میری جانب دیکھا جو سامنے سے بڑی بدنما اور بھدی سی بنی ہوئی تھی لیکن وسیع و عریض علاقے میں تھی۔ اس نے آنکھ سے مجھے اندر آنے کا اشارہ کیا اور خود دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی' لیکن اس نے دروازہ کھلا رہنے دیا تھا' ادھر ادھر دیکھنے کے بعد میں بھی غڑاپ سے اندر داخل ہو گیا اور اس نے جلدی سے دروازہ بند کر لیا' پھر میری جانب دیکھ کر مسکرا کر بولی۔

"یہ میرا گھر ہے۔"

میں نے ایک نگاہ اس وسیع و عریض گھر پر ڈالی مخصوص طرز تعمیر کا نمونہ تھا' میں آگے بڑھا اور اندر سے دو بچیاں باہر نکل آئیں' ایک عمر کی گیارہ سال کے قریب ہو گی' دوسری کوئی تیرہ سال کی تھی' دونوں نے حیرت سے مجھے اور شہ نور کو دیکھا' شہ نور آگے بڑھ کر بولی۔

"یہ میری دونوں بہنیں ہیں' اندر میری والدہ موجود ہیں۔ ہم چار افراد اس گھر کے فرد ہیں۔"

شہ نور کی والدہ بھی باہر نکل آئیں' ایک معمر خاتون تھیں' دودھ جیسے سفید چہرے کی مالک' لیکن اس چہرے پر غم کے سائے کھنڈے ہوئے تھے' آنکھوں میں ویرانیاں اس طرح آبسی تھیں جیسے کبھی ان میں بہار ہی نہ آئی ہو' مجھے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو شہ نور نے کہا۔

"ماں یہ ہمارے مہمان ہیں' مجاہد ہیں۔"

"آؤ بیٹے اندر آجاؤ۔" عورت نے کہا۔ "اندر اس کمرے میں چلے جاؤ۔"

"شہ نور بولی" میں تمہیں وہ جگہ دکھا دوں جہاں تم آرام کر سکو کیونکہ یہاں آئے دن تلاشی ہوتی رہتی ہے۔ آؤ؟"

بیچاری شہ نور کے فرشتوں کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ مقامی پولیس کے لئے میں کیا ہوں' شہ نور مجھے مکان کے عقبی حصے میں لے گئی پھر وہاں سے ایک پتلی سی گلی سے گزار کر واپس اس جگہ آئی جہاں سے ایک سوراخ سے باہر دیکھا جاتا تو مکان کے احاطے کا دروازہ نظر آتا تھا۔ یہ پتلی گلی بظاہر کوڑا کرکٹ ڈالنے کے لئے بنائی گئی تھی اور اس کے ابتدائی حصے میں ایسا کوڑا کرکٹ پڑا بھی ہوا تھا جسے ہٹا کر راستہ بنایا جا سکتا تھا' لیکن اس میں

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی ایک خفیہ راستہ رکھا گیا تھا' بڑی مہارت سے دیکھنے والے کو دھوکہ دیا جاسکتا تھا اور اس جگہ جہاں اب ہم پہنچے تھے زیر زمین ایک چھوٹا سا تہہ خانہ بنایا گیا تھا۔ یہ جگہ کسی کے پوشیدہ رہنے کے لئے انتہائی کار آمد تھی۔ تہہ خانے میں ایک پلنگ بچھا ہوا تھا۔ ایک مٹکے میں پانی رکھا ہوا تھا۔ جائے نماز اور تسبیح موجود تھی' چند برتن' یہ اس کی کل کائنات تھی۔

"شہ نور نے کہا "خدا نخواستہ اگر کبھی یہاں کی تلاشی ہو تو تمہارے لئے اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں ہوگی' یہ جگہ محفوظ ہے۔"

"اس کا مجھے احساس ہے۔"

"اب آجاؤ۔" اس نے کہا اور میں واپس جھاڑ جھنکاڑ کے نیچے بنے ہوئے خفیہ راستے سے اس کمرے میں پہنچ گیا جو میرے لئے مخصوص کیا گیا تھا اس دوران شہ نور کی ماں ناشتے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد مجھے ناشتا دے دیا گیا' تقریباً ایک گھنٹے کے بعد شہ نور کی والدہ نے کہا۔

"بہتر ہے کہ تم آرام کرلو' خدا نخواستہ اگر کوئی بات ہوئی تو میں تمہیں جگا دوں گی اور تم اپنی جگہ چھپ جانا ورنہ یہاں آرام سے سوتے رہو۔"

میں نے کہا۔ "اس کے بجائے کہ آپ کو تکلیف ہو ماں' کیا یہ مناسب نہیں کہ میں اسی تہہ خانے میں جاکر آرام کروں؟" معمر عورت نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا پھر بولی۔

"مناسب ہے' اچھا ہے زیادہ آسانی رہے گی' ویسے بھی وہ جگہ ہوادار ہے ہم نے اس کا خاص بندوبست رکھا ہے کہ وہاں گھٹن نہ محسوس ہو"

شہ نور نہیں آئی تھی' جھاڑ جھنکار کے راستوں سے گزر کر میں پھر اسی جگہ پہنچ گیا اور تہہ خانے کے اندر بچھے ہوئے پلنگ پر لیٹ کر گزرے ہوئے واقعات پر غور کرنے لگا۔ نجانے کس وقت مجھے نیند آگئی۔ آنکھ کھلی تو دوپہر ڈھل چکی تھی۔ طبیعت پر کچھ اضمحلال سا تھا۔ دیر تک اسی طرح بیٹھا رہا پھر کچھ آہٹیں ابھریں تو اس طرف متوجہ ہوگیا۔ شہ نور نے آہستہ سے کہا۔

"کیا جاگ رہے ہو؟"

"ہاں۔ آؤ شہ نور۔"

"نیند تو اچھی طرح پوری ہوگئی۔"

"اچھی طرح اور باہر کے حالات ٹھیک ہیں؟"

"فی الحال۔" اس نے کہا پھر جلدی سے بولی۔ "ہاں ایک خوشخبری بھی ہے۔ وہ زمان گل آگیا ہے۔ بالکل خیریت کے ساتھ آیا ہے۔" اس کے چہرے سے خوشی عیاں تھی۔

"چند منٹ تک ہم وادی کے حالات پر تبصرہ کرتے رہے تھے کہ اچانک شہ نور کو کچھ یاد آگیا۔"

"ارے ہاں والدہ نے کہا تھا کہ میں تمہیں دیکھو جاگ رہے ہو یا سو رہے ہو جاگ گئے ہو تو ہاتھ دھلوانے کا بندوبست کروں اور اس کے بعد کھانا' ویسے بھی دوپہر ہوگئی ہے' تمہیں بھوک لگ رہی ہوگی؟"

"بالکل بھوک نہیں ہے' کیونکہ عمدہ ناشتے کے بعد گہری نیند سوگیا تھا اس وقت بالکل حاجت نہیں ہے چنانچہ اس تکلف میں تو نہ پڑو۔"

"اچھا قہوہ تو پیو گے نا ویسے بھی کشمیری چائے تمام ذہنی کھولت دور کر دیتی ہے۔ میں ابھی لاتی ہوں۔"

وہ تھوڑی ہی دیر میں قہوہ کے ساتھ حاضر تھی۔ اس نے کہنا شروع کیا۔

"وادی کشمیر کی ایک ایک بیٹی چاہے اس کی عمر کتنی ہی کیوں نہ ہو اپنے باپ اور بھائیوں کے دوش بدوش آزادی کے جہاد میں مصروف ہے' بارہا ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ انہیں فوج نے پکڑا ہے۔ ان کے جسم کی دھجیاں اڑا دی گئی ہیں۔ زندہ جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے مگر کسی نے اپنی زبان نہیں کھولی۔ جذبے جب اجتماعی طور پر سینوں میں پروان چڑھتے ہیں تو زندگی بے مقصد ہو جاتی ہے ہم لوگ اس وقت زندگی کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتے ہم نے اپنے وجود کا ذرہ ذرہ وطن کو سونپ دیا ہے۔ آزادی یا موت ہمارا ایک ہی نعرہ ہے۔"

میں نے جذبات سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ "اس قوم کی آزادی کبھی کوئی نہیں چھین سکا ہے شہ نور جس کے اندر یہ جذبہ بیدار ہو جائے۔"

شہ نور نے گردن جھکالی۔ چند لمحات خاموشی رہی پھر بولی۔ "ایک بات بتاؤ دانش کہ

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

تعلیم یافتہ ہو؟"

"تھوڑا بہت'۔ یہی سوال میں تم سے کر سکتا ہوں شہ نور.........؟"

"ہاں میں نے انٹرپاس کیا ہے' سری نگر کے کالج سے۔ آگے پڑھنے کا ارادہ بھی رکھتی تھی لیکن پھر آزادی وطن کے جانب دل مائل ہوگیا اور یہاں اپنے علاقے میں غلام حسین فاضلی کے قدموں میں پہنچ گئی۔"

"یہ غلام حسین فاضلی کون ہیں؟"

"مجاہد آزادی کشمیر' مسجد میں پیش امام ہیں اور مجاہدین کی سربراہی بھی کرتے ہیں۔ ہماری بستی شاہ گلی سے جن مجاہدین نے سروں سے کفن باندھے ہیں۔ غلام حسین فاضلی انہیں تربیت دیتے ہیں' سابق فوجی ہیں اور انگریز کی فوج میں نمایاں کارنامے سرانجام دے چکے ہیں۔ ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں اور اب اپنے تجربات صرف دینی تعلیمات اور مجاہدین کے لئے وقف کر چکے ہیں۔"

"میں موقع ملتے ہی تمہیں فاضلی صاحب سے ملواؤں گی وہ خوش ہوں گے' حالانکہ ہندوستانی حکومت پاکستان کو بلیک میل کر رہی ہے۔ اقوام عالم میں فریاد کرتی پھر رہی ہے کہ پاکستان کشمیری مجاہدین کی مدد کر رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اکا دکا جوش جہاد سے سرشار افراد تمہاری طرح سرحدیں عبور کر کے ہزاروں وقتوں کے ساتھ یہاں تک پہنچ جاتے ہیں' بس انہی کی بناء پر یہ ساری باتیں گھڑی جا رہی ہیں۔ جو بالکل جھوٹ ہیں! اوہ میں کس کہانی کو لے کر بیٹھ گئی۔ تمہاری چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے' لو نا۔"

"ہاں لے رہا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ دیر تک وہ بیٹھی مجھ سے گفتگو کرتی رہی پھر بولی۔

"ہم لوگوں کو ویسے بھی اپنے مشن کی رپورٹ فاضلی صاحب کو دینی ہے' ہم ایک مقصد کو لے کر گئے تھے اور اس میں ناکام واپس آئے ہیں۔ البتہ ہماری کامیابی یہ ہے کہ ایک مجاہد ہم میں شامل ہوگیا ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ فاضلی صاحب اسے بھی سراہیں گے' کسی بھی مقصد میں کامیابی یا ناکامی تو تقدیر کا کھیل ہوتی ہے لیکن تمہارا مل جانا بھی تو ایک کام تھا' خدا کا شکر ہے کہ تم محفوظ مقام تک آپہنچے ہو۔ اب آگے تمہیں کیا کرنا ہے کہ اس کا بہتر جواب تمہیں فاضلی صاحب ہی دے سکیں گے۔ اچھا اب میں چلتی ہوں باہر بھی

دیکھنا ہے' دراصل کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں جہاد کشمیر میں حصہ لے رہی ہوں۔ میری فطرت میں ہمیشہ ایک نرمی اور گھریلو پن رہا ہے لیکن جب فطرتیں بدلتی ہیں تو بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ غالباً" بہت زیادہ باتیں کر چکی ہوں۔ آرام کرو تمہیں یہاں اس لئے محفوظ کیا گیا ہے کہ تم نئے نئے یہاں پہنچے ہو' ہو سکتا ہے تمہارے بارے میں دوسری جانب سے کوئی اطلاع ہو۔ بھارتی فوجی کسی بھی وقت گھروں میں گھس کر تلاشیاں لے سکتے ہیں۔"

"کوئی حرج نہیں ہے۔ میں خود بھی یہاں مطمئن ہوں اور تنہائی میں سوچ کر اپنے مستقبل کا کوئی فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"فیصلہ کرنے کے بعد کوئی عمل نہ کر ڈالنا فوری طور پر ہم سے مشورہ ضرور کر لینا۔"

"ضرور۔" میں نے مسکرا کر کہا اور وہ باہر چلی گئی۔

یہ بات میں نے بالکل درست کہی تھی فیصلہ تو کرنا تھا اور جو فیصلہ کرنا تھا اس کے احساسات میرے ذہن میں جلوہ گر ہو چکے تھے۔ رات کو وہ میرے پاس آئی اور اس نے کہا۔

"تمہارے بارے میں کوئی اطلاع پہنچی ہے غلام حسین فاضلی نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ وہ رات کو حجرے میں میرا انتظار کریں گے' یہ بھی کہا ہے انہوں نے کہ اگر کوئی مہمان میرے ساتھ ہو تو اسے بھی لیتی آؤ۔ اس سے تم کیا نتیجہ اخذ کر سکتے ہو؟"

"ان کے علم میں کوئی بات ہوگی تمہارے کسی ساتھی نے یا ہو سکتا ہے زمان گل نے اطلاع دی ہو۔ میرے بارے میں شاید تم نے اس سے تذکرہ کیا ہو؟"

زمان گل سے میری ملاقات نہیں ہوئی وہ پوشیدہ ہے۔ "کیونکہ جب ہمیں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ ہمارے بارے میں کوئی شناخت ہوگئی ہے تو پھر ہم زیر زمین چلے جاتے ہیں اور انتظار کرتے ہیں کہ تفصیلات معلوم ہوں۔ ویسے بھی فاضلی صاحب کے بے شمار ذرائع ہیں' اب یہ تو انہی سے معلوم ہوگا۔ ہم رات کو گیارہ بجے حجرے میں جائیں گے۔"

کوئی خاص تیاریاں تو کرنی نہیں تھیں' البتہ یہاں سے نکلتے ہوئے' شہ نور نے مجھے ایک ہلکی سی اسٹین گن دے دی تھی اور فالتو ایمونیشن بھی۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے اس

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

نے کہا۔

"کسی بھی وقت ضرورت پیش آسکتی ہے' لیکن ہم لوگ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنی بستیوں کو شک کا نشانہ نہ بننے دیں۔ ویسے ہی کیا کم مظالم ہوتے ہیں۔"

پیچ در پیچ راستوں سے ہوتے ہوئے جھاڑیوں اور ٹوٹی پھوٹی دیواروں کا سہارا لیتے ہوئے ہم اس مسجد تک پہنچ گئے جو شاہ گلی کی جامع مسجد تھی' سامنے کا راستہ روشن اور کھلا ہوا تھا لیکن حجرے کے عقب کا راستہ بالکل مختلف تھا۔ ہم جب وہاں پہنچے تو اندھیرے سے دو افراد نکل کر ہمارے قریب آئے۔ شہ نور کو پہچان کر ہمیں سلام کیا گیا اور ہم اس حجرے کے اندر داخل ہوگئے وہاں مدھم روشنی نظر آرہی تھی' فاضلی صاحب کو ایک نگاہ میں ہی پہچانا جاسکتا تھا' معمر آدمی تھے' ان کے ساتھ چند افراد اور بیٹھے ہوئے تھے۔ سب نے سلام دعا کی اور اس کے بعد فاضلی صاحب نے ان سے میرا تعارف کرایا' کہنے لگے۔

"یہ سب ہمارے رازدار اور ایک ہی مشن کے شریک ہیں' آؤ بیٹھو۔"

میرا استقبال انہوں نے اس طرح کیا جیسے میرے قدیم شناسا ہوں' مجھ سے میری خیریت پوچھی اور پھر کہنے لگے۔

"پاکستانی ہو؟"

"الحمد اللہ۔" میں نے جواب دیا۔

"اللہ تعالیٰ پاکستان کو تا ابد زندہ و پائندہ رکھے۔ نوجوان تمہارے بارے میں' میرے ایک سکھ دوست ڈوگر سنگھ نے کچھ اطلاعات فراہم کی ہیں۔ میں تم سے ان کی تصدیق چاہتا ہوں۔ اگر تم وہی شخص ہو' تب بھی مجھے تم سے مل کر بے پناہ مسرت ہوئی۔ جو کچھ میں نے سنا ہے پہلے میں اس کی تفصیلات تمہیں بتادوں۔ میجر ڈوگر سنگھ کا یہ کہنا ہے کہ ایک ایسا شخص اس سمت آیا ہے جس نے ہندوستان کو بہت بڑے نقصان سے دوچار کیا ہے اسے نہایت زبردست جدوجہد کے ساتھ حاصل کیا گیا تھا لیکن یہاں پہنچتے ہی وہ مجاہدین کے ایک حملے سے فائدہ اٹھا کر نکل بھاگا ہے۔ میں پوری تفصیلات معلوم کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ شاہ گلی سے جو لوگ اس خصوصی مقصد کے لئے گئے تھے جسے سر انجام دینے میں وہ ناکام رہے۔ ہو سکتا ہے وہ نوجوان انہی کے ساتھ آیا ہو دیکھو عزیز میں میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ اگر تم وہ ہو تب بھی اور اگر تم وہ نہیں ہو تب بھی

تمہارا مقصد جو کچھ بھی رہا ہو۔ تمہارا تعلق جس ادارے سے بھی ہو۔ اپنے معمولات کا آغاز کرو تو اس احتیاط کے ساتھ کہ ہم لوگ اس میں ملوث نہ ہونے پائیں۔ کیونکہ ہم اپنے الگ ہی مقصد کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ میں بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔"

میں نے خاموش نگاہوں سے استاد غلام حسین فاضلی کو دیکھا اور اس کے بعد گردن جھکالی۔ غلام حسین فاضلی اور دوسرے افراد مجھے بغور دیکھ رہے تھے غالباً شہ نور کی آنکھوں میں بھی حیرت تھی۔ غلام حسین فاضلی نے کہا۔

"بیٹی شہ نور' مہمان مسلمان ہے' ہمارا برادر ہے پاکستانی ہے اور پھر جو کچھ بھی ہے' کم از کم ہمارے دشمن کے خلاف ہمارے ساتھ ہماری جدوجہد میں مصروف ہے اس لئے ہماری آنکھوں کی روشنی ہے۔ تم اگر اس کے مقصد میں بہتر ثابت ہو سکتی ہو تو بے شک اسے اپنے ساتھ رکھو اور اگر اس کے تحفظ میں تمہیں کسی وقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو تو یہ ہم میں سے ہر شخص کے لئے قابل احترام ہے اور ہم اسے ہر طرح کا تحفظ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔"

"محترم بزرگ تھوڑا سا حیران بھی ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ متفکر بھی' کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ آپ لوگ جن مصائب سے گزر رہے ہیں میری وجہ سے ان میں اضافہ ہو۔ میری تو دلی آرزو ہے کہ میں آپ کے مقاصد کے کسی کام آسکوں' حقیقت یہی ہے جو آپ نے سنی۔ خوش بختی سے میرا رخ ایک ایسی سمت ہوگیا جہاں آپ لوگ اپنے مقاصد کی تکمیل میں مصروف ہیں اور جب یہاں پہنچا ہوں تو میری دلی آرزو ہے کہ تھوڑا بہت اپنا یہ دینی فرض بھی ادا کرتا چلا جاؤں۔ اب جب کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ یہاں جتنے افراد ہیں وہ سب ہر طرح سے قابل اعتماد ہیں تو مجھے اپنے بارے میں بتانے میں کوئی عار نہیں ہے۔ اس وقت میں ایک ایسا کام سر انجام دے کر آیا ہوں جس نے ان لوگوں کو شدید نقصانات سے دوچار کیا ہے' تفصیل میں نہیں جاسکتا۔ ہاں اس سے پہلے میں ایک اور کارنامہ سر انجام دے چکا ہوں جو درحقیقت ان لوگوں کے دل میں سوراخ کرنے کا باعث بن گیا ہے' آپ کو علم ہے کہ یہودی ہندوستان سے گٹھ جوڑ کرکے میرے وطن عزیز کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں' یہ بات بھی بار بار دوہرانے کی نہیں ہے کہ عرصہ دراز سے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

یہودیت عالم اسلام کے خلاف اور خصوصاً" پاکستان کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ بہت عرصے کی سوچ بچار بہت غور و خوض کے بعد کشمیری جدوجہد کے دوران اور اس سے پہلے خفیہ طور پر اسرائیلی حکمران' ہندوستان کے گٹھ جوڑ سے مختلف سازشیں کرتے رہیں ہیں' را اور موساد دونوں ایجنسیاں سرگرم رہیں ہیں اب یہ کام کھلم کھلا ہوگیا ہے۔ خصوصی طور پر کشمیر میں موساد اور اسرائیلی حکام کی خصوصی دلچپی نے دنیا بھر کو اس بات سے آگاہ کر دیا ہے کہ اب اسرائیلی کھل کر پاکستان کے خلاف اور خصوصاً" مسلمانوں کے خلاف' کشمیریوں کی جدوجہد کو فلسطینیوں ہی کے انداز میں کچلنے کے لئے ہندوستان کی مدد کر رہا ہے۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن پر ایک پاکستانی ہونے کے ناتے برگشتہ ہونا چاہیے۔ میں نے ان لوگوں کو ایک بدترین نقصان سے دو چار کیا ہے' ایک ایسے نقصان سے جسے یہ کبھی نہیں بھلا سکتے اور اس بنیاد پر ان کی تمام مشینری میرے خلاف عمل پیرا ہوگئی ہے لیکن محترم فاضلی صاحب' انشاء اللہ العزیز اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے وطن اور دین کی خدمت کرنے کے لئے کچھ اور وقت دیا ہے تو ان لوگوں کی مجال نہیں ہے کہ مجھ پر قابو پاسکیں' میں اپنے ان کاموں کے ساتھ ساتھ تقدیر کے راستے پر چلتا ہوا وادی کشمیر میں آپہنچا ہوں۔ میری دل آرزو ہے کہ آپ کی اس جدوجہد میں شامل ہو کر تھوڑا سا اپنا فرض پورا کروں اور اپنے دل کو مطمئن اور مسرور کر سکوں میں اپنی صلاحیتوں کا آپ سے کوئی ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ میری آرزو ہے کہ مجھے کوئی ایسا مشن سونپیں جو جدوجہد آزادی کشمیر میں میرا حصہ بن جائے ہوسکتا ہے میں طویل عرصے یہاں نہ رہ سکوں لیکن جس قدر بھی اپنی خدمات سرانجام دے سکا' مجھے مسرت ہوگی۔"

سب خاموش تھے' ساکت تھے' میرا جائزہ لے رہے تھے۔ تب فاضلی صاحب نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا۔

"آپ لوگوں کا کیا کہنا ہے؟"

"محترم جذبہ جہاد جوش شجاعت اور شہادت ہر مسلمان کا دینی حق ہے اگر وہ اس میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اسے روکنا مناسب نہیں ہوتا۔ نوجوان کو اس کا موقع دیا جائے اور اس کے لئے کوئی ایسا مقصد متعین کیا جائے جو اس کی خواہش کے مطابق ہو۔"

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ عزیزی کیا تم عزیزہ شہ نور کے مہمان بننا

پسند کرو گے۔ اب تو تم سارے کشمیر کے مہمان ہو' اگر وہاں دقت محسوس کرتے ہو تو پھر تمہارے لئے یہ حجرہ حاضر ہے' یا پھر مجھ سے رابطہ رکھو' بہت جلد میں تمہیں کوئی مقصد سونپ دوں گا لیکن وہ تمہارے شایان شان ہی ہوگا۔ ہمارے پاس بندوق کی لبلبی پر انگلیاں دبا کر سچے نشانے لگانے والے ایسے بے جگر نوجوان تو لاتعداد موجود ہیں جو ضرورت پڑنے پر اپنا سینہ دشمن کی گولیوں کے لئے کھول دیتے ہیں لیکن ذہنی طور پر کچھ ایسے معاملات بھی ہیں جن کے لئے ہمیں ذہین افراد کی ضرورت پڑتی ہے۔ میں اس سلسلے میں ان افراد سے رجوع کروں گا جو یہ مشن چلا رہے ہیں اور اس کے لئے دن رات اپنے آپ کو وقف کرچکے ہیں' انہیں تمہارے بارے میں تفصیلات معلوم ہوں گی تو وہ تم سے استفادہ کریں گے۔ میرے معاملات تو بہت مختصر اور محدود ہیں' لیکن ایسی ایک اہم شخصیت کو میں یقینی طور پر ان لوگوں کے سامنے لاؤں گا' باقی فیصلہ وہی کریں گے۔"

میں اور شہ نور حجرے سے نکل آئے اور وقت سست رفتاری سے گزرنے لگا تھا۔

دوسرا دن معمول کے مطابق تھا البتہ دوسری شام معمول کے مطابق نہیں تھی کیونکہ مجھے دو افراد سے ملاقات کرنا پڑی جو فاضلی صاحب کا پیغام لے کر آئے تھے' شہ نور نے بیرونی کمرے میں میری ان سے ملاقات کا انتظام کیا تھا' اس نے دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ بالکل قابل اعتماد اور برسوں کے جانے پہچانے لوگ ہیں' مجاہدین آزادی کشمیر ہیں اور ان کی باتوں پر مکمل بھروسہ کیا جاسکتا ہے' ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا۔

"فاضلی صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ کا یہاں سے نکل جانا ضروری ہے' بہت سی فوجی گاڑیوں کی نقل و حرکت دیکھی گئی ہے جو ایک وسیع و عریض دائرے میں رہ کر شاہ گلی کو اپنے گھیرے میں لے رہی ہیں۔ جہاں تک فاضلی صاحب کی معلومات کا تعلق ہے اور ان کے ایک خاص شاگرد ڈوگر سنگھ نے انہیں بتایا ہے کہ ناکہ بندی اس بنیاد پر کی جارہی ہے کہ کوئی بہت ہی اہم شخصیت اس علاقے میں آچھپی ہے اور اس کی تلاش نہایت ضروری ہے۔"

"اوہ! آپ کا مطلب ہے کہ وہ میں ہوں۔"

"فاضلی صاحب کا کہنا۔ یہی ہے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو پھر انہوں نے میرے لئے کیا حکم عطا کیا ہے؟"

"ایک منصوبہ تیار کیا گیا ہے جس کی تفصیل ہمارے ہی سپرد ہے۔ یعنی یہ کہ ہم آپ کو اس سے آگاہ کر دیں۔' منصوبہ یہ ہے کہ ایک فوجی ٹرک جو یہاں ڈیوٹی پر متعین ہے' چند قیدیوں کو لے کر جیل جا رہا ہے' اس عارضی جیل میں جو مجاہدین کشمیر کے لئے تیار کی گئی ہے' آپ کو قیدی کی حیثیت سے پہنچا دیا جائے گا' آپ کا نام حسن عادل ہو گا اور آپ وہاں حسن عادل کی حیثیت سے درج کر دیئے جائیں گے' یہاں تلاشیاں ہوں گی اور آپ انہیں ملیں گے نہیں آپ کے لئے جیل سے فرار کا بندوبست باآسانی کر دیا جائے گا لیکن بہتر ہو گا کہ کچھ وقت وہاں گزار لیں تاکہ ان لوگوں کی آپ کی تلاش کی جدوجہد ختم ہو جائے' فاضلی صاحب نے یہ منصوبہ بڑی ذہانت اور چند افراد کے مشوروں سے تیار کیا ہے' اس طرح آپ کو دشمن ہی کے پاس تحفظ مل جائے گا اور یہ ایک انتہائی بہتر قدم ہو گا' فاضلی صاحب کا کہنا ہے کہ اس وقت آپ کو وہاں سے بہتر تحفظ اور کہیں نہیں مل سکے گا۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' میں نے کہا۔ "مجھے فاضلی صاحب کے اس منصوبے سے مکمل اتفاق ہے۔"

"تو پھر آپ تیار ہو جائیں قیدیوں کی کھیپ جن لوگوں کی نگرانی میں لے جائی جا رہی ہے ان میں ہمارا اپنے افراد بھی شامل ہیں' آپ کو کوئی مشکل نہ ہو گی' کچھ دیر کے بعد وہ ٹرک ادھر سے گزرے گا اور آپ خاموشی سے اس میں سوار ہو جائیں گے۔"

میں نے آمادگی کا اظہار کر دیا' ان لوگوں کے جانے کے بعد شہ نور ایک دم غمزدہ ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"ہمارا ساتھ تو بہت ہی مختصر رہا دانش۔" اس نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ہے نجانے کتنی بار ملیں گے' کتنی بار بچھڑیں گے اب یہاں مسئلہ کسی کا ساتھ دینے کا نہیں ہے بلکہ اس جدوجہد کا ہے جو ہم سب کا مشترکہ کام ہے۔"

"میں اگر تمہیں کبھی نہ بھی ملوں تو یہ نہ سوچنا کہ تم میرے ذہن سے نکل گئے' میرے دل پر تم نے اپنی ذات کا جو نقش چھوڑا ہے میں حیات کے آخری لمحے تک اسے ذہن نشین رکھوں گی۔" میں نے اس کا شانہ تھپتھپایا۔

بوڑھی عورت دونوں بچیوں سے بھی ملا اور تیار ہو گیا' مقررہ وقت پر فوجی ٹرک ادھر سے گزرا اس کی رفتار سست ہوئی میرے لئے بس یہی کام تھا کہ میں اس پر چڑھ جاؤں ایک عجیب و غریب کیفیت تھی جب اتنا کچھ تھا تو یہ لوگ ان قیدیوں کو رہا کیوں نہیں کر دیتے جو اس وقت ٹرک میں موجود تھے' میری وہاں شمولیت کو بے شک حیرت کی نگاہوں سے دیکھا گیا لیکن کسی نے کوئی تذکرہ نہیں کیا' پھر دو سپاہیوں نے اوپر آ کر میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں' اور پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں' اس کی مجھے توقع تھی' لیکن یہ ایک دلچسپ منصوبہ تھا' سفر کرتے ہوئے میں نے سوچا کہ اگر رشید ناگی کو اس بات کا علم ہو جائے تو وہ قیامت برپا کر دے گا اور مجھ سے اختلاف بھی کرے گا کہ میں نے اپنے آپ کو کس مصیبت میں گرفتار کرا لیا ہے' غرضیکہ یہ سفر جاری رہا۔ وہ عارضی جیل میں جس کا مجھ سے تذکرہ کیا گیا تھا۔ شاہ گلی سے تقریباً" ساٹھ ستر میل کے فاصلے پر تھی' کیونکہ رات کا آخری پہر تھا جب ہم جیل پہنچے راستہ چونکہ ناہموار تھا اس لئے ٹرک کا یہ سفر بہت سست روی سے ہوا تاہم اس وقت اس عارضی جیل میں جسے خاردار تاروں سے لکڑیاں گاڑھ کر ترتیب دیا گیا تھا مکمل خاموشی طاری تھی۔ دروازہ کھول دیا گیا۔ اوپر سرچ لائٹیں روشن تھیں جو اطراف کی نگرانی کر رہی تھیں۔ مچان بنے ہوئے تھے' جن پر مسلح سپاہی فروکش تھے' عارضی بیرکیں بنائی گئی تھیں جو لکڑی کی دیواروں پر مشتمل تھیں اور ان پر کھپریل کی چھتیں ڈالی گئی تھیں۔ بظاہر اسے ہر لحاظ سے مکمل کر لیا گیا تھا۔ جن سات قیدیوں کو میرے ساتھ لایا گیا تھا انہیں اور مجھے ایک ہی بیرک میں منتقل کر دیا گیا۔ ہاتھوں کی ہتھکڑیوں میں سے بیڑیاں نہیں نکالی گئی تھیں' نجانے وہ کون لوگ تھے جو ہمیں یہاں تک لائے تھے' ہو سکتا ہے اس کے بعد ان سے ملاقات نہ ہو' میں یہ سوچ رہا تھا کہ ایک کشمیری مجاہد کی حیثیت سے قید کی یہ زندگی کیسی گزرے گی بہرطور مجھے اپنا نام اچھی طرح یاد تھا۔

باقی رات بھلا سونے کا کیا تصور کیا جا سکتا تھا' زندگی کے ان دلچسپ مراحل پر غور کر رہا تھا' پچھلی رات بڑے آرام اور سکون کی رات تھی اور اس میں شہ نور سے ہونے والی گفتگو' عمدہ قسم کا قہوہ' کشمیری چائے شامل تھی اور اب یہ لکڑی کا فرش اور یہ بوسیدہ سا ماحول ہاتھوں میں پڑی ہوئی ہتھکڑیاں' پیروں میں چبھنے والی لوہے کی بیڑیاں' یہ سب' زندگی کے بدلتے ہوئے نقوش پر ہنسی آ گئی۔ گیارہ بجے کے قریب ہم لوگوں کو ایک ایک کر کے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

ایک جگہ طلب کیا گیا اور یہاں ہمارا اندراج ہو گیا' میں نے اپنا نام حسن عادل ہی لکھوایا تھا' اندراج کرنے والا ایک بدتما سی صورت کا ہندو افسر تھا لیکن اس جیل کا کمانڈر ایک لمبے چوڑے قدوقامت کا مالک سکھ تھا اور گرچن سنگھ سے ملاقات نہ ہونے کے باوجود مجھے اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ یہاں اگر ہمارا تھوڑا بہت خیال کیا جاتا ہے تو وہ صرف یہ سکھ افسر کرتے ہیں جو ہندوستانی فوج میں ہونے کے باوجود ہمارے مقصد سے کافی حد تک اتفاق کرتے ہیں' بلاشبہ سب نہ سہی لیکن جتنے بھی تھے وہ بھی باعث تقویت تھے اور چند ہی دنوں کے بعد میں نے محسوس کیا کہ بلاشبہ جیل میں ہمیں قیدیوں ہی کی مانند رکھا جاتا ہے لیکن ہمارے ساتھ وہ بدترین سلوک نہیں ہوتا جس کی روایتیں باہر پھیلی ہوئی ہیں۔

بعض اوقات رات کی تنہائیوں میں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ کہیں کوئی حماقت تو نہیں ہو گئی ہے' میرے آگے کے اقدامات بھی معطل ہو گئے ہیں۔ یہ اٹھارہ بیس دن جس انداز میں گزر گئے تھے' اسے بالکل بیکار کہا جاسکتا تھا' اگر اس جدوجہد میں میرا کوئی عملی قدم ہو جاتا تو مجھے اس کی پروا نہیں تھی لیکن اب تو معطل ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ ایک دن مجھے گرچن سنگھ نے اپنے کمرے میں طلب کر لیا' اس وقت اس قوی ہیکل سکھ کے علاوہ اور کوئی ہمارے پاس موجود نہیں تھا' میں اس کے سامنے پہنچا تو اس نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بیٹھنے کی پیشکش کی اور کوئی تمہید باندھے بغیر ہی شروع ہو گیا۔

"تمہارے بارے میں مجھے کوئی تفصیل معلوم نہیں ہے' البتہ اب فاضلی صاحب کی ہدایت ملی ہے مجھے کہ تمہیں اس قید سے آزادی دے دی جائے' بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں میرے ماتحت افسر سارے کے سارے ہندو ہیں اور سب کے سب نہایت چالاک اور شاطر قسم کے ہیں' ان کی موجودگی میں میں کوئی ایسا کام اپنے طور پر سرانجام نہیں دے سکتا' البتہ تمہیں ایسے مواقع فراہم کر سکتا ہوں کہ تم اپنا یہ کام خود کرو اور اس کے لئے چاہے تم مجھے ہی اپنا آلہ کار کیوں نہ بناؤ۔" میں بدستور سنسنی خیز نگاہوں سے گرچن سنگھ کو دیکھ رہا تھا' پھر میں نے کہا۔

"لیکن کیا اس کے بعد کے احکامات بھی میرے لئے موجود ہیں؟"

"نہیں فاضلی صاحب نے کہا ہے کہ حسن عادل کو فرار کرا دو وہاں سے' بعد کے حالات وہ خود دیکھ لیں گے۔ تمہارے ساتھ دو آدمی اور رہتے ہیں نا جمال اکبر اور ایمان

شاہ!"

"ہاں۔"

"غالباً ایمان شاہ کو اس سلسلے میں ہدایات مل چکی ہیں۔ اب چاہو تو یہ تم اس سے پوچھ لینا اور اگر نہیں ملی ہیں تو مل جائیں گی۔" فاضلی صاحب نے اس کی سمت اشارہ بھی کیا ہے۔

"اوہ۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"ہمیں یہ تیاریاں کب تک کرنی ہوں گی۔"

"پروگرام تم تک پہنچ جائے گا۔ وہیں واپس جاؤ اور مناسب وقت کا انتظار کرو۔"

جب میں گرچن سنگھ کے پاس سے واپس بیرک میں پہنچا تو ایمان شاہ اور اکبر جمال جاگ رہے تھے۔ دونوں نے مسکراتی نظروں سے مجھے دیکھا۔ پھر ایمان شاہ نے کہا۔

"گرچن سنگھ سے ملاقات ہو گئی۔"

"تمہیں ہدایات مل چکی ہیں؟"

"ہاں' یہی سمجھو۔" ہم لوگ اپنی طور پر تیار ہیں۔ وہ مناسب پروگرام بتائے گا۔

"ہوں۔" میں نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی۔

"گرچن سنگھ نے کوئی ایک ہفتے کے بعد ایمان شاہ کو بلا لیا۔ میں منتظر رہا کہ شاید کوئی کام کی بات ہوں۔ ایمان شاہ ایک گھنٹے کے بعد واپس آگیا تھا۔ اس کے چہرے پر جوش کے آثار تھے۔"

"کیا ہوا؟" مجھ سے پہلے جمال اکبر نے پوچھا۔

"اس نے ایک منصوبہ دیا ہے۔ ہولی کا تہوار آرہا ہے اور یہ ہی مناسب ہو گا۔"

"ہوں۔ بات تو ٹھیک ہے مگر۔ بیشک ہندو فوجی تہوار مناتے ہیں لیکن قیدیوں پر تو ڈیوٹی ہوتی ہے۔"

"اس کا انتظام گرچن کرے گا۔"

"بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔ اس نے تفصیل نہیں بتائی۔"

"پورا پروگرام شاید خود اس کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔ بس اس نے اتنی ٹپ دی ہے کہ یہ کام ہولی کے دن بہتر ہو سکے گا۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میں نے ان دونوں کی باتوں میں دخل نہیں دیا تھا اور خاموشی سے سنتا رہا تھا۔ اس گفتگو کے تیسرے دن جب بیرک میں کھانا آیا تو ہم نے ایک نئی صورت دیکھی۔ ایک مدقوق سا آدمی تھا۔ ٹرے کے نیچے سے اس نے ایک ریوالور اور کچھ گولیاں دیتے ہوئے کہا۔

"اسے سنبھال کر رکھنا تمہارا کام ہے۔ گرو نے بھیجا ہے۔" ایمان شاہ نے پستول لپک لیا۔ اکبر جمال نے کارتوس اٹھائے۔ پھر بولا۔

"مگر ایک پستول.........؟"

"آہستہ آہستہ۔ ہی سب کچھ ہوگا۔"

بہرحال پستول کی موجودگی ہمارے لئے بڑی تقویت کا باعث تھی' میں ان حالات میں کافی دلچسپی لے رہا تھا۔ پھر چند روز کے بعد ہمیں مزید دو پستول مل گئے اور اس کے ساتھ ہی فالتو ایمونیشن بھی' جس کی مقدار بہت زیادہ تو نہیں تھی لیکن ضرورت پڑنے پر کام آسکتی تھی ان تین پستولوں کی حفاظت ہم نے بڑی محنت سے کی اور ایک ایک لمحہ انتظار کرتے رہے حالانکہ بیرکوں میں قیدیوں پر خصوصی نگاہ رکھی جاتی تھی۔ بیرکوں کی تلاشی بھی ہوتی رہتی تھی اور اس سلسلے میں وہی دونوں پیش پیش تھے اور ہر طرح سے قیدیوں پر نظر رکھتے تھے۔ بہرحال یہ سارا مسئلہ چلتا رہا اور ہولی کا تہوار قریب آتا رہا۔

پھر اس دن صبح ہی صبح جیل میں تیاریاں شروع ہوگئی تھیں۔ تمام سپاہی ڈیوٹی پر خوش نظر آرہے تھے۔ ہمیں بھی دھلے ہوئے صاف لباس پہننے کے لئے دیئے گئے اور ان ڈھیلے ڈھالے لباسوں میں چھوٹے چھوٹے پستول چھپالینا ہمارے لئے زیادہ مشکل ثابت نہ ہوا۔ گربچن سنگھ ہر طرح سے ہمارے ساتھ تعاون کر رہا تھا اور طے یہ کیا گیا تھا کہ گربچن سنگھ کو قابو کر کے ہم اپنا یہ فرض سرانجام دیں گے۔ ہماری آنکھیں گوشے گوشے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ تہوار کا آغاز ہوگیا۔ گربچن سنگھ اس اسٹیج پر آگیا۔ جہاں سے ہمیں اپنا کام سرانجام دینا تھا' اس نے ہم لوگوں کو بھی ہولی کے تہوار میں شرکت کی اجازت دے دی تھی۔ گربچن سنگھ نے آنکھ سے اشارہ کیا اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ہمارے قریب آگیا۔ یہی منصوبہ تھا اچانک ہی میں نے پھرتی سے پستول نکالا اور ایک لمبی چھلانگ لگا کر گربچن سنگھ کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے پستول کی نال اس کی گردن پر لگا دی۔ ایمان شاہ

نے اس شخص کو فوراً" ہی پستول کے ذریعے قابو میں کرلیا جس کے بارے میں ہمیں بتا دیا گیا تھا یہ اورل رام تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اکبر جمال نے پستول باقی لوگوں کے سامنے تان لیا۔ جو ہتھیاروں کے بغیر کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہر شخص دونوں ہاتھ اوپر کر کے ایک طرف کھڑا ہو جائے' ورنہ ہمارے پاس گولیوں کی کمی نہیں ہے۔"

کام منصوبے کے مطابق ہوا تھا۔ پستول کی نال گربچن سنگھ کی پیشانی سے لگائے ہوئے اور اس کی صدری کا کالر پکڑے ہوئے میں پیچھے ہٹنے لگا۔ اس دوران ڈیوٹی پر موجود سپاہی جو ہولی کے پروگرام میں حصہ نہیں لے رہے تھے' سامنے آئے تو میں نے انہیں غرا کر حکم دیا کہ وہ ہتھیار پھینک دیں ورنہ گربچن سنگھ فوراً" ہی مارا جائے گا۔ گربچن سنگھ نے خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر دہشت بھرے لہجے میں بولا۔

"خبردار رائفلیں پھینک دو' کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش نہ کرے۔"

گربچن سنگھ نے یہ بات زور دار آواز میں کہی تھی وہ لوگ شور شرابہ مچانے لگے۔ ہولی کا تہوار ختم ہوگیا۔ پچکاریاں ہاتھوں میں رہ گئیں' رنگوں میں رنگے ہوئے بدمست سپاہی جنہوں نے شاید شراب بھی پی ہوئی تھی خوفزدہ سی نگاہوں سے ہمیں دیکھنے لگے' ہم لوگ بڑی پھرتی سے چاروں طرف موجود لوگوں کو کور کئے ہوئے تھے۔ پھر ہم لوگ گربچن سنگھ کو دھکیلتے ہوئے کافی پیچھے لے گئے اس کی آواز نے ہر شخص کو ہوشیار کر دیا تھا اور اب ان کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ ہم پر گولیاں چلا سکیں۔

ہم تینوں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہے تھے کہ دفعتاً" کسی طرف سے فائرنگ کی آواز سنائی دی اور ایمان شاہ کے بدن میں کئی گولیاں لگیں اس کی گرفت میں پھنسا ہوا اورل رام چھوٹ گیا اور گرتے گرتے ایمان شاہ نے کئی گولیاں چلا دیں۔ چند افراد زخمی ہوئے اور اس کے بعد زبردست بھگدڑ مچ گئی لیکن یہ صورت حال میرے لئے بھی کافی خطرناک ثابت ہوئی تھی۔ بہت سے لوگ مجھ سے ٹکرائے اور گربچن سنگھ اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور نیچے گر گیا۔ ہم اگر چاہتے تو پستول سے گولیاں برسا سکتے تھے لیکن صورت حال ہماری توقع کے برعکس ہوگئی' گربچن سنگھ گرا تو میں پوری طرح محافظوں کی رائفلوں کی زد پر آگیا' نتیجہ یہی ہوا کہ میں بھی گربچن سنگھ کے اوپر ہی گر پڑا۔ پتا نہیں ایمان شاہ اور اکبر

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

جمال کا کیا ہوا تھا........ لیکن بے شمار افراد مجھ پر اور گرچن سنگھ پر چڑھ گئے تھے۔ پھر کس کس طرح پٹائی ہوئی۔ کس کس طرح زخمی ہوا اور کب بے ہوش ہوا اس کا کوئی اندازہ نہیں رہا۔ البتہ بے ہوشی نے ہوش سنبھال لئے تھے۔ پھر آنکھ کھلی تو ایک کھردری ٹھنڈی زمین اور تاریک ماحول جہاں سے سرد ہوائیں گزر رہی تھیں۔ ان میں کراہوں کی آواز بھی شامل تھی۔ میں نے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔ ہمارے فرار کا منصوبہ فیل ہو گیا اور ساتھ ہی میرا ایک آدمی بھی مارا گیا۔ ہمیں پھر جیل میں ڈال دیا گیا اور تشدد کیا گیا۔ اس سارے معاملے میں گرچن سنگھ بے بس تھا۔ ہم نے وہاں سے فرار ہونے کی ایک بار اور کوشش کی مگر وہ بھی ناکام ہو گئی اور بدلے میں سوائے تشدد کے اور کچھ نہ ملا۔ آخری بار جب ہم فرار کی کوشش میں شدید زخمی ہو گئے۔ مگر جب طبیعت بحال ہوئی تو ہمیں جیل کی عدالت میں پیش کر دیا گیا اس عدالت میں گرچن سنگھ موجود نہیں تھا اور اس کی غیر موجودگی اس بات کا احساس دلاتی تھی کہ اس بار تقدیر کوئی مہربانی نہیں کرے گی۔ ہمارے مقدمے کی سماعت کرنے کے لئے جو شخص بیٹھے تھے وہ بہت خوفناک شکلوں کے مالک تھے۔ کچھ لوگوں نے ہمارے فرار کی تفصیلات بتائیں اور یہ سن کر مجھے بہت تعجب ہوا کہ مجھے اور اکبر جمال ہی کو اس فرار کے منصوبے کا سربراہ قرار دیا گیا۔ دوسرے جو لوگ منصوبہ ساز تھے انہیں اس سلسلے میں طلب نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان کا نام فرار ہونے والوں میں شامل تھا۔ ایک خونخوار شکل کے آدمی نے ساری تفصیل سننے کے بعد کہا۔

"یہ لوگ دوبار بھاگنے کی کوشش کر چکے ہیں اور ان کی کوشش میں ان کا ایک ساتھی مارا گیا ہے کیوں یہی بات ہے نا۔ تم لوگ فرار ہو کر کہاں جانا چاہتے ہو' کیا منصوبہ ہے تمہارا کشمیری جنگ بازوں کے کون سے گروہ سے تمہارا تعلق ہے اس کا جواب دو ورنہ تمہارے ساتھ جو سلوک کیا جائے گا تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"ہم صرف فرار ہونا چاہتے تھے' اس قید خانے سے نکلنا چاہتے تھے۔"

"ہوں تاکہ ہمارے خلاف منظم کارروائی کرو گولیاں چلاؤ اپنے آپ کو حریت پسند کہو اور کشمیر کی آزادی کا جھنڈا ہاتھ میں لئے پھرو۔ یہی مقصد ہے نا تمہارا۔" خونخوار شخص نے کہا۔

اکبر جمال نے اور میں نے گردن جھکالی۔

اس شخص نے کہا۔ "اب تم لوگوں کا زندہ رہنا مشکل ہے۔ ہم اوپر سے اجازت حاصل کر کے تمہیں گولیوں سے بھون دیں گے۔ انہیں سخت قید میں رکھا جائے' تاوقتیکہ ہم ان کے لئے موت کا پروانہ حاصل کر لیں۔"

نیا کھیل شروع ہو چکا تھا' مجھے اور اکبر جمال کو ایک ایسی جگہ رکھا گیا جو کچی مٹی سے بنی ہوئی تھی۔ یہاں شدید گھٹن اور تاریکی تھی اور درحقیقت ہماری زندگی کے بدترین دور کا آغاز ہو چکا تھا۔

وہ الفاظ مجھے یاد تھے جن میں کہا گیا تھا کہ اب وہ ہماری موت کا پروانہ حاصل کرنے والے ہیں اس سے پہلے ہی کچھ ہو جانا چاہیے تھا لیکن ہماری یہ سوچ پائیداری حاصل نہ کر سکی اور اس سے پہلے ہی ادھر سے کچھ ہو گیا ہمیں وہاں سے نکالا گیا اور ایک بند گاڑی میں بٹھا کر کہیں لے جایا جانے لگا۔ گرچن سنگھ بھی شاید اب کچھ نہ کر سکتا تھا لیکن پھر بھی ہمارا خیال تھا کہ اس نے اطلاع دے دی ہو گی غلام حسین فاضلی کو کہ وہ ہماری آزادی اور رہائی کی کوششوں میں ناکام رہا ہے ظاہر ہے اس سے زیادہ وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ بند گاڑی کا یہ سفر تقریباً" چھ گھنٹے تک جاری رہا ہمارا جوڑ جوڑ دکھ گیا تھا اس سفر کے بعد ہمیں ایک دوسری جیل میں لایا گیا۔ اس جیل میں قدم رکھنے کے بعد جن لوگوں کو میں نے دیکھا انہیں دیکھ کر مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ یہ جیل زیادہ خطرناک قیدیوں کے لئے بنائی گئی ہے کشمیر مجاہدین کے لئے ایسی جیلیں جگہ جگہ قائم کر لی گئی تھیں اور انہی کا گھر ان کے لئے جیل خانہ بنا دیا گیا تھا۔

نئے قید خانے میں پہلا گھنٹہ خاموشی سے گزر گیا۔ ہم دونوں کو ایک جگہ ہی رکھا گیا تھا۔ اکبر جمال نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"یہ علاقہ زیادہ خطرناک ہے اور یہاں موجود افراد یوں لگتا ہے جیسے انہیں منتخب کر کے یہاں بھیجا گیا ہے دیکھو تو سہی کیسی خطرناک صورتوں والے ہیں۔"

"ہاں۔" میں نے خاموشی سے گردن ہلائی۔

تھوڑی دیر کے بعد ہمیں کھانے پینے کے لئے کچھ دیا گیا۔ وہ رات گزر گئی اور دوسری صبح کا سورج نکل آیا۔ چہل پہل شروع ہو گئی تھی۔ ہماری بیرک کا دروازہ کھلا ہوا تھا غالباً" ان لوگوں کو اطمینان تھا کہ اس جگہ سے کوئی نکلنے یا بھاگنے کی جرات نہیں کر

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

سکتا۔ ہم لوگ خاموش بیٹھے رہے اور اپنے اوپر آنے والی مصیبتوں کا انتظار کرتے رہے۔
تھوڑی دیر کے بعد ایک مارشل آرٹس میں ماہر آدمی ہماری طرف آیا اس کا جسم ورزشی تھا اور سخت بھی۔ اس نے آتے ہی اکبر جمال کو اپنا نشانہ بنایا مگر مجھ سے برداشت نہ ہو سکا میں نے اس کی زبردست پٹائی کر ڈالی اور وہ بے ہوش ہو گیا چند آدمی آئے اور اسے اٹھا کر چلے گئے۔ اس لڑائی کو دیکھنے کے لئے کافی لوگ جمع ہو گئے تھے ہر طرف سے شور ہو رہا تھا اور سب ہی مجھے داد دے رہے تھے مگر میں معاملے کی سنگینی کو سمجھ رہا تھا اور ان کے اس ایکشن کا انتظار کر رہا تھا۔ کافی وقت گزرنے کے بعد بھی کوئی کارروائی نہ ہوئی تو میں آرام سے بیٹھ گیا اور آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگا۔

اکبر جمال سے خاموش نہ بیٹھا گیا اور اس نے کہا۔

"تم نے جس طرح اس کی مرمت کی ہے کیا اس میں اس کی موت کے امکانات ہیں؟"

"ہو بھی سکتے ہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"اگر وہ مر جائے تو کارروائی اس کے بغیر نہیں ہوگی بلکہ آگے اطلاع دی جائے گی اور ہمیں کچھ سوچنے اور کرنے کا موقع مل جائے گا۔"

"بے شمار کوششیں کر چکے ہیں اگر تقدیر میں موت ہی لکھی ہوئی ہے تو اسے کوئی کہیں بھی نہیں ٹال سکتا۔ فکر کرنے سے کیا فائدہ؟"

"اس بات سے میں اختلاف نہیں کرتا مگر کم از کم اس طرح خاموشی سے تو موت کی آغوش میں جانا مناسب نہیں ہوگا۔"

میں نے پر خیال انداز میں گردن ہلائی اور پھر طائرانہ نگاہوں سے پورے قید خانے کا جائزہ لینے لگا' قیدیوں کی تعداد کافی تھی اور یہ قیدی وہ تھے جنہیں خطرناک قرار دیا گیا تھا' یعنی جس طرح ہم دونوں فرار کی کوششوں کے بعد یہاں پہنچائے گئے تھے یہاں آنے والے بھی ایسے ہی ہوں گے' میں نے ایک باریش شخص کو تاڑا' سفید لباس میں ملبوس پیشانی پر نماز کا نشان' ایک جانب خاموش بیٹھا ہوا تھا میرے قدم اس کی جانب بڑھ اور میں اس کے قریب پہنچ گیا' اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی اور چہرے پر بے حد رعب' میں نے سلام کیا تو اس نے چونک کر میرے سلام کا جواب دیا' لیکن چہرے

پر کوئی خاص تاثر نہ پیدا کیا۔

"بیٹھ سکتا ہوں یہاں۔"

"کیسے احمقانہ سوالات کر رہے ہو' کیا یہ میرے گھر کا ڈرائنگ روم ہے' جس میں تم مجھ سے بیٹھنے کی اجازت طلب کر رہے ہوں؟"

"آپ کا تعارف حاصل کر سکتا ہوں؟"

"میرا نام مبارک محمودی ہے۔"

"محمودی صاحب میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میاں جو کھیل کود تم نے دکھایا بہت اچھا تھا' وقتی طور پر لوگ خوش ہو گئے لیکن اس کے نتائج کیا ہوں گے تم جانتے ہو' میرے خیال میں اگر سمجھداری سے کام لیتے تو اپنے آپ کو اس پر بھاری ثابت نہ کرتے بلکہ اس سے مغلوب ہو جاتے' اس طرح سے اپنی برتری کا احساس رہتا اور وہ تمہارا دشمن نہ بنتا یہ خاموشی صرف اس وقت تک طاری ہے جب تک وہ ہوش میں نہیں آجاتا۔"

"آپ کا فرمانا بجا ہے محمودی صاحب' لیکن آپ سمجھ دار بزرگ ہیں' میں آپ سے اس سلسلے میں کوئی مشورہ لینا چاہتا ہوں۔" مبارک محمودی نے ایک طائرانہ نگاہ مجھ پر ڈالی پھر کہنے لگے۔

"جس کارکردگی کا مظاہرہ نمائشی طور پر کر چکے ہو اس کا عقل سے بھی کوئی تعلق ہے۔"

"کوشش کروں گا کہ عقل کا تعلق بھی ظاہر کر دوں۔"

"تو پھر سنجیدگی سے سوچو اصل میں تمہاری زندگی کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے' میں خود تمہارے لئے پریشان بیٹھا ہوا تھا' مگر تم پر جوش نوجوانوں میں گھرے ہوئے تھے جو تمہارے لئے قسمیں کھا رہے ہیں کہ تمہیں نقصان نہ پہنچنے دیں گے لیکن اس کے بعد کیا ہوگا' وہ یہ نہیں سوچتے۔"

"میں خود یہاں اپنے لئے کسی کی زندگی کو داؤ پر لگانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

مبارک محمودی نے گردن جھکائی دونوں انگوٹھے آنکھوں پر رکھ کر کسی سوچ میں ڈوب گئے ان کے انگوٹھے ان کی پیشانی کو سہلا رہے تھے' چند لمحات کے بعد انہوں نے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کہا۔

"یہ نوجوان تم سے اس قدر خوش ہوگئے ہیں کہ اگر تم انہیں کوئی ہدایت کرو تو اس پر عمل کر ڈالیں گے' کیا تم ایسے کسی کام کے لئے تیار ہو؟"

"کیسی ہدایت؟"

"مطلب یہ ہے کہ ان کا سہارا لے کر اگر ہم زندگی کی بقاء کی ایک کوشش کریں تو؟"

"یعنی یہاں جنگ وجدل ہنگامہ؟"

"ہاں' میرے پاس ایک پورا حساب کتاب ہے یہاں جتنے کشمیری نوجوان قید ہیں ان کی تعداد ایک سو ستاون ہے اور سپاہی تقریباً" سینتالیس ہیں' بہت بڑا فرق ہے یہ......... اگر ہم اس فرق سے فائدہ اٹھائیں تو کیسا رہے گا؟" میں سنسنی خیز نگاہوں سے مبارک محمودی کو دیکھنے لگا' پھر میں نے کہا۔

"فائدہ کیسے اٹھایا جاسکتا ہے؟"

"میں اصل میں لوگوں کے سامنے گردنیں خم کرکے صرف ان کا جائزہ لیتا رہا ہوں' یہ قید خانہ بے شک عارضی بنایا گیا ہے لیکن انہوں نے اپنی دانست میں اسے بہترین تحفظ دیا ہے اور اسے مضبوط سمجھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں جتنے خطرناک قیدی موجود ہیں اتنے ہی خطرناک پولیس افسران کو تعینات کیا گیا ہے لیکن وہ لوگ تھوڑی سی لاپرواہی کا شکار رہے ہیں وہ سرخ' سرخ نشانات دیکھ رہے ہو جو لکڑی کی ان بیرکوں پر لگے ہوئے ہیں۔"

"جی۔"

"وہ اسلحہ خانہ ہے' وہاں ان کا تمام اسلحہ موجود ہے اگر ہم اس تک پہنچ جائیں تو ان درختوں کو دیکھو جو ہمارے لئے سد راہ بنے ہوئے ہیں مطلب یہ کہ ان درختوں کے پیچھے مورچہ بندی کرکے ہم صورت حال کو سنبھال لیں تو ان کا عقبی ٹیلہ ہمارا محافظ بن سکتا ہے کیونکہ وہ لوگ کسی بھی قیمت پر عقب میں جاکر ہم پر حملہ آور نہیں ہوسکتے' اگر یہ تھوڑی سی جنگ ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر دے تو ہمیں یہاں سے فرار کا بہتر موقع مل سکتا ہے۔"

مبارک محمودی کے بارے میں' میں نے صحیح اندازہ لگایا تھا میرا خیال تھا کہ میں ان سے مشورہ کرکے ہی فیصلہ کروں کہ آگے کیا قدم اٹھانا چاہیے لیکن انہوں نے ایک بہترین منصوبہ میری سامنے پیش کر دیا تھا' میں نے اس کی تفصیلات ان سے طلب کیں تو وہ کہنے لگے۔

"اسلحہ خانے کے اردگرد آٹھ پولیس والے یا محافظ تعینات ہیں' بے شک یہ رائفلوں سے مسلح ہیں لیکن اگر تھوڑے سی کوشش کی جائے تو ان تک پہنچا جاسکتا ہے تمام قیدی اس کے لئے تیار ہیں کہ جونہی ہم ان آٹھ آدمیوں کو اپنے قابو میں کریں تمام قیدی بھاگ کر اسلحہ خانے کے قریب پہنچ جائیں اور پہلے اسلحہ خانہ خالی کر دیا جائے اس کے بعد جو کچھ بھی ہوگا وہ بعد کی کارروائی ہوگی۔"

"اگر تمام قیدیوں میں یہ بات پھیلا دی گئی محمودی صاحب تو ہوسکتا ہے ان لوگوں کے علم میں بھی آجائے۔"

"ہوں یہ بھی درست ہے تو پھر اس کے لئے کچھ لوگوں کو تیار کرلو جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے' ابھی وہ زخمی شخص تمہارے بارے میں کوئی ہدایت جاری نہ کرسکے گا یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں بنائی گئی ہے جہاں کسی کو قید تنہائی میں رکھا جاسکے البتہ وہ لوگ نگرانی ضرور رکھیں گے دیکھو اس وقت بھی دو آدمی تمہیں دیکھ رہے ہیں۔"

"خیر اس میں کوئی حرج نہیں ہے' تو پھر کیا حکم ہے آپ کا۔"

"میاں ایسے چند افراد تیار کرلو' کوشش کرو' میں بھی تمہیں چار آدمی ایسے دے سکتا ہوں جن پر پورا پورا بھروسہ کیا جاسکتا ہے' دیکھو ذرا انہیں نگاہوں میں رکھ لو اور ان سے کہو کہ تم اپنی کارروائی کا آغاز کر رہے ہو۔"

مبارک محمودی نے مجھے چند لوگوں کی طرف متوجہ کیا اور میں ان کا جائزہ لینے لگا پھر میں نے آہستہ سے گردن ہلا کر کہا۔

"میں آپ کا منصوبہ سمجھ گیا ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ میں نے آپ کی جانب رخ کرکے غلطی نہیں کی۔"

"اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔"

ایک بار پھر نئے سرے سے جدوجہد کا آغاز ہوگیا تھا' اس وقت جب میں مبارک

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

محمودی سے گفتگو کر رہا تھا اکبر جمال میرے ساتھ موجود نہیں تھا' لیکن ابھی میں اکبر جمال کو بھی صورت حال نہیں بتانا چاہتا تھا اتنی بار کی ناکامیوں کے بعد اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اب شاید ہم کبھی زندگی میں کامیابی سے دو چار نہ ہوتے پائیں لیکن میں اس خیال سے متفق نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک بار پھر نئے سرے سے جدوجہد کرنی تھی اور میں اس عمل سے ناامید نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆

امید انسان کا آخری سہارا ہوتی ہے۔ اس میں تائید ایزدی کا شامل رکھا جائے تو ناکامی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ قدرت نے مبارک محمود کی شکل میں ایک بہترین مددگار فراہم کیا تھا۔ قید خانے سے فرار' سنسنی خیز حالات میں دن رات زندگی بچانے کی جدوجہد تقدیر کے فیصلوں پر انحصار نے لاتعداد واقعات سے گزارا۔ پھر جنرل کیر تک رسائی جس نے مجھے ہریش کہہ کر مخاطب کیا تھا اور میں نے موقع کی نزاکت کے تحت خود کو ہریش قبول کر لیا تھا۔ بیشمار نئی شناسائیاں ہوئیں جن میں سدھا دیوی' ایرا شائل اور ایک خوفناک آرگنائزیشن سے واقفیت حاصل ہوئی جس کا نام بلیک کیٹ تھا۔ بلیک ہاؤس نامی عمارت کا بلیک کیٹ سے گہرا تعلق تھا۔ بہرحال ہریش کی حیثیت نبھا رہا تھا۔ ہر صبح ایک نئی جہت کی حامل ہوتی تھی۔

آج کی مصروفیات بھی کوئی خاص نہیں تھیں۔ سدھا دیوی الگ آوارہ گردی کی شائق تھیں ان کی گاڑی میں نے اپنی کھڑکی سے باہر نکلتے ہوئی دیکھی تھی۔ جنرل کیر شاید اپنے کمرے میں سو رہے تھے۔ میں کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ یہاں کئی ٹیلی فون لائنیں تھیں جن کے نمبر الگ الگ تھے۔ میں نے ایک فون پر بلیک ہاؤس کے نمبر ڈائل کئے اور اسے کان سے لگالیا۔ ایک آواز آئی۔

"بی سی۔"

میں ایک لمحے کے لئے چکرا کر رہ گیا لیکن پھر فوراً" بی سی کا مطلب سمجھ گیا۔ یعنی بلیک کیٹ......... یقیناً" یہ بلیک کیٹ کا ہیڈ کوارٹر تھا یا پھر ہو سکتا ہے برانچ آفس ہو۔

"میڈم ایرا شائل سے بات کرنا ہے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
ندیم
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کون صاحب بول رہے ہیں؟"

"ہریش ہنرجی"

"ہولڈ آن پلیز۔"

میں انتظار کرتا رہا پھر ایرا کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو ہریش۔ کیسے ہو تم؟"

"ٹھیک ہوں۔ تمہاری یاد آگئی فون کرلیا۔"

"اوہو اچھا' تو میں یاد آنے والی چیز ہوں۔"

"اس کا مطلب گستاخی ہوگئی شائل۔"

"ایک تو تم ہندوستانیوں میں' یہ بہت بری بات ہوتی ہے کہ تم خود تعین نہیں کر پاتے اپنی صلاحیت کا' اگر اس بات کا جواب گستاخی ہے تو پھر مجھے فون کرنے کی وجہ بتاؤ؟"

"تم نے ملاقات کی خواہش ہوئی تو فون کرلیا۔ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے' شائل۔"

"میں نے تو تمہیں خود دعوت دی تھی۔"

"لیکن آپ کو معلوم ہے کہ میں کیر سنگھ کا ملازم ہوں۔"

"اوہ.......... میں سمجھی۔ ملنا چاہتے ہو مجھ سے' ملاقات کا مقصد بتا سکتے ہو؟" اس کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

میں دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ یہ عورت کی آواز تھی۔ صرف عورت کی جو کسی بھی مرد کے دل میں خود کو دیکھنا چاہتی ہے۔

"نہیں بتاؤں گا۔"

"اچھا!" وہ ہنس پڑی پھر بولی۔ "تو ٹھیک ہے میں خود کوئی ترکیب کرتی ہوں۔"

"میں انتظار کروں گا۔"

"اوکے۔" شائل نے جواب دیا۔

کیر سنگھ کی کوٹھی میں میرے لئے بڑی گنجائش پیدا ہوگئی تھی بلکہ میرا خیال تھا کہ یہاں میں جو مقاصد رکھتا تھا ان کی تکمیل کے لئے اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہ تھی۔ کچھ وقفے کے بعد کیر سنگھ نے مجھ سے کہا۔

"ہریش' تمہارے لئے میں بہت کچھ سوچتا ہوں۔ کیا تمہیں فوجی زندگی پسند ہے۔"

"بے حد سر۔"

"لیکن تم باقاعدہ فوجی نہیں بن سکتے کیونکہ تمہاری عمر زیادہ ہے۔ میں نے تمہارے لئے ایک چھوٹا راستہ منتخب کیا ہے۔ اگر تم خود چاہو۔ ان دنوں ہندوستان کے حالات جن مراحل سے گزر رہے ہیں ایک ہندوستانی ہونے کے ناطے تم بھی ان سے ناواقف نہیں ہوگے۔ ہندوستان بے شمار مشکلات میں پھنسا ہوا ہے۔ جگہ جگہ آزادی کے نعرے لگائے جارہے ہیں۔ مشرقی پنجاب میں' خالصتان کا کھیل ہو رہا ہے۔ تو تامل ناڈو میں الگ آزادی کی تحریک جاری ہے۔ جگہ جگہ مشکل ترین لمحات حکومت کو پریشان کئے ہوئے ہیں۔ کشمیر کا معاملہ اس معاملے میں سب سے بڑی اہمیت رکھتا ہے اور پاکستان الگ ہندوستان کو مصیبت میں گرفتار کئے ہوئے ہے۔ ایسے حالات میں رضاکارانہ طور پر بہت سے جوان خدمات پیش کر رہے ہیں اور انہیں قبول بھی کیا جارہا ہے۔ ہمیں مخلص اور دیش سے پیار کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں اگر ذہین افراد حکومت سے رجوع کرتے ہیں تو انہیں اہمیت دی جاتی ہے۔ اسرائیلی نمائندے ہمارے دیش بھگتوں کو تربیت دے رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انہوں نے کشمیر کے حالات میں ہماری بھرپور مدد کی ہے۔ تم ایرا شائل سے متعارف ہو چکے ہو' گوئل بارپن بھی تم سے ناآشنا نہیں ہے اور یہ بات ہم پورے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اسرائیلی حکام نے ہماری مدد کے لئے جن لوگوں کو بھیجا ہے وہ معمولی لوگ نہیں ہیں۔ انہوں نے دنیا بھر میں ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں جنہیں سن کر یقین نہیں آتا۔"

"گوئل بارپن وہ شخص ہے جس نے یوگنڈا کے ائرپورٹ سے اسرائیلی نمائندوں کو رہا کرایا تھا اور اس کا دوسرا بڑا کارنامہ عراق کے ایٹمی پلانٹ کی تباہی ہے۔ تمہیں علم ہے کہ پاکستان کا ایٹمی پلانٹ دنیا بھر کے لئے ایک ہوا بنا ہوا ہے۔ گوئل بارپن کو خصوصی طور پر ہندوستان اس لئے بھیجا گیا ہے وہ ہمارے ساتھ مل کر پاکستان کے ایٹمی پلانٹ کے سلسلے میں پلاننگ کر رہا ہے۔ اتنے بڑے کام کرنے والوں کے ساتھ اگر تمہیں منسلک کر دیا جائے تو کیا خیال ہے تم پسند کرو گے؟"

ایک بار پھر میرے وجود پر زلزلہ سا طاری ہوگیا اعصاب کو سنبھالنا اتنا مشکل ہو رہا تھا اس وقت میرے لئے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ ایک فوجی جنرل کے سامنے تھا' کوئی معمولی آدمی بھی میرے سامنے نہیں تھا' کوئی بھی لمحہ موت کا باعث بن سکتا تھا میں اب سپر مین

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی نہیں تھا کہ ہر طرح کے حالات سے آسانی سے نمٹ لیتا۔ بڑی مشکل سے اعصاب پر قابو پایا تھا۔

جنرل کیر سنگھ نے کہا۔ ”تم نے جواب نہیں دیا ہریش بنرجی۔“

”سر میرے پاس الفاظ نہیں ہیں اور میری زبان میرے جذبات کا ساتھ نہیں دے سکے گی‘ آپ نے کتنے احسانات کیے ہیں مجھ پر بے لوث‘ بے غرض‘ میں تو آپ کے کسی بھی کام نہیں آیا لیکن آپ میرے لئے اتنی بڑی باتیں سوچتے ہیں۔ میری زبان اس لئے نہیں کھل رہی کہ کیا جواب دوں میں آپ کو ان باتوں کا‘ ایک دیش بھگت کے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کوئی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دیش کے کسی کام آئے اگر میں اس قابل ہوں اور آپ مجھے اس قابل سمجھتے ہیں سر تو میرے لئے سنسار میں اس سے بڑا اعزاز اور کوئی نہیں ہو گا۔“

”تمہارا انتخاب خود ایرا شائل نے کیا ہے۔ وہ دنیا کی خطرناک ترین عورتوں میں شمار ہوتی ہے مجھ سے کہنے لگی کہ جنرل یہ جو شطرنج کا ماہر ہے کیا آپ اسے یہیں تک محدود رکھیں گے‘ میں نے حیرانی سے کہا کہ میں سمجھا نہیں شائل‘ تو وہ کہنے لگی۔ اگر آپ میری نگاہوں پر بھروسہ رکھتے ہیں تو میں دعوے سے یہ بات کہہ سکتی ہوں کہ ایک بہت ہی ذہین نوجوان کو آپ نے صرف شطرنج کی بساط تک محدود رکھا ہوا ہے‘ وہ آپ کے وطن کے لئے بہترین خدمات انجام دے سکتا ہے۔ یہ میرا تجربہ ہے۔ میں نے جواب دیا کہ اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ ہریش کسی کام آسکتا ہے تو بھلا میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ اس پر شائل نے کہا کہ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے میں کمانڈر مارشل کینن سے اس کے بارے میں بات کیے لیتی ہوں‘ ہم اسے تربیت دیں گے اور انتہائی کار آمد بنا لیں گے۔ میں نے اس سے اتفاق کر لیا۔ ہریش تمہیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔“

”میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ میں دیش بھگت ہوں اور اپنے دیش کے لئے ہر وہ کام کرنے کو تیار ہوں جس سے دیش کا فائدہ ہو۔“

جنرل نے گردن ہلائی اور بولا۔ ”ٹھیک ہے میں تمہاری آمادگی کے بعد گوئل سے اس بارے میں بات کر لوں گا۔“

میرے لئے راستے ہموار ہوتے جا رہے تھے۔ ٹیلی فون پر ایرا سے ہونے والی گفتگو کے نتائج امید افزا نکلے تھے۔ ویسے یہ ایک دلچسپ مسئلہ تھا۔ کامیابی کے راستے بعض اوقات ایک ہی انداز رکھتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت کو چاہے کچھ بھی بنا دیا جائے مصیبت کی جڑ وہی بنتی ہے۔ اس وقت ایرا ایک بہت بڑا کام انجام دے رہی تھی۔ ناقص العقل نہ ہوتی تو کبھی اتنا بڑا رسک نہ لیتی‘ لیکن خود ہی اپنے خیال کی تھوڑی سی تردید بھی کرنا پڑی‘ اصل میں انسان صرف اپنے شوق کی خاطر جیتا ہے جیسے جنرل۔ ایک ایسے مشتبہ شخص کو اس نے اپنی قربت میں جگہ دے دی تھی جس کی شناخت بھی نہیں ہو سکی تھی‘ لیکن جنرل نے شطرنج کے شوق کی خاطر مجھے اتنا بڑا مقام دے دیا تھا۔ ایک عظیم فوجی افسر کے گھر میں تو کوئی معمولی سا جوتے صاف کرنے والا ملازم بھی ہوتا ہے تو اس کی ہر طرح چھان بین کی جاتی ہے کہ کہیں وہ کسی دشمن کا آلہ کار نہ ہو لیکن جنرل کیر سنگھ نے میرے بارے میں ہر طرح سے حکام کو مطمئن کر دیا تھا اور مجھے کوئی وقت پیش نہیں آئی تھی۔ بڑے دلچسپ حالات تھے سدھا دیوی مجھ پر بدستور جال ڈالنے میں کوشاں تھیں۔ شری کا وہی عالم تھا وہ میری جانب مائل نظر آتی‘ مجھ سے بہت لگاوٹ سے گفتگو کرتی‘ لیکن میری تاک میں بھی رہتی تھی۔

جنرل سنگھ نے خود ہی ایک دن اپنے ساتھ لے جا کر میری ملاقات مارشل کینن سے کرائی۔ جس کے پاس میری تفصیلات پہنچ چکی تھیں۔ تجربے کار‘ یہودی کمانڈر نے جو موساد کا ایک سرگرم رکن تھا اور ہندوستان میں ہندوؤں کے ساتھ مل کر پاکستان دشمنی کر رہا تھا گہری نگاہوں سے میرا جائزہ لیا اور ان کاغذات پر دستخط کر دیئے جس کی رو سے میں موساد کا ایجنٹ چن لیا گیا تھا۔ اس کے بعد مجھے اس کی ہدایت کے مطابق ایرا شائل کے پاس بھیج دیا گیا۔ سارا کھیل اسی کا شروع کیا ہوا تھا۔ ایک غیر متعلق شخصیت کی حیثیت سے گوئل ہارین کے ساتھ اس نے میرا استقبال کیا۔

”آپ نے ان کاغذات کو پڑھ لیا ہے مسٹر ہریش‘ جن کے تحت آپ نے موساد کے نمائندے کی حیثیت سے دستخط کیے ہیں۔“

”نہیں میڈم اس کی وجہ یہ ہے کہ جنرل سنگھ نے میرے اس عمل پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔“

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

"ساری باتیں اپنی جگہ لیکن ہم انفرادی طور پر رابطے رکھتے ہیں آپ براہ کرم ہماری شرائط پڑھ لیجئے۔ ہندوستان میں آپ کا تعلق را سے بھی ہو سکتا ہے۔ موساد کے ایجنٹ کی حیثیت سے ہم آپ کو بلیک کیٹ گروپ میں بھی شفٹ کر سکتے ہیں۔ آپ کی اپنی پسند کیا ہوگی؟"

"عمل صرف عمل۔" میں نے جواب دیا۔

گوئل ہارپن نے مطمئن انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "وہ لوگ نہایت قابل اطمینان ہوتے ہیں جو اپنے اعلیٰ افسران پر اعتماد کرتے ہیں' میں مسٹر ہریش کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے پسندیدگی کے کالم میں اپنے دستخط کئے دیتا ہوں۔"

ایرا شائل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "ٹھیک ہے میں آپ کو بلیک کیٹ کے لئے طلب کرتی ہوں اور یہ فیصلہ مارشل کینن تک پہنچا دیا جائے گا۔"

یہ سب رسمی کارروائیاں تھیں' اس کے بعد میرے لئے پروگرام منتخب کئے گئے۔ ہفتے میں چار دن مجھے بلیک کیٹ ہیڈ کوارٹر میں ٹریننگ لینی تھی' لیکن مجھے اصول اور ضوابط سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اپنی شخصیت کے بارے میں کسی کو ایک لفظ بتانے کی سزا موت ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ میرے مشاغل محدود ہونے چاہیے تھے' یعنی یہ کہ میں اپنی مرضی سے کہیں نہیں جا سکتا تھا۔ کسی غیر متعلق شخص سے نہیں مل سکتا تھا اور اس کے لئے مجھ پر پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں۔

جب میں واپس جنرل سنگھ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا۔

"میں تمہیں ایک اہم عہدے پر پہنچنے کی مبارک باد دیتا ہوں۔ بے شک یہ غیر فوجی عہدہ ہے لیکن تمہاری حیثیت کسی بھی طور ایک فوجی سے کم نہیں ہوگی۔ ہم تمہارے بارے میں مکمل رپورٹ ملنے کے بعد تمہارے مستقبل کا فیصلہ کریں گے۔ ایک بات کا خاص طور سے خیال رکھنا میں نے تمہارے پتا سبھاس بنرجی کو اپنا تیس سال پرانا دوست بتایا ہے اور اس طرح تمہاری ساری عمر کو جاننے کی ضمانت دی ہے۔ تمہیں بھی یہی کہنا ہے۔"

"جی سر۔"

"دراصل جو اہم ذمہ داری تمہیں دی گئی ہے اس کے لئے بڑی چھان بین چاہیے

ہوتی ہے' کسی ایرے غیرے کو اتنی اہم جگہ نہیں دی جا سکتی لیکن چونکہ تم میرے پسندیدہ نوجوان ہو اور کم از کم میں ذاتی طور پر تم پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں اس لئے میں نے یہ ضمانت نامہ بھر دیا ہے' مجھے یقین ہے ہریش کہ تم میرے اعتماد کو کبھی دھوکہ نہیں دو گے۔"

میں نے آنکھیں بند کر کے گردن جھکالی۔ جنرل سنگھ کو کوئی اطمینان بخش جواب دیتے ہوئے دل کو ہلکے سے دکھ کا احساس ہوا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شخص دشمن کا آدمی تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو میرے مسلمان بھائیوں کو نقصان پہنچانے میں پیش پیش تھے لیکن جنرل نے وسیع تر مفاد کے سلسلے میں میری جس طرح راہنمائی کی تھی وہ میرے اوپر تھوڑا سا احسان بھی تھا۔ چنانچہ منہ سے غلط الفاظ نکالتے ہوئے مجھے اچھا نہیں لگا۔ شاید یہ میری اس اندرونی فطرت کا ایک حصہ تھا جو نجانے کہاں سے مجھ میں نقل ہو گئی تھی۔ حالانکہ ایک ایسا شخص جس کے نام کے ساتھ لاتعداد دھبے وابستہ تھے۔ اقدار سے دور ہی ہونا چاہیے۔ مگر میں نہیں تھا۔ یہ خاموشی دہری کیفیت کا اظہار کرتی تھی۔ میں نے جنرل سے کوئی غلط بات نہیں کہی تھی اور جنرل نے اپنے طور پر یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ میری سعادت مندی کی دلیل ہے' بہرحال جنرل پر ایک احسان تو میرا تھا وہ یہ کہ سدھا دیوی کی لاکھ کوشش کے باوجود میں نے اس کی امانت میں خیانت نہیں کی تھی۔

بلیک کیٹ ہیڈ کوارٹر میں دوسرے ہی دن پہنچ گیا۔ وہ چار دن مسلسل ہوا کرتے تھے جنہیں تربیت کے دن کہا جاتا تھا۔ جہاں تک مجھے معلومات حاصل ہو سکیں ان دنوں میں تبدیلیاں بھی کی جا سکتی تھیں۔ پروگرام کے مطابق ایرا شائل یہاں مطلق العنان تھی اور بلیک کیٹ ڈیپارٹمنٹ کو تربیت دے رہی تھی۔ یہاں کوئی کسی کو نہیں جانتا تھا کیونکہ دوران تربیت سب کے چہروں پر بلی کی سی مشابہت کے ماسک موجود رہتے تھے۔ تربیت کا پہلا دن نظریاتی تھا اور مجھے نظریاتی کلاس میں بھیجا گیا تھا جہاں مجھے یہ بتایا گیا کہ ہمارے مقاصد اور ہمارا کام کیا ہوگا۔ میں نے اس کی تفصیلات سنیں اور میرے بدن میں چنگاریاں دوڑ گئیں۔ ان لوگوں کا رابطہ کسی سے نہیں تھا اور ان کا ٹارگٹ صرف میرا وطن تھا۔ ویسے تو دنیا بھر کے سیاسی حالات سامنے رکھے گئے اور ان کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی لیکن ساری مذموم سرگرمیوں کا ہدف پاکستان ہی تھا اور اس سے بڑی دیرینہ روایات

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کی تصدیق ہوتی تھی۔ یعنی ہندوستان نے روز اول ہی سے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا تھا لیکن یہ بھی بڑا احسان تھا خدائے رحیم کا کہ ہندوؤں کی تمام تر کارروائیوں کے باوجود پاکستان پائندہ باد تھا اور دشمن کے مذموم ارادے کبھی اس کے خلاف کامیاب نہیں ہو پائے تھے۔

سچی بات یہ ہے کہ یہاں نظریاتی کلاس لینے کے بعد میرے دل میں اپنے وطن کی محبت اس طرح بڑھی جس طرح کسی ماں کے دل میں اپنے بچے کو دیکھ کر یا اسے کسی تکلیف کے احساس کا شکار پاکر ممتا پھوٹ پڑتی ہے۔ اور اس کے سینے میں محبت کے جذبے پھوٹنے لگتے ہیں۔ میرے پورے بدن میں ہیجان برپا ہو گیا تھا۔ یہ میرے بچے کو اس طرح سے نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ جان نچھاور کردوں گا۔ ہزار بار لاکھ بار۔ لیکن انہیں ان کے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ آج کی اس نظریاتی کلاس نے میرے عزائم کو جو تقویت بخشی تھی وہ میرے لئے انتہائی حوصلہ افزا تھی۔ چونکہ اس طرح میں اپنا حقیر سا فرض سرانجام دینے کے لئے ہزار گنا زیادہ طاقت حاصل کرچکا تھا۔ اور میرے دوسرے احساسات "تقریباً" فنا ہو گئے تھے۔

نظریاتی کلاس سے واپسی کے بعد میں نے دل ہی دل میں سوچا تھا کہ زندگی کتنی ہی بار قربان ہو جائے میں اپنا فرض پورا کئے بغیر نہیں رہوں گا۔ یہ نظریاتی کلاس اٹینڈ کرنے کے بعد مجھے احساس ہوا تھا کہ میں نے اپنی زندگی کو بے مقصد ضائع نہیں کیا بلکہ تل برابر بھی جو کچھ کیا ہے وہ میرا اپنا فرض تھا اور مجھے اس فرض کی ادائیگی سے خوشی ہونی چاہیے۔

دوسرا دن جو تربیت کا دن تھا' وہ شوٹنگ کی مشق کے لئے تھا۔ معمول کے مطابق ماسک لگا کر ہمیں پستول دیئے گئے۔ انسپکٹر ہمارے درمیان گھوم رہے تھے انہوں نے ہمیں پستول کے استعمال کا طریقہ بتایا۔ ظاہر ہے ایک عام آدمی پستول نہیں استعمال کر سکتا۔ انہوں نے مجھے صحیح معنوں میں پستول پکڑنا سکھایا۔ اور اس کے بعد مجھ سے نشانے لگوائے۔ اناڑی پن کا مظاہرہ کرنا بے حد ضروری تھا اس لئے میں نے اناڑی پن سے بہت نشانے لگائے۔ لیکن وہاں بہت آسانیاں فراہم کی گئیں تھی۔ چنانچہ چھ گھنٹے کی تربیت کے بعد جب ساتویں گھنٹے کا آغاز ہوا تو میرے سارے نشانے ٹارگٹ پر بیٹھے تھے' شام کو اسی سلسلے میں

رپورٹ کارڈ دیئے جاتے تھے۔ میں نے اپنے رپورٹ کارڈ میں اپنے لئے انتہائی شاندار ریمارکس دیکھے تھے۔

تربیت کے چار دن مکمل ہوئے اور چوتھے دن مجھے بھاری ہتھیار تھما دیئے گئے تھے کیونکہ ان چار دنوں میں' میں نے جس شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا وہ قابل افتخار تھی۔ ان چار دنوں میں ایرا شائل نے ایک بار بھی مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ چیف انسٹرکٹر کی حیثیت سے وہ یقینی طور پر ان لوگوں کے درمیان گھومتی پھرتی ہوگی' لیکن مخصوص ماسک اور لبادے کی وجہ سے میں کسی بھی شخص کو نہیں پہچان سکتا تھا البتہ اسی رات آرام کرنے کے لئے لیٹا تھا کہ ایرا شائل کا فون موصول ہوا۔

"ہیلو!"

"ہیلو ہریش اسپیکنگ۔"

"آواز نہیں پہچانتے۔ میں ایرا شائل ہوں۔"

"اوہو میڈم' آپ۔"

"میڈم نہیں صرف ایرا شائل کہو۔"

"کیسی ہو ایرا۔"

"تم سناؤ کیسی جارہی ہے تمہاری ٹریننگ۔"

"یہ فیصلہ تو میرے اساتذہ ہی کر سکتے ہیں۔"

"تم نے حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ تمہارے بارے میں ریمارکس اعلیٰ سے اعلیٰ ہو جاتے جارہے ہیں حالانکہ کوئی نہیں جانتا کہ تم میرے منظور نظر ہو۔"

"جی۔" میں نے کہا اور ایرا شائل ہنس پڑی۔

"ان جملوں پر حیرت ہوئی۔"

"میڈم یہ تو بہت بڑا اعزاز ہے میرے لئے۔" مگر میں نے دل میں سوچا اس جیسی خطرناک عورت کی دعوت تو سدھا دیوی کی دعوت سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

"کل شام۔ ڈنر میرے ساتھ ہی کرو گے۔ میں انتظار کروں گی۔"

"بہتر ہے لیکن کہاں؟" جواب میں ایرا شائل نے اپنا پتا نوٹ کرا دیا تھا۔

میں اس نئی افتاد پر غور کرنے لگا۔ جان عذاب میں گرفتار تھی۔ سدھا دیوی سے تو

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کسی نہ کسی طرح بچتا رہا تھا لیکن اب یہ ایرا شائل .... یہ تو بے حد خطرناک عورت تھی۔ اس سے چھٹکارا کیسے ممکن ہو گا۔ کوئی حل نہیں نظر آتا تھا۔

سدھا دیوی سے ملاقات ہوئی۔ موڈ خراب نظر آرہا تھا۔ "تم جیسا گدھا میں نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا۔"

"خیریت تو ہے دیوی جی۔"

"پونا جارہے ہیں ہم لوگ۔ جنرل کو اپنے رشتے داروں سے ملنے کا شوق چرایا ہے۔"

"کیا اکیلے؟"

"میں نے تو لاکھ کوشش کی کہ کم بخت اکیلا ہی چلا جائے لیکن مجھے اور شری کو بھی جانا پڑے گا۔"

"اوہو یہ معاملہ ہے۔ کتنے عرصے کے لئے جارہے ہیں؟؟"

"کہا نہیں جاسکتا۔ وہ دیوانہ آدمی ہے اگر جی لگا تو نجانے کتنے دن کے لئے رک جائے اور اگر جی نہ لگا تو واپس آجائے گا۔"

"ہوں' کب جارہے ہیں آپ لوگ؟"

"کل دوپہر کو روانگی ہے۔"

میں خاموش ہو گیا' لیکن دل ہی دل میں' میں نے سوچا تھا کہ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ سدھا دیوی سے ویسے تو نجات ملنا مشکل تھا۔ اس طرح کچھ دن ٹل جائیں گے۔

دوسرے دن شری نے صبح ہی سے روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ سدھا کی نسبت وہ بہت خوش نظر آرہی تھی چونکہ مجھ سے اس کے کوئی ذہنی تعلقات قائم نہیں ہوسکے تھے۔ اس لئے میں اس خوشی کی وجہ نہ جان سکا تھا انہی تیاریوں کے درمیان ایک بار اس کا مجھ سے سامنا ہوا تو رک گئی۔ مجھے دیکھ کر بڑے طنزیہ انداز میں مسکرائی۔ میری نگاہوں میں سوالیہ تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ چند قدم آگے بڑھ کر میرے پاس پہنچ گئی۔ پھر کہنے لگی۔

"تمہیں تو ہمارے جانے کا بہت دکھ ہو گا ہرلیش۔"

"نہیں دیوی جی دکھ کی کیا بات ہے۔ آپ خیریت کے ساتھ واپس آجائیں گی۔"

"ہاں واپس تو آجائیں گے لیکن تمہارے یہ دن کیسے گزریں گے۔"

میں نے ایک گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "آپ جانتی ہیں اچھی طرح سے جانتی ہیں کہ میں آج تک سنیل نہیں بن سکا۔ میں تو خود پریشانیوں کا شکار رہتا ہوں۔"

"میرے سامنے مظلوم بننے کی کوشش مت کرو۔ حقیقتوں کو قبول کرنا واقعی مشکل کام ہوتا ہے۔ میں خوش ہوں اور جانتے ہو یہ خوشی کس لئے ہے؟ وہ اس لئے کہ تم بھی کچھ بہتر وقت گزار لو' بلکہ میں تمہیں ایک مشورہ دوں۔ یہ موقع ہے تمہیں یہاں سے نکل جانے کا.........."

سدھا دیوی سامنے سے آتی ہوئی نظر آئی تو شری نے اپنے جملے ادھورے چھوڑ دیئے۔ سدھا دیوی کسی کام سے آئی تھیں۔ سیدھی چلی گئیں۔ لیکن شری نے انہیں دیکھتے ہی واپسی کے لئے قدم اٹھا دیئے تھے۔ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتی تھی۔ ماں کے سامنے میرے قریب بہت کم رکتی تھی۔ بہر طور یہ دلچسپ معاملات تھے۔ میں نے ان باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی۔ دوپہر کو ڈھائی بجے البتہ میں ان تمام لوگوں کو چھوڑنے کے لئے ریلوے اسٹیشن گیا تھا۔

جنرل سنگھ نے مجھے مختلف ہدایات دی تھیں جن میں سے کچھ بلیک کیٹ ڈیپارٹمنٹ سے متعلق تھیں' کچھ اس کوٹھی کے بارے میں تھیں۔ مجھے مکمل طور پر احتیاط برتنے کے لئے کہا گیا تھا اور خصوصی طور پر یہ بھی کہا گیا تھا کہ خیال رکھا جائے میں بہت سی نگاہوں میں آسکتا ہوں۔ کوئی بھی خطرناک دشمن میرے قریب پہنچنے کی کوشش کر سکتا ہے اس کے لئے مجھے ہوشیار رہنا چاہیے۔

میں نے اس کی ذرا سی وضاحت چاہی تو پاکستانی ایجنٹوں کا حوالہ دیا گیا۔ جنرل سنگھ کے ان جملوں نے میرے دل میں ایک نیا احساس بیدار کیا تھا۔ اگر ایسی بات ہے تو واقعی کسی پاکستانی ایجنٹ سے میرا رابطہ قائم ہونا ضروری ہے اگر جنرل کیر سنگھ کا یہ خدشہ درست ہے تو پھر میرے لئے کارآمد بھی ہوسکتا ہے۔ اور اس کے لئے چاہے مجھے تھوڑی سی خلاف ورزی کرنی پڑے بلیک کیٹ ڈیپارٹمنٹ کے احکامات کی' لیکن میرا کسی سے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

رابطہ قائم اس طرح ہو سکتا ہے میرا کوئی پیغام رشید ناگی تک پہنچ سکے۔ کم از کم اتنا میں ضرور کہلوانا چاہتا تھا وہاں کہ میں جہاں بھی ہوں خیریت سے ہوں اور میرے بارے میں کوئی تشویش نہ کی جائے۔

ٹرین روانہ ہو گئی اور اس کے بعد میں جنرل کی شاندار گاڑی میں بیٹھ کر واپس چل پڑا۔ آج رات ایرا سے ملاقات کرنا تھی اور میں ذہنی طور پر اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کر رہا تھا کہ اس شاطر عورت سے کس طرح بچوں۔ تقدیر کے فراہم کردہ اس موقع کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ ایرا سے دوستی کا مقصد یہ تھا کہ ان انکشافات کا آغاز ہو جائے جن کے لئے میں سرگرداں تھا۔ یقینی طور پر بلیک کیٹ کی سربراہ یا انسٹرکٹر مجھے یہودی منصوبوں کے بارے میں تفصیلات بتا سکتی تھی۔ شرط یہ تھی کہ میں اسے شیشے میں اتارنے میں کامیاب ہو جاؤں۔ اس کے بعد ایرا کے پاس جانے کے لئے تیار ہوا۔ ایرا نے جو پتا بتایا تھا وہ میرے ذہن میں محفوظ تھا۔ جب وہاں پہنچا تو اپنے آپ کو ایک خوبصورت عمارت کے سامنے پایا جو اچھے علاقے میں تھی۔ بڑے بڑے اور کشادہ فلیٹ تھے۔ پہلی ہی منزل کے فلیٹ نمبر ایک سو اکیانوے کے سامنے رک کر میں نے ادھر ادھر دیکھا۔

شفاف، راہداری خالی پڑی تھی اس میں سرخ قالین بچھا ہوا تھا۔ رہائشی علاقوں میں اتنے اعلیٰ قسم کے فلیٹوں کا ہونا ایک ناممکن امر تھا لیکن میں جانتا تھا کہ حکومت ہندوستان نے ان کے لئے بہترین بندوبست کیا ہوگا۔ البتہ یہ نہیں معلوم تھا کہ ایرا شائل کے لئے یہ فلیٹ کس اہمیت کا حامل ہے۔ آیا وہ یہاں باقاعدہ رہتی ہے یا پھر عارضی طور اپنے مقاصد کے لئے اسے یہ فلیٹ دیا گیا ہے ان تمام باتوں میں الجھنے کی بجائے بہتر یہ تھا کہ ایرا شائل سے ملاقات کروں۔

گھنٹی پر انگلی رکھی تو ایک ہندو لڑکی نے دروازہ کھولا اگر غور کیا جاتا تو یہ مست شباب ایرا شائل سے کہیں زیادہ حسین تھی۔ صاف ستھری ساڑھی میں ملبوس ماتھے پر بندیا لگائے اس نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھا تو میں نے اس سے کہا۔

"اگر میڈم ایرا شائل موجود ہیں تو ان سے کہو کہ ہریش ان سے ملنا چاہتا ہے۔"

لڑکی مجھے وہیں چھوڑ کر واپس چلی گئی۔ دروازہ اندر سے بند ہونے کی آواز صاف سنائی دی تھی اور پھر فوراً ہی دروازہ کھل گیا۔ ایرا شائل لڑکی کے پیچھے ہی پیچھے آ گئی

تھی۔ غالباً اس نے لڑکی سے یہ پوچھا تھا کہ بیل بجانے والا کون ہے اور جب لڑکی نے میرا نام پکارا تو وہ دوڑی چلی آئی تھی۔ کھلے ہوئے دروازے کو دیکھ کر میں نے نگاہیں اٹھائیں تو ایرا جلدی سے مسکرا کر بولی۔

"سوری ہریش دراصل میں نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ تم آنے والے ہو۔"

"کوئی بات نہیں ہے۔"

"آؤ اندر آ جاؤ۔ بہت خوب صورت لگ رہے ہو اور تم سنو لڑکی جاؤ کافی بنا کر لاؤ۔" ایرا نے کہا اور ہندو لڑکی کچن کی طرف چلی گئی۔ ایرا مجھے لئے ہوئے ایک خوب صورت کمرے میں آ گئی تھی، جو خواب گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ بڑا رومانی ماحول تھا۔ کمرے میں ایرا کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔ مجھے بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ میرے سامنے کے صوفے پر بیٹھ گئی مکمل لباس پہنے ہوئے تھی اور اس کے چہرے پر بہکے پن کے آثار نہیں تھے۔ کہنے لگی۔

"میں تم ہندوستانیوں کو اچھی طرح جانتی ہوں فوراً ہی میں نے تمہیں شراب پیش نہیں کی۔ ویسے اگر تم چاہو تو میں اسے کافی کے لئے منع کر سکتی ہوں۔"

میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور کہا۔ "اتفاق کی بات ہے ایرا کہ میں شراب پیتا بھی نہیں ہوں۔"

"کیوں کیا کسی برہمن کے بیٹے ہو؟"

"نہیں اور میں ان حالات کا انسان نہیں ہوں جہاں ان چیزوں سے شغل کیا جاتا ہے۔"

"لیکن ہندوستان کے گوشے گوشے میں شراب عام ہے۔"

"ہاں ہے۔" لیکن میں شراب نہیں پیتا۔ کیونکہ میری فطرت کبھی گھٹیا پن کی طرف مائل نہیں ہوگی۔

"بہت خوب دوسرا سوال میں تم سے یہی کرنے والی تھی۔ دیکھنے میں تم ایک ایسے گھرانے کے فرد معلوم ہوتے ہو جس نے عیش و آرام میں زندگی بسر کی ہو حالانکہ جہاں تک میرے پاس تمہارے بارے میں رپورٹیں ہیں وہ یہ ہیں کہ تم انتہائی ذہین شخص ہو۔ جو بھی کام تمہارے سپرد کیا جاتا ہے اسے تھوڑی ہی دیر میں تم پک کر لیتے ہو۔ تمہارے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

انسپکٹرز تک کو حیرانی ہوتی ہے۔ ان کی رپورٹ میں یہ بات شامل ہے کہ تمہارے اندر فوراً" ہی کسی چیز کو اپنے اندر سمو لینے کی صلاحیت ہے۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو میں کہاں سے کہاں بھٹک گئی۔ دراصل یہ لمحات تو ایسی باتوں کے لئے ہیں ہی نہیں۔ تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ تم نے.........؟"

"ہاں تھوڑا سا تذکرہ کر چکا ہوں اپنے ابتدائی ادوار کا بس یہ سمجھ لیجئے کہ جب وہ لمحات تھے کہ بھٹک جاؤں اور دوسرے مشاغل میں دلچسپی لوں تو جیبیں خالی تھیں اور جب جیبوں میں کچھ آیا تو ان تمام چیزوں کی عادت نہ رہی۔"

میں ہنسنے لگا۔ ایرا شائل میرے ساتھ بہت دلچسپ گفتگو کرتی رہی۔ وہ بار بار عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگتی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"حقیقت بتاؤں تمہیں' یہاں طلب کرنے کے سلسلے میں' اصل میں پہلی ہی نگاہ میں تمہیں دیکھ کر ایک عجیب سی دلکشی کا احساس میرے دل میں جاگا تھا۔ تم اسے پسندیدگی کی ایک آفر کہہ سکتے ہو۔ ورنہ عام طور سے لوگوں سے ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ہمارا پیشہ ہی ایسا ہے کہ ہمیں عام لوگوں سے دور رہنا پڑتا ہے لیکن تم سے میں نے فوراً" رابطہ کیا تھا۔"

"ہنسنے کے علاوہ اور میں کیا کر سکتا ہوں ایرا۔"

"چھوڑو ان باتوں کو اپنی سناؤ۔"

"کیسی بیت رہی ہے؟"

"بہت اچھی۔"

"بلیک کیٹ میں شامل ہونے کے بعد کیا عجیب سا نہیں لگتا؟"

"نہیں.........."

"تم جس قدر تیزی سے اپنی تربیت کے معاملات طے کر رہے ہو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمہیں بلیک کیٹ ڈیپارٹمنٹ میں کوئی اچھا عہدہ بھی مل سکتا ہے۔"

"میں اس کا متمنی ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"ہوں........" وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی کہ ملازمہ کافی لے کر آگئی۔ کافی کے ساتھ اور بھی بہت سے لوازمات موجود تھے۔ پھر ایرا میری خاطر مدارات میں مصروف

ہو گئی۔

موسم ان دنوں ویسے ہی خوب صورت چل رہا تھا۔ آسمان پر زیادہ تر بادل چھائے رہتے تھے۔ مہینے بھی بارش ہی کے شروع ہو چکے تھے۔ آج بھی موسم کی شراب آسمان سے زمین تک کا سفر کر رہی تھی۔ ایرا شائل رفتہ رفتہ مجھ سے بے تکلف ہوتی جا رہی تھ۔ پھر اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہندوستانیوں کے بارے میں بہت سی باتیں کہی تھیں میں نے' جن میں کچھ پسندیدگی کی باتیں بھی تھیں۔ ان میں ایک خاصیت اور بھی ہے۔"

"کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"تم لوگ لڑکیوں سے زیادہ شرمیلے ہوتے ہو اور تمہیں راہ راست پر لانے کے لئے مرد بننا پڑتا ہے۔"

میں نے گردن جھکالی۔ قدرت کو میری یہ ادا پسند آگئی۔ ہندوستانی ملازمہ نے اسے کسی فون کی اطلاع دی تھی۔ اس کا موڈ بہت خراب ہو گیا۔ لیکن کوئی ایسا نام لیا گیا تھا جس کی وجہ سے اسے اٹھنا پڑا۔ واپس آئی تو چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"سوری ہریش۔ ایک نہایت ضروری کام آپڑا ہے۔ آج میں تمہیں وقت نہ دے سکوں گی۔ تم چاہو تو یہاں رک سکتے ہو۔ میری ملازمہ تمہیں کمپنی دے گی۔"

"نہیں مجھے اجازت دو۔"

اب اس احمق کو کیا معلوم تھا کہ اس وقت اس فون یا اطلاع نے میری کس طرح مدد کی ہے۔ ایک بڑا خطرہ عارضی طور پر تو ٹل گیا تھا۔ ادھر جنرل سنگھ سیاحت کا لطف اٹھا رہا ہوگا۔ میری تربیت کے دوسرے بہت سے مرحلے میرے سامنے آتے رہے ان دنوں بارش شروع ہو گئی تھی اور ماحول زیادہ تر جل تھل رہتا تھا۔ اس دن صبح ہی صبح دھوپ نکلی تھی تو کچھ عجیب سی لگی تھی۔ شام کے کوئی ساڑھے پانچ بجے ہوں گے۔ میری ٹریننگ کا وقت نہیں تھا پاروتی' شری سے ملنے آئی تھی۔ پاروتی' رام دیو کی بیٹی تھی اور رام دیو وہ شخص تھا جو میری ہٹ لسٹ میں شامل تھا۔ میں نے یہاں آنے کے بعد کچھ اور سوچا تھا۔ ون ٹو ون والا مسئلہ بدستور میرے ذہن میں جاگزین تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ زیادہ طوالت میں پڑنے کی بجائے اپنے وطن کے ان دشمنوں کو کم از کم اس روئے زمین

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

سے متاثر ہوں۔ جن کے بارے میں مجھے یقین ہو گیا ہے۔ جو فہرست مجھے فراہم کی گئی تھی اس میں ہندوستان میں دو ہی نام تھے۔ رام دیو اور بابو ہیرا لال۔ اور رام دیو اتفاقیہ طور پر میرے سامنے آچکا تھا۔ چنانچہ اس وقت میں نے پاورتی کا بہت ہی پر جوش استقبال کیا۔ پاورتی سے میری ملاقات شری کے ساتھ ہو چکی تھی۔ غالباً" شری نے اسے اپنے جانے کی اطلاع نہیں دی تھی۔

ملازم اس وقت پاورتی کو شری کے موجود نہ ہونے کے بارے میں بتا رہے تھے کہ میں اچانک ہی باہر نکل آیا۔ پاورتی نے مجھے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ غالباً" وہ ملازموں سے پوری بات نہیں سن سکی تھی۔ وہ ملازموں کو نظرانداز کر کے میری جانب بڑھ آئی۔

"ہیلو ہریش جی۔"

"ہیلو پاروتی جی۔" میں نے ترکی بہ ترکی کہا اور وہ ہنس پڑی۔

"کیوں اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے تو تم پر اپنا اثر ڈالنا چاہا تھا۔"

"آپ کا اثر تو مجھ پر اسی دن پڑ گیا تھا پاروتی جی جس دن آپ نے مجھ سے پہلی ملاقات کی تھی۔"

"بہت تیز معلوم ہوتے ہو۔ میں دوسرے اثر کی بات کر رہی تھی۔"

"کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"میں دیکھ رہی تھی کہ اپنا نام میری زبان سے سن کر تمہیں کیسا لگتا ہے؟"

"سمجھا نہیں۔"

"بھئی' میں یہ بتانا چاہتی تھی تمہیں کہ میں نے تمہیں یاد رکھا۔"

"تو جواب میں آپ نے بھی دیکھ لیا کہ آپ مجھے کس طرح یاد ہیں۔"

"ہاں مجھے اندازہ ہو گیا' یہ شری کہاں چلی گئی' ملازم نے کچھ عجیب سے الفاظ کہے ہیں۔"

"آپ کو پتا نہیں ہے شری کے بارے میں؟"

"نہیں۔"

"وہ اپنے پتا اور ماتا جی کے ساتھ پونا گھومنے گئی ہیں۔"

"مجھے بتائے بغیر؟"

"یہ تو ان کا قصور ہے۔"

"اپنا قصور جانتے ہو؟" پاروتی نے بے تکلفی سے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"تمہارا قصور یہ ہے کہ میں اب تک یہاں کھڑی ہوئی ہوں اور تم نے مجھے بیٹھنے کے لئے بھی نہیں کہا۔"

میں پاورتی کو اپنے سرونٹ کوارٹر میں لے آیا۔ کافی دیر تک ہم دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے انہی باتوں کے درمیان مجھے علم ہوا کہ شری' پاروتی کو میرے اور اپنی ماں کے بارے میں بھی تفصیلات بتا چکی ہے۔ مجھے زیادہ حیرت اس لئے نہیں ہوئی کہ وہ دونوں آپس میں بہت گہری دوست تھیں۔ باتوں ہی باتوں میں پاروتی سے بے تکلفی کی دیوار گر چکی تھی۔ اس کے ہر انداز سے مجھے اس دعوت کا علم ہو رہا تھا جو صنف کرخت کے لئے دلکشی کا باعث بن سکتی تھی۔ ہمیں باتیں کرتے کرتے کافی وقت گزر گیا تھا کہ اسی وقت زور سے بادل گرجے اور پھر تیز تیز بوندیں آنے لگیں۔ پاروتی نے جھانک کر باہر کا ماحول دیکھا اور پھر جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

"افوہ' یہ تو برا ہوا بارش اچانک ہی شروع ہو گئی۔"

"نہیں بادل تو شام ہی سے چھائے ہوئے تھے۔"

"یہ پتہ نہیں تھا کہ بارش ہو جائے گی مجھے گھر پہنچنا چاہیے۔"

"ایسی جلدی کیا ہے؟"

"بھئی دیکھو بات سنو تمہیں اگر مجھ سے کوئی دلچسپی ہے تو میرے گھر آجانا کیا سمجھے۔ جب بھی آؤ مجھے فون کر کے آنا۔ میں ویسے تمہارا انتظار کروں گی۔" اس کی باتوں سے مجھے ایک خاص قسم کی دعوت کی بو محسوس ہو رہی تھی۔ وہ دروازے کے پاس رکی اور باہر نکل گئی۔

میں دروازے تک آیا تھا۔ پاروتی اپنی کار میں بیٹھی اور پھر کار اسٹارٹ ہو کر باہر نکل گئی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

پاروتی دیوی آپ کے پاس مجھے آنا ہے یقیناً" آنا ہے لیکن شاید اس میں کچھ وقت لگ جائے' اصل میں آپ سے زیادہ مجھے آپ کے پتا رام دیو سے دلچسپی ہے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا تھا۔ مجھ اس تربیت سے بہر طور نمٹنا تھا حالانکہ جتنا وقت صرف ہو رہا تھا۔ میرے اضطراب میں اضافہ ہو رہا تھا لیکن اب یہاں آ کر کوئی کام نامکمل چھوڑنا بھی تو مناسب نہیں تھا اور جلد بازی میرے سارے پروگرام فیل کر سکتی تھی۔ کئی منصوبے ذہن میں تھے اور میں فارغ اوقات میں ان کی تکمیل کے بارے میں سوچتا رہتا تھا۔

ادھر میرے تربیتی مراحل بڑی تیزی سے طے ہو رہے تھے۔ اس تربیت کے بہت سے دلچسپ کورس ہوا کرتے تھے۔ ہمیں دہشت گردی کے لئے مختلف قسم کے آئٹم بنا کر دیئے جاتے تھے جن کی تکمیل ہمیں کرنا ہوتی تھی۔ عموماً" سلیک ہاؤس میں یہ تربیت ہوتی تھی اور یہاں بڑے دلچسپ ترین واقعات پیش آتے تھے۔ دوبار آؤٹ ڈور ٹریننگ بھی دی گئی تھی۔ اس ٹریننگ میں ہمیں ان دشمنوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا جو ہماری موجودگی سے واقف ہوتے تھے۔ تربیت کے دوران مختلف قسم کے نئے ہتھیاروں کا استعمال بھی سامنے آیا تھا۔ جو بلاشبہ میرے لئے اجنبی تھا۔

ان دنوں دہلی سے دور ایک خاص علاقے میں جہاں شاہی زمانے کے کھنڈرات بکھرے ہوئے تھے تربیت دی جا رہی تھی اور اس تربیت کے دوران ایک دلچسپ واقعہ پیش آ گیا۔ کھنڈرات میں بڑے بڑے پتھروں کے درمیان ہمیں چند دشمنوں سے مقابلہ کرنا تھا جو ہماری موجودگی سے واقف تھے۔ سب کے چہرے کالے نقابوں میں چھپے ہوا کرتے تھے اس لئے ایک دوسرے کی صورت آشنائی کسی طور ممکن نہیں تھی۔ مجھے چھ نمبر کا وہ دشمن دیا گیا تھا جو انہی کھنڈرات میں روپوش تھا اور میں اس کی تاک میں تھا۔ ادھر میرا دشمن میری تاک میں تھا ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کر دینے کے درپے تھے اور اس سلسلے میں مخصوص طریقہ کار بتایا گیا تھا' اگر ہم اس منزل تک پہنچ جاتے تو جو بھی فاتح ہوتا اسے تربیت کے دوسرے مرحلے میں داخل ہو جانا پڑتا۔

چھ نمبر کا یہ دشمن بہت چالاک محسوس ہوتا تھا۔ پتھروں کی آڑ میں ہم ایک دوسرے کی تاک میں لگے ہوئے تھے' اسی وقت اچانک مجھے ایک دلدوز چیخ سنائی دی اور

میں چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ایک بڑے سے پتھر کے پیچھے سے یہ آواز آئی تھی جب میں اس طرف پہنچا تو میں نے اپنے چھ نمبر کے دشمن کو دیکھا جس کے سر کے پچھلے حصے سے خون بہہ رہا تھا اور وہ چکرا رہا تھا۔ تربیت اپنی جگہ الگ چیز تھی اس کا زخمی ہو جانا میرے لئے باعث تشویش تھا میں فوراً" اس کے قریب پہنچ گیا۔ آس پاس کوئی موجود نہیں تھا۔ میں نے اسے سنبھالا۔ ورنہ وہ اور زخمی ہو جاتا پھر میں نے اس کا ماسک اس کے چہرے سے ہٹا دیا لیکن جب میں نے اسے سنبھالا تھا تبھی مجھے احساس ہو گیا تھا کہ وہ کوئی مردانہ جسم نہیں ہے۔ اس بات کو نظرانداز کر کے میں نے جب اس کے چہرے کا ماسک ہٹایا تو یہ دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ وہ پاروتی تھی۔ یہ بہت زیادہ انوکھی بات نہیں تھی ظاہر ہے کوئی بھی ایک دوسرے کو اپنی تربیت کے بارے میں نہیں بتاتا تھا اور پھر پاروتی سے میرے اتنے گہرے تعلقات بھی نہیں تھے کہ وہ مجھے اس حد تک تفصیل بتا دیتی' البتہ حیرت ضرور ہوئی تھی۔ پاروتی ہوش میں تھی اور اس کا سر پتھر سے ٹکرا گیا تھا ایک نوکیلے پتھر نے اسے زخمی کر دیا تھا۔ خون بہنے کی رفتار بہت زیادہ تو نہیں تھی لیکن اس جیسی لڑکی کو نقصان بھی پہنچ سکتا تھا۔ میں نے فوراً" ہی اس کے سر پر پٹی کسی اور اسے سنبھالا دینے لگا۔ اس نے نقاہت بھری آواز میں کہا۔

"سوری' بے خیالی میں میرا سر ایک کونے والے پتھر سے ٹکرا گیا لیکن آپ براہ کرم میرا ماسک میرے چہرے پر لگا دیجئے کیونکہ یہ تربیت کے اصولوں کے خلاف ہے۔"
میں نے اس کے سر کے زخم پر پٹی مضبوطی سے کستے ہوئے کہا۔ "میں آپ کو اس طرح سے نظرانداز بھی تو نہیں کر سکتا تھا پاروتی دیوی۔" اسے شاید میری آواز پر کچھ شبہ ہو گیا تھا' وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"ہریش۔"

"میں اپنے چہرے سے ماسک نہیں ہٹا سکتا۔"

"لیکن تم ہریش ہو۔"

"ہاں۔"

"اوہ مائی گاڈ! اس کا مطلب ہے کہ تم بھی بلیک کیٹ کی تربیت لے رہے ہو؟"

"ہاں۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ماسک میرے چہرے پر لگادو پلیز' مجھے حیرت ہوئی ہے۔"

میں نے ماسک اس کے چہرے پر مضبوطی سے کس دیا تاکہ کسی کو شبہ نہ ہو سکے اس کے ساتھ ہی وہ گول دائرہ اس کے سینے پر بنا دیا جو سرخ رنگ کا ہوتا تھا اس طرح ظاہر ہوتا تھا کہ ہم نے اپنے حریف پر قابو پالیا ہے۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے پہلے اپنے سینے پر دیکھا اور کہنے لگی۔

"مجھے اس دائرے کی بالکل فکر نہیں ہے۔ ظاہر ہے ہم دونوں میں سے ایک نہ ایک کو تو مغلوب ہونا ہی تھا مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ میرے دوست کو لمحاتی طور پر دشمن بنا دیا گیا ہے' لیکن تم سے شکایت ہے مجھے۔"

"وہ کیا.........؟"

"اس دوران ایک دن بھی تمہیں وقت نہیں ملا کہ تم مجھے فون کر لیتے؟"

"بس تمہیں تو پتا ہے تربیت پر ہوں۔"

"مجھے یہ ساری باتیں اچھی طرح پتہ ہیں لیکن یہ اچھی بات نہیں ہے کہ تم نے مجھے نظرانداز کیا ہے۔"

"اگر یہ بات قابل معافی ہے تو پھر معاف کر دینا مجھے۔"

"کب آؤ گے یہ بتاؤ؟"

"کسی بھی دن۔"

"کل آجاؤ۔"

"کوشش کروں گا۔"

"آج لاسٹ ڈے ہے اور پھر مجھے تو اب چند دن آرام بھی کرنا ہوگا۔"

"ہوں' ٹھیک ہے میں کل آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔"

"دس بجے' میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

"اوکے۔"

"اچھا اب اپنی فتح کا اعلان تو کر دو' میں بے ہوش ہوئی جاتی ہوں"

"نہیں میں فتح کا اعلان نہیں کروں گا چونکہ آپ کا سر زخمی ہو گیا ہے۔"

"اس میں یہ بات کوئی حیثیت نہیں رکھتی' تم براہ کرم گرین فلیگ لہرا دو۔"

میں نے اپنی تربیتی اصول کے مطابق سبز جھنڈا لہرایا اور انسٹرکٹرز وہاں پہنچ گئے' انہوں نے پاروتی کو دیکھا اور پھر اس کے جسم پر بکھرے ہوئے خون کے نشانات کو دیکھ کر بولے۔

"یہ کیا ہو گیا؟"

"ان کا سر زخمی ہو گیا ہے۔"

"کیا تمہارے ہاتھوں؟"

"نہیں' پتھر سے ٹکرا کر۔"

"تم نے اس پر غلبہ حاصل کر لیا۔"

"ان کا یہی کہنا ہے۔"

"ہاں' میں اعتراف کرتی ہوں۔" پاروتی نے جواب دیا۔

انسٹرکٹرز مطمئن ہو کر پاروتی کو سنبھالے ہوئے وہاں سے آگے بڑھ گئے' میں اپنی تربیت کے دوسرے مرحلے میں مصروف ہو گیا تھا لیکن میرا ذہن اس بات پر حیرانی کا شکار تھا کہ پاروتی بھی یہی تربیت لے رہی ہے۔ نجانے کون کون ان کالی نقابوں کے پیچھے ہوگا' خیر مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی' اس تربیت کا آج آخری دن تھا پھر اس کے بعد تین دن کی چھٹی تھی۔ چوتھے دن سے نئے سرے سے نیا کورس ہمارے سپرد کیا جانے والا تھا۔

چنانچہ دوسرے دن میں نے زبردست اہتمام کیا۔ میں نے سوچا کہ جب رام دیو کی کوٹھی میں جا ہی رہا ہوں تو اپنا یہ نیک فرض بھی سرانجام دے کر وہاں سے واپس پلٹوں' اس کے لئے کوئی موثر منصوبہ درکار تھا اور میں مسلسل اس بارے میں سوچتا رہا تھا' دوپہر تک میں نے اپنے منصوبے کی تکمیل کر لی' شام کے کوئی ساڑھے چار بجے مجھے پاروتی کا بھی فون ملا۔

"ہرلیش ہیں۔"

"جی ہاں ہیں اور بول رہے ہیں۔" میں نے جواب دیا اور وہ ہنس پڑی پھر اس نے کہا۔

"پروگرام یاد ہے نا؟"

"ہاں۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کس وقت آؤ گے۔"

"دس بجے۔"

"آجاؤ' ویسے مجھے شدید بخار ہو گیا ہے۔"

"بخار؟"

"ہاں' وہ کمبخت چوٹ جو ہے نا وہ بعد میں زیادہ تکلیف دہ ہو گئی' اس وقت تو احساس بھی نہیں ہوا تھا۔"

"تب تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں بہت جلد تمہارے پاس پہنچ جاؤں۔"

"نہیں ٹھیک وقت پر ہی آنا۔"

"میرے آنے کا انداز کیا ہو گا؟"

"جو دس بجے آنے والوں کا ہوتا ہے۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔

"کیا آپ کی کوٹھی میں داخلہ آسان ہو گا۔"

"میں اس داخلے کو آسان بنائے دیتی ہوں' پہلے اصل میں' میں نے یہ سوچا تھا کہ تمہیں ڈنر پر اپنے پاس بلاؤں' اپنے ڈیڈی سے ملاؤں لیکن اب اس عالم میں مناسب نہیں ہو گا ڈیڈی بھی مخالفت کریں گے۔ میری چوٹ سے وہ سخت پریشان ہیں۔"

"تو پھر آج کا پروگرام کینسل کئے دیتے ہیں۔"

"بالکل نہیں جناب' میں آپ کا انتظار کروں گی۔"

"تو پھر میرے آنے کا طریقہ کار کیا ہو گا؟"

"بتائے دیتی ہوں ہماری کوٹھی میں ایک عقبی دروازہ بھی ہے جو عموماً بند رہتا ہے تم ہماری کوٹھی کے سامنے والے گیٹ سے گزر کر پچھلی سمت چلے جاؤ گے۔ پچھلی سمت تمہیں ایک دروازہ ملے گا بند دروازہ میں کھلوا دوں گی۔ یہ میری ذمے داری ہے۔ اس کے بعد بند دروازے کے بالکل سامنے ایک کھڑکی میں تمہیں روشنی نظر آئے گی' بس وہاں میرا کمرا ہے' تم وہاں تک پہنچ سکتے ہو۔"

اس خفیہ دعوت کا جو مقصد تھا وہ میرے علم میں پوری طرح تھا لیکن میرے ذہن میں جو بھیانک منصوبہ ترتیب پایا تھا اس کی نوعیت ہی بالکل مختلف تھی۔ میں بحالت مجبوری تو کسی ایسے مرحلے کو قبول کر سکتا تھا جسے میرا ذہن نہ تسلیم کرتا ہو لیکن جان بوجھ

کر مجھے گناہ کی اس وادی میں قدم رکھنے کا شوق نہیں تھا۔ پاروتی سے اگر میرا جسمانی رابطہ نہ بھی ہوتا تو مجھے اس کی طلب قطعی نہیں تھی ہاں اگر میرا منصوبہ صحیح معنوں میں تکمیل پا جاتا تو آج کی رات ذرا مختلف قسم کی رات تھی۔ یہ تو طے تھا کہ پاروتی کی زندگی میرے اس عمل کے لئے خطرناک ثابت ہو گی۔ رام دیو سے نمٹنے کے لئے پاروتی کا قتل بھی لازمی امر کی حیثیت رکھتا تھا میں نے ذہنی طور پر اپنے آپ کو آج رات دو انسانی زندگیوں سے کھیلنے کے لئے تیار کر لیا تھا۔ حالانکہ بعض معاملات میں ذہن اس طرف آمادہ نہیں ہوتا تھا لیکن جو کچھ میرے علم میں تھا اس کے تحت یہ سب کچھ نہایت ضروری تھا۔

میری تیاریاں مکمل تھیں۔ میں مقررہ وقت پر پاروتی کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ گیا۔ بڑے سے گیٹ پر رام دیو شرما کی تختی لگی ہوئی تھی اور دو مسلح چوکیدار موجود تھے۔ میں وہاں سے گزرتا چلا گیا۔ عقبی سمت تھوڑی سی گہرائیاں تھیں جو ایک ناہموار پلاٹ کی وجہ سے تھیں۔ ان گہرائیوں کو عبور کرنے کے بعد میں اس دروازے پر پہنچ گیا جس کی نشاندہی پاروتی نے کی تھی۔

دروازے کے قریب پہنچنے کے بعد میں نے ادھر ادھر دیکھا وقت وہی تھا جو مجھے دیا گیا تھا۔ دروازے کو آہستہ سے اندر دبایا تو وہ دبتا چلا گیا۔ میں نے دروازے پر انگلی رکھی تھی لیکن اس طرح کہ رومال میرے ہاتھ میں موجود تھا۔ کوئی نشان نہیں چھوڑنا چاہتا تھا یہاں اپنا۔ دروازے سے اندر داخل ہونے کے بعد میں نے اسے اندر سے بند کر دیا۔ اسی راستے سے واپس آنا تھا جو کچھ بھی کرنا تھا نہایت خفیہ طور پر کرنا تھا۔ پاروتی نے مجھے جس طرح دعوت دی تھی اس سے یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ مجھے سب کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھ کر اپنے پاس بلا رہی ہے۔ میں خود بھی یہی چاہتا تھا کہ میری یہاں آمد کسی کے علم میں نہ آئے' حالانکہ میں ان سب کے لئے اجنبی تھا لیکن احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔

ایک کمرے میں مجھے روشنی نظر آ گئی۔ یہ کمرہ اوپری منزل پر تھا۔ نیچے سے اندر داخل ہونے کے لئے دروازہ موجود تھا۔ یہ دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ میں نے اسی انداز میں اسے کھولا۔ البتہ اس دروازے کو میں نے اندر سے بند نہیں کیا تھا۔ پھر سیڑھیاں تلاش کرنے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی کیونکہ سیڑھیاں چند قدم کے فاصلے پر ہی تھیں اور

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

باآسانی اوپر چلی جاتی تھیں۔ پیروں میں میں نے خاص قسم کے جوتے پہنے ہوئے تھے جن کے نشانات کہیں نہیں رہ سکتے تھے۔ پھر اس کھڑکی کو تلاش کرنا میرے لئے مشکل کام نہیں ہوا' جو باہر سے مجھے نظر آئی تھی۔ ویسے اس کے آس پاس کمروں میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ کوٹھی بہت بڑی تھی اور لگتا تھا کہ اس میں رہنے والے مکینوں کی تعداد بہت کم ہے۔

میں پھونک پھونک کر قدم آگے بڑھاتا ہوا اس روشن کمرے کے دروازے کی جانب چل پڑا' لیکن ابھی میں اس کے قریب پہنچا بھی نہیں تھا کہ دروازہ اچانک کھل گیا۔ میں ساکت رہ گیا تھا لیکن دروازے میں مجھے پاروتی ہی نظر آئی تھی۔ سفید لباس میں ملبوس بدن سے اٹھتی ہوئی بھینی بھینی خوشبو' سر پر کسی ہوئی پٹی۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔

"اندر آجاؤ۔"

میں اندر داخل ہو گیا۔ پاروتی کی خواب گاہ بے حد حسین تھی۔ انتہائی قیمتی فرنیچر سے آراستہ۔ میں نے پسندیدہ نظروں سے اس ماحول کو دیکھا۔

"تمہارا بیڈ روم بہت خوب صورت ہے۔"

"شکریہ۔ اور میں........"

"تم........" میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ "تمہارے بارے میں' میری رائے محفوظ ہے۔"

"کیوں........؟"

"جلد بازی نہیں کرنا چاہتا۔"

"اوہ۔" وہ ہنس دی۔

"تمہارے ڈیڈی موجود ہیں؟"

"پتا جی! ہاں ہیں کیوں........؟"

"محبوباؤں کے باپ سے تو ڈرنا ہی پڑتا ہے۔ تمہارے کمرے سے کتنی دور ہے ان کا کمرہ۔"

"اس راہداری کے آخری سرے پر۔ کافی دور ہے یہاں سے۔"

"اور ماتا جی؟"

"ماتا جی سورگباش ہو چکی ہیں۔"

"بہت کم لوگ معلوم ہوتے ہیں یہاں۔"

"نوکر چاکر بہت ہیں۔"

"تم اکلوتی ہو؟"

"نہیں اور بھی بہت ہیں۔ مگر تم ان سب کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"معلوم تو ہونا چاہیے۔" میں نے کہا اور ہنس دیا۔ "ماحول کا اندازہ ضروری ہوتا ہے۔"

پاروتی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ پھر آہستہ سے بولی۔ "میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

"سمجھا نہیں؟"

"کیا میں کوئی آوارہ لڑکی ہوں۔"

"یہ خیال تمہارے دل میں کیوں آیا؟"

"بس ایسے ہی میں نے سوچا کہیں تم کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جاؤ"

"یہی سوال میں تم سے اپنے بارے میں کرنا چاہتا ہوں پاروتی۔"

"اوہ۔ تم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ اور کچھ نہ سہی لیکن تم سدھا دیوی کے منظور نظر ضرور رہے ہو۔"

"اس کی وجہ تمہیں معلوم ہے۔"

"مجبوری۔ کیوں یہی نا۔" وہ نشیلے انداز میں مسکرا کر بولی۔

"ہاں پاروتی۔ ایک ایسی مجبوری جو تمہارے تصور میں بھی نہیں ہوگی۔" میرے ذہن پر خون سوار ہونے لگا۔ بدن میں کھنچاؤ پیدا ہو گیا۔ پاروتی کو احساس نہیں ہو سکا۔ اس نے بدستور شریر لہجے میں کہا۔

"بھلا ہم بھی تو جانیں وہ کیا مجبوری تھی؟"

"مجھے وہاں قدم جمانے تھے۔ اپنے پیارے وطن کے لئے کچھ کرنے کے لئے مجھے تم لوگوں کا سہارا درکار تھا۔"

"دیش کے لئے تو تم بہت کچھ کر رہے ہو۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں تمہارے اس دیش کی بات نہیں کر رہا پاروتی۔ اپنے پیارے وطن کی بات کر رہا ہوں۔"

"کون سا وطن؟"

"پاکستان!"

"کیا؟" وہ اچھل پڑی۔

اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کے شانوں پر دباؤ ڈال کر اسے لیٹے رہنے پر مجبور کر دیا۔ وہ لیٹ کر خوف زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ "یقیناً تم مذاق کر رہے ہو لیکن یہ مذاق کا وقت نہیں ہے۔ تم پاکستانی کیسے ہو سکتے ہو؟"

"سوری پاروتی کبھی کبھی گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ رام دیو کے کرتوتوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن پاروتی رام دیو وہ آدمی ہے جو میرے وطن پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔ میری لسٹ میں اس کا نام موجود ہے اور میرے لئے یہ مجبوری ہے کہ اسے زندگی کی اسکرین پر سے ہٹا دوں۔ وہ بین الاقوامی سازشی ادارے روز آرگنائزیشن کا ممبر ہے اور دنیا کی معاشی زندگی پر اس کی گرفت ہے۔ خصوصاً اس کا پروگرام پاکستان کی معیشت کو نقصان پہنچانا ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنی دانست میں اپنی دیش بھگتی بھی کر رہا ہے لیکن ہم لوگ بھی چوڑیاں پہن کر نہیں بیٹھے ہوئے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے سہارے کے بغیر رام دیو تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ یہ وقت جذبات میں ڈوبنے کا نہیں ہے میرے لئے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تم جیسی دلکش لڑکی کو کسی طرح کا نقصان پہنچانا ایک تکلیف دہ عمل ہے۔"

پاروتی کے چہرے پر ایک ہیجانی کیفیت نمودار ہو گئی تھی۔ اس نے سخت ہیجان کے عالم میں کہا۔ "تم.......... تم پاکستانی ایجنٹ ہو؟"

"ہاں۔ جو تم چاہو کہہ لو۔ میرا اصل کام پاکستان کے ان دشمنوں کو فنا کرنا ہے جو میرے اس ننھے سے نوزائیدہ ملک کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ ابھی تو وہ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ ہمارے وسائل ہی کتنے ہیں کہ تم جیسے بھیڑیئے ہماری معیشت کو تباہ کر دینا چاہتے ہیں میری مراد رام دیو جی سے ہے اور تم بھی اسی کی نسل سے ہو۔"

"دیکھو میرا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو.......... میں تو.........." پاروتی کے چہرے پر خوف کے آثار منجمد تھے۔

"تم بلیک کیٹ کی تربیت لے رہی ہو۔ اور اس وقت دنیا کا محور عالم اسلام ہے۔ تم سب ایک دوسرے سے گٹھ جوڑ کر کے ہماری نسلوں کو برباد کر دینا چاہتے ہو۔ اپنے بچاؤ کا حق تو ہمیں بھی ہے نا' یہ کوئی جرم نہیں ہے.......... کوئی جرم نہیں ہے۔ رام دیو ایک شیطان صفت آدمی ہے اور میں نے ان شیطانوں کو فنا کرنے کی قسم کھائی ہے۔"

اچانک ہی پاروتی نے جھرجھری سی لی اور پھر ایک دم تن کر کھڑی ہو گئی اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے پھر اس نے تلخ لہجے میں کہا۔ "اور تم اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ میں بلیک کیٹ کی تربیت لے رہی ہوں۔ کیا اتنا آسان ہے تمہارے لئے مجھے یا میرے پتا جی کو نقصان پہنچا دینا۔" اس نے زہریلے لہجے میں کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"ہاں پاروتی۔ بلیک کیٹ ڈیپارٹمنٹ میں تم یقیناً مجھ سے کافی سینئر ہو۔ اپنا بچاؤ کرو تاکہ مجھے یہ احساس نہ رہے کہ میں نے ایک بے بس لڑکی کو قتل کر دیا ہے۔"

دفعتاً پاروتی زمین پر بیٹھ گئی اور اس نے دونوں ہاتھ ٹکا کر سوئپ لگانے کی کوشش کی اور میرے پیروں کو الجھا کر مجھے گرانا چاہا لیکن بلیک کیٹ والے ابھی پندرہ سال تک تربیت دیتے تب بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے جہاں تک میں پہنچا ہوا تھا روز آرگنائزیشن والوں نے مجھے کمپیوٹر بنا دیا تھا اور ان کا یہ احساس تھا مجھ پر کہ میں نہ صرف اپنا بچاؤ کر سکتا تھا بلکہ آفاقی انداز میں دشمن پر وار بھی کر سکتا تھا۔ کوئی خاص جدوجہد نہیں کی میں نے' اس کے پاؤں جیسے ہی مجھ تک پہنچے میں نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے ایک پاؤں اٹھا کر پاروتی کی پنڈلی پر مارا اور پاروتی کا حلق دہشت بھرے انداز میں کھل گیا۔ پنڈلی کی ہڈی چور چور ہو گئی تھی' لیکن ساتھ ہی میں اس پر گر پڑا۔ میں اسے چیخنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس کے کھلے ہوئے حلق سے نکلنے والی چیخ کو میں نے اپنے چوڑے پنجے کی گرفت میں لے لیا' اور پھر دوسرا ہاتھ اس کی گردن پر جما دیا۔ پھر میں اس وقت تک پاروتی کی گردن دباتا رہا جب تک کہ اس کا خوب صورت چہرہ بھیانک نہ ہو گیا اور آنکھوں کی روشنی کم نہ ہو گئی۔ اس کے بھیانک چہرے کو اس کے بے جان جسم کے ساتھ چھوڑ کر

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میں سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔ کوئی احساس نہیں تھا میرے دل میں کوئی افسوس کوئی تردد نہیں تھا۔ بس ایک چالاک چیتے کی مانند میں ہر طرح سے اپنا تحفظ چاہتا تھا۔ میں نے کمرے کے ماحول پر ایک نظر ڈالی کوئی جگہ ایسی نہیں تھی جہاں میرے ہاتھوں کے نشانات باقی رہ جانے کا امکان ہو۔

رومال ہاتھ میں پکڑ کر میں دروازے کا ہینڈل کھول کر باہر نکل آیا۔ پاروتی نے اپنے باپ کے کمرے کی جانب میری راہنمائی کر دی تھی۔ رام دیو کا مسئلہ بھی جلد از جلد نمٹا لیا جائے تاکہ اپنے کام سے فراغت حاصل کر کے میں اپنے گھر واپس جاؤں آخری کمرے میں مدھم روشنی ہو رہی تھی۔ دروازے پر ہلکی سی دستک دی تو دروازہ اندر سے کھلا ہوا محسوس ہوا۔ کھلے ہوئے دروازے سے میں اندر داخل ہو گیا۔ رام دیو شاید چوکنی نیند سونے کا عادی تھا' معمولی سی دستک نے ہی اسے جگا دیا۔ اس نے تھوڑی سی گردن اٹھا کر مجھے دیکھا۔ حالانکہ بھاری بھر کم جسم کا آدمی تھا لیکن پھرتیلا تھا۔ میں نے اس کی جنبش دیکھ لی تھی۔

میں اپنی جگہ سے اچھلا اور بغیر کسی سمت کا تعین کیے ہوئے رام دیو کے اوپر سے پرواز کرتا گزر گیا لیکن دوران پرواز میری بھرپور ٹھوکر رام دیو کے اس بازو پر پڑی تھی جسے وہ سیدھا کرنے ہی جا رہا تھا اور اسی بازو میں سیاہ رنگ کا آٹومیٹک نظر آ رہا تھا جو اس نے تکیئے کے نیچے سے نکالا تھا لیکن میری انتہائی پرفیکٹ ٹھوکر نے آٹومیٹک اس کے ہاتھ سے نکال دیا اور رام دیو مسہری کے دوسری جانب لڑھک گیا۔ آٹومیٹک دوسری جانب گرا تھا اور اچھی خاصی آواز پیدا ہوئی تھی۔

پاؤں ٹکا کر میں کسی ماہر غوطہ خور کی مانند اپنی جگہ سے اچھلا اور ڈائیو لگانے والے انداز میں پھر اس کے جسم پر گرا تھا اس کے حلق سے ایک آواز نکلی تھی۔ اس نے چیخ کر کسی کو بلانا چاہا تھا لیکن میں نے اپنا گھٹنا اس کی گردن پر رکھ دیا اور غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"رام دیو جدوجہد کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اگر تمہارے منہ سے آواز نکلی تو میں تمہارے حلق میں تیزاب انڈیل دوں گا' خاموش رہو۔ چیخنے کی کوشش نہ کرو۔" میں نے ایک زوردار گھونسہ اس کے جبڑے پر رسید کر کے اسے سیدھا کر دیا۔ رام دیو خوفزدہ

نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ بلند ہوئے پھر زمین پر سیدھے ہو گئے۔

"اپنا تعارف کرانا ضروری سمجھتا ہوں رام دیو' مجھے جاننا چاہو گے۔ دانش منصور ہے میرا نام اور تم روز آرگنائزیشن کے ممبر ہو' بلکہ مقامی طور اس کے لئے سب کچھ کرنے والے یقینی طور پر تمہیں میرے بارے میں معلومات ضرور فراہم کر دی گئی ہوں گی۔"

رام دیو کے بدلے ہوئے چہرے کے تاثرات نے مجھے بتا دیا کہ رام دیو میرے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ میں نے مسکرا کر کہا۔

"یہ اچھی بات ہے رام دیو کہ تم اپنی موت کو پہچان لو۔ پاکستانی معیشت کو تباہ کرنا چاہتے ہو نا تم۔ دلیش بھگت ہو اپنا فرض سرانجام دے رہے ہو لیکن یہ نہیں سوچا تم نے کہ ہم بھی محب وطن ہیں تم جیسے را کھشش اگر ہماری سرزمین کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھیں گے تو ہم تمہاری آنکھیں سلامت کیسے چھوڑیں گے۔ میں اپنے وطن کے نام پر تمہیں کتے کی موت مارنا چاہتا ہوں رام دیو۔ سمجھے۔" میں نے اس کے سینے پر سوار ہو کر کہا۔

رام دیو نے کچھ کہنا چاہا لیکن خوف کی وجہ سے اس کی آواز نہ نکل سکی۔

اس سے زیادہ ڈرامہ کرنا میرے لئے ممکن نہیں تھا میں نے اس کی گردن پر گرفت قائم کر لی اور حقیقتاً" یہ میری جسمانی قوت نہیں تھی ورنہ اتنی موٹی گردن اس طرح کسی کے ہاتھوں میں دب کر پتلی نہیں ہو جاتی' رام دیو کی زبان کئی انچ باہر نکل آئی تھی اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ میں نے اسے کوئی موقع نہیں دیا تھا' چند لمحات تک اپنی کش مکش میں مصروف رہنے کے بعد میں رام دیو کا مردہ بدن چھوڑ کر اٹھ گیا۔ اپنے وطن کے دشمنوں سے مجھے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔ یہ اپنے ایوانوں میں بیٹھ کر پاکستان کی تباہی کے خواب دیکھتے تھے۔ ان کی دس نسلیں پاکستان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھیں۔ یہ میرا ایمان تھا۔ یہاں بھی میں نے اپنے نشانات پر پوری پوری نظر ڈالی۔ ابھی یہاں بہت کچھ کرنا تھا ورنہ مجھے ایسے کسی نشان کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔

مطمئن ہو کر میں وہاں سے واپس آ گیا۔ پاروتی کا دل ہی دل میں شکریہ ادا کیا جس کی دعوت نے مجھے میرے ایک اہم مقصد میں کامیاب کرایا تھا اور پھر وہ پچھلا دروازہ جو میں کھلا چھوڑ گیا تھا میرا معاون بنا۔ اس دروازے سے باہر جا کر میں نے ایک بار پھر پاروتی کا

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

شکریہ ادا کیا جس کی لاش ہو سکتا ہے رات کے کسی حصے میں ورنہ کل صبح تک دریافت ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد میں نے واپسی کا سفر اختیار کیا۔

دوسرا دن ٹریننگ کا دن نہیں تھا اور مجھے آزادی تھی۔ جنرل سنگھ کی کوٹھی کے آرام دہ کمرے میں' میں نے تقریباً" سارا ہی دن اینڈتے ہوئے گزارا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ اخبارات رام دیو کی خبر آج نہیں چھاپیں گے لیکن پھر بھی دوپہر کے بعد کے اخبارات میں یہ خبر دیکھنے کی تمنا لئے ہوئے باہر نکل آیا اور میری توقع پوری ہو گئی۔

رام دیو کے بھیانک قتل کی اطلاع دوپہر کے تمام اخبارات میں بڑی بڑی شہ سرخیوں کے ساتھ تھی ان کی تصاویر ان کی بیٹی کی تصاویر۔ ایک ہنگامہ مچا دیا تھا اخبارات نے۔ ویسے بھی شام کے اخبارات سنسنی خیز خبروں کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ میں ان اخبارات کا مطالعہ کرتا رہا اور پھر ایک خوب صورت سے ریسٹورنٹ میں جا بیٹھا۔ دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا اور اپنے خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ جس فرض کو میں نے اپنایا ہے بھرپور طور اس کی تکمیل میں کہیں نہ کہیں سے میری غیبی امداد ہو رہی ہے۔

بہت دیر تک یونہی آوارہ گردی کرتا رہا۔ پھر نجانے جی میں کیا سمائی کہ رات کو سیدھا اس فلیٹ پر جا پہنچا جس کی نشاندہی مجھے کر دی گئی تھی۔ ایک فیصد بھی امید نہیں تھی کہ ایرا شائل فلیٹ پر مل جائے گی۔ میں نے سوچا تھا کہ اس کی ملازم کو اپنی آمد کی اطلاع دے کر اپنے نمبر بڑھالوں گا لیکن دروازہ ایرا شائل ہی نے کھولا تھا اور مجھے دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اندر لے جاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ایک لمحے قبل میں نے تمہیں یاد کیا تھا؟"

"کیا واقعی ایسا ہوا تھا؟"

"ہاں یقین کرو۔"

"تو پھر میں تم سے جو کچھ کہوں گا اس پر یقین کر لینا۔"

"کرلوں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج کا دن بور گزرا ہے۔ میں نے تقریباً" سارا ہی دن گھر پر سوتے ہوئے گزارا ہے بس کچھ طبیعت خراب سی تھی۔ غالباً" نزلے کا اثر تھا۔ پھر میں باہر نکل آیا اور بہت دیر تک سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا رہا ابھی ایک لمحے قبل میں نے یہ سوچا تھا کہ اگر میں

تمہارے فلیٹ پر آؤں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اسے گستاخی تصور کر لو' کسی بھی مسئلے میں حد سے آگے بڑھ جانا مناسب نہیں ہوتا میں جانتا ہوں تم بڑی شخصیت کی مالک ہو۔ تم نے مجھے اس قدر اہمیت دی ہے لیکن مجھے تمہاری اصل حیثیت کو مدنگاہ رکھنا چاہیے۔ پھر دل نہ مانا اور یونہی چلا آیا کہ تمہاری ملازمہ کو اپنے آنے کی اطلاع دے کر واپس چلا جاؤں۔"

ایرا شائل مسکراتی رہی تھی۔

اس نے مجھے اندر کمرے میں بٹھاتے ہوئے کہا۔ "وعدہ کرو کہ ایسی باتیں نہیں سوچو گے انسان کسی بھی حیثیت کا مالک ہو اس کا منصب اس کا عہدہ کچھ بھی ہو لیکن ہوتا تو انسان ہی ہے اور جب ہم اپنی ڈیوٹی پر نہیں ہوتے تو ہمارے مقاصد نیک ہی ہوتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ ہم صرف دوست ہی ہوتے ہیں۔

"تم نے برا نہیں مانا ایرا میں اس کے لئے شکر گزار ہوں۔"

"تم نے شام کے اخبارات دیکھے۔" ایرا شائل نے موضوع بدل دیا۔

"نہیں' کوئی خاص۔"

"بلیک کیٹ کی ایک ممبر قتل کر دی گئی مع اپنے باپ کے۔"

"کون؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"تم اسے نہیں جانتے ہو گے' پاروتی ہے اس کا نام' اس کا باپ آئرن اینڈ اسٹیل کنگ تھا۔ بہت بڑا دولت مند' بہت بڑی حیثیت کا مالک' صحیح معنوں میں ہندوستان کے ستونوں میں سے ایک' ساری انتظامی مشنری ہل کر رہ گئی ہے۔ بڑے اعلیٰ پیمانے پر اس کی موت کی تحقیقات کے لئے کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ پاروتی اور اس کے باپ کو ان کی کوٹھی میں گردن دبا کر مار دیا گیا۔ تفتیش ابھی سامنے نہیں آئی ہے لیکن را کے چند ایجنٹ اس سلسلے میں خود بھی تحقیقات کرنے کے لئے چل پڑے ہیں۔ مجھے صرف اسی بات کا افسوس ہے کہ پاروتی بلیک کیٹ کی ممبر تھی باقی معاملات ان کے اپنے ہیں۔"

"بات واقعی افسوس کی ہے' لیکن اس قتل کی کچھ وجوہات تو ہوں گی؟"

"ہمیں اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے' یہ ان کے اپنے معاملات ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کیا مصروفیات ہیں آج کیا پیو گے؟"

"بس یاد آ گئی' حاضر ہو گیا۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"بعض اوقات انسان اپنی تمام شخصیت کسی کے لئے کھو بیٹھتا ہے' ہریش' اور میں ان دنوں انہی لمحوں سے دو چار ہوں۔ حالانکہ میرا نسب میرا مقصد مجھے اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اس حد تک کسی سلسلے میں ملوث ہو جاؤں اور وہ بھی ایک غیر ملک میں ایک غیر ملکی کے ساتھ' لیکن تم نے میرے ذہن و دل پر اس طرح قابو پالیا ہے کہ بعض اوقات مجھے خود پر غصہ آنے لگتا ہے۔"

"اگر میں تمہارے ان الفاظ کا جواب اس قسم کے الفاظ میں دوں شائل تو صرف یہ سمجھ لو کہ میں وہی الفاظ دہرا رہا ہوں۔ میرے جذبات میرے سینے میں ہی رہنے دو۔"

"میں یہ سوچتی ہوں کہ اپنا مشن ختم کر کے جب میں تل ابیب واپس جاؤں گی تو تمہیں کس طرح فراموش کر سکوں گی۔"

"میرے لئے کوئی گنجائش نہیں نکال سکو گی تم؟"

"پسند کرو گے؟"

"کیوں نہیں۔"

"وعدہ کرتے ہو؟"

"ہاں۔"

ایرا شائل مجھے محبت بھری نگاہوں سے دیکھتی رہی پھر آگے بڑھ کر اس نے میرا ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔

"میں بہت کچھ کھو دوں گی تمہارے لئے ہریش' بہت کچھ کھو دوں گی بس یہ اطمینان میرے لئے بڑا جان بخش ہو گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔"

کچھ دیر کے بعد وہاں سے چل پڑا کوئی کام نہیں تھا۔ کوٹھی میں پہنچ کر اپنے کمرے میں آرام کرتے ہوئے جنرل سنگھ کے بارے میں سوچتا رہا۔ ان لوگوں کا جانا میرے حق میں بہتر ہی ثابت ہوا تھا۔ اول تو مجھے آزادی حاصل ہو گئی تھی اپنے ہر عمل کے لئے۔ دوئم یہ کہ یہاں مجھے مکمل تحفظ حاصل تھا۔ اور اب بابو ہیرا لعل کے بارے میں پلاننگ کرنی تھی۔ یہ کام اور نمٹا لوں اس کے بعد سوچوں گا کہ مزید کیا کرنا ہے۔ ایرا شائل جس طرح نیچے میں آ پھنسی تھی اگر اس کی مکمل مضبوطی کا اطمینان ہو جائے تو یہاں سے کئی ایسے راز حاصل کروں گا جو میرے وطن کے لئے سود مند ہوں گے اور اس کے بعد یہاں سے

نکلنے کے بارے میں سوچوں گا۔ خوش قسمتی نے ساتھ دیا تھا کہ جنرل کیر سنگھ سے واسطہ پڑ گیا تھا۔ ورنہ شاید اس ملک میں اس طرح وقت گزارنا میرے لئے آسان نہ ہوتا۔

ٹریننگ بدستور جاری تھی۔ ایرا مجھ پر فخر کرتی تھی گوئل بارین نے بھی بارہا میری تعریف کی تھی۔ وہ لوگ میری کارکردگی سے بے حد خوش نظر آتے تھے لیکن پھر بھی میں نے احتیاط برتی تھی۔

جو کچھ میں کر رہا تھا وہ تو میرے لئے بچوں کا کھیل تھا میری صلاحیتوں کو بھلا وہ لوگ کہاں پہنچ سکتے تھے' پورے ڈیپارٹمنٹ میں میرے مقابلے کا کوئی شخص نہیں تھا' بعد میں کچھ اور حالات کا انکشاف بھی ہوا۔ مثلاً" یہ کہ را کے ایجنٹ' موساد کے ساتھ مل کر سربراہوں کے سیکورٹی کے انتظامات بھی کیا کرتے تھے۔ پرداھان منتری کے تامل ناڈو کے دورے پر جاتے ہوئے ہم آٹھ افراد کا انتخاب کیا گیا' جنہیں' وہاں ان کا خفیہ تحفظ کرنا تھا ہمیں بہت ہی اعلیٰ قسم کی ایم جی ایم آٹومیٹک رائفلیں دی گئیں' جن کے ذریعے ہمیں دور دور رہ کر پورے مجمع پر نظر رکھنی تھی۔ یہ کام خاصا دلچسپ ثابت ہوا' ہمارا چیف رمیش پربھاکر نامی ایک شخص تھا جو را کا بہت سرگرم رکن تھا۔ مہامنتری کے اس دورے کو ہم نے پوری طرح کامیاب بنایا اور اس کے بعد تین مواقع ایسے آئے جن میں ہمیں ایسے ہی لوگوں کی حفاظت کے لئے مامور کیا گیا۔ پھر ایک دن ایرا شائل' گوئل بارین اور رمیش پربھاکر کی سرکردگی میں ایک میٹنگ ہوئی اور اس میٹنگ میں خصوصی طور پر مجھے بھی شریک کیا گیا۔ بلیک کیٹ کے پانچ افراد جو شاندار کارکردگی کے حامل تھے اس میٹنگ میں شریک کئے گئے تھے۔ ایرا شائل نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کو مبارکباد دی جاتی ہے کہ آپ کا انتخاب بلیک کیٹ کے ان لوگوں میں کیا گیا ہے جنہیں ہم بلیو کراس کا اعزاز دیتے ہیں۔ بلیو کراس کا اعزاز ان لوگوں کے لئے ہوتا ہے جنہیں اعلیٰ ترین کارکردگی کا حامل سمجھا جاتا ہے اور آپ پانچوں افراد کو مسٹر رمیش پربھاکر آپ کی کارکردگی کی رپورٹ پر یہ اعزاز دینا چاہتے ہیں ہماری تقاریب خفیہ ہوتی ہیں کیونکہ یہ ضرور ہوا کرتا ہے۔ آج آپ پانچ افراد کو اس لئے ماسک کے بغیر اکٹھا کر لیا گیا ہے کہ آپ سے اہم ترین کام لئے جائیں اور آپ اپنا ایک پینل بنائیں۔ آئندہ آپ لوگ مل جل کر ہی کام کیا کریں گے اور آپ کو خصوصی ذمے داریاں دی جایا کریں

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

گی۔"

پھر ہم سب کا ایک دوسرے سے تعارف کرایا گیا اور اس کے بعد مسٹر رمیش پربھاکر نے ہم لوگوں کو یلو کراس دیئے' ہمیں مبارک بادیں دی گئی تھیں' میں نے ایرا شائل کی نگاہوں میں خوشی کے وہ تاثرات دیکھے تھے جو کسی اپنے کے لئے ہوتے ہیں لیکن میرے دل کے دروازے اپنے وطن کے دشمنوں کے لئے اس طرح بند تھے کہ کوئی بھی جذبہ انہیں نہیں کھول سکتا تھا۔ پھر رمیش پربھاکر نے کہا۔

"یلو کراس ملنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگوں کو بہت بڑی شخصیت تسلیم کرلیا گیا ہے' اب میں آپ کو کچھ ایسی باتیں بتانا چاہتا ہوں جو بڑی اہمیت کی حامل ہیں' خاصے دن پہلے کی بات ہے کہ ایک شخص کو ہمارے کچھ ایجنٹوں نے پاکستان کے سرحدی علاقے سے اغواء کرکے ہندوستان روانہ کیا' لیکن اس میں ایک ذرا سی مشکل پیش آگئی جس علاقے سے اس شخص کو سرحد پار بھیجا گیا تھا وہ کشمیر کی سرحد تھی اور وادی کشمیر میں داخل ہوتے ہی کشمیریوں کے ایک حملے نے اس شخص کو آزادی دلا دی۔ بعد میں اس کا پتا نہیں چل سکا اور ہماری ایجنسیاں اس کی تلاش میں ماری ماری پھرتی رہیں۔ دو تین جگہ کشمیر میں ہونے والی جھڑپوں میں اس کے نشانات ملے لیکن بعد میں پھر کہیں اس کا پتا نہیں چل سکا' ایجنسیاں مسلسل اس کی تلاش میں مصروف رہیں اور ہمیں ناکامی رہی' اب چند روز قبل ایک قتل ہوا بلکہ ایک دہرا قتل ہوا' آپ لوگوں کو علم ہوگا کہ رام دیو ہمارے لئے بہت بڑی ہستی رکھتے تھے' رام دیو مہاراج کو ان کی بیٹی سمیت قتل کر دیا گیا' ایجنسیوں نے اس سلسلے میں بڑی گہرائی سے سراغ لگایا تو یہ شبہ پیدا ہوا کہ ہو سکتا ہے وہی شخص رام دیو کا قاتل ہو' اس کی وجوہات آپ لوگوں کو نہیں بتائی جاسکتیں' یہ ایک طویل ترین مسئلہ ہے اور اس کا انکشاف ہندوستانی حکومت کی پالیسی کے خلاف ہے' لیکن اب ہمیں جو خدشہ پیدا ہو گیا ہے وہ ایک اور شخص کے بارے میں ہے اس کا نام بابو ہیرا لعل ہے۔"

"آپ لوگ اگر بابو ہیرا لعل کے بارے میں جانتے ہیں تو آپ کو اس بات کا علم ہوگا کہ بابو ہیرا لعل بہت بڑی سماجی کارکن اور دھرم سیوک ہیں انہوں نے دیش کی اتنی سیوا کی ہے کہ اگر وہ الیکشن میں کھڑے ہو جائیں تو ہو سکتا ہے پردھان منتری کے عہدے تک پہنچ جائیں اگر مہامنتری نہ بن سکے تو کسی بھی صوبے کے منتری تو وہ بنائے ہی جاسکتے

ہیں' مگر وہ غیر سیاسی آدمی ہیں اور صرف دھرم سیوا کرتے ہیں' بابری مسجد کے سلسلے میں انہوں نے انتہا پسند ہندو دھرم داسیوں کو جس طرح اپنی دولت دی اس کا علم آپ سب لوگوں کو ہوگا۔ ہم ایسے کسی آدمی کی زندگی کے لئے خطرہ نہیں مول لے سکتے' اس بات کے مکمل امکانات ہیں کہ پاکستانی ایجنٹ کسی بھی طور بابو ہیرا لعل کو فراموش نہیں کریں گے' یہ شبہ رام دیو کے قتل کے بعد دل میں پیدا ہوا ہے' چنانچہ طے یہ کیا گیا ہے کہ بابو ہیرا لعل کے علم میں لائے بغیر ان کی رکھشا کی جائے۔"

"جہاں دوسری ایجنسیوں کو خبردار کر دیا گیا ہیں وہیں ہم را کے خاص ڈیپارٹمنٹ کے کچھ افراد کو بھی اس کام کے لئے منتخب کر رہے ہیں اور اسی ناطے ایرا شائل جی سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ بھی ہمیں بلیک کیٹ کے کچھ ایجنٹ دیں جو اعلیٰ کارکردگی کے حامل ہوں۔ آپ لوگوں کی شمولیت کے بعد تیرہ آدمیوں کا ایک پینل جن میں پانچ آپ ہیں اور آٹھ آدمی ہمارے ہیں ترتیب دیا گیا ہے اور اس کے سپرد سب سے خاص کام کئے گئے ہیں آپ لوگوں کو یہ ساری تفصیلات میں نے بتا دی ہیں اور اس کے بعد میں آپ کے مشوروں کا منتظر ہوں۔"

دوسرے لوگوں نے کیا سوچا' کیا تصور ان کے ذہن میں ابھرا' یہ تو میں نہیں جانتا لیکن میرے پورے وجود میں لہو کھولنے لگا تھا' یہ میری نشاندہی کی جارہی تھی' یہ میرے بارے میں بتایا جارہا تھا' اور میں ان لوگوں کے سامنے موجود تھا' ان میں سے کسی کی آنکھوں میں بھی شبے کے آثار نہیں تھے وہ سب سادگی سے مجھ سے بات کر رہے تھے اس کا مطلب ہے کہ ان کے پاس میرا ریکارڈ موجود نہیں ہے' میری تصویر کسی طرح ان سے محو ہے اور اس وقت اسی میں میری بچت تھی ورنہ زندگی کے وہ خوفناک لمحات قریب آگئے تھے جو مجھے کسی بھی لمحے حادثے سے دوچار کر دیتے ہیں' میں نجانے کس طرح اپنے اعصاب پر قابو پائے ہوئے تھا ایرا شائل نے چند لمحات کے بعد کہا۔

"میں نے جن لوگوں کو آپ کے سپرد کیا ہے مسٹر رمیش پربھاکر ہم لوگ ان پر ناز کرتے ہیں اور یہ اعلیٰ ترین کارکردگی کے مالک ہیں' آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اگر باقی لوگوں کو آپ اس کام کے لئے نہ بھی مخصوص کریں تو میں پورے اعتماد سے ان کا نام لے سکتی ہوں۔"

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
Uploaded By Muhammad Nadeem

"آپ کی جو مہربانیاں ہم پر ہیں ایرا جی' بھلا انہیں ہم کیسے بھول سکتے ہیں' آپ کا پیشگی شکریہ ادا کرتے ہیں' اب ایک اور تھوڑی سی تفصیل میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں' تین آدمیوں کا یہ پینل ایک طرح کی ریہرسل کرے گا اور ہم اس کے لئے ایک پروگرام ترتیب دیں گے' اس میں یہ ہوگا کہ بابو ہیرا لعل کے جتنے مشاغل ہیں' پہلے انہیں نوٹ کیا جائے گا اور اس کے بعد ہم بابو ہیرا لعل پر ایک مصنوعی قاتلانہ حملہ کرانا چاہتے ہیں اگر ابھی سے ہم بابو ہیرا لعل کو اس بات سے آگاہ کر دیں کہ ان پر کوئی قاتلانہ حملہ ہو سکتا ہے تو وہ اس کا اعلان بھری سبھا میں کر دیں گے اور اس طرح ہندو دھرم والوں کے جذبات بھڑک اٹھیں گے' خون خرابہ ہوگا' فسادات ہوں گے' یہ ایک بلاوجہ کی بات ہوگی لیکن اگر اہم ایک قاتلانہ حملہ ان پر کر دیں اور وہ حملہ مصنوعی ہو تو کم از کم بابو ہیرا لعل اپنے طور پر ہوشیار ہو جائیں گے' یہ ایک منصوبہ میرے ذہن میں ہے' آپ اس کے بارے میں کیا رائے دیتے ہیں؟"

گوئل ہارپن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رمیش پربھاکر بھلا کوئی معمولی منصوبہ بنا سکتے ہیں' میں آپ سے پورا اتفاق کرتا ہوں' یہ کام ہو جائے تو بابو ہیرا لعل جی ہوشیار ہو جائیں گے۔"

"تو پھر آپ کے ان ساتھیوں کے ساتھ میں کام شروع کئے دیتا ہوں' ایرا جی آپ انہیں میرے حوالے کر دیجئے کچھ دن کے لئے۔"

"یہ آپ کے حوالے ہیں رمیش جی' بھلا ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" ایرا شائل نے کہا۔

اس کے بعد رسمی گفتگو ہوئی۔ پھر ہم پانچوں کو بتا دیا گیا کہ ہمیں کہاں پہنچنا ہے۔ پھر یہ میٹنگ برخاست ہوگئی لیکن میرے اعصاب بری طرح کشیدہ ہوگئے تھے میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیا خوفناک لمحات آگئے ہیں' ذہن بری طرح ڈانواں ڈول ہو رہا تھا' ان لوگوں کے پاس میرا ریکارڈ کیوں نہیں ہے' اگر ان کے پاس میرا ریکارڈ آجائے تو........ تو میرے لئے کس قدر مصیبت بن سکتا ہے' جو کچھ کرنا ہے جلد کرنا چاہیے۔

یہ رات میرے لئے بڑی جان لیوا تھی' کسی کروٹ نیند ہی نہیں آتی تھی' بہت سے منصوبے ذہن میں بناتا رہا تھا اور پھر جب صبح کی روشنی پھوٹنے لگی تھی تو میرا ذہن ایک

منصوبے پر آکر ٹھہر گیا تھا' ہرچند کہ یہ ایسا منصوبہ نہیں تھا جس کی تکمیل کا پورا پورا یقین کر لیا جائے لیکن اس کے باوجود اس پر عمل کیا جا سکتا تھا' بہت ہی شاندار بہت اعلیٰ پائے کا منصوبہ تھا چنانچہ میں اس پر پوری طرح متفق ہوگیا۔

باقی دن سوتے ہوئے گزرا تھا' ہمیں یہ اطلاع دے دی گئی تھی کہ ہمیں انفرادی طور پر ٹیلی فون کر دیئے جائیں گے کہ کب ہمیں رمیش پربھاکر کے پاس پہنچنا ہے۔

تیسرے دن صبح گیارہ بجے ٹیلی فون موصول ہوا کہ شام چار بجے مقرر جگہ میٹنگ بلائی گئی ہے' میں بھی تیار ہو کر اس میٹنگ میں پہنچ گیا' یہاں ہمارا تعارف را کے ان آٹھ ایجنٹوں سے کرایا گیا جو ہمارے پینل میں شریک تھے' باقی چار افراد جن کا تعلق بلیک کیٹ سے تھا وہاں موجود تھے' رمیش پربھاکر نے اس میٹنگ میں سربراہی کی اور منصوبہ بندیاں ہونے لگیں' بابو ہیرا لعل کے مشاغل کے بارے میں تھوڑی سی رپورٹ موجود تھی لیکن ہماری ٹولیاں بنا دی گئیں اور ہمیں ہدایت کی گئی کہ ہم بابو ہیرا لعل کا مسلسل پیچھا کرتے رہیں اور سات دن تک ان کے مشاغل کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں۔ میرے ساتھ جو دو افراد شریک تھے ان میں سے ایک را کا ایجنٹ لالت پال تھا اور دوسرا ایک عیسائی ہندوستانی جون پاسکل' پاسکل اور لالت پال' دونوں خوش مزاج آدمی تھے لیکن اپنے مسلک سے پوری طرح متفق' باقی لوگوں کے ناموں سے میری شناسائی ہوگئی تھی۔ پھر میں نے پہلی بار بابو ہیرا لعل کو دیکھا جو ایک دھرم سبھا کی صدارت کرنے کے بعد واپس لوٹا تھا۔

دھوتی اور کرتے میں ملبوس یہ عفریت جس کی آنکھوں میں میرے دین کے لئے' میرے پاکستان کے لئے نفرت کی روشنی تھی' میرے لئے انتہائی قابل نفرت تھا' یہ معلوم ہونے کے بعد کہ بابری مسجد کی شہادت میں اس کا اتنا بڑا ہاتھ ہے' میرے دل میں اس کے خلاف انتقام کا لاوا کھول رہا تھا ویسے بھی مجھے اس کے بارے میں ساری حقیقتیں معلوم ہو چکی تھیں' بہرحال ہوش کو جوش پر حاوی رکھنا تھا' چنانچہ میں اس تمام منصوبے میں حصہ لیتا رہا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی میں انتہائی جانفشانی سے اپنے مقصد کی تکمیل میں بھی لگ گیا' مجھے اپنے ان ساتھیوں میں سے کسی سے کوئی ہمدردی نہیں تھی' یہ سب میرے دشمن تھے' میں جلد از جلد اس کام کی تکمیل کر لینا چاہتا تھا' میرے ذہن میں یہ خوف بھی

Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com

تھا کہ ہوسکتا ہے وہ کسی نہ کسی ذریعے سے میرے بارے میں معلومات حاصل کریں' یہاں مجھے میک اپ کی سہولت حاصل نہیں تھی اگر ایسا ہوتا تو شاید مجھے پریشانی نہیں ہوتی لیکن حالات ہی ایسے تھے' گنجائش ہی نہیں رہی تھی اور اب چہرے کو بدلنا کم از کم اس وقت تک ناممکن تھا' جب تک کہ میرے کام کی تکمیل نہ ہو جائے۔

اگر صورت حال میں کوئی نمایاں تبدیلی ہوئی تو پھر دیکھا جائے گا' فی الحال تو میرا مقصد بابو ہیرا لعل کو موت کے گھاٹ اتارنا تھا۔ میری انتہائی کوششوں سے مجھے وہ مطلوبہ اشیاء حاصل ہوگئیں جنہیں استعمال کرکے میں اپنے اس شاندار منصوبے کی تکمیل کرسکتا تھا۔ میں نے نہایت محنت کے ساتھ لمحے لمحے پر نگاہ رکھی تھی اور ان دنوں میری ساری توجہ اپنے اسی منصوبے کی جانب تھی۔ بابو ہیرا لعل پر مصنوعی حملے کا منصوبہ تقریباً" تمام مراحل سے گزر چکا تھا۔ ہمیں اس کے مشاغل کا علم ہوگیا تھا اور اس حملے کے لئے ایک ایسی سڑک بھی منتخب کرلی گئی تھی جہاں یہ حملہ کیا جانے والا تھا۔ ایک عجیب ریہرسل تھی جس کی سربراہی رمیش پربھاکر کر رہا تھا۔

پھر وہ دن آگیا جب شام کو ساڑھے سات بجے سورج چھپنے کے بعد ہلکے ہلکے اندھیرے میں ہمیں بابو ہیرا لعل پر مصنوعی قاتلانہ حملہ کرنا تھا' قرعہ فال جس شخص کے نام نکلا' اس کا نام دھیرج چند تھا' ویسے بھی متعصب آدمی تھا اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے والا۔ ایم جی ایم رائفلیں لوڈ کی گئیں' ان میں مصنوعی کارتوس ڈالے گئے تھے جو صرف دھماکے کرتے تھے اور انسانی جسم کو نقصان نہیں پہنچاسکتے تھے' لیکن دھیرج چند کو جو رائفل ملی یہ وہ رائفل تھی جس میں اصلی کارتوس لوڈ کیئے گئے تھے کسی کے فرشتوں کو بھی پتا نہیں تھا کہ دھیرج چند کی رائفل میں اصلی کارتوس ڈال دیئے گئے ہیں۔ یہ کام میں نے نہایت صفائی سے کیا تھا۔ اس رائفل کو نگاہ میں رکھا تھا کہیں ایسا ہی نہ ہو کہ یہ رائفل میرے ہاتھ آجائے لیکن میں پوری طرح مستعد تھا مجھے اس قسم کی کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

ہم لوگ اپنے اپنے پوائنٹس پر تعینات ہوگئے اور بابو ہیرا لعل کی کار کا انتظار کرنے لگے جو منصوبہ تھا وہ یہی تھا کہ بابو ہیرا لعل کی کار کو باقاعدہ نشانہ بنایا جائے تاکہ انہیں اس حملہ کا پورا پورا احساس ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کار کو ان کارتوسوں سے کوئی

نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔

میں دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ دھیرج چند کوئی حماقت نہ کر بیٹھے' رائفلوں کے رخ بالکل سیدھے تھے۔ بابو ہیرا لعل کی کار جب ہماری رینج میں آئی تو اچانک ہی فائر کھول دیا گیا' دھیرج چند نے بھی اپنا فرض اسی طرح سرانجام دیا جس طرح دوسروں لوگوں نے بابو ہیرا لعل کی کار پر فائرنگ ہوئی اور اچانک ہی کار ڈرائیور سے بے قابو ہوگئی اور تھوڑے فاصلہ پر جاکر الٹ گئی تمام لوگ دوڑ پڑے۔ کار کا الٹنا ممکن نہیں تھا لیکن یہی تصور کیا گیا تھا کہ ڈرائیور کی حماقت سے ایسا ہوا ہے۔ منصوبے کا یہ مرحلہ ایک ایسی شکل اختیار کرگیا جو ان لوگوں کی توقع کے مطابق نہیں تھا۔ تمام کے تمام لوگ دوڑ پڑے۔ ہیرا لعل کی کار کو سیدھا کیا گیا' یہ بھی شکر تھا کہ پیٹرول نے آگ نہیں پکڑی تھی لیکن جب ڈرائیور اور ہیرا لعل کو باہر نکالا گیا تو ان کے جسموں میں لاتعداد سوراخ تھے اور دونوں مرچکے تھے۔ میرا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ رمیش پربھاکر خود اس پروگرام کی نگرانی کر رہا تھا۔ ساری رائفلیں قبضے میں لے لی گئیں۔ صاف اندازہ ہوگیا تھا کہ دھیرج چند نے جس رائفل سے فائرنگ کی ہے اس میں اصل گولیاں تھیں۔

چنانچہ رمیش پربھاکر کے اشارے پر فوراً" ہی دھیرج چند کو حراست میں لے لیا گیا۔ ہیرا لعل اور ان کے ڈرائیور کی لاشیں ہسپتال لے جائی گئیں۔ رمیش پربھاکر کا چہرہ فق تھا۔ تمام لوگوں کو ایک مخصوص ٹھکانے پر پہنچنے کی ہدایت کرکے وہ لاشوں کے ساتھ ہی روانہ ہوگیا تھا۔ میں بالکل مطمئن تھا۔ بہرحال ہم لوگ اس مخصوص جگہ پر پہنچ گئے جہاں ہمیں واپس جانا تھا سب ششدر تھے اور دھیرج چند کے ساتھ کوئی دھوکہ دہی ہوئی ہے۔ پربھاکر اس دن واپس ہی نہیں آیا۔ البتہ یہ ہدایت کردی گئی تھی کہ ہم سب ایک ہی جگہ پر جمع رہیں۔ ایرا شائل کو بھی شاید اس واقعے کا علم ہوگیا تھا۔

رات کو تقریباً" پونے گیارہ بجے ایرا شائل گوکل ہارین کے ساتھ وہاں پہنچ گئی اور اس نے تمام لوگوں سے صورت حال معلوم کی میں بھی انہی لوگوں میں شامل تھا جو حیران انداز میں اسے تفصیلات بتا رہے تھے' میں نے کہا۔

"ہم خصوصاً" دھیرج چند کو اس سلسلے میں مجرم نہیں قرار دے سکتے میڈم شائل' کیونکہ وہ رائفلیں ایک ہی جگہ رکھی ہوئی تھیں جنہیں فوری طور پر تقسیم کیا گیا تھا' اس

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے اپنی اپنی رائفل اٹھائی تھی لیکن جہاں تک میرا اندازہ ہے رائفلوں میں کوئی تخصیص نہیں کی گئی تھی۔ جس کے ہاتھ جو رائفل آئی اس نے وہ اٹھالی۔“

ایرا شائل پر خیال نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

”میں تمہارا موقف سمجھ رہی ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ایک ٹھوس بنیاد پر مبنی موقف ہے اس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی رائفل کسی کے بھی ہاتھ میں جاسکتی تھی۔ بس جو رائفلیں وہاں رکھی گئیں۔ ان میں سے ایک رائفل میں اصلی گولیاں لوڈ کردی گئی تھیں۔ بات بہت دور تک پہنچ جاتی ہے لوڈر کون تھے؟؟“

ایرا شائل کی ہدایت پر کچھ اور لوگوں کو زیر حراست لے لیا گیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے گولیاں فراہم کی تھیں ان سلسلے کی مکمل تفتیش تو رمیش پربھاکر ہی کو کرنی تھی۔ خصوصاً یہ محکمہ مصیبت میں گرفتار ہوگیا تھا اور اعلیٰ حکام رمیش پربھاکر پر بھی شبہ کر رہے تھے۔

بہرحال ہمیں رات بھر وہیں رہنا پڑا۔ دوسرا دن بھی وہیں گزارنا پڑا۔ دوسرے دن کی رات کو کچھ تفتیشی افسر ہمارے پاس پہنچے اور ایک ایک شخص سے معلومات حاصل کرنے لگے۔ مجھ سے بھی تفصیلی معلومات حاصل کی گئیں تھیں اور مجھے وہی کہانی سب کے سامنے دہرانی پڑی تھی جو پہلے جنرل سنگھ کو سنائی تھی اور جنرل سنگھ نے اس میں تھوڑے سے ردوبدل کے بعد دوسرے لوگوں کو' کسی کا شبہ میری جانب نہیں گیا تھا۔

تقریباً ایک ہفتہ اس سلسلے میں ہمیں مختلف مراحل سے گزرنا پڑا اور آخر یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچادی گئی کہ اس تحریک کا سرغنہ دھیرج چند ہی تھا اور اس نے یہ سازش کی تھی۔ میری تاویل کے بارے میں یہ جواب دیا گیا تھا کہ دھیرج چند جو تیسرے نمبر پر رائفل اٹھانے پہنچا تھا۔ پہلے ہی اس رائفل پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ جس میں گولیاں لوڈ کی گئی تھیں۔ بہرحال لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔ بابو ہیرا لعل کی موت پر را کے ان ذمے دار لوگوں کو معاف نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہم لوگوں کو تو بلیک کیٹ سے سیلیکٹ کیا گیا تھا۔ دھیرج چند را کا آدمی تھا چنانچہ گوکل بارپن نے بلیک کیٹ کے پانچوں نمائندوں کو صاف نکال لیا تھا اور ان کے خلاف کسی قسم کی تفتیش کو مزید جاری رکھنے سے صاف انکار کر دیا

تھا۔ اس سلسلے میں کچھ تلخیاں بھی ہوئیں لیکن یہودی مہمانوں کو فوقیت دی گئی اور بلیک کیٹ کے افراد کو ہر قسم کے شبے سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔ اس ہنگامہ آرائی میں ایرا شائل سے ملاقات نہ ہو پائی تھی۔ ادھر جنرل کیر سنگھ تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

بہرحال یہ بات بھی سوچی جارہی تھی کہ رام دیو کے قتل کے بعد بابو ہیرا لعل کا قتل اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور اس میں بھی میرا نام دوسری بار شامل کیا گیا تھا۔ اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ میرا آگے کا قدم کیا ہو' کوئی نہ کوئی فیصلہ کرلینا تھا یا تو ہندوستان کی وسعتوں میں گم ہو جاؤں اور کسی بھی طرح اپنی واپسی کو ممکن بناؤں یا پھر را اور موساد کی ان سرگرمیوں پر اس وقت تک نگاہ رکھوں جب تک کہ کوئی خطرہ سر پر نہ آجائے۔ پھر خطرہ سر پر آگیا۔

اس رات ایرا شائل سے گفتگو ہوئی تھی اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ فرصت کے لمحات میں اس کے ساتھ ہی گزاروں۔ اسے پہلی بار کچھ وقت کے لئے مکمل فرصت نصیب ہوئی ہے۔ ایک بار پھر مجھ پر وحشت سوار ہوگئی تھی۔ کہیں جانا پڑا تھا۔ ہو سکتا ہے تقدیر پھر کوئی معجزہ دکھادے۔

ساڑھے آٹھ بجے میں ایرا شائل کے فلیٹ پر پہنچا تو ہندو ملازمہ نے مجھے بتایا کہ مس شائل ابھی تھوڑی دیر پہلے کہیں گئی ہیں اور کہہ گئی ہیں کہ میں آؤں تو انتظار کرلوں اور مجھ سے معذرت کرلی جائے۔ میری خاطر مدارات کی جائے۔ ایرا شائل تقریباً ساڑھے دس بجے واپس آئی۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور وہ خاصی متوحش نظر آرہی تھی۔ اس نے ایک چھوٹا سا ہینڈ بیگ ساتھ رکھا ہوا تھا۔ اندر پہنچی تو مجھے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ نجانے کیوں میری چھٹی حس نے اعلان کر دیا کہ ایرا شائل اس وقت کچھ بہتر پوزیشن میں نہیں ہے اور اس کی آنکھوں کے زاویے بدلے ہوئے ہیں۔ وہ گھبرائی ہوئی سی کھڑی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

”خیریت کیا بات ہے' شائل۔“

”تم............ تم............“ اس نے میرے سینے کی جانب انگلی اٹھائی۔

”تم دانش منصور ہو۔“

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میری چھٹی حس اب اس قدر ناپختہ کار بھی نہیں تھی کہ میں ایرا شائل کی کیفیت کو سمجھ نہ پاتا' جو شبہ میرے ذہن میں تھا وہ لفظوں میں ڈھل گیا تھا۔ تاہم میں نے حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"شائل آپ خیریت سے تو ہیں؟" میرے اس سوال کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ دو قدم اور آگے بڑھ آئی اور میرے بالکل قریب پہنچ کر بولی۔

"اوہ میرے خدا' میرے خدا' سوچ بھی نہیں سکتی تھی یہ بات خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ تم ایک ایسی شخصیت ہو گے بتاؤ مجھے' اعتراف کرو میرے سامنے کہ تم.........تم دانش منصور ہو۔"

"کہاں سے آرہی ہو ایرا.........کیا تم نشے میں ہو؟"

"نہیں میرا نشہ ٹوٹ گیا ہے' میں ہوش میں آگئی ہوں۔ مجھے میں ہوش میں آگئی ہوں۔ دیکھو تمہارے لئے کیا تحفہ لائی ہوں میں۔" اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پرس کو کھولا اور اس میں سے کوئی شے نکالنے لگی لیکن میں یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ شے کیا ہو سکتی ہے؟ حماقت ہو گئی تھی ایرا سے وہ میرے اتنے قریب آگئی تھی اور اس نے میرا صحیح طور سے تجزیہ نہیں کیا تھا۔ جونہی اس کا ہاتھ باہر آیا۔ میں نے پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت اپنا کھڑا ہاتھ اس کے ہاتھ کی کلائی پر مارا اور اس کے ہاتھ میں دبا ہوا ننھا سا پستول نیچے گر پڑا۔

وہ چیخ مار کر پیچھے ہٹی اور پھر اس نے زمین پر لوٹ لگا کر پستول پر ہاتھ مارنا چاہا۔ میں

نے اس سے پہلے پستول کو اپنے قبضے کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک ہلکی سی ٹھوکر سے اسے آگے دھکیل دیا اور ایرا کی کلائی پر پاؤں رکھ دیا وہ بری طرح مچلی۔ لیکن یہاں بھی اس نے بدحواسی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اگر وہ چیخ پڑتی تو باہر موجود ہندو ملازمہ کسی نہ کسی شکل میں اس کی مددگار بن سکتی تھی۔ البتہ یہ ایک حقیقت تھی کہ ایرا شائل خود بہت بڑی شخصیت کی مالک تھی اور مجھ جیسے ایک آدمی کے لئے وہ دوسروں کی امداد قبول نہیں کر سکتی تھی۔ میں برق رفتاری سے عمل کر رہا تھا۔ ایرا شائل کے ذہن میں وہ ہندو ملازمہ نہیں آسکتی تھی' لیکن میرے دماغ میں ضرور آگئی تھی۔ چنانچہ اب میں نیچے جھکا اور پھرتی سے ایرا شائل کا منہ بھینچ لیا۔ فوری فیصلہ میں بھی نہیں کر پا رہا تھا کہ ایرا شائل کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ چنانچہ میں نے یہی مناسب سمجھا کہ عارضی طور پر اسے بے ہوش کردوں۔ حالانکہ بلیک کیٹ کی ٹریننگ کا درجہ اتنا معمولی نہیں تھا کہ وہ ایک لمحے میں مار کھا جاتی۔ لیکن بہرطور عورت تھی اور اس وقت اس کے اندر عورت پن زیادہ تھا ورنہ اصولی طور پر اسے اگر میرے بارے میں معلومات حاصل ہوگئی تھیں تو اسے چالاکی سے کام لینا چاہیے تھا۔ مجھے ہوشیار کئے بغیر قابو میں کرتی تو شاید اس کے لئے یہ مشکل نہ ہوتا لیکن میری کاوشوں نے اسے ہوش و حواس سے بے گانہ کر دیا تھا۔ چند لمحات میں وہ بے ہوش ہوگئی۔ میں نے اسے اٹھا کر مسہری پر ڈالا اور سب سے پہلے آگے بڑھ کر پھرتی سے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ اعصابی طور پر میں بھی بہت بہتر نہیں تھا۔ ایرا شائل سے یہ پوچھنا ضروری تھا کہ آخر اسے مجھ پر شبہ کیسے ہوا لیکن اس کا موقع ہی نہیں مل سکا تھا۔ فوری طور پر ذہن میں جو کچھ آیا کرتا چلا گیا اور اب ایرا شائل میرے سامنے بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ ایرا شائل کے بے ہوش ہونے کے بعد سب سے پہلے میں نے وہ چھوٹا پستول اٹھا کر اپنے قبضے میں کیا اور اس کے بعد کمرے کے وسط میں کھڑے ہو کر یہ سوچا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے سب سے پہلے ہندو ملازمہ ہی ذہن میں آئی تھی۔ میں نے ایک لمحے میں یہ فیصلہ کرنا ضروری سمجھا کہ ہندو ملازمہ کا کیا کیا جائے۔ بہرحال ایرا کی جانب سے فی الحال کوئی خطرہ نہیں تھا چنانچہ میں دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور میں نے ملازمہ کو آواز دی' وہ شاید اسی بات کی منتظر تھی کہ اب کسی کام کے لئے اسے بلایا جائے گا۔ میں نے نرمی سے اس سے کہا۔ "مادام شائل تمہیں طلب کر رہی ہیں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

ملازمہ اندر کی جانب بڑھی تو میں بھی اس کے پیچھے ہی پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی میں نے عقب سے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قابو میں کرلیا اور پھر اسے بھی بے ہوش کرنا میرے لئے مشکل ثابت نہ ہوا۔ میں نے اسے بے ہوش کرکے ایک گوشے میں ڈالا چپراسی کی دھوتی کا ایک بڑا ٹکڑا پھاڑ کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا اور دوسرے حصے سے اس کے ہاتھ اور پاؤں پشت پر کرکے باندھ دیئے تاکہ اگر وہ ہوش میں آجائے تو میرے لئے مشکل نہ بننے پائے۔ اس کے بعد میں ایرا کی جانب متوجہ ہوا اسے قبضے میں کرنا‘ ہندوملازمہ سے زیادہ ضروری تھا کیونکہ وہ اعلیٰ کارکردگی کی مالک تھی اور کوئی بھی خطرناک قدم اٹھا سکتی تھی۔ میرا ذہن برق رفتاری سے کام کرتا رہا کچھ دیر کے بعد میں نے وہیں سے ایک رسی تلاش کرکے ایرا شائل کو بھی اس مضبوطی سے کسا کہ کسی بھی طرح وہ اپنے ہاتھ پاؤں آزاد نہ کرا سکے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں نے اپنے اگلے قدم کے بارے میں سوچا۔ یہ سب کچھ اضطراری طور پر ہوا تھا۔ مجھے یہ تک معلوم کرنے کی مہلت نہ مل سکی تھی کہ ایرا شائل کو میرے بارے میں تفصیلات کہاں سے حاصل ہوئیں حالانکہ میں جاننا چاہتا تھا لیکن انسان ہی ہوں‘ خود بھی تھوڑا سا اعصابی تشنج کا شکار ہوگیا تھا۔ اب میں نے یہ سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی ایرا شائل سے ملاقات کے لئے آجائے یا پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی اسے ٹیلی فون ہی کرے‘ اس لئے میں نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر نیچے رکھ دیا اس کے بعد دروازے پر جاکر اس کی اندر سے مضبوطی کا جائزہ لیا۔ یہ پچویشن بھی ذہن میں محفوظ کرلی کہ اگر کوئی اتفاقیہ طور پر یہاں پہنچ جائے اور اس کی تعداد ایک یا دو سے زیادہ نہ ہو تو مجھے کیا کرنا ہے‘ زیادہ افراد کے آنے پر بھی انہیں کس طرح قابو میں کرنا ہوگا‘ یہ تمام باتیں پہلے سے سوچ لینا ضروری تھا۔ اس تمام پروگرام کی تکمیل کے بعد میں نے سوچا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ واپس پہنچا‘ پہلے ایرا شائل کے اس پرس کو دیکھا جسے وہ ساتھ لے کر آئی تھی اور یہاں مجھے نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ ایک برقیہ تھا جس میں دانش منصور کے بارے میں مختصری تفصیل تھی۔ یہ برقیہ تل ابیب سے آیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ ایک چھوٹے لفافے میں دو تصویریں بھی رکھی ہوئی تھیں اور یہ دونوں تصویریں میری تھیں پتا نہیں کب حاصل کی گئی تھیں لباس میرا تھا لیکن اتنا پرانا کہ اب وہ میرے ذہن میں بھی نہیں تھا۔

میں انہیں دیکھتا رہا اور اس کے بعد اس برقیے کے الفاظ کو پوری طرح ذہن نشین کیا۔ لکھا تھا۔

”دانش منصور اس وقت ہندوستان میں ہے اور یقینی طور پر وہ کوئی ایسا عمل سر انجام دے رہا ہوگا جو نہایت اہمیت کا حامل ہوگا۔ چنانچہ اسے ہر ممکن طریقے سے تلاش کیا جائے۔“

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ یہ چیزیں اپنے لباس میں رکھیں اور سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے ایرا شائل کو زندہ چھوڑ دینے کا مطلب یہ ہے کہ میری کہانی عام ہو جائے۔ ابھی تو یہ بھی علم نہیں تھا کہ کون کون اس کہانی سے واقف ہوچکا ہے ایرا شائل کو یہ سب کچھ کس طرح موصول ہوا ہے اور جس ذریعے سے اس نے یہ سب کچھ حاصل کیا ہے کیا وہ بھی ان تفصیلات سے واقف ہے۔ لیکن اب اس سوچ میں وقت گنوانا حماقت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے ایرا شائل کے فلیٹ کی مکمل تلاشی لے لی جائے۔ کوئی کام کی چیز مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ ان دونوں کو قتل کرکے خاموشی سے یہاں سے نکال جائے اور یہاں اپنی آمد کا ہر نقش مٹا دیا جائے‘ پہلے تو اس بارے میں غور نہیں کیا‘ لیکن اب ذہن میں وہ تمام چیزیں تازہ کرلی تھیں جن پر میرے ہاتھوں کے نشانات تھے یا جن کے ذریعے میری نشاندہی ہو سکتی تھی۔

پھر میں نے اس فلیٹ کے چپے چپے کی تلاشی لینا شروع کردی ایرا شائل جیسی ذہین عورت کے ذہن کو سامنے رکھ کر ہر اس جگہ کا جائزہ لیا جہاں اس کے کاغذات اور راز پوشیدہ ہو سکتے تھے۔ ایک الماری کے عقبی خانے میں مجھے کچھ مخصوص کاغذات ملے۔ یہ بلیک کیٹ کے خفیہ لوگوں کی تفصیل تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ مجھے ایک اور فائل دستیاب ہوئی۔ اس کے اوپری حصے پر پلاسٹک ٹیپ سے جو الفاظ کندہ تھے انہیں دیکھ کر میں ششدر رہ گیا۔ یہ فائل میرے لئے شدید سنسنی کا باعث بنی اور میں اسے لے کر ڈرائنگ روم میں آبیٹھا‘ جہاں تیز روشنی میں میں نے بغور اس کا جائزہ لیا اور بہت عرصے سے سنی جانے والی اس داستان کا اصل منظر میرے سامنے آگیا۔ کہوٹہ پلانٹ اسرائیلی حکومت کی نگاہوں میں بری طرح کھٹک رہا تھا۔ حکومت امریکہ کی تمام پالیسی اس پلانٹ کی وجہ سے میرے وطن کے خلاف ہوگئی تھی اور یہاں سے جس تشویش کا طوفان اٹھا تھا اس نے مغربی اقوام

WWW.PAKSOCIETY.COM

کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا کیسی انوکھی بات ہے کہ دنیا کے ترقی یافتہ ترین ممالک ایک چھوٹے سے ملک کی ایٹمی قوت سے پریشان تھے۔ بظاہر کچھ بھی کہا جائے لیکن اس پریشانی کے ڈانڈے بہت دور تک نکل جاتے تھے۔ خصوصاً" اسرائیل کے سرپرست اس منصوبے سے بہت خوفزدہ تھے یا پھر اگر دور کی نگاہوں سے دیکھا جائے تو عالم اسلام کا یہ مضبوط قلعہ جو یورپی اقوام کے لئے اور امریکہ کے لئے بڑی تشویش کا باعث تھا' وہ صرف اسے اپنا دست نگر دیکھنا چاہتے تھے خود اس کی اپنی قوتوں کو وہ زیادہ آگے بڑھتا دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک عظیم الشان سلسلہ تھا جو نجانے کہاں سے شروع ہو کر کہاں تک پہنچا تھا۔ یورپی اقوام صلاح الدین ایوبی کے بعد جس احساس کا شکار تھیں وہ آج بھی اسی طرح ان کے ذہن میں زندہ تھا۔ میں اس منصوبے کا ایک ایک لفظ پڑھتا رہا عراق کے ایٹمی پلانٹ کی تباہی نے اسرائیل کے حوصلے بلند کر دیئے تھے اور اس کے بعد جو کارروائی جاری تھی اس کی مختصر تفصیلات اس میں موجود تھیں اور اب ہندوستانی سورماؤں سے مل کر اسرائیل کے بڑے بڑے ذہن کہوٹہ پلانٹ کے سلسلے میں مصروف عمل تھے اور ہر قیمت پر اسے نیست و نابود کر دینا چاہتے تھے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ جو نیا منصوبہ بنایا گیا تھا اس کا آغاز یہیں سے ہوتا تھا اور اس سلسلے میں اسرائیلی حکام بھرپور مدد کر رہے تھے چنانچہ چند نام مخصوص کئے گئے تھے اور ان کی مکمل تفصیل اس میں موجود تھی۔ تین افراد کو یہاں سے روانہ ہونا تھا اور باقی چند افراد میرے وطن عزیز کی سرزمین پر اسرائیل اور ہندوستان کے نمائندوں کی حیثیت سے موجود تھے یہ تین افراد جو یہاں سے روانہ ہونے والے تھے اعلیٰ ترین کارکردگی کے حامل بتائے جاتے تھے اور اس میں اگر تھوڑے بہت فخر کی کوئی بات ہو سکتی تھی تو وہ یہ تھی کہ اس میں میرا نام بھی شامل تھا یعنی......... ہرلیش بنرجی۔

یہ سفارش ایرا شائل کی تھی جس نے میری اعلیٰ ترین کارکردگی پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اپنی رپورٹ شامل کی تھی اور ان تین افراد کی فہرست میں میرا نام سرفہرست رکھا گیا تھا جنہیں کہوٹہ پلانٹ کی تباہی کے لئے بھیجا جانا منظور کر لیا گیا تھا۔ یہ تمام تفصیل اس فائل میں موجود تھی اور میں اس میں ایسا کھویا کہ مجھے کوئی احساس نہیں رہا پھر میں اس وقت چونکا جب مجھے ہلکی ہلکی آہٹوں کا احساس ہوا۔ میں نے پھرتی سے

فائل بند کر کے سینٹر ٹیبل کے نچلے حصے میں رکھا اور پستول ہاتھ میں لے کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ روشنی بجھا کر میں ان آہٹوں پر غور کرنے لگا اور چند ہی لمحات میں اندازہ ہو گیا کہ یہ آہٹیں بیرونی نہیں ہیں بلکہ شاید اس کمرے سے آ رہی ہیں جس میں ایرا شائل اور ہندو ملازمہ کو بند کر آیا تھا۔ میں برق رفتاری سے باہر نکلا اور اس کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہاں کا منظر دیکھ کر میرے بدن میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔

ایرا شائل بلاشبہ ایک خطرناک عورت تھی وہ اپنی جگہ سے نیچے گر کر اور ہندو ملازمہ کے قریب پہنچ گئی تھی جو ہوش میں آ چکی تھی اور اب ایرا شائل نے اس طرح اپنے ہاتھ ہندو ملازمہ کے قریب کئے ہوئے تھے کہ اس کے بندھے ہوئے ہاتھ ایرا شائل کے ہاتھوں کی بندشیں کھول لیں اور ہندو ملازمہ جو خود بھی ہوش میں آ چکی تھی۔ اسی کوشش میں مصروف تھی۔ دونوں مجھے دیکھ کر ساکت رہ گئیں۔ میں نے پہلے ایرا شائل کے ہاتھوں کا جائزہ لیا۔ اب میری باندھی ہوئی بندشیں اتنی کمزور بھی نہیں تھیں کہ ہندو ملازمہ بہتر پوزیشن میں نہ ہونے کے باوجود انہیں کھول دیتی۔ میرے منہ سے ایک قہقہہ نکل گیا۔ میں نے کہا۔

"بہت اچھے......... ویری گڈ' ویری گڈ مس ایرا شائل آپ نے واقعی بلیک کیٹ کا جو نظام سنبھالا ہوا ہے آپ اس کی اہل کہی جا سکتی ہیں۔"

میں نے ہندو ملازمہ کی کمر پر ایک لات ماری کیونکہ اس کے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا اس لئے اس کی چیخ تک نہ نکل سکی۔ ایرا شائل کے منہ سے البتہ گالیوں کا طوفان بلند ہوا تھا۔ میں خاموشی سے اس کی گالیاں سنتا رہا اور جب وہ بولتے بولتے تھک گئی میں نے اس کے قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے اس سے کہا۔

"حیرت ہے ڈیئر شائل اتنی بڑی شخصیت ہونے کے باوجود تم گھٹیا انسانوں کی طرح گالیاں بک رہی ہو۔"

جواب میں ایرا شائل نے بچی کھچی گالیاں بھی سنا دی تھیں۔ وہ بے بسی سے مجھے دیکھنے لگی۔ میں نے کہا۔

"اب کیا خیال ہے تھوڑی سی دوسری گفتگو ہو جائے مجھے تمہارا اس طرح بندھا رہنا پسند نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں ایرا شائل کہ ہم کوئی مناسب سمجھوتا کر لیں اس بات

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے تو میں انکار نہیں کروں گا کہ تم بہت بڑی شخصیت کی مالک ہو اور جو کچھ بھی کر رہی ہو میں تمہاری قدر کرتا ہوں اور دل سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی مصالحت ہو جائے میری رائے ہے میڈم ایرا شائل کہ عقل سے کام لیجئے یہ سب کچھ آپ کی شخصیت پر زیب نہیں دیتا۔"

ایرا شائل پر وہی رد عمل ہوا جس کی توقع میں نے کی تھی۔ تقریباً" اس نے فوری طور پر یہ بات سوچی تھی کہ اگر میرے الفاظ کے مطابق وہ مجھ سے تعاون کا مظاہرہ شروع کر دے تو اس کی زندگی بھی بچ سکتی ہے اور آئندہ کے لئے کوئی بہتر صورت بھی نکل سکتی ہے۔

وہ مجھے گھورتی رہی۔ پھر اس نے کہا۔ "مفاہمت کا یہی طریقہ ہوتا ہے؟"

"مجھے یقین ہے کہ اب آپ مجھے میرے نام سے ہی مخاطب کریں گی میڈم ایرا شائل لیکن آپ کس بات سے برا فروختہ ہیں۔ ہاتھ پاؤں باندھ دینے سے یا بے ہوش کر دینے سے۔"

"تم نے میرے ساتھ میرے ساتھ......... " ایرا شائل کو فورا" ہی احساس ہو گیا تھا کہ اس نے کس طرح مجھ سے شناسائی کا آغاز کیا تھا۔ یعنی وہ پستول جو اب میرے قبضے میں تھا اس نے نکالا تھا۔ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں آپ کا سوچنا بالکل درست ہے۔ آپ نے پستول مجھ پر تان کر کیا دوستی کا آغاز کیا تھا؟"

"میں .... میں شدید جذباتی ہو گئی تھی اس احساس کے ساتھ کہ تم نے دنیا کو کیسے ہی دھوکا دیا ہو میرے ساتھ بھی اس سے مختلف عمل نہیں کیا۔ اگر تم مجھے بتا دیتے کہ تم پاکستانی جاسوس ہو' میرا مطلب ہے تم دانش منصور ہو' تو تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہاری جو محبت میرے دل میں بیدار ہو گئی ہے میں اسے نکال پھینکتی۔ میں شدید ذہنی ہیجان کا شکار تھی اور اس ہیجان کے عالم میں' میں نے تم پر پستول تان لیا۔"

"تو پھر یوں سمجھ لیجئے میڈم ایرا شائل کہ یہ سب کچھ اس کا رد عمل ہے۔"

"کھولو میرے ہاتھ۔ میرے ہاتھ کھول دو۔"

"بہتر ہے۔" میں نے جواب دیا۔ اور یہ بھی خود اعتمادی کی بات تھی کہ میں نے اس

کے ہاتھ اور پیر کھول دیئے۔ ہندو ملازمہ بے بسی کی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھ رہی تھی لیکن ایرا شائل نے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ اپنی کلائیوں کو مسل رہی تھی اور غیر محسوس انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ غالبا" یہ فیصلہ کرنا چاہتی تھی کہ میرے خلاف کس طرح عمل کرے۔ پھر اس نے ٹیلی فون کے نیچے رکھے ہوئے ریسیور کو دیکھا۔ میں اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر کرسی پر جا بیٹھی' میں اس کے سامنے ہی مسہری سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں۔ دانش منصور ہوں؟"

"تم اس کا اعتراف کرتے ہو۔"

"ہاں۔ جو بات آپ کی زبان سے نکلے میں بھلا اس سے کیسے انحراف کر سکتا ہوں۔"

"یہ ایک لمبی کہانی ہے اگر تم دانش منصور ہی ہو تو یوں سمجھ لو کہ ڈان سینٹر سے ہمارا براہ راست واسطہ ہے اور ڈان سینٹر کے پاس دانش منصور کے بارے میں خاصی تفصیلات موجود ہیں۔ یہاں دانش منصور کا کوئی مسئلہ نہیں تھا کیونکہ تم جانتے ہو کہ ہم تو بلیک کیٹ پر کام کر رہے ہیں لیکن پتا یہ چلا کہ کسی طرح تمہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا تھا اور اس کے بعد تم غائب ہو گئے تھے۔ تمہاری شخصیت ڈان سینٹر کے لئے بڑی عجیب و غریب اور سنسنی خیز ہے' تل ابیب سے مجھے ڈان سینٹر کے نمائندوں کی رپورٹ پر تمہارے بارے میں چھان بین کی ہدایت ملی اور جب ایک اطلاع کے ساتھ تمہاری تصویریں مجھے موصول ہوئیں تو میں ششدر رہ گئی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم ہریش بنرجی کی حیثیت سے میرے اس قدر قریب ہو گے تم یقین کرو مجھ پر جو عالم گزرا ہے میں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔"

"لیکن ڈیئر ایرا شائل کیا حکومت اسرائیل ڈان سینٹر کی سرپرستی کرتی ہے میرے علم میں تو یہ بات نہیں تھی۔"

"تب تمہارا علم بے حد محدود ہے' کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ڈان سینٹر کے تمام سرکردہ افراد سرمایہ دار اور ان میں سے بیشتر امریکی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ سرمایہ دار جن کا تعلق تو اسرائیل سے ہے یا پھر کچھ مغربی اقوام سے یا ان میں سے چند تمہارے ملک کے دشمن دوسرے طریقوں سے ہیں اور یہ سب ظاہر ہے تمہارے ملک

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

کے لئے اسی انداز میں سوچتے ہیں ویسے ڈان سینٹر پوری دنیا میں اپنی برتری کا خواہاں ہے اور سرمایہ کاری پر چھایا ہوا ہے لیکن خصوصاً" تمہاری جانب اس کی نگاہ سے میری ذمہ داری یہ تھی کہ تمہارے خلاف موثر کارروائی کر کے تمہیں اپنے قبضے میں کرلوں اس بات کو اگر برداشت کرلیتی تو تم سے تمہارے بارے میں سوالات نہ کرتی بلکہ پہلے تمہیں قبضے میں کرتی اور اس کے بعد تفتیش کرتی لیکن .... لیکن واقعی عورت ہوں۔ جذبات سے مار کھاگئی۔" میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے کہا۔

"لیکن اب یہ بتایئے میڈم ایرا شائل کہ آپ مجھے چھپا دے گیں اور میں ہر طرح سے آپ کے سامنے ہتھیار ڈال دوں گا' لیکن دوسرے لوگوں کا ہم کیا کریں گے؟"

"کون دوسرے لوگ؟" اس نے بے اختیار پوچھا۔

"جو دانش منصور کی تلاش میں ہیں۔"

"جو کچھ مجھے معلوم ہوگیا ہے وہ ابھی کسی اور کو نہیں معلوم۔"

"کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"تم نے مجھے .... سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں لیکن اصولی طور پر مجھے وہی کرنا چاہیے تھا جس کے لئے مجھ پر اعتماد کیا گیا ہے یعنی یہ کہ میں تمہیں گرفتار کرلوں۔"

"اس کے بعد۔"

"تمہیں ڈان سینٹر کے حوالے کردوں۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے میڈم۔ آپ یقیناً" ایسا ہی کریں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"بکواس مت کرو' پاگل کر دیا ہے تم نے مجھے' واپسی میں راستے بھر تمہارے بارے میں سوچتی آئی ہوں۔ تم بے حد خطرناک انسان ہو' واقعی بے حد خطرناک انسان۔ ایک عالم کو بے وقوف بنایا ہے تم نے' میرے لئے یہ کتنا مشکل کام تھا۔ تم نے' تم نے ایک ملک کے پورے نظام کو ناکارہ کر دیا ہے آخر تم نے یہ سب کچھ کس طرح کر ڈالا؟"

"آپ کو بتادوں میڈم؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ ہے کہ آپ تو مجھے گرفتار کر کے ڈان سینٹر کے حوالے کرنا چاہتی ہیں۔"

"اور میں نے یہ کر ڈالا' تمہارا کیا خیال ہے کہ مسٹر دانش منصور' تمہیں نام سے پکارتے ہوئے مجھے کتنا عجیب محسوس ہو رہا ہے' تمہارا کیا خیال ہے اگر میرے دل میں یہ سب کچھ ہوتا تو کیا میں تم سے یہ سوال کرتی کہ تم دانش منصور ہو' پھر وہی بات کر رہی ہوں میں' اصولی طور پر تمہیں دھوکہ دے کر گرفتار کرلینا چاہیے تھا مجھے۔"

"او تھینک یو' تھینک یو ویری مچ اس کا مطلب ہے کہ یہ معاملہ براہ راست ہو چکا ہے۔"

"تمہیں اس پر یقین نہیں ہے۔"

"سو فیصد یقین ہے میں جانتا ہوں جو کچھ آپ کہہ رہی ہیں وہ ایسا نہیں ہے اصل میں کہانی تو بہت لمبی ہے لیکن میں صرف اس مرحلے کی بات کروں گا جس سے گزر کر میں آپ تک پہنچ گیا ہم کچھ ایسے ساتھی تھے جن میں سے وہ شخص مجھے نہیں جانتا تھا جو بہت بڑا بھاری پانی کا ذخیرہ لے کر اس ملک آرہا تھا۔ میں نے وہ ذخیرہ اپنے ملک کی جانب منتقل کر دیا اور اس شخص کو ہلاک کر دیا۔ بعد میں کچھ ایسے حالات سے سابقہ پڑا کہ کچھ ایسے لوگوں نے مجھے قابو میں کر کے اس حکومت کے حوالے کر دیا جن کے بارے میں میں یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ وہ مجھ سے غداری کر سکتے ہیں' لیکن ایک اتفاقیہ حملے میں میں کشمیری مجاہدین کے ہاتھوں میں پہنچ گیا اور پھر وہاں سے فرار ہو کر جنرل کیر سنگھ تک آگیا۔ جنرل کیر سنگھ سے میری ملاقات بالکل اتفاقیہ تھی لیکن اس شریف آدمی کے ذریعے مجھے بے حد شاندار مراعات حاصل ہوگئیں اور یہ بات تم اچھی طرح جانتی ہو ڈیئر ایرا شائل کہ جنرل کیر سنگھ ہی کی معرفت میں تم تک پہنچا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی میرے اپنے ذہن میں کچھ اور منصوبے تھے میرے خاص وطن دشمنوں میں دو نام سرفہرست تھے۔ رام دیو اور بابو ہیرا لعل یہ دو آدمی میرا ٹارگٹ تھے اور اگر اس طرح اتفاقیہ حادثے کا شکار ہو کر میں یہاں تک نہ پہنچتا تب بھی میرا سفر اس ملک کی طرف ضرور ہوتا کیونکہ ان دو آدمیوں کو شکار کرنا تھا مجھے' لیکن شکر ہے کہ میرا راستہ خود بخود بنتا چلا گیا اور یہاں میں اس مقصد میں بھی کامیاب ہوگیا۔"

ایرا شائل کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے اس نے کہا۔

"گویا حکام کا یہ شبہ بالکل درست تھا کہ ان دونوں افراد کے قتل میں دانش منصور کا

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہاتھ ہو سکتا ہے۔ تم یقین کرو کہ اس سلسلے میں تمہارا نام صرف مفروضے کے طور پر لیا گیا تھا۔ کچھ ذہین ایجنسیوں نے اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ یہ دونوں افراد ہو سکتا ہے دانش منصور کے ہاتھوں ہلاک ہوئے ہوں' پالیسیاں تو سبھی سمجھتے ہیں ناں لیکن تم بے مثال شخصیت کے مالک ہو۔ یہ سب کیسے کر ڈالا؟" ایرا شائل نے پوچھا اور میں مزے لے لے کر اسے رام دیو اور بابو ہیرا لعل کے بارے میں تفصیلات بتاتا رہا۔

"اور اس طرح سے تم نے ہندوستانی افواج کا اعزاز یلو کراس بھی حاصل کر لیا اور ابھی تک محفوظ ہو۔ اگر میں تمہارے نام کو چھپا جاؤں تو تم کسی کی نگاہوں میں نہیں آسکو گے کیونکہ سارے رابطے اس سلسلے میں میرے ہی ہیں' ابھی کسی اور نے اس طرح تمہارے بارے میں بیرونی ممالک سے رابطہ نہیں قائم کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم بے مثال شخصیت کے مالک ہو لیکن میرا اور تمہارا ایک ایسا قدرتی مسئلہ ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ میرا تعلق جس نسل سے ہے اس کی ابتدا تمہارے ہم نسلوں کے خلاف تربیت سے ہوتی ہے اور ہماری گھٹی میں یہ بات ڈال دی جاتی ہے کہ اگر دنیا میں ہمیں کسی سے ہوشیار رہنا ہے یا کسی کو نقصان پہنچانا ہے تو وہ مسلمان ہیں۔ میں اپنے خمیر اپنے خون میں شامل اس جذبے سے کیسے منحرف ہو سکتی ہوں۔ مائی ڈیر دانش منصور۔"

ایرا شائل نے اچانک ہی اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے چھلانگ لگائی اور مجھ پر آرہی' یہودی عورت اپنے آپ کو بہت ذہین سمجھتی تھی لیکن اس نے یہ نہیں سوچا تھا کہ مسلمان بھی یہودیت سے پوری طرح ہوشیار ہیں اور ان کے اس مقولے کے قائل ہیں کہ اس کائنات میں کسی پر اعتبار نہ کیا جائے چنانچہ ایرا شائل کو جھکائی دے کر میں نے اطمینان سے کمر سے پکڑ لیا۔ پھرتی سے کاندھے پر اٹھایا اور دھپ سے زمین پر دے مارا۔ اگر فرش پر قالین نہ ہوتا تو اس کی ریڑھ کی ہڈی چکنا چور ہو چکی ہوتی۔ یہ ایک مخصوص داؤ تھا جو ریسلنگ میں لگایا جاتا ہے۔ میں نے اسے عورت سمجھ کر اس کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی تھی۔ زمین پر مارنے کے بعد میں نے اس کے دونوں پاؤں ٹخنوں کے قریب سے پکڑے اور انہیں پوری قوت سے دبوچے ہوئے اس کے اوپر سے گزر کر اسے الٹا کر دیا۔ کیفیت یہ تھی کہ ایرا شائل کا سر اور کمر زمین سے ٹکی ہوئی تھی۔ دونوں پاؤں سر سے

ملے ہوئے تھے اور میں اس کے چہرے کے قریب بالکل تھا اور اس طرح میں نے اسے بے بس کیا ہوا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس کا چہرہ میرے عین سامنے تھا میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بلیک کیٹ ڈیپارٹمنٹ کو یقینی طور پر مجھ جیسا شاگرد کبھی نہ ملا ہو گا اور اس بات کا اعتراف آپ نے بھی کیا ہے مس ایرا شائل لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی جو کچھ میں نے آپ سے کہا وہ بھی قابل غور ہے افسوس آپ کو اب اس بات کا موقع نہیں ملے گا کہ آپ اپنی قوم کو اس بھیانک المیے سے آگاہ کر سکیں کہ کم از کم مسلمان یہودیت سے پوری طرح ہوشیار ہیں اور انہیں نقصان پہنچانا آسان کام نہیں ہے اس کے علاوہ مس ایرا شائل میں اس بات کا بھی دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے کہوٹہ پلانٹ کی تباہی کے منصوبے کے لئے میرا نام سرفہرست رکھا ہے۔ میرا مطلب ہے ہریش بنرجی اور اب یوں ہو گا ڈیئر ایرا شائل کہ ہریش بنرجی آپ کے بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق کہوٹہ پلانٹ کی تباہی کے لئے بقیہ دو افراد کے ساتھ پاکستان جائے گا اور وہاں جو لوگ اس منصوبے پر کام کرنے کے لئے ان تین آدمیوں کا انتظار کر رہے ہیں وہ ہمارا استقبال کریں گے اور اس کے بعد ہم سب بہ آسانی پاکستانی سیکورٹی کے ہاتھ لگ جائیں گے کیونکہ انہیں اس منصوبے سے آگاہ کرنے والا میں ہوں گا۔ آپ کو یہ بات سن کر بہت افسوس ہوا ہو گا بعض اوقات ایسے بھیانک مرحلے آجاتے ہیں ڈیئر ایرا شائل کہ انسان جاتے وقت ایک ایسی خلش دل میں لے جاتا ہے جو موت کے بعد بھی اسے بے چین کئے رہتی ہے۔"

ایرا شائل کا سارا خون سمٹ کر اس کے چہرے پر آگیا تھا۔ اس وقت جس پوزیشن میں تھی وہ بڑی مضحکہ خیز تھی۔ اسے اپنی مضحکہ خیز کیفیت کا احساس بھی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اپنی بے بسی کا' اس نے پوری قوت سے میرے چنگل سے نکلنے کی کوشش کی لیکن میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی ایک خرابی ہے آپ جس پوزیشن میں ہیں اور اس پوزیشن میں آپ کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہے ورنہ یقین کریں کہ مرتے دم تک یہ دلکش منظر نگاہوں میں محفوظ رکھے رہتا اور آپ کے بارے میں سوچتا رہتا' البتہ آخری الفاظ آپ کو اور بتا دوں وہ یہ کہ عورت ہمیشہ مفتوح ہے چاہے وہ کسی بھی منصب پر پہنچ جائے۔ ڈیئر ایرا شائل بہت زیادہ

Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

وقت ضائع کرنا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے چنانچہ اب ان آخری لمحات کو ذہن میں لے کر آپ اس جہاں سے رخصت ہو جائیے۔"

میں نے اچانک ہی اس کے پاؤں چھوڑ دیئے وہ کچھ اس طرح ان بیلنس ہوئی کہ اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی اور میں نے اسے اس مقصد میں کامیاب ہونے دیا کیونکہ اس طرح میں عقب سے اس کی گردن اپنی گرفت میں لے سکتا تھا۔ میرے ہاتھ پوری قوت سے اس کی گردن سے لپٹ گئے اور پھر میں نے دیر نہیں کی میں نے اس کی گردن پوری قوت سے گھما کر اس کی گردن کے منکے توڑ دیئے ایرا شائل کے چہرے سے ایک بھیانک تاثر ظاہر ہوا' منہ سے آواز بھی نہیں نکل سکی تھی البتہ خون کی دھار اس کے منہ سے باہر نکل پڑی اور آنکھیں فوراً" ہی اپنا زاویہ تبدیل کرنے لگیں' پھر وہ بڑے اطمینان سے زمین پر آرہی گردن کی ہڈی جس طرح ٹوٹی تھی اس کے بعد بھلا ایک لمحے کی زندگی بھی کس طرح ممکن تھی البتہ ہندو ملازمہ جو اب تک بندھے بندھے یہ تمام منظر دیکھ رہی تھی بری طرح خوفزدہ ہوگئی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایرا شائل کو دیکھنے لگی۔

میں نے پہلے ایرا شائل کا بھرپور جائزہ لیا اور اس کے بعد وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس ہندو ملازمہ کو بھی چھوڑنا مناسب نہیں تھا کم از کم میں اپنے لئے کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ چنانچہ اس کے قریب پہنچ گیا اس بیچاری سے کچھ کہنا بیکار تھا۔ میں نے اس کی ساڑھی اس کی گردن پر رکھی اور پھر دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن دبوچ لی۔ ہندو ملازمہ تڑپی پھڑکی اور اس کے بعد بے جان ہوگئی۔ اس کی موت کا مجھے افسوس ہوا تھا لیکن ایسے لمحات میں اس قسم کے جذباتی پن......... کو نظر انداز کرنا ہوتا ہے۔ ان دونوں کو قتل کرنے کے بعد میں ہاتھ جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوگیا۔ اب میں اتنا ہی سفاک انسان بن چکا تھا کہ دو آدمیوں کے قتل کے بعد میرے ذہن پر کوئی خاص اثر طاری نہیں ہوتا تھا میں نے لاپرواہی سے ان دونوں لاشوں کو دیکھا۔ ابھی کچھ اور کام باقی تھا یہاں' چنانچہ اس کے بعد میں نے انتہائی تندہی سے ایرا شائل کے پورے فلیٹ کی تلاشی لے ڈالی اور پھر کوئی خاص چیز نہ پانے کے بعد وہ تمام چیزیں اس قرینے سے ان کی جگہ رکھ دیں کیونکہ اس کے بعد کا بھی منصوبہ میرے ذہن میں تھا۔ اب جبکہ یہ خطرہ مول لیا ہے تو اسے آخری حد تک پہنچا دینا ہی مناسب تھا۔ میں بھی میدان نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اس وقت تک جب تک کہ کوئی

Uploaded By Muhammad Nadeem

خاص خطرہ سر پر ہی نہ آجائے چنانچہ ہر جگہ سے اپنے نشانات مٹانے کے بعد میں ایرا شائل کے فلیٹ سے واپس نکل گیا اور پر اطمینان قدموں سے چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

کچھ دیر کے بعد میں اپنی منزل پر تھا۔ یعنی جنرل کیر سنگھ کا مکان جو بہرطور ابھی میرے لئے ایک محفوظ پناہ گاہ تھا۔ جنرل کیر سنگھ غیر متوقع طور پر ہی دوسرے دن اپنے خاندان کے ساتھ واپس آگیا اور کوٹھی کی رونقیں لوٹ آئیں۔ میں یہاں رہ رہا تھا لیکن بس کچھ عجیب سا انداز تھا۔ ان لوگوں نے مجھے جو حیثیت دے دی تھی۔ وہ بھی ایک طرح سے ناقابل یقین سی تھی کچھ نہ ہونے کے باوجود میں اس گھر کا ایک فرد بن کر رہ گیا تھا۔ بہرطور سدھا دیوی اور شری دیوی نے سارا چارج سنبھال لیا۔ آنے والوں میں' میں نے ایک نئی شکل بھی دیکھی تھی' خالص دیہاتی نوجوان تھا۔ لمبا چوڑا قد' چوڑا سینہ' گلے میں تعویز' خالص دیہاتی لباس پہنے ہوئے تھا۔ رنگ بھی گورا چٹا' مونچھیں گھنی مگر آنکھوں میں چوڑا چوڑا کاجل لگا ہوا تھا۔ خوبصورت نقوش کا مالک' پتا نہیں کون تھا مجھے تو خیر پوچھنے کا کوئی حق ہی نہیں تھا اسے کوٹھی کے اندرونی حصے میں رکھا گیا۔ جنرل کیر سنگھ نے اس رات میرے ساتھ شطرنج کی دو بازیاں کھیلیں اور پھر کہنے لگا۔

"میری چھٹیاں ختم ہوگئی ہیں اور مجھے واپس ڈیوٹی پر جانا ہے۔ یہ سوچ رہا ہوں کہ تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں یا نہ لے جاؤں ویسے وہاں سے حالات ابھی تک بہت خراب چل رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں مجھے واپس پہنچنے کے بعد ایک لمحے کی فرصت نہیں ملے گی اور پھر یہاں تمہاری تربیت بھی ہو رہی ہے تمہیں تو یہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے نا؟؟"

"نہیں مہاراج آپ نے تو مجھے سارا سنسار دے دیا ہے۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ وہ کون سے لمحات تھے اور میں نے ایسا کون سا کام کیا تھا جس کے نتیجے میں مجھے آپ کا ساتھ حاصل ہوگیا' جیون بنا دیا ہے آپ نے میرا۔"

"چل ٹھیک ہے تیرا کام ہوگیا ہریش' ہمیں تو یہ خوشی ہے پر تو بڑا فنکار ہے بھائی' پتا نہیں کہاں سے تو نے یہ شطرنج کھیلنا سیکھا ہے' تیری یاد آتی ہے اور آتی رہے گی۔"

جنرل کیر سنگھ کو دو دن کے بعد واپس جانا تھا اور اس نے مجھے ساتھ لے جانے پر اصرار نہیں کیا تھا اور یہ بات میرے حق میں بہتر تھی ورنہ کہیں بھی روپوش ہونا پڑتا اور

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

اس طرح وہ چانس ختم ہو جاتا جس کے لئے میں ابھی تک یہاں موجود تھا۔ شری
حسب معمول تھیں' سدھا دیوی نے ابھی اچانک مجھے اپنی پسندیدگی کی فہرست سے
دیا تھا۔ البتہ شری دیوی کے پیٹ میں بھلا بات کہاں سے رکتی' موقع مل گیا۔ مسکراتی
میرے پاس پاس پہنچ گئی۔

"تمہارے دن رات تو بڑے کٹھن گزرے ہوں گے ہریش جی۔"

"سمجھا نہیں شری دیوی۔"

"حالانکہ سب سمجھ رہے ہو تمہارا چہرہ بتاتا ہے۔"

"آپ ہمیشہ ہی مجھ پر شک کرتی رہی ہیں۔"

"میرے جوتے کو غرض پڑی ہے شک کرنے یا نہ کرنے کی' بس جو من میں آیا تھا کہہ دیا تھا تم سے' تم سے کون سا میرا ناطہ ہے۔"

"بہر حال۔"

"اور اب' اب بھی تمہاری دال نہیں گلے گی' کیونکہ سدھا دیوی نے ایک کھلونا اور خرید لیا ہے۔"

"کھلونا۔"

"دیکھا نہیں۔"

"وہ دیہاتی۔"

"ہاں' دیپک ہے اس کا نام' جلانا جانتا ہے انسان کے من کو سدھا دیوی نے اسے بیس ہزار میں خریدا ہے۔"

"کیا؟" میں نے حیرت سے اچھل کر کہا۔ اور شری ہنسنے لگی۔

"پورے بیس ہزار اس کے گھر والوں کو دیئے ہیں' پتا جی کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے وہ تو اسے اپنی بستی والوں کا تحفہ سمجھ رہے ہیں' گھر کے کام کاج کے لئے بستی والوں نے پتاجی کو دیپک دیا ہے لیکن یہ دیپک کس کے من میں جل رہا ہے اس کا علم پتا جی کے فرشتوں کو بھی نہیں ہے۔"

میں صورتحال سمجھ گیا' میں نے آہستہ سے کہا۔

"تو وہ سدھا دیوی کا منظور نظر ہے۔"

"رقابت محسوس کر رہے ہو اس سے۔"

"جب آپ میری بات پر یقین ہی نہیں کرتیں شری دیوی تو کچھ کہنا بیکار ہے۔"

"مطلب؟"

"رقابت کی بات جہاں تک آپ نے کہی میرا سدھا دیوی سے ایسا کوئی واسطہ ہی نہیں رہا ہے جس کی بنا پر میں کسی نوجوان کو اپنے لئے رقیب سمجھوں۔"

جواب میں شری ہنس پڑی تھی' پھر کہنے لگی۔

"تم بھی بڑے مستقل مزاج ہو ہریش' مان کر ہی نہ دیتے۔"

"کوئی حقیقت ہو تو مان کر دوں۔"

"اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو یہ اس سنسار کا سب سے بڑا جھوٹ محسوس ہوتا ہے' خیر مجھے کیا؟"

میں نے شری دیوی کے جانے کے بعد دیپک کو غور سے دیکھا اس معیار پر پورا اترتا تھا جو کسی کو جلانے کے لئے کافی ہوتا ہے اگر شاندار لباس پہنا دیا جاتا اس کو تو اعلیٰ ترین شخصیت کا مالک تھا لیکن یہ دوسری بات ہے کہ ابھی تک اس میں کوئی ایسی نمایاں خوبی نہیں پیدا ہوئی تھی' شاید جنرل کیر سنگھ کی غیر موجودگی میں سدھا دیوی اسے ایک معیاری انسان بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔

ادھر ایرا شائل کے قتل کی باز گشت گونج رہی تھی' تعزیتی پروگرام میں میری شمولیت بھی ہوئی تھی اور میں نے بھی چند منٹ کی خاموشی اختیار کی تھی' لیکن اندرونی معاملات مجھے بھی پتا نہیں چل سکے تھے' گوکل ہارپن بہت زیادہ متاثر نظر آتا تھا۔

تحقیقات شروع ہوگئی تھی اور ماہرین ایرا شائل کے قتل کا سراغ لگانے میں مصروف تھے۔ چونکہ میں اب اعزاز یافتہ تھا اس لئے میری ذاتی حیثیت بھی اچھی خاصی ہوگئی تھی اور خصوصی محکموں میں میرے اپنے بہت سے شناسا بھی تھے۔ جنرل کیر سنگھ چلا گیا اور اس کے گھریلو معاملات کی تھوڑی بہت ذمے داری میرے شانوں پر بھی آگئی میں نے بہت سے معاملات سے خود کو لاتعلق رکھنا بھی بہتر سمجھا تھا جو تحقیقات ہو رہی تھی اس سے مجھے بہت سے خطرات لاحق تھے اب ان لوگوں کے ڈیپارٹمنٹ اتنے احمق بھی نہیں تھے' میرا نام دانش منصور کی حیثیت سے ان لوگوں کے لئے خاصا حوا بنا ہوا تھا' اور

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

خفیہ ایجنسیاں مسلسل یہ سراغ لگانے میں مصروف تھیں کہ دانش منصور جسے اغوا کرکے یہاں بھیجا گیا تھا' آخر کہاں روپوش ہوگیا' اصل میں میرے لئے بچت کا ایک راستہ یہ نکل آیا تھا کہ میں کشمیری مجاہدین کے ہاتھوں لگ گیا تھا' چنانچہ جب کبھی یہاں شناساؤں میں دانش منصور کا تذکرہ میرے سامنے ہی ہوتا تو لوگ اپنی رائے یہی دیا کرتے تھے کہ دانش منصور کشمیری مجاہدین کے ساتھ مصروف عمل ہے' میرے رجحانات کا اندازہ کرکے بعض ایسے واقعات کو میرے نام سے منسوب کیا جاتا تھا جن میں مجاہدین کشمیر کوئی شاندار کارنامہ سرانجام دیا کرتے تھے لیکن یہ بات میرے لئے مسلسل خوف کا باعث تھی کہ بالآخر ایک نہ ایک دن ایسا ضرور آجائے گا جب انہیں میری نشاندہی ہو جائے گی' وہ تو شکر تھا کہ ایرا شائل نے براہ راست یہ ساری معلومات حاصل کی تھیں اور بات اسی تک محدود رہی تھی' احمق یہودی جاسوسہ اگر عورت نہ ہوتی تو اس طرح مار نہ کھا جاتی' یہ بھی ایک دلچسپ تجربہ تھا۔

پھر یوں ہوا کہ ایک دن مجھے گوئل ہارپن نے طلب کرلیا اس کی اس طلبی نے میرے ذہن میں شدید تجسس بیدار کر دیا تھا ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد گوئل ہارپن کے پاس پہنچا تھا' گوئل ہارپن غالباً ایرا شائل سے کوئی خاص نسبت رکھتا تھا' اس دوران اس سے ملاقات تو نہیں ہوئی تھی' لیکن اس کی مصروفیات علم میں آتی رہی تھیں' اس کا چہرہ ستا گیا تھا اور وہ شگفتگی رخصت ہوگئی تھی جو اس کی شخصیت میں پہلے پائی جاتی تھی' وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ ملاقات پرائیویٹ نوعیت کی ہے' مجھ سے اچھی طرح ملا اور بھاری لہجے میں بولا۔

"ایرا شائل ہمارے درمیان سے نکل گئی ڈیر ہرلیش' لیکن تمہارے مسئلے میں وہ بہت جذباتی تھی اور کئی بار اس نے مجھ سے تمہارے بارے میں گفتگو کی تھی۔"

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"مس شائل کے بارے میں سر' آج پہلی بار آپ کے سامنے دل کی بات کر رہا ہوں ورنہ کوئی اور ایسا تھا ہی نہیں جسے میں اپنے جذبات سے آگاہ کرسکتا' حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے میری بہت رہنمائی کی تھی اور مجھے یہاں تک لانے میں انہی کا ہاتھ تھا میں ان کی بے پناہ عزت کرتا تھا۔"

"ایک بات بالکل سچ بتاؤ گے ہرلیش؟"

"سر آپ کے سامنے جھوٹ بولنے کی جرات نہیں کرسکتا۔"

"کیا ایرا شائل تم سے محبت کرنے لگی تھی؟"

"وہ مجھ سے محبت کرتی تھیں لیکن ایک اچھے اسٹوڈنٹ کی حیثیت سے' ان کی مہربانیاں ہمیشہ میرے ساتھ رہتی تھیں۔"

"اس سے زیادہ۔" گوئل ہارپن نے میرا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر' میں نے ہمیشہ ان کا احترام ایک استاد کی حیثیت سے کیا' وہ درحقیقت میری استاد تھیں۔"

"فطری طور پر وہ بہت اچھی عورت تھی اور اگر یہ انکشاف تم پر نہیں ہوا تو حیرت کی بات ہے یا تو اسے تمہارے سادگی کہا جائے یا پھر ایرا شائل نے تم سے گریز کیا ورنہ جہاں تک میرا اندازہ تھا وہ تم سے محبت کرنے لگی تھی' تمہیں چاہنے لگی تھی' کیا اس نے کبھی تم سے اس کا اظہار نہیں کیا' تم اس کے فلیٹ پر تو گئے ہوگے۔"

"تین بار سر انہوں نے مجھے طلب کیا لیکن کبھی بھی انہوں نے کسی قسم کی ایسی کیفیت کا اظہار نہیں کیا مجھ پر' مجھے آپ کی بات پر حیرت ہے۔"

"خیر ہم ایرا شائل کے وجود کو کبھی فراموش نہیں کرسکتے' اسی لئے اس وقت میں تم سے اس کا تذکرہ نکال بیٹھا ہوں جبکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اب تمہیں ایک اور مہم سر انجام دینے کے لئے تیار ہو جانا چاہیے' شاید یہ بات کبھی تم سے ایرا شائل نے نہ کہی ہوگی کیونکہ اس کا منصوبہ اس کے اپنے ذہن ہی میں تھا اور اس سے کبھی باہر نہیں آیا' تمہیں ایک خاص مہم کے لئے اس نے منتخب کیا ہے اور اب تمہیں اس کی موت کے بعد بھی اس کی اس مہم کی تکمیل کرنی ہے۔"

"میڈم شائل نے اگر کوئی ذمے داری میرے شانوں پر رکھی ہے تو زندگی کی قیمت پر اسے سرانجام دینے کی کوشش کروں گا۔"

"کل صبح تمہاری ملاقات مقامی فوج کے ایک افسر اعلیٰ جنرل مدھو کرنہا سے ہونی ہے اور مسٹر مدھو کرنہا تمہیں تمہاری آئندہ مصروفیات کی تفصیل بتائیں گے۔"

"جی سر میں حاضر ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ گوئل ہارپن دیر تک مجھے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کرتا رہا اس نے مجھے بتایا کہ کل صبح میں تیاریوں کے بعد وہاں پہنچوں' ہو سکتا ہے وہ ذمے داری وہیں میرے سپرد کر دی جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے سلسلے میں مزید تفصیلات کے لئے مجھے کہیں اور جانا پڑے۔ میں نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔

واپسی میں شدید سنسنی کا شکار رہا اور یہ سنسنی مجھ پر ساری رات طاری رہی۔

دوسرے دن صبح گوئل ہارپن کی ہدایت کے مطابق اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے ایک فوجی گاڑی مجھے لے کر چل پڑی' گاڑی میں' میں تنہا تھا' ڈرائیور کے ساتھ ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ فوجی چھاؤنی کے ایک مخصوص علاقے میں مجھے پہنچا دیا گیا جہاں میری ملاقات دو افراد سے ہوئی' یہ لوگ بھی میرے ساتھ ہی اس مہم کے شریک تھے کیونکہ انہوں نے میرا استقبال تین نمبر کی حیثیت سے کیا تھا' ان میں ایک شاطرانہ شخصیت کا مالک تیرتھ رام تھا اور دوسرا ایک یہودی نسل کا نوجوان ڈین شیرر۔

ڈین شیرر بھی ذہانت کا پتلا معلوم ہوتا تھا' خدوخال ظاہر ہے یہودیوں جیسے ہی تھے لیکن وہ بہترین اردو اور بہترین پشتو بولتا تھا۔ وہ اتنی صاف اردو میں مجھ سے باتیں کرتا رہا کہ میں نے کئی بار اس پر حیرت کا اظہار کیا تیرتھ رام ہنس کر بولا۔

"لیکن ڈین شیرر بہترین اداکاری کر لیتا ہے خالص قسم کے پٹھانوں والی اور ہمارے ساتھ یہ پٹھان ہی کی حیثیت سے چلے گا' اگر کوئی پشتو بولنے والا اس کی پشتو سن لے تو خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا کہ یہ پٹھان نہیں ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔

"یقینی طور پر مسٹر ڈین شیرر مجھے حیران کن قوتوں کے ملک معلوم ہوتے ہیں اور ان کا رنگ و روپ اور خدوخال سو فیصدی پٹھانوں سے ملتے جلتے ہیں' یہ ایک بہترین کردار منتخب کیا گیا ہے۔"

جنرل مدھوکر بہت خوبصورت جسم کا آدمی تھا' عمر پینتالیس یا پچاس کے درمیان ہو گی لیکن صحت نوجوانوں جیسی تھی' گہری نگاہوں کے مالک اس شخص نے ہم تینوں کا جائزہ لیا اور سرد لہجے میں ہمارا انٹرویو لینے لگا' اس نے ہم میں سے ہر ایک کے بارے میں معلومات حاصل کیں' میرے ساتھ تو جنرل کیر سنگھ کی چھاپ موجود تھی' چنانچہ اس سے بڑا کوئی ثبوت میرے بہتر انسان ہونے کے لئے نہیں تھا' جنرل مدھوکر سنہا نے ہم سے کہا۔

"اور جس مقصد کے لئے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے' اسے ابھی تمہارے علم میں لانا مناسب نہیں ہے' البتہ تمہیں تربیت کے لئے ڈیلو کیمپ بھیجا جا رہا ہے' ڈیلو کیمپ جہاں بھی ہے اور جو کچھ بھی ہے اس کی تفصیلات تمہیں معلوم ہو جائیں گی وہاں پر تم تربیت حاصل کرو گے اور پھر وہیں سے تمہیں آئندہ کے لئے معلومات فراہم کر دی جائے گی' میں نے تمہارا انتخاب مناسب طور پر کر لیا ہے تمہیں ایک ایک بات ڈیلو کیمپ ہی میں بتائی جائے گی چنانچہ اب تم یہاں سے براہ راست وہاں روانگی کی تیاریاں کرو۔"

ہمیں ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے ڈیلو کیمپ بھیجا گیا' ہیلی کاپٹر کا سفر اتنا طویل تھا کہ ہمیں یہ اندازہ ہو گیا کہ ہم اپنی رہائش گاہ سے کتنے فاصلے پر پہنچ گئے ہیں' ڈیلو کیمپ بھی ایک فوجی علاقہ تھا اور اسے دور دراز جنگلوں میں بنایا گیا تھا لیکن وہاں کے اطراف جس قدر خوبصورت تھے ان سے دلی فرحت ہوتی تھی' چاروں طرف سبزہ زار اونچی اونچی برف پوش پہاڑیاں نجانے کون سا علاقہ تھا' ویسے ہندوستان کی وسعتوں کے بارے میں مجھے علم تھا اور ایسا کوئی ایک علاقہ وہاں نہیں تھا بلکہ اس کا ایک ایک چپہ ایسے ایسے حسین علاقوں سے بھرپور تھا۔

ڈیلو کیمپ میں چند افراد نے ہمارا استقبال کیا اور ہمارا چارج لے لیا گیا' رہائش' عمدہ کھانا' عیش و عشرت کی زندگی البتہ اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ تربیت بھی جاری تھی جو ایک مخصوص سمت کی جانب اشارہ کرتی تھی اور غالباً" میرے علاوہ کسی اور کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ جس مہم پر ہمیں بھیجا جانے والا ہے اس کی نوعیت کیا ہے' غرضیکہ مختلف قسم کے تجربات جاری رہے ہماری تربیت ہر طرح سے کی جا رہی تھی' ہمیں علاقائی نوعیتیں سمجھائی جا رہی تھیں' ہمارا یہاں کا مقامی چیف بھی ایک سکھ میجر تھا جس نے ہماری تربیت کی ذمے داری سنبھالی ہوئی تھی' میجر ہرنام سنگھ بہت اچھا انسان تھا اور اس کا رویہ ہمارے ساتھ بہت ہی مخلصانہ تھا لیکن جہاں تک صورت حال کا معاملہ تھا اس نے ہمیں نہیں بتایا گیا تھا کہ کون آ رہا ہے۔ جنرل مدھوکر سنہا نے ہم سے ہاتھ ملایا اور میجر ہرنام سنگھ سے ہماری تربیت کے بارے میں تفصیلات معلوم کرتا ہوا اس جگہ تک آ گیا جہاں ڈیلو کیمپ کا بہت بڑا دفتر بنا ہوا تھا' ایک بڑے سے کمرے میں تین افراد بیٹھے ہوئے تھے یہ ہمارے لئے اجنبی تھے۔ بڑی سی میز کے سامنے انہوں نے کچھ کاغذات سجائے ہوئے تھے۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میجر ہرنام سنگھ کو واپس کر دیا گیا اور اس کے بعد جنرل مدھوکر سنہا نے ہم تینوں کو سامنے بٹھا کر کہا۔

"اور اب تمہیں اس خفیہ مہم کی تمام تفصیلات بتائی جا رہی ہیں دوستو! جسے سر انجام دینے کے لئے تمہیں یہاں سے روانہ ہونا ہے' تمہیں ہلکا پھلکا بھیس بدلنا پڑے گا اور اس کے بعد تمہیں سرحدی علاقوں سے دوسری طرف پہنچا دیا جائے گا' تینوں جہاں تک ممکن ہو سکے ساتھ ساتھ رہنے کی کوشش کرنا کیونکہ بہر طور تمہیں خفیہ طور پر دشمن کے علاقہ میں داخل ہونا ہے۔ خطرات جس طرح تمہارا استقبال کریں گے تمہیں اس کا پورا پورا اندازہ ہونا چاہیے اور یقینی طور پر میجر ہرنام سنگھ نے تمہیں ان خطرات سے نمٹنے کے تمام گر سکھا دیئے ہوں گے' تمہارا رابطہ ٹرانسمیٹر پر ایک دوسرے سے رہے گا بظاہر تم احمق قسم کے دیہاتی بن کر وہاں داخل ہو گے لیکن اس کے بعد تمہیں جب یہ احساس ہو جائے کہ تم نے ہر شبے کو ختم کر دیا ہے تو پھر وہاں تمہیں چند افراد سے رابطہ قائم کرنا پڑے گا۔" ان افراد کے جو نام بتائے گئے مجھے اس کے بارے میں پوری تفصیل پہلے سے معلوم تھی لیکن ہم بڑی توجہ اور دلچسپی سے جنرل مدھوکر سنہا کے یہ الفاظ سن رہے تھے اس نے کہا۔

"اور اگر تم نے اس مہم کو شاندار طریقے سے سر انجام دے لیا تو یوں سمجھو تم ایک عظیم الشان کارنامہ سر انجام دینے کا باعث بنو گے اور اس کا صلہ تمہیں جو کچھ ملے گا اس کے بارے میں بھی تمہیں اچھی طرح علم ہو جانا چاہیے۔"

"سر اپنے دیش کی خدمت کرنا ہمارا فرض ہے اور دیش کی خدمت کا صلہ یہی ہوتا ہے کہ دیش پھلے پھولے۔" تیرتھ رام نے کہا اور جنرل مدھوکر سنہا گردن ہلانے لگا۔

آخری ہدایت ہمیں جنرل مدھوکر سنہا نے دی اور اس کے بعد ہرنام سنگھ کو طلب کر لیا گیا' بقیہ ذمے داریاں ہرنام سنگھ کو پوری کرنی تھیں' میجر نے اسے ہدایت دیں ہمیں چوبیس گھنٹے تک وہ تمام علاقے اور نام دکھائے جاتے رہیں اور ذہن نشین کرایا جائے جہاں ہمیں اپنے بقیہ ساتھیوں کو تلاش کر کے بالآخر اپنا اہم کام سر انجام دینا تھا۔

جنرل مدھوکر سنہا کے جانے کے بعد میجر ہرنام سنگھ نے اپنا کام شروع کر دیا' بڑی دلچسپ شخصیت کا مالک تھا وہ' دوران تربیت وہ ہم سے مذاق بھی کرتا جاتا تھا' لطیفے بھی سناتا جاتا

تھا' میں بہت زیادہ متجسس تھا اور میری دلی آرزو تھی کہ جلد از جلد مجھے میرے وطن کی سرحدوں کے دوسری جانب دھکیل دیا جائے' حالانکہ میں یہاں سے ایک اور اہم ذمے داری لے کر جا رہا تھا' جس کی تکمیل میرا فرض نہیں تھا لیکن میں نے یہ غلط سوچا' اصل میں میرے وجود کا ذرہ ذرہ تو اپنے وطن کے لئے وقف ہو گیا تھا' اس دوران میں نے یہ تصور اپنے ذہن سے نکال دیا تھا کہ میری اصل شخصیت کیا ہے' میں فیصل تھا' دانش منصور تھا جو کچھ بھی تھا اس وقت تک تھا جب تک کہ میں اپنے وہ کارنامے سر انجام دے رہا تھا' لیکن اس وقت جو ناپاک منصوبہ میرے علم میں آیا تھا اصل میں میں اپنی شخصیت سے اس منصوبے کو ناکام بنا دینا چاہتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ فرض کی ادائیگی کا ایک بہت بڑا حصہ میرے سر سے ٹل جائے گا اور میں اپنا فرض ادا کر کے خوشی محسوس کروں گا چنانچہ اپنی تمام تر توجہ اسی جانب مبذول کئے رہا۔

چوبیس گھنٹے کی وہ تربیت بھی مکمل ہو گئی اور اس وقت رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تھے جب ہمیں تیار ہونے کے لئے کہا گیا' شام ہی کو ہلکا پھلکا کھانا دیا گیا تھا اور اس کے بعد کھانا پینا بند کر دیا گیا تھا وہ سازو سامان ہمارے حوالے کر دیا گیا تھا جس سے ہمیں کام لینا تھا' ہلکی سب مشین گنیں' چھوٹے چھوٹے گرینیڈ جو خاص طریقے سے بنائے گئے تھے' ٹرانسمیٹر وغیرہ۔

سامان بہت زیادہ وزنی نہیں تھا لیکن بڑا موثر تھا اور اس کے بعد ہمیں فوجی جیپ لے کر چل پڑی' تین افراد ہمارے ساتھ تھے جن میں میجر ہرنام سنگھ بھی تھا' ہمیں وہ راستے بتا دیئے گئے تھے جہاں سے ہمیں اپنا کام سر انجام دینا تھا۔ مخصوص جگہ پہنچانے کے بعد میجر ہرنام سنگھ نے ہمیں ست سری اکال کہا اور اس کے بعد جیپ واپس لوٹ گئی اب یہاں سے ہمارے آگے کے سفر کا آغاز ہو گیا تھا۔ پہلے ہمیں ایک بہت بڑا درہ عبور کرنا تھا جو انتہائی دشوار گزار تھا' پتھریلے راستوں سے گزر کر درے کے دوسری جانب پہنچنے کے بعد ہمیں اطلاع دی گئی تھی کہ ہم ایک وادی میں جا نکلیں گے جو ویران پڑی ہوئی ہے لیکن اس وادی میں ہمیں دوسری جانب سے دیکھ لئے جانے کا خطرہ پیش آ سکتا ہے۔

اس سنسنی خیز سفر کا پہلا مرحلہ طے ہو گیا ہم تینوں نہایت جانفشانی سے اپنی منزل کی جانب بڑھ رہے تھے وہ وادی زیادہ وسیع و عریض نہیں تھی جس کی طرف سے ہمیں باخبر

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

کیا گیا تھا۔ رات کا دوسرا پہر شروع ہو چکا تھا اور تاحد نگاہ ویرانی پھیلی ہوئی تھی' ہمارے لباس خصوصاً" اس قسم کے تھے کہ رات کی تاریکی میں ہمیں دیکھا نہ جاسکے سامنے ہی پہاڑی ٹیلے نظر آرہے تھے' وادی کو عبور کرنے کے بعد ہمیں ان پہاڑی ٹیلوں تک پہنچنا تھا اور یہاں سے تھوڑا تھوڑا سفر طے کرنے کے بعد بالآخر اس آبادی تک جو دوسرے ملک یعنی میرے اپنے وطن عزیز کی آبادی تھی' میرا دل بلیوں اچھل رہا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ وہاں پہنچنے کے بعد مجھے سب سے پہلا عمل کیا کرنا ہوگا' ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھا جارہا تھا اور ہم کسی کو یہ احساس نہیں ہونے دینا چاہتے تھے کہ وادی میں کوئی شے متحرک ہے' چنانچہ اس وادی کو عبور کرنے میں ہمیں خاصا وقت صرف ہوگیا اور پھر ہم ان چٹانوں کے قریب پہنچ گئے جہاں سے ہمیں فاصلے اختیار کرنے تھے ڈین شیرر نے اس سلسلے میں بائیں سمت کا انتخاب کیا' تیرتھ رام درمیان میں رہا اور مجھے داہنی سمت روانہ ہونے کے لئے کہا گیا' لیکن ابھی ہم اپنے سفر کو آگے نہیں بڑھا سکے تھے کہ دفعتاً" تیز روشنیاں پہاڑوں کی چٹانوں سے ہم پر ڈالی گئی تھیں اور لازمی امر تھا کہ یہ دوسری سمت کے فوجیوں کا کارنامہ تھا' تاہم یہ بات میرے علم میں تھی کہ وہ لوگ دوست اور دشمن کا اندازہ نہیں لگا پائیں گے اور میں بھی ان کی زد میں آجاؤں گا لیکن شیرر اور تیرتھ رام نے ان روشنیوں پر فائرنگ شروع کر دی تھی اور اس کے ساتھ ہی کچھ چیخیں بھی بلند ہوئی تھیں۔ دفعتاً" ہی میرے بدن میں جھرجھری سی پیدا ہوگئی وہ چیخیں میرے وطن کے فوجیوں کی تھیں اور یقینی طور پر ان دونوں کتوں نے ان فوجیوں کو نشانہ بنایا تھا' پہاڑی چٹانوں پر لگی ہوئی سرچ لائٹیں بھی بجھ گئی تھیں اور میں ان کی زد سے نکل آیا تھا' لیکن میرا جنون عروج کو پہنچتا جارہا تھا' میری نگاہوں کے سامنے میرے وطن کے فوجیوں کو نقصان پہنچایا گیا تھا' یقیناً" وہ ان گولیوں سے زخمی ہوئے ہوں گے' دفعتاً" ہی روشنیاں پھر نمودار ہوئیں اور اس بار وہ گردش کر کے چاروں طرف گھوم رہی تھیں' میں نے فضا میں فائرنگ کی اور کافی گولیاں چلا دیں' ڈین اور تیرتھ رام دونوں ہی پھر گولیاں برسانے لگے تھے اور اس کے نتیجے میں کچھ اور چیخیں سنائی دی تھیں' دفعتاً" ہی میں نے ڈین کو نگاہوں میں رکھا اور اس پر گولیوں کی بارش کر ڈالی' یہ کمبخت کچھ بھی ہے لیکن میں اسے اپنے وطن کے فوجیوں کو نقصان پہنچانے کے لئے زندہ نہیں چھوڑوں گا' چنانچہ میں نے ڈین شیرر کو بھون کر رکھ دیا

اور اس کے بعد تیرتھ رام کی تاک میں لگ گیا' مجھے اس کی ڈائریکشن پتا تھی چنانچہ میں نے پھرتی سے اپنی جگہ تبدیل کر کے تیرتھ رام پر بھی گولیوں کا طوفان نازل کر دیا۔ یہ صورتحال غیر متوقع ہوئی تھی لیکن کس دل سے یہ برداشت کرتا کہ دو دشمن میرے وطن کے فوجیوں کو بھون رہے ہیں' میں نے ان دونوں کو خاک و خون میں نہلا دیا اب میری جو کیفیت ہو مجھے اس کی پروا نہیں تھی' دوسری جانب سے بھی گولیاں چلائی جارہی تھیں' لیکن میں نشانہ نہیں بن سکا تھا اس کے بعد ایک بار پھر روشنیاں بجھ گئیں' میں گہری گہری سانسیں لینے لگا جو کچھ میں کر چکا تھا اس کا نتیجہ ابھی دیکھنا مناسب نہیں تھا کیونکہ ڈین اور تیرتھ رام کی لاشوں کا کافی فاصلہ تھا' میں اپنی جگہ انتظار کرتا رہا۔ پھر اچانک ہی عقب سے کچھ گاڑیوں کی آوازیں سنائی دیں اور میں ششدر رہ گیا' عقب سے آنے والے کون ہوسکتے ہیں یہ تو عین سرحدی علاقہ تھا کیا ہندوستانی فوجی یہی اندازہ کیا جاسکتا تھا۔ بڑی عجیب پوزیشن ہوگئی تھی' میری ایک اکیلے کی زندگی ہی کیا' اگر ادھر سے باقاعدہ فائرنگ شروع ہوئی اور جھڑپ کا آغاز ہوگیا تو خطرناک صورت حال پیدا ہو جائے گی اس کے علاوہ اور کچھ نہ کرسکا کہ ایک محفوظ جگہ دیکھ کر سیدھا سیدھا لیٹ گیا' فوجی گاڑیاں باقاعدہ ہیڈ لائٹس جلائے ہوئے آرہی تھیں اور پھر ان سے بہت سے افراد نیچے اتر آئے اور اس کے بعد تیز روشنیوں کی زد میں یہ لوگ آگے بڑھنے لگے پھر میگا فون سے کہا گیا۔

"مسٹر ہریش بنرجی' ڈین شیرر اور تیرتھ رام' آپ لوگ جہاں بھی کہیں ہیں ہمیں اپنی موجودگی کی اطلاع دیں' مسٹر ہریش بنرجی' تیرتھ رام اور ڈین شیرر۔"

یہ آواز ہرنام سنگھ کی تھی میں نے اسے پہچان لیا' آزادانہ طور پر بول رہا تھا جیسے اسے اتنے قریب دشمن کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہو میں نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے چٹانوں کی جانب دیکھا' ادھر سے بھی ٹارچوں کی روشنیاں بلند ہورہی تھیں اور پھر ہرنام سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"آپ تینوں میں سے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے آپ کو نقصان پہنچ جائے ہم اپنے ہی علاقے میں ہیں اور کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

اچانک ہی میرے بدن میں سنسنی دوڑ گئی اور میرے مسامات نے ٹھنڈا پسینہ چھوڑ دیا' ایک انوکھا تصور میرے ذہن میں بیدار ہوا تھا اور میرا وجود تھر تھر کانپنے لگا تھا' ایک لمحے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کے لئے مجھ پر خوف کا غلبہ رہا لیکن اس کے بعد کسی قسم کے احساس کا موقع ہی نہیں ملا دونوں طرف سے بے شمار فوجی ہمارے نزدیک پہنچ گئے تھے' البتہ یہ دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ ڈین شیرر اور تیرتھ رام بھی اٹھ کر سیدھے کھڑے ہوئے تھے اور آگے بڑھنے لگے تھے' ہمارے پاس چند فوجی پہنچے اور انہوں نے بڑے احترام سے ہمیں گاڑیوں تک چلنے کے لئے کہا۔ عقل حیران رہ گئی تھی۔ پھر میں نے ایک گاڑی کے پاس ہرنام سنگھ کو کھڑے دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"آپ لوگ اپنی کوششوں میں مکمل طور پر کامیاب قرار دیے گئے ہیں' اصل میں یہ ایک ڈرامہ تھا بلکہ یوں کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ ایک تجربہ تھا جو آپ لوگوں کی تربیت کے آخری مرحلے کے طور پر کیا گیا' اور یقینی طور پر آپ نے اطمینان بخش حالات کا ثبوت دیا ہے' گویا آپ دشمن کی حد میں داخل ہونے کے لئے پوری طرح فٹ ہیں' اب آیئے آپ کو واپس چھاؤنی لے جایا جارہا ہے' جہاں آپ کو مزید ہدایات دی جائیں گی۔"

کسی کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل سکی البتہ میری حالت سب سے زیادہ خراب تھی اور میں ڈین شیرر اور تیرتھ رام کو دیکھ رہا تھا۔ جو بالکل درست حالت میں نظر آرہے تھے۔ اب اس وقت کسی قسم کے استفسار کا تو موقع تھا نہیں چنانچہ میں خاموشی سے ایک گاڑی میں بیٹھ گیا' ڈین اور تیرتھ بھی میرے ساتھ ہی تھے' میں نے محسوس کیا کہ وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگتے ہیں' میری سمجھ میں ایک بات جو آرہی ہو' اس وقت عقل نے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

تھوڑا سا فاصلہ طے کرکے ہم کوئی آدھے گھنٹے کے اندر اندر ذیلی چھاؤنی میں پہنچ گئے' یہ ایک کیمپ تھا جس کے چاروں طرف خاردار تاروں کی باڑھ لگائی گئی تھی اور ایک دروازہ بنایا گیا تھا' وہیں پر کیبن نما بیرکیں بنی ہوئی تھیں' مجھے ایک کیبن میں پہنچا دیا گیا' ڈین اور تیرتھ دوسرے کیبنوں میں چلے گئے تھے۔ میجر ہرنام سنگھ نے کہا تھا کہ ہم آرام کریں بقیہ رات ہمارے آرام کے لئے ہے۔ لیکن آرام کا کیا تصور کیا جاسکتا تھا' میرے تو ہوش و حواس ہی گم تھے جو عمل میں نے کیا تھا اس نے صورت حال بہت خوفناک کر دی تھی بشرطیکہ ان لوگوں کو اس بات کا احساس ہو جائے کہ میں نے کیا کیا ہے' میری چلائی ہوئی گولیوں نے ان دونوں پر آخر اثر کیوں نہیں کیا' میں تو جوش جذبات میں ان پر بھرپور

حملے کر چکا تھا' یہ سمجھ کر کہ وہ میرے وطن کے فوجیوں کو نقصانات پہنچا رہے ہیں لیکن انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ کیوں آخر کیوں اور اس کیوں کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا میں ساری رات بے چینی سے بستر پر کروٹیں بدلتا رہا تھا' کس کمبخت کی پلکیں ایک لمحے کے لئے جڑی تھیں۔

"دوسری صبح کا آغاز ہوا' ایک ملازم نے مجھے ناشتہ پہنچایا' چائے کے دو کپ پی کر میں مطمئن ہوگیا' بھوک کا نام و نشان نہیں تھا' بس میں یہ سوچے جارہا تھا کہ میرے اس عمل کا کیا رد عمل ہوگا' کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ان لوگوں کی نگاہوں میں آجاؤں' دن کے دس بجے مجھے ایک بیرک میں طلب کیا گیا جہاں ہم لوگ موجود تھے۔ یہاں کچھ انتظامات کیے گئے تھے۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پر اعتماد قدموں سے چلتا ہوا آگے بڑھا ایک کوٹ میرے لئے بھی تھی۔ جنرل مدھوکر سنہا نے گفتگو کا آغاز کیا۔"

"خفیہ مشن کے سلسلے میں آپ لوگوں کو بہترین تربیت مکمل کرنے پر بدھائی دیتا ہوں۔ آپ لوگوں نے خود کو اس مشن کا اہل ثابت کر دیا ہے اور اب ہم آپ پر اس سلسلے میں مکمل اعتماد کر سکتے ہیں۔ اصل میں جو کچھ ہوا ہماری تربیت کا ایک حصہ تھا۔ آپ لوگوں کو حقیقت سے لاعلم رکھا جائے یہاں ہم آپ کی کارکردگی کا جائزہ اس طرح لینا چاہتے تھے کہ آپ کو اصلیت کا علم نہ ہو اور آپ خود کو دشمن کے علاقے میں تصور کریں اور آپ نے نہایت کامیابی سے اپنا یہ کام پورا کر دیا۔ جو ہتھیار آپ کو دیئے گئے ہیں وہ نقلی تھے اور جو ایمونیشن آپ کے پاس ہے وہ خاص قسم کا بنا ہوا ہے جو دھماکے بھی کرتا ہے اور اصل کی طرح چلتا ہے لیکن انسانی جسم کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ظاہر ہے ہمارے فوجی جو اس تجربے میں دشمن کے فوجیوں کی حیثیت سے حصہ لے رہے تھے اصل ایمونیشن سے نقصان اٹھا سکتے تھے۔ اس لئے ہم نے یہ نقلی اسلحہ استعمال کیا۔ آپ لوگوں کی کارکردگی کی پوری فلم تیار کی گئی ہے۔ جو ایک بار دیکھی جاچکی ہے دوسری بار پھر دیکھی جائے گی! فلم دکھائی جائے!" جنرل مدھوکر نے کہا اور ایک آدمی اٹھ کر پروجیکٹر کے پاس پہنچ گیا۔

میرا دم گھٹ رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ جنرل سنہا میرے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیل رہا تھا۔ اسے مجھ پر شبہ ہوگیا تھا لیکن اب کیا کیا جاسکتا ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

رات کی تاریکی میں بنی ہوئی فلم بھی کسی خاص تکنیک سے بنائی گئی تھی۔ مناظر دھندلے اور تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے لیکن ہم تینوں کے دھندلے خاکے پہچانے جاسکتے تھے۔ ہم اپنے مخصوص انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ درے میں داخلے سے فلم کا آغاز ہوگیا تھا اس کے بعد ہم وادی میں پہنچے۔ پھر ان چٹانوں کے پاس پہنچے یہاں سے ہم پر روشنی پڑی۔ سرچ لائٹ کے دائرے روشن ہوئے اور ہم پوزیشن لینے لگے۔ اس کے بعد ہم نے گولیاں چلانا شروع کردیں۔ پھر وہ مرحلہ آیا جب میں نے فضا میں گولیاں چلائیں اس کے ساتھ ہی ایک سفید ایرو نے میری کارکردگی کی خصوصی نشاندہی کی وہ میری چلائی ہوئی گولیاں کا رخ آسمان کی طرف ظاہر کر رہا تھا۔ یہ شبہ ختم ہوگیا۔ یہ میرے عمل کی نشاندہی کی جارہی تھی۔ میرے اعصاب کشیدہ ہوگئے۔ اس کے بعد وہ منظر بھی نظر آیا جس میں ڈین شیرر اور تیرتھ رام پر میں نے گولیاں برسائی تھیں۔ یہاں بھی کیمرے نے میرے عمل کی نشاندہی کی تھی۔ میرا کھیل ختم ہوگیا اور اب کسی نئے کھیل کا آغاز ہونے والا تھا۔

"فلم ختم ہوگئی" جنرل سنہا نے کہا۔ "تربیت یافتہ تینوں افراد نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے لیکن جو عجیب بات ہوئی اسے سب نے محسوس کیا ہے۔ ہمیں اس کا کھوج لگانا ہوگا۔ مسٹر ہریش نبرجی کو حراست میں لے لیا جائے۔

پہلے سے تیار کھڑے ہوئی ملٹری پولیس کے چار افراد میرے اردگرد آکھڑے ہوئے۔ ان میں ایک نے مجھ سے کھڑے ہونے کے لئے کہا اور پھر میرے ہاتھ پشت پر کس دیئے گئے۔

"اس عجیب بات کی کہانی ڈین شیرر اور تیرتھ رام نے سنائی وہ خود حیران تھے۔ پھر فلم نے پوری تصدیق کردی۔ مسٹر ہریش کو آبزرویشن روم میں پہنچا دیا جائے۔"

"آؤ۔" ملٹری پولیس آفیسر نے کہا اور میں خاموشی سے ان کے ساتھ باہر نکل آیا۔

آبزرویشن روم ایک بیرک ہی تھا۔ لکڑی سے بنا ہوا ایک وسیع کمرہ جہاں تشدد کے آلات نظر آرہے تھے۔ ایک چھوٹے سے حصے کو قید خانہ بنایا گیا تھا جس میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ مجھے ان سلاخوں کے پیچھے پہنچا کر تالا لگا دیا گیا۔ اندر ایک لوہے کا اسٹول پڑا ہوا تھا اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

مجھے لانے والے بیرک سے باہر نکل گئے اور میں اسٹول پر بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اب

ایک دلچسپ کھیل کا آغاز ہوگا۔ اس کھیل میں میرا کیا کردار ہونا چاہیے۔ زندگی سے دلچسپی کیا تھی جو آنے والے وقت کا خوف ہوتا لیکن پھر بھی کچھ کرنا تو چاہیے۔ مگر کیا! آلات تشدد کا جائزہ لیا دلچسپ چیزیں تھیں گویا اب مجھے تشدد کے ان لمحات سے بھی گزرنا پڑے گا' میں آنے والے وقت کے لئے خود کو تیار کرنے لگا' حقیقت یہ تھی کہ انہیں مطمئن کرنے کے لئے اب میرے پاس الفاظ نہیں تھے' فلم دیکھنے کے بعد اس بات کا کوئی شبہ نہیں رہ جاتا تھا کہ کسی غلط فہمی کی بنیاد پر میں نے یہ کارروائی کی' اگر میں ان سے کسی بات کا تذکرہ بھی کرتا تو ظاہر ہے اسے تسلیم نہیں کیا جاتا' پھر کیا کیا جائے' اعتراف کرلوں کہ اصل میں میں کون ہوں' عقل نے یہاں ساتھ چھوڑ دیا تھا اور جب کوئی بہتر فیصلہ نہ کرپایا تو میں نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا' جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

وقت گزرتا رہا' ساری دوپہر گزر گئی' پسینے اور گرمی نے برا حال کردیا تھا' لیکن میں صبر و سکون سے وقت گزارتا رہا۔

شام کے غالباً پانچ بجے تھے جب جنرل مدھوکر سنہا دو افراد کے ساتھ یہاں پہنچا' دونوں کے شانوں پر میجر کے پھول لگے ہوئے تھے وہ اندر داخل ہوگئے' جنرل سنہا نے میرے قریب آکر مجھے بغور دیکھا پھر سرد لہجے میں بولا۔

"ہریش بنرجی ہے تمہارا نام؟"

"جی سر۔"

"اور تم جنرل کیر سنگھ کے ساتھ رہتے تھے؟"

"یس سر۔" میں نے جواب دیا۔

"جنرل کیر سنگھ سے تمہارا کیا رشتہ تھا؟"

"کیر سنگھ میرے دور کے عزیز ہیں؟"

"اور اپنی کارکردگی کی بنا پر تمہیں یلو کراس ملا ہے۔"

"جی سر۔"

"لیکن اس کے بعد تم نے یہ کارروائی کیوں کی جس سے صاف یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تم نے اپنے دونوں ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی اور ہمارے سپاہیوں کو دشمن کے سپاہی سمجھ کر ہلاک کرنے کے بجائے گولیاں فضا میں چلائیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

"رات کی تاریکی میں میں نے صرف غلط فہمی کی بنیاد پر یہ کیا ہے جنرل' میں خود بھی حیران ہوں کہ ایسا کیوں ہوا' لیکن شاید اس سچ کو میں بھی تسلیم نہ کرسکوں' مجھے اپنی اس کارروائی کا بہت افسوس ہے لیکن اگر فوج کے اصولوں میں ایسی احمقانہ کارروائی کو معاف کردینے کا کوئی پہلو نہیں ہے تو میں اپنی اس حماقت کی سزا بھگتنے کے لئے پوری طرح تیار ہوں۔"

"نہیں ڈیئر یہ صحیح جواب نہیں ہے' تمہاری اعلیٰ تربیت کی سفارش اتنے بڑے بڑے لوگوں نے کی ہے کہ ہم انہیں نظرانداز نہیں کرسکتے' ہم صرف اس بات پر حیران ہیں کہ تمہارے اندر یہ تبدیلی کیوں رونما ہوئی یا تو تم کوئی بہت گہرے انسان ہو یا پھر ذہنی طور پر ابنارمل' لیکن ہم پر لازم ہے کہ تمہارے بارے میں مکمل تفتیش کی جائی میں ابھی تم پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا' البتہ اگر تم خود یہ بتانا پسند کرو کہ کیا تم اپنے وطن میں پاکستانی ایجنٹ کی حیثیت اختیار کرچکے ہو تو شاید تمہارے ساتھ کوئی رعایت کی جاسکے۔"

"براہ کرم مجھ پر یہ الزام نہ لگایا جائے' جب میں اپنے آپ کو سزا کے لئے پیش کرچکا ہوں اور اگر وہ سزا سزائے موت ہو تب بھی میں اس سے گریز نہیں کروں گا' تو بہتر ہے کہ مجھے اور کچھ نہ کہا جائے' بس ایک ایسی غلطی ہوگئی جسے میں کسی ساحرانہ قوت کے زیر اثر سمجھتا ہوں اور یہ سحر مجھ پر کیسے طاری ہوا یہ میں نہیں جانتا۔" میں نے اپنے چہرے پر اس طرح اعتماد قائم رکھا تھا کہ جنرل مدھوکر سنہا بھی حیران رہ گیا' چند لمحات الجھی ہوئی نگاہوں سے میری صورت دیکھتا رہا پھر گردن جھٹک کر بولا۔

"جو کچھ بھی ہے کم از کم اس جگہ اس کا فیصلہ نہیں کرسکتا مسٹر ہریش بنرجی' تمہیں بہت سے تحقیقاتی مراحل سے گزرنا ہوگا اور اس کے بعد میں تمہاری صفائی سامنے آسکتی ہے لیکن ہم اس بات کو تسلیم نہیں کریں گے کہ یہ جو کچھ بھی ہوا ہے صرف ایک اتفاق ہے' خیر میجر کنول ان لوگوں کو بلالو۔" عقب سے مزید دو آدمی اندر آگئے' جن میں ایک فوٹوگرافر تھا اور دوسرا غالباً" انگلیوں کے نشانات وغیرہ کے حصول کے لئے آیا تھا۔ میرے ہاتھوں پر سیاہی لگا کر میرے بے شمار فنگر پرنٹس' پورے ہاتھوں کے نشانات کاغذ پر اتارے گئے' مختلف زاویوں سے میری تصویریں بنائی گئیں' دل ہی دل میں اس بات پر خدا کا شکر گزار تھا کہ وہ لوگ میرے صورت آشنا نہیں ہوئے تھے یعنی دانش منصور کی

حیثیت سے ان میں سے کوئی مجھے نہیں پہچانتا تھا' کم از کم یہاں میری غیبی امداد ہوئی تھی' میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ شدید تشدد' کرکے مجھے زبان کھولنے پر مجبور کیا جائے گا۔ ان تمام معمولات سے فارغ ہونے کے بعد جنرل مدھوکر سنہا نے کہا۔

"مسٹر ہریش بنرجی بہتر یہ ہوگا کہ ہر طرح سے تعاون کرو۔ ہم مکمل تحقیقات کے بعد تمہیں بے قصور بھی قرار دے سکتے ہیں' لیکن اگر تم نے کوئی حرکت کی تو اس کے نتائج تمہارے حق میں بہتر نہیں نکلیں گے۔"

"تھینک یو سر' میں جانتا ہوں بلکہ میں اپنی اس کوتاہی کے لئے ہر قیمت پر سزا کا خواہش مند ہو' اصل میں سر میں اپنی اس کیفیت کو خود بھی نہیں سمجھ پایا جو شاندار کارنامہ سرانجام دینے کے لئے میں جارہا تھا اس میں ایک غیر حقیقی رکاوٹ پیدا ہوئی ہے' بہرحال میں اسے اپنی تقدیر بھی کہہ سکتا ہوں۔"

میں ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگیا' جنرل مدھوکر سنہا میرے ان الفاظ پر جذباتی نہیں ہوا تھا' اس نے دونوں میجروں کے ساتھ واپسی کے لئے قدم اٹھادیئے اور قید خانے کا دروازہ پھر سے بند کردیا گیا' وہ لوگ چلے گئے اور میں حیرت سے بند دروازے کو دیکھنے لگا۔

یہ تو سب کچھ واقعی غیر متوقع طور پر ہوگیا تھا' کوئی بات ہی سمجھ میں نہیں آرہی تھی' جنرل کا انداز بھی میرے ساتھ بہت زیادہ برا نہیں تھا جبکہ وہاں جہاں فلم دیکھی جارہی تھی جنرل نے میرا خاصا مذاق اڑایا تھا' پتا نہیں ایسا کیوں ہوا ہے بہرطور میں اسے اپنی تقدیر کی خوبی ہی سمجھتا تھا' اس کے بعد پھر وہی خاموشی اور تنہائی۔

تقریباً" ساڑھے سات بجے کا وقت تھا جب اچانک ہی قید خانے کا دروازہ کھلا اور تین آدمی ایک انسانی جسم کو اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوئے' میں چونک کر کھڑا ہوگیا تھا' آنے والے تینوں افراد مقامی فوجیوں کی وردیوں میں تھے اور ان کے چہرے کچھ اس طرح چھپے ہوئی تھے کہ خدوخال واضح طور پر نہیں دیکھے جاسکتے تھے' انسانی جسم کو انہوں نے ایک سمت لٹادیا اور اس پر ایک چھوٹی سی چادر ڈال دی۔ میں ایک گوشے میں کھڑے ہوکر ان کی کارروائی دیکھنے لگا تھا' پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"خاموشی سے ہمارے ساتھ چلے آؤ' آؤ جلدی دیر مت کرو۔" میں بھونچکے سے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

انداز میں ان کے پیچھے چل پڑا تھا' لیکن اس بیرک کے سامنے والے دروازے گزرنے کے بجائے انہوں نے عقبی حصے کا رخ کیا' چند قدم آگے گئے اور اس کے ایک جگہ رک گئے۔

"سنبھل کر' یہ ایک خشک گٹرلائن ہے تمہیں اس میں اتر کر سفر کرنا ہے' اندر گھٹن اور جھاڑ جھنکاڑ ہیں' تھوڑی سی تکلیف کے لئے خود کو تیار کرلینا۔"

میں اب سنبھل گیا تھا' ان لوگوں کے پاس روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا' لیکن ان میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا' باقی دو میرے عقب میں تھے جگہ واقعی بہت ہی خطرناک تھی بس دس بارہ قدم ہی ہم کھڑے ہو کر چل سکے اس کے بعد گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بڑھنا پڑا' نیچے خشک گھاس' کانٹے اور نجانے کیا کیا چیزیں بدن کو چھیل رہی تھیں' گھٹن تھی کہ سانس بند ہوا جارہا تھا' اور یہ احساس ہو رہا تھا کہ اگر پانچ منٹ بھی اسی طرح سفر کیا تو دم نکل جائے گا لیکن شکر تھا کہ سفر ختم ہوگیا اور ہم کھلی جگہ نکل آئے۔ کھلی ہوا میں گہری گہری سانسیں لینے سے کیفیت بہتر ہوئی۔ کچھ فاصلے پر کوئی شے نظر آرہی تھی۔ غور سے دیکھا تو وہ ایک دیو ہیکل ٹرک تھا۔ جس کے پچھلے حصے میں سامان لدا ہوا تھا۔

مجھے لانے والوں میں سے ایک نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"کچھ فاصلے پر بہت سے لوگ موجود ہیں۔ تمہیں احتیاط رکھنا ہوگی چیف!"

"چیف۔" میں نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"نہیں پہچانے۔" وہ سرگوشی میں بولا۔

"کون ہو تم؟"

"چیکاس فور۔" اس نے جواب دیا اور میرے دماغ میں بادل گڑگڑانے لگے۔ یہ ایک شدید اعصابی جھٹکا لگا تھا۔ وہ سب تو ننھے سے قدو قامت کے تھے لیکن یہ لوگ' پھر مجھے یاد آیا کہ وہ بازی گر ہیں اور اپنے بدن میں مصنوعی اضافہ کر لیتے ہیں اس طرح کہ کسی کو احساس بھی نہ ہو مگر یہاں۔ اس جگہ وہ؟ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میرے منہ سے کوشش کے باوجود کوئی آواز نہیں نکل سکی تھی۔ دوسرے چیکاس نے کہا۔

"ہم تمہارے کتے ہیں چیف۔ تمہاری بو پہچانتے ہیں۔ تمہیں ہر جگہ سونگھتے پھ

رہے تھے بالآخر تم تک پہنچ گئے۔ ہمارے اس طرح پہنچ جانے پر حیرت نہ کرو۔ تمہیں ضروری تفصیلات بتائے دیتے ہیں باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔"

"ہاں بتاؤ۔" میں نے بہ مشکل کہا۔

"چیف۔ رات کے کسی بھی حصے میں یہ ٹرک سفر کرے گا۔ اس میں وہ دو افراد سفر کریں گے یہ ٹرک ہمارے وطن کی سرحدوں کے دوسری طرف جائے گا۔ اسے لھوترا نامی آدمی ڈرائیور کرے گا اور ڈین شیرر اور تیرتھ رام نامی آدمی اس کے ساتھ ہوں گے۔ کچھ لوگ اس کی حفاظت کے لئے بھی ساتھ ہوں گے لیکن وہ ٹرک میں نہیں ہوں گے۔ ٹرک میں جو سامان ہے تمہیں اس میں چھپنا ہوگا ہم نے جگہ بنادی ہے۔ بس یہ مشکل سفر کرکے تم اپنی سرحد میں پہنچ جاؤ گے۔"

"لیکن وہ؟"

"جسے تمہاری جگہ دی گئی ہے۔"

"ہاں!"

"ایک مقامی فوجی ہے جسے ہلاک کرنا پڑا۔ ہماری کہانی لمبی ہے بعد میں سنادیں گے چیف۔"

"تم میں سے کون کون یہاں موجود ہے۔"

"پانچوں۔"

"باقی کہاں ہیں۔"

"دوسری انتظامات کر رہے ہیں۔"

"کیسے انتظامات؟"

"تم انہیں حفاظتی انتظامات کہہ سکتے ہو۔"

"تم کیسے واپس پہنچو گے۔"

"تمہارے ساتھ ہی پہنچیں گے۔"

"اوہ گویا تم بھی اس ٹرک میں۔"

"نہیں چیف۔"

"کوئی اور انتظام کیا ہے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں۔"

"اپنا تحفظ کرنا۔" میں نے کہا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے ٹرک میں لدے ہوئے سامان کے نیچے وہ جگہ بتائی جو میرے چھپنے کے لئے بے حد موزوں تھی۔ ٹرک میں جانے کیا کیا کاٹھ کباڑ لدا ہوا تھا۔ میرے لئے کافی نیچے جگہ بنائی گئی تھی اور اسے اس طرح رکھا گیا تھا کہ مجھے ہوا ملتی رہے۔ میں نے اپنا ٹھکانا بنالیا اور وہ مجھے خدا حافظ کہہ کر چلے گئے لیکن میرے ہواس ابھی تک ٹھکانے نہیں آئے تھے یہ سب کچھ واقعی خواب میں بھی تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ چیکاس برادرز اس وقت بالکل غیر متوقع طور پر یہاں آگئے تھے۔ کیسے۔ آخر کیسے؟

اب ان کے بارے میں سوچنے کے علاوہ میرے پاس اور کوئی کام نہیں تھا۔ سلیز ٹائن سے یہاں تک میرا سفر اس کے بعد کے حالات اس طرح تو کوئی بھی میرا نشان نہیں پاسکتا تھا پھر آخر وہ کیسے یہاں آگئے۔ بالکل سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ دماغ اس طرح تھک گیا سوچتے سوچتے کہ مجھے نیند آگئی۔ پھر اس وقت چونکا جب ٹرک اسٹارٹ ہوکر آگے بڑھا۔ نہ جانے کتنی دیر سویا تھا۔ گہری کالی رات سے وقت کا تعین ہو رہا تھا۔ گھڑی دیکھی ساڑھے دو بجے تھے۔ ساکت رہنے کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا اسی طرح ساکت وجامد رہا۔ ٹرک آہستہ آہستہ رفتار بڑھاتا جارہا تھا۔ پہلے کچھ دیر وہ کسی قدر ہموار راستے پر چلتا رہا۔ پھر سفر کا لطف آنے لگا۔ خوب جھٹکے لگ رہے تھے۔ میں ان جھٹکوں کی تکلیف سے ذہن ہٹانے کے لئے پھر سوچوں کا ساتھ دیتا رہا۔ ڈین شیر اور تیرتھ رام اپنے مشن کی تکمیل کے لئے نکل پڑے ہیں۔ ظاہر ہے اس مشن کو میری وجہ سے لیٹ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہاں دوسرے لوگ منتظر تھے۔ ویسے ان لوگوں کی تفصیل میرے پاس موجود تھی۔ دل بلیوں اچھلنے لگا۔ کاش میں صحیح سلامت پہنچ جاؤں اور اپنے فوجی حکام کو ان لوگوں کی نشاندہی کرسکوں۔

سفر جاری رہا۔ پھر ٹرک ایک جنگل سے گزرا جہاں گھنے اور نیچے درخت تھے اچانک مجھے کچھ آہٹیں سی محسوس ہوئیں۔ یوں لگا جیسے کوئی چیز کسی درخت سے ٹرک میں گری ہو۔ کئی بار ایسا شبہہ ہوا اس کے بعد اس شبے کی تصدیق ہوگئی۔ ایک سرگوشی سنائی دی تھی۔

"چیف۔ آپ ٹھیک ہونا۔"

"کون؟" میں نے سرگوشی میں کہا۔

"ون!"

"تم بھی موجود ہو؟"

"ابھی موجود ہوئے ہیں چیف۔"

"کیا مطلب۔"

"درختوں سے ٹپکے ہیں!" چیکاس ون نے کہا اور میں خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ ان لوگوں نے واقعی عقل گم کرکے رکھ دی تھی۔ ذہانت اعلیٰ کارکردگی سب بے مثال جسمانی صلاحیتوں کا ایسا مظاہرہ کر رہے تھے کہ واقعی ان کے انسان ہونے پر شبہ ہونے لگتا تھا۔ پانچوں درختوں سے ٹپک کر ٹرک میں آگئے تھے لیکن کیا انداز تھے ان کے اور کس قدر شاندار معلومات تھیں۔ میں نے کچھ اور کہنا چاہا تو ون بولا۔

"خاموشی مناسب ہے چیف۔ ماحول سنسان ہے سرگوشی بھی سنی جاسکتی ہے۔" میں ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگیا۔ خاصا سفر طے کرنے کے بعد ٹرک رکا اور ہم مستعد ہوگئے۔ پھر ٹرک دوبارہ آگے بڑھ گیا۔ اب اس کی رفتار طوفانی تھی عقبی سامان الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ چیکاس نے میرے اوپر سے تھوڑا سامان سرکایا اور مجھے اوپر آجانے کے لئے کہا۔

"ہم اپنی سرحدوں میں داخل ہوگئے ہیں چیف اور اب یہ لوگ اندھا دھند ٹرک دوڑا کر اسے کہیں چھوڑ دیں گے اور انہی چٹانوں میں گم ہونے کی کوشش کریں گے۔"

"اوہ۔ پھر؟" میں نے تشویش سے کہا۔

"انہیں فرار کون ہونے دے گا چیف؟" چیکاس تھری بولا میں نے انہیں ٹرک کے کناروں پر پوزیشن سنبھالتے ہوئے دیکھا۔ سرکس کے پلے ہوئے بدن برق رفتاری سے ناہموار راستوں پر دوڑتے ہوئے ٹرک کے کناروں پر سیدھے کھڑے تھے۔ ان کا اندازہ بالکل درست نکلا۔ اچانک ہی ٹرک کو بریک لگے اور ان کے اگلے حصے سے تین آدمی نیچے کودے لیکن ان کے ساتھ ہی چیکاس برادرز نے بھی نیچے چھلانگیں لگا دیں۔ ننھے منوں نے ان کی ٹانگوں سے لپیٹ کر انہیں نیچے گرا دیا اور ان کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

پتھریلی زمین پر گرنے سے چوٹیں بھی لگی ہوں گی اس کے باوجود وہ سنبھل کر اٹھے۔ مجھے یقین تھا کہ ان کے پاس خطرناک اسلحہ بھی ہو گا اور اس بار یہ اسلحہ نقلی نہیں ہو گا لیکن چیکاس برادرز زافعی تھے انہوں نے ایسے داؤ لگائے کہ وہ دوبارہ گر پڑے۔ اوپر ٹرک بیٹھے ہوئے چیکاس فائیو نے اچانک پستول سے فائر شروع کر دیئے یہ ہوائی فائر تھے چیکاس فور نے ایک ٹارچ روشن کر لی۔ یہ سرحدی محافظوں کو جگہ کی نشاندہی کے لئے کیا گیا تھا ادھر سے فورا" ہی تحریک ہوئی اور کئی سرچ لائٹیں روشن ہو کر گردش کرنے لگیں۔ پھر مشین گن بھی گڑگڑائی لیکن ہمیں نشانہ نہیں بنایا گیا تھا۔ چیکاس مخصوص انداز میں ٹارچ لہرا رہا تھا۔

===☆☆☆☆☆===

گرے ہوئے لوگ زندگی کی شدید ترین جدوجہد کر رہے تھے انہیں اندازہ تھا کہ وہ دشمن کے علاقے میں ہیں اور سرحدی محافظ اب اس قدر غافل بھی نہیں ہوں گے کہ اس تمام ہنگامہ خیزی کو نظر انداز کر دیں۔ وہ اپنے آپ کو ان چھوٹے چھوٹے بونوں سے آزاد کرا کر پہاڑوں میں فرار ہو جانا چاہتے تھے لیکن مقابلہ چیکاس برادرز سے تھا اور چیکاس برادرز میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جو جسمانی طور پر ان سے مقابلہ کر سکتا۔

سرکس کے تربیت یافتہ نوجوان تیز نگاہوں سے ان کا جائزہ لے رہے تھے انہوں نے انہیں زمین پر گرا دیا تھا اور اس کوشش میں مصروف تھے کہ وہ زمین پر ہاتھ ٹکا کر یا جسم کی قوت سے اٹھ نہ پائیں وہ بس اتنا کر رہے تھے کہ ان لوگوں کی معمولی سے حرکت پر نظر رکھ رہے تھے۔

ان میں سے کوئی ہاتھ ٹکاتا تو وہ اچھل کر ہاتھ پر ضرب لگا دیتے کوئی گھٹنا ٹیڑھا کر کے اٹھنے کی کوشش کرتا تو ان کی مضبوط ٹھوکر اس کی ران پر پڑتی۔

وہ لوگ شدید تکلیف میں تھے لیکن چیخ بھی نہیں پا رہے تھے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق یہ چیخیں سنی جا سکتی تھیں غالبا" ٹرک ڈرائیور نے اٹھنے کی کوشش کی تو چیکاس برادرز میں سے ایک نے عقب سے اس کے بال پکڑ لیے اور ان سے جھول گیا۔ وہ پھر نیچے گر پڑا اور یہی ان لوگوں کی جیت تھی۔ ورنہ ان کے مدمقابل جسمانی طور پر ان سے کہیں زیادہ طاقتور تھے۔

چیکاس فائیو اپنی کوششوں میں مصروف تھے متحرک سرچ لائٹیں بالاخر ہم پر مرکوز

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
ندیم
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوگئیں اور میگا فون پر کہا گیا۔ "ہر قسم کی جدوجہد ترک کر دو ورنہ مشین گن کی یہ گولیاں تمہیں بھی نشانہ بنا سکتی ہیں ساکت ہو جاؤ اپنے ہاتھ فضا میں بلند کر دو۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو ہم تمہیں گولیوں سے بھون ڈالیں گے.........."

وارننگ چیکاس برادرز کے لئے پریشان کن تھی کیونکہ جدوجہد کرنے والے جدوجہد سے باز نہ آتے اور انہیں روکنا لازمی تھا لیکن پھر دوسری طرف سے زیادہ دیر نہیں کی گئی سرچ لائٹوں کے دائرے انہیں روشنی میں لیے ہوئے تھے اور فوجی گاڑیاں اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھنے لگیں۔

اب غالباً" ان لوگوں کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ وہ پوری طرح جال میں پھنس چکے ہیں اور اس جال سے نکلنا ان کے بس سے باہر ہے چنانچہ ان کے جسم ست پڑ گئے۔ یہ بھی خدشہ تھا کہ اگر اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی تو چاروں طرف سے برسنے والی گولیاں انہیں چھلنی کر ڈالیں گی چنانچہ وہ ساکت ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد تین فوجی جیپیں قریب پہنچ گئیں۔

مسلح محافظ ہر سمت سے مطمئن تھے۔ پھر بھی انتہائی احتیاط کا مظاہرہ کر رہے تھے چند ہی لمحوں کے اندر ان سب کو انتہائی پھرتی سے گرفتار کر لیا گیا۔ چیکاس برادرز اور میں بھی گرفتار ہونے والوں میں شامل تھا۔ ہم سب کو برق رفتاری سے جیپوں میں بٹھایا گیا اور جیپیں اسٹارٹ ہو کر واپس چل پڑیں۔

پہاڑی ٹیلوں سے گزرنے کے بعد ہمیں ایک وسیع میدان عبور کرنا پڑا اور تھوڑی دیر کے بعد ہم اس فوجی کیمپ میں پہنچ گئے جو سرحدی فوجی کیمپ تھا۔ یہاں لکڑیوں کی بیرکیں بنی ہوئی تھیں ہم سب کو ایک ہی بڑی بیرک میں پہنچایا گیا اور ہمارے اردگرد پہرا مسلط کر دیا گیا جو سنتری ہمارے بالکل سامنے پہرے پر موجود تھا' میں نے اسے اشارے سے اپنے پاس بلایا تو وہ مجھے گھورتا ہوا میرے قریب آگیا۔

"سنو' اس کیمپ کے انچارج کو میرا ایک پیغام دے دو کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں.........."

سنتری نے مجھے گھورا "کیا کام ہے؟" اس نے کرخت لہجے میں سوال کیا۔

"بہت ضروری کام ہے 'فوراً" انہیں میرے پاس پہنچا دو.........."

سنتری چلا گیا۔ غالباً" کیمپ انچارج خود بھی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ہمارے پاس آنے والا تھا۔ سب سے پہلے ہم سب کی تلاشی لی گئی اور جس کے پاس سے جو کچھ برآمد ہوا اسے قبضے میں لے لیا گیا پھر ایک نوجوان جس کے جسم پر میجر کے اعزازات سجے ہوئے تھے سنتری کے بتانے پر میرے پاس آگیا۔ "تم کچھ کہنا چاہتے ہو؟" اس نے سوال کیا۔

"ہاں میجر.........." آپ نے یقینی طور پر وہ ٹرک اپنے قبضے میں لے لیا ہو گا جس سے ہم لوگ یہاں تک پہنچے ہیں۔

"ہاں کیوں؟"

"اس ٹرک کی پوری طرح تلاشی لیں۔ ہو سکتا ہے اسے دوبارہ چھیننے کی کوشش کی جائے حالانکہ آپ کی موجودگی میں یہ ممکن نہیں پھر بھی میں آپ کو یہ اطلاع دے رہا ہوں۔ براہ کرم اسے نہایت احتیاط سے کیمپ میں لے آئیں اور اس کی ایک ایک چیز کا جائزہ لیں۔ ہو سکتا ہے اس میں کچھ ایسی اہم چیزیں موجود ہوں جو آپ کے لئے کارآمد ہو سکتی ہوں۔"

میجر نے مشکوک نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔ "کیا اس میں بارود یا ڈائنا مائٹ کا ایسا ذخیرہ ہے جو کیمپ میں لانے کے بعد پھٹ جائے اور تم اپنا کوئی اور کام سرانجام دے سکو یا نہ دے سکو کم از کم اس کیمپ کی تباہی کی خواہش پوری کر لو۔

"نہیں میجر ایسا نہیں ہے آپ اس ٹرک کی ابتدا اسی انداز میں کریں جس کا آپ کو شبہ ہے' پہلے اس کا اچھی طرح جائزہ لے لیں اس کے بعد اس میں موجود اشیاء کو اپنی تحویل میں لے لیں۔"

میجر نے گردن ہلائی۔ ایک لمحے کے لئے مجھے دیکھا اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا' وہ دونوں زمین پر بیٹھ گئے تھے جن کا یہاں اصل کام تھا یعنی ڈین شیرر اور تیرتھ رام۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھنے لگتے تھے لیکن منہ سے کسی نے کچھ نہیں کہا شاید اس تصور کے تحت کہ کہیں ان کی کوئی بات انہیں ہی نقصان نہ پہنچا دے البتہ چیکاس برادرز ہوشیار تھے اور اب ڈین شیرر اور تیرتھ رام کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ ان سے الجھنے کی کوشش کریں غالباً" ان کے ننھے فتنوں کا انہیں بخوبی اندازہ ہو گیا تھا لیکن وہ تھے

Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com

شدید حیران۔

رات آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی۔ ہمارے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ ہم سو جائیں۔ ڈین شیرز اور تیرتھ رام کوئی بھی حرکت کر سکتے تھے۔ کم از کم اور کچھ نہیں تو ہمارے خلاف وہ کچھ نہ کچھ کرنے میں یقیناً کامیاب ہو جاتے پھر صبح کا اجالا نمودار ہونے لگا اور اس کے بعد تیز روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔

صبح سب سے پہلے میجر نے مجھے طلب کیا۔ میجر کا آفس بھی لکڑی کی بیرک ہی میں تھا اس نے مجھے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میرا نام میجر غلام حیدر ہے اور میں تم سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ بیٹھ جاؤ۔" اس نے ایک کرسی کی جانب اشارہ کیا۔ مسلح محافظ دونوں سمت الرٹ تھے۔ میں پر اطمینان انداز میں بیٹھ گیا۔ میجر غلام حیدر پھر بول اٹھا۔ "تم نے مجھ سے ٹرک کی خصوصی طور پر تلاشی لینے کے لیے کہا تھا۔ لیکن ٹرک سے کوئی بھی خاص چیز نہیں ملی۔ تمہارا کسی خاص چیز کی جانب اشارہ تھا؟"

"ہاں میجر......... لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں آپ سے یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر ٹرک سے آپ کو کوئی خاص چیز نہیں ملی تو کیا ان لوگوں کی تلاشی کے دوران کچھ کاغذات وغیرہ آپ کے ہاتھ لگے ہیں؟"

میجر نے بغور مجھے دیکھا پھر بولا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

"بہت سے نام ہیں میرے میجر......... لیکن اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ میرا نام دانش منصور ہے تو آپ کو شاید تھوڑی سی حیرت ہو۔"

"یعنی مسلمان ہو کر دشمن کے لیے کام کر رہے ہو؟" میجر نے میرے نام پر چونک کر مجھے دیکھا۔

"خدانخواستہ۔" میں مسکرا کر بولا۔

"تفصیل بتاؤ دوست' میں ذرا تند مزاج ہوں بہت زیادہ الجھاوے مجھ سے برداشت نہیں ہوتے۔"

"تفصیل پوچھنے سے پہلے آپ کو مجھے ایک پیالی گرما گرم چائے پلانا ہوگی میجر' یہ وعدہ ہے کہ جو تفصیل میں آپ کو بتاؤں گا وہ آپ کے لیے انتہائی سنسنی خیز اور چونکا دینے والی ہوگی۔"

میجر نے ایک بار پھر مشکوک نگاہوں سی مجھے دیکھا لیکن ساتھ ہی سامنے رکھی ہوئی لوہے کی گھنٹی پر ہاتھ مار دیا فوراً ہی ایک سپاہی اندر داخل ہوا۔ "بہت عمدہ سی چائے لے کر آؤ جلدی۔" پھر وہ میری طرف پلٹا۔ "اور یہ بات طے ہے کہ تم چائے پینے کے بعد ہی مجھ سے گفتگو کرو گے۔"

"نہیں میجر آپ نے میری بات مان لی اس کا انتہائی شکریہ' میں آپ کو بڑے فخر کے ساتھ یہ بات بتانا پسند کرتا ہوں کہ میں ایک محب وطن پاکستانی ہوں اور آپ کے لیے ایک انتہائی شاندار اطلاع لے کر آیا ہوں۔ دو افراد جو ہمارے درمیان ہیں میری مراد بونوں کے علاوہ دو افراد سے ہے۔ ان میں سے ایک کا نام ڈین شیرز ہے اور دوسرے کا تیرتھ رام۔ دونوں دشمن کے جاسوس ہیں اور انتہائی بھیانک منصوبے لے کر ہمارے وطن کی سرحدوں میں داخل ہوئے ہیں۔ میرا کام ذرا تفصیلی تھا اس کے لیے میں آپ کو کچھ خصوصی نشانات فراہم کروں گا لیکن جن کاغذات کے بارے میں' میں آپ سے عرض کر رہا ہوں وہ ٹرک یا ان لوگوں کے پاس ہونے چاہیے تھے' ان کاغذات میں اس بھیانک منصوبے کی تفصیلات ہیں جو ہمارے ایٹمی پلانٹ کے سلسلے میں بنایا گیا ہے۔ ان تمام لوگوں کی فہرست بھی ہے جنہیں یہاں ان لوگوں کے ساتھ کہوٹہ پلانٹ کے سلسلے میں کام کرنا تھا۔ اپنے سلسلے میں آپ سے ایک درخواست ہے کہ وزیر صنعت شاہ نواز صاحب کو یہ اطلاع بھجوا دیں کہ دانش منصور آپ کی تحویل میں موجود ہے اگر آپ فوری طور پر یہ کام کر لیں تو یقین کریں کہ آپ کو اپنی کارکردگی پر خوشی ہوگی۔"

میجر غالباً میرے الفاظ سے متاثر ہو گیا تھا اس نے کہا۔

"وزیر صنعت شاہ نواز صاحب سے آپ کا کیا تعلق ہے مسٹر دانش منصور؟"

"آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ ایک محب وطن پاکستانی ہوں' پاکستان کی ایک ایک انچ زمین کے لیے جس طرح آپ زندگی کی بازی لگائے ہوئے ہیں آپ یقین فرمائیے کہ میرے جذبات بھی آپ سے کم نہیں ہیں اور میں ان لوگوں کو گھیر کر یہاں تک لایا ہوں وہ ننھے بونے میرے ساتھی ہیں اور انہوں نے میری معاونت کی ہے وزیر صنعت غالباً اس سلسلے میں زیادہ تفصیل سے آپ کو بتا سکتے ہیں۔"

اتنی دیر میں چائے آگئی' میجر کے انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے میری باتوں

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

پر یقین آگیا ہے اس کے رویئے میں خاصی تبدیلی پیدا ہوگئی تھی۔ میں نے چائے پی اس کا شکریہ ادا کیا۔

"اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو آپ کے ان پانچوں ساتھیوں کے ساتھ کسی اور بیرک میں منتقل کردوں۔" میجر نے پیشکش کی۔

"یہ بہتر رہے گا کیونکہ ڈین شیرر اور تیرتھ رام ہماری وجہ سے قبضے میں آئے ہیں ورنہ شاید ممکن نہیں ہوتا۔" میں نے مختصر الفاظ میں میجر کو ٹرک کے بارے میں تفصیل بتائی۔

میجر ششدر رہ گیا اس نے متاثر لہجے میں کہا۔ "کاش آپ ٹھیک کہہ رہے ہوں اگر ایسی بات ہے تو آپ کی خدمت کرکے مجھے بے انتہا خوشی ہوگی کیونکہ آپ نے بہرطور ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔"

میجر نے میری ضرورت پوری کردی تھی' چیکاس برادرز میرے پاس آگئے تھے بیرک تھی تو قیدیوں ہی کی لیکن اس میں ہمیں تمام سہولتیں مہیا کردی گئی تھیں۔

میں نے چیکاس برادرز سے ان کی طلسمی آمد کے بارے میں سوال کیا' پانچوں مسرور تھے کہنے لگے۔ "یہ حقیقت ہے چیف کہ ہم آپ کی بو سونگھتے ہوئے آپ تک پہنچے' آپ کے گم ہونے کے بعد وہاں بڑے انوکھے حالات پیدا ہوگئے تھے۔ اس لیے اپنے طور پر کام کرنے لگے۔ آپ ہم سے یہ سوال نہ کریں چیف کہ ہم نے کس طرح آپ کا سراغ لگایا۔ اگر یقین کریں تو یوں سمجھ لیں کہ ہمارا آپ سے روحانی رشتہ قائم ہوچکا ہے۔ ہم سرحدی اطراف میں ہی بھٹکتے رہے۔ دشمن کے علاقے میں بارہا ہماری فوجوں سے جھڑپ ہوئی لیکن کسی نہ کسی طرح ہم اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہوگئے۔ ہم نے نجانے کہاں کہاں کی خاک چھانی ہے ہم آپ کو تفصیلی رپورٹ پیش کردیں گے۔

"اس بات سے کوئی وضاحت تو نہیں ہوئی چیکاس میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آخر تم نے کون سا طریقہ کار اختیار کیا جس کے تحت تم مجھ تک پہنچ گئے۔"

"عرض کیا نا باس اس کی تفصیلی رپورٹ پیش کردیں گے آپ کو۔"

"چلو ٹھیک ہے بہرحال میں تمہارا شکرگزار ہوں کہ تم نے میرے مشن کا بھرپور ساتھ دیا میں مفلوج ہوچکا تھا اور یقینی طور پر مجھے کسی بیرونی مدد کی ضرورت تھی اور یہ

ضرورت تم نے پوری کرڈالی یہاں سے واپس دارالحکومت جانے کی مہلت تو نہیں ملی ہوگی میرا مطلب وہاں کے حالات سے تھا۔"

"نہیں چیف اس دن کے بعد ہم نے خود پر کھانا پینا حرام کرلیا تھا اور یہ طے کرلیا تھا کہ جب تک آپ ہمیں نہیں مل جائیں گے ہم سکون کی نیند نہیں سوئیں گے ہم نے اپنا مشن پورا کرلیا چنانچہ اب ہم آرام سے سونا چاہتے ہیں۔"

کم بخت عجوبے تھے سوئے تو ایسے سوئے کہ دن گزر گیا رات گزر گئی' دوسرا دن بھی گزر گیا بس یوں لگتا تھا جیسے پانچ چھوٹے چھوٹے مردے زمین پر دراز ہوں۔ نجانے کیوں میرا بھی دل انہیں جگانے کو نہیں چاہا تھا پھر نیند پورے کرنے کے بعد رات کے وقت وہ جاگے اور میں انہیں دیکھ کر ہنسنے لگا۔

"میں تو یہ سمجھا کہ تم لوگ اللہ کو پیارے ہوچکے ہو۔"

"چیف اس دوران ہمارا کھانا تو آیا ہوگا۔"

"ہاں اب بھی وہ سامنے موجود ہے۔"

غرض یہ کہ چیکاس برادرز کے ساتھ اچھا خاصا وقت گزرا' میجر غلام حیدر نے کئی بار ہم سے ملاقات کی بس ہم سے ہماری خیروعافیت پوچھتا رہا پھر اس شام پانچ ساڑھے پانچ بجے فوجی کیمپ میں بڑی گہماگہمی نظر آئی اور کچھ دیر کے بعد شاہنواز نے بیرک کے دروازے سے اندر قدم رکھا' مجھے دیکھ کر دونوں ہاتھ پھیلا لیے اور میرے سینے سے لپٹ گیا۔

"اللہ کا احسان ہے کہ میں آپ کو زندہ سلامت دیکھ رہا ہوں دانش منصور صاحب۔ واقعی آپ میری خوشیوں کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ رشید ناگی سخت افسردہ ہے لیکن میں نے یہاں آتے ہوئے اسے اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی ورنہ وہ یقینی طور پر یہاں آنے کی کوشش کرتا اور یہ مناسب نہیں تھا میں دعوے سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ حالات کیا ہیں۔"

میجر غلام حیدر مطمئن انداز میں مسکرا رہا تھا غالباً اسے اس بات کی خواہش تھی کہ اس نے مجھ پر اعتماد کرکے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا۔

شاہنواز ہی کے ساتھ وہاں سے واپسی ہوئی تھی اور اب میں نے ان واقعات کو

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

ذہن سے بالکل محو کر دیا البتہ وہیں فوجی کیمپ میں، میں نے ایک چھوٹی سی میٹنگ میں میجر غلام حیدر کے ساتھ ساتھ فوج کے بڑے اعلیٰ افسران کو اس فہرست کے بارے میں تمام تفصیلات بتائی تھیں اور فوجی حکام نے ان لوگوں کی گرفتاری کی پوری پوری ذمہ داری قبول کرلی تھی جن کی تفصیلات فہرست میں تھیں۔ ظاہر ہے ایک سویلین آدمی کو اس سے زیادہ سرکاری اور خصوصاً فوجی معاملات میں شریک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ البتہ میں نے ان سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ وہ ان لوگوں کی گرفتاری کا مشن مکمل کرنے کے بعد مجھے صرف اتنا بتا دیں گے کہ کہوٹہ پلانٹ محفوظ ہے اور اس کی طرف بری نگاہ سے دیکھنے والوں کی آنکھیں نکال لی گئی ہیں۔

وہاں کے حالات سے فراغت حاصل کرنے کے بعد واپسی ہوئی تو شاہنواز نے کہا۔

"آپ فوری طور پر کوٹھی جائیں گے دانش صاحب۔"

"نہیں شاہنواز ضرورت نہیں ہے، کوئی خاص بات ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"کچھ وقت میری ساتھ گزاریئے، مجھے خوشی ہوگی۔"

"ٹھیک ہے مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔"

"شاہنواز بڑے احترام سے مجھے اپنے گھر لایا تھا ڈرائنگ روم کے بجائے وہ مجھے اپنے گھر کے اندرونی حصے میں لے گیا تھا وہ واقعی بہت خوش تھا۔ مٹی کا پیار انسانی فطرت کا ایک حصہ ہوتا ہے اپنی زمین پر قدم رکھ کر جس فرحت کا احساس ہوتا ہے اسے ہر صاحب دل محسوس کرتا ہوگا۔ شاہنواز کے گھر ایک طویل نشست رہی۔"

یہاں شاہنواز نے مجھے بتایا کہ میرے عمل کا علم اسے ہوگیا تھا کیونکہ جو ذمے داری اس نے مجھے سونپی تھی خود اس سے غافل نہیں تھا اس نے مجھے بتایا۔ "اس کے نتائج بھی فوری برآمد ہوئے ہیں۔"

"مثلاً"

"گھی کی قیمتیں گر گئی ہیں وہ علاقہ گھی کی اسمگلنگ کا سب سے بڑا پوائنٹ تھا۔"

"ان لوگوں کا طریق کار سن کر حیران رہ جاؤ گے شاہنواز۔" میں نے ہنس کر کہا۔ پھر میں نے شاہنواز کو اس کی پوری تفصیل بتائی۔

شاہنواز ششدر رہ گیا۔ "میں وزیراعظم کو اس کی پوری تفصیل بتاؤں گا۔"

"مجھے نام و نمود سے کوئی دلچسپی نہیں ہے شاہنواز، میں تو اپنی زندگی کے ان مختصر لمحات کو اپنے وطن کی بہتری کے لیے وقف کردینا چاہتا ہوں۔"

"وہ آپ کا احساس ہے اور باقی میرا فرض۔"

"اب مجھے اجازت دو۔ میرے ساتھی شاید میری فاتحہ پڑھ چکے ہوں گے۔"

شاہنواز نے ہمیں خدا حافظ کہا اور میں چیکاس برادرز کے ساتھ کوٹھی چل پڑا۔

ہماری گاڑی کوٹھی میں داخل ہوئی تو چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے ناگی بھی کوٹھی میں موجود تھا اور میری صورت میں سعید خان بھی۔

ناگی نے کہا۔ "آپ کو کافی وقت لگ گیا چیف۔"

"ہاں تم لوگ تو میرا چہلم وغیرہ بھی کرچکے ہوگے۔"

"ہمیں اپنے آپ سے اتنا ناواقف سمجھتے ہیں چیف۔" ناگی خود ہی سنجیدگی سے بولا۔

"کیا مطلب؟"

"یہ سب موجود ہیں۔ ان میں سے کسی کے خواب و خیال میں بھی یہ بات موجود نہیں ہے کہ خدانخواستہ آپ کو کوئی نقصان پہنچ گیا ہے۔ آپ ایک فرد نہیں ہیں چیف۔ آپ تو ایک تحریک ہیں اور سچی تحریک کبھی نہیں مرتی۔"

"اس قدر اعتماد ہے تمہیں مجھ پر۔"

"اس سے بھی زیادہ چیف۔"

"مگر بھائی اس تحریک کو زندہ رکھنے کے لیے مجھے جو پاپڑ بیلنے پڑے ہیں میں ہی جانتا ہوں"

"مبارک عمل ہے چیف۔ میں صرف ایک بات جانتا ہوں۔"

"وہ کیا؟"

"آپ کی زندگی طویل ہے کیونکہ ابھی وطن کو آپ کی ضرورت ہے اور یہ وطن، یہ ملک قائم و دائم رہے گا۔ جب تک یہ اپنے مضبوط قدموں پر کھڑا نہ ہو جائے آپ کیسے مر سکتے ہیں۔ اس پر سایہ خدائے ذوالجلال ہے اور اہم ذمے داریاں اللہ اپنے بندوں ہی کے شانوں پر رکھتا ہے پھر خود ان کا محافظ و نگران ہوتا ہے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

"اللہ رب العزت مجھے وہ دن دکھائے جب میں اپنے وطن کو اقوام عالم میں ستاروں نہیں چاند کی طرح دمکتا ہوا پاؤں۔"

ایک ایک شخص نے مجھ سے ملاقات کی۔ اس کے بعد تنہائی نصیب ہوئی لیکن تنہائی کا مطلب یہ تھا کہ ناگی میرے پاس ہو۔ میں نے کچھ کہنا چاہا تو وہ مسکرا کر بولا۔ "رپورٹ تیار ہے چیف۔ زبانی پیش کرتا ہوں۔"

"ہاں میں بے چین ہوں۔"

"پہلے کاروباری رپورٹ یا؟"

"پہلے سب لوگوں کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"غزنوی صاحب انا ماں کے ساتھ بدستور ملک سے باہر ہیں ان کے بچوں کے کاروبار سیٹ ہو چکے ہیں اور وہ معتدل زندگی گزار رہے ہیں۔ البتہ رخسار بیمار ہے اور ہسپتال میں داخل ہے۔" ناگی نے مجھے ہسپتال کا نام اور پتا بتا دیا۔

"ہوں۔ نازو باجی' الیاس بھائی؟"

"سب لوگ خیریت سے ہیں۔ میں نے بتا دیا تھا کہ آپ ملک سے باہر ہیں۔"

"رفیق احمد جاگیردار۔"

"پھر سے جوان ہو گئے ہیں۔ صنعتی اور کاروباری حلقوں میں ان کا نام گونج رہا ہے۔"

"عافیہ بیگم؟"

"وہ بھی ٹھیک ہیں۔"

"نادرہ یا مشعل شاہ کے بارے میں کوئی رپورٹ؟"

"نہیں چیف۔" ناگی نے کہا۔

"کاروباری تفصیل۔"

"چیف سارے کاروبار شاندار چل رہے ہیں۔ گل شیر نے قمرو سیٹھ کی حیثیت سے اپنا لوہا منوا رکھا ہے۔ ملک بھر کے اسمگلروں پر اس کا خوف طاری ہے۔ سب دبے دبے نظر آتے ہیں۔ بے شمار اسمگلروں کے کارکن قمرو سیٹھ کی تلاش میں ہیں۔ پولیس اور انتظامیہ کے پاس بھی قمرو سیٹھ کے فائل کھل گئے ہیں اور شاید اس کے سلسلے میں تحقیق

شروع ہو گئی ہے۔"

"گڈ۔ فنڈ کیسے جا رہے ہیں؟"

"خدا کا شکر ہے۔ ملک بھر کے اسمگلر ہمیں خراج ادا کر رہے ہیں۔" "ہمیں اپنا بینک قائم کرنا ہوگا۔"

"بہت خوش ہوں میں ناگی۔ اب کچھ کام کرنے ہیں۔"

"حکم دیں چیف۔"

"تم شادی کر لو۔" میں نے اچانک کہا اور ناگی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ "میرا قصور تو بتا دیں چیف۔" ناگی رندھی ہوئی آواز میں بولا اور مجھے ہنسی آ گئی۔

"بھئی تمہاری تنہا زندگی اب ختم ہونی چاہیے۔"

"خدا کے لئے چیف۔ میرے خلوص میرے پیار کی اتنی بڑی سزا نہ دیں۔ اوہ میرے خدا! شادی بیوی بچے! ناز برداریاں اور پھر بچوں کی دیکھ بھال۔ نہیں چیف میں خوش ہوں ہر طرح سے خوش۔"

رخسار ذہن میں آئی۔ اس کا کردار ان تمام شخصیتوں پر بھاری تھا۔ پہلے بھی کئی بار اپنا تجزیہ کر کے یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ رخسار میری زندگی کا ایک حصہ بن چکی ہے' حالانکہ اپنے آپ کو دھوکا دینے کی لاکھ کوششیں کی تھیں لیکن ان میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ رخسار کا وجود کہیں نہ کہیں دبنے کے بعد پھر اس طرح ابھرتا کہ دل و دماغ پر حاوی ہو جاتا۔

لیکن وہی ایک خیال کہ رخسار کو اگر اپنی زندگی میں شامل کرنے کی کوشش کروں بھی تو ہو سکتا ہے اس میں کامیابی حاصل ہو جائے لیکن کیا ایک ایسے گمنام شخص کو اس کے حوالے کر دوں جو اپنے اصل نام تک سے اس کی زندگی میں شامل نہیں ہو سکتا اگر مجھے میری حیثیت مل جاتی تو میں اپنے آپ کو رخسار کے سامنے پیش کر دیتا اور کہتا کہ رخسار مجھے قبول کر لو جو کچھ بھی ہوں جس حالت میں ہوں تم سے محبت کرتا ہوں۔

میرا دل تڑپنے لگا' رخسار سے فوراً ملنے کو جی چاہا لیکن اس وقت مناسب نہیں تھا۔ دل میں یہ فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے اس سے ملاقات کروں گا۔

رات کے کسی حصے میں نیند آ گئی۔ خیالات کا سفر ختم ہوا اور اس کے بعد دوسری

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

صبح کا انتظار ہونے لگا لیکن دنیا و مافیہا سے بے خبری کے عالم میں روشنی نے احساس دلایا کہ جاگنے کا وقت ہوگیا ہے۔

کوٹھی میں ہر شخص مستعد تھا اور میری آمد پر خوش و خرم' دیر سے جاگا تھا رشید ناگی میرے سلسلے میں' تمام انتظامات کر رہا تھا۔ باتھ روم سے باہر آیا تو ناگی کو منتظر پایا اس سے سلام و دعا کی اور ناشتے کے کمرے میں پہنچ گیا ناگی نے کہا۔ "میں نے خاصے کام کرلیے ہیں چیف اس دوران۔ اب میں آپ سے آج کی مصروفیات کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں"

"پہلے رخسار سے ملاقات کروں گا' باقی کسی کو میری آمد کی اطلاع نہ دینا۔ گاڑی کی چابی دلوا دو کوئی سی' میں خود ہی سب لوگوں سے ملاقات کرلوں گا۔"

"سیکورٹی ضروری ہے چیف۔ اب آپ معمولی حیثیت کے حامل نہیں ہیں۔" ناگی نے کہا اور میں اس کے لہجے پر ہنس پڑا۔

"میں جانتا ہوں تم بھلا کہاں میرا پیچھا چھوڑنے والے ہو۔" ناگی بھی ہنسنے لگا اور بولا۔ "جو ذمے داریاں میری اپنی ہیں چیف میں انہیں سرانجام دے کر مطمئن رہتا ہوں۔"

"لیکن مجھے تنہا رہنے دینا۔"

"آپ مطمئن رہیں۔"

"تقریباً" ساڑھے دس بجے میں سادہ سے لباس میں ملبوس کار لے کر باہر نکل آیا۔ وہی جانی پہچانی سڑکیں وہی جانا پہچانا ماحول' غزنوی صاحب کی کوٹھی کے سامنے ایک لمحے کے لئے رکا اس کوٹھی سے میری زندگی کی لاتعداد یادیں وابستہ تھیں۔ بھلا اسے کیسے نظر انداز کرسکتا تھا لیکن اب وہاں کوئی اور خاندان آباد تھا۔ کچھ اجنبی چہرے نظر آئے۔ وہاں رکنا مناسب نہ سمجھ کر میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔"

غزنوی صاحب کے عجیب و غریب کردار کے بارے میں غور کرنے لگا انا ماں سے ہمیشہ ہی دلچسپی محسوس ہوتی تھی اور وہ جب بھی مجھے یاد آتیں۔ میرے ذہن و دل پر ایک عجیب سا احساس طاری ہو جاتا تھا اس وقت بھی انا ماں کو یاد کرتا رہا نجانے کیا کیا سوچتی ہوں گی نجانے کس انداز میں زندگی گزارتی ہیں۔ بہر طور یہ سارا کیا دھرا غزنوی صاحب کا تھا نجانے کس قسم کے انسان ہیں وہ' برا ہوا ہے جو کچھ بھی ہوا ہے لیکن اس برائی کا آغاز

انہوں نے کیا تھا۔ نجانے انہیں مجھ سے کیا دشمنی تھی۔ سارے کے سارے یاد آتے رہے اور راستے بھر انہی کے بارے میں سوچتا رہا بڑے غزنوی صاحب' انا ماں اور اس کے بعد دوسرے افراد جن کا الگ الگ کردار تھا۔ کامران غزنوی' عرفان غزنوی' نعمان غزنوی' نوشاب' نوشین' دلشاد' حنا' رومانہ باجی نجانے کیسے کیسے کردار تھے' لیکن سب ہی ایک تھیلی کے چٹے بٹے' ایک ہی انداز میں سوچنے اور غور کرنے والے۔

بالآخر اس ہسپتال میں پہنچ گیا۔ جہاں ناگی کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق رخسار موجود تھی۔ مجھے فوراً" ہی اس کے بارے میں علم ہوگیا۔ کمرہ نمبر وغیرہ معلوم کرنے کے بعد میں دھڑکتے دل اور لرزتے قدموں کے ساتھ رخسار کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ آہستہ سے دستک دی' کوئی جواب نہیں ملا تو دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگیا۔

سامنے ہی جو سب سے پہلی شکل نظر آئی تھی وہ رومانہ باجی کی تھی جو ایک سیٹی پر بیٹھی غالباً" کوئی رسالہ دیکھ رہی تھیں' دستک پر وہ یہی سمجھی ہوں گی کہ نرس آئی ہے مجھے نگاہیں اٹھا کر نہیں دیکھا' میری نظریں بستر کی جانب اٹھ گئیں جہاں رخسار کروٹ لیے سو رہی تھی پھر رومانہ باجی نے یہ محسوس کرکے کہ آنے والے نے کچھ کہا نہیں' گردن اٹھا کر مجھے دیکھا اور رسالہ ان کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا شاید وہ مجھے نہیں پہچان سکی تھیں اور ایک اجنبی کو اس طرح دیکھ کر حیران رہ گئی تھیں۔"

"رومانہ صاحبہ میں دانش منصور ہوں۔" میں نے کہا۔ اب انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ ادھر اس نام نے رخسار کے جسم میں شاید کرنٹ دوڑا دیا۔ اس نے تڑپ کر کروٹ بدلی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر جلدی سے اٹھ کر بستر پر بیٹھ گئی اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔

ادھر رومانہ باجی کا موڈ بگڑ گیا تھا۔ "کیا آپ کو اس طرح اندر آنا چاہیے تھا؟" انہوں نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں نے دروازے پر دستک دی تھی۔"

"نام بھی بتانا چاہیے تھا۔"

"سوری' یہ غلطی ہوگئی مجھ سے۔"

"اور مسلسل غلطی کیے ... ہو۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا مطلب؟"

"آپ فوراً باہر نکل جائیں اور اندر آنے کی اجازت مانگئے لیکن یہ سمجھ لیں آپ کو اندر آنے کی اجازت نہیں ملے گی۔"

"میں ایسے ڈرامے نہیں کر سکتا۔" میں نے کہا۔

"اوہ، ہاں مجھے علم ہے آپ کے ڈرامے ذرا مختلف ہوتے ہیں لیکن دانش صاحب، آپ یہاں کیسے تشریف لائے؟"

"میں رخسار سے ملنے آیا ہوں۔"

"کیوں؟"

"یہ میں آپ کو نہیں بتا سکتا۔"

"مجھے بتانا ضروری ہے۔"

"آپ غیر ضروری حجت کر رہی ہوں۔" میرے اندر کسی قدر جھنجھلاہٹ پیدا ہو گئی۔

"کیا ضروری ہے، کیا غیر ضروری کم از کم رخسار کی حد تک میں جانتی ہوں باقی آپ کے معاملات سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے مسٹر دانش منصور۔"

"میں تنہائی میں رخسار سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں رومانہ صاحبہ۔" میں نے کہا۔

"کس حیثیت سے؟" رومانہ باجی نے کہا۔

"وہ میری دوست ہے۔" میں نے بے چین ہو کر کہا۔

"لیکن ہم تمہیں دشمن سمجھتے ہیں، میں کسی دشمن کے ساتھ رخسار کو تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔" رومانہ باجی ہمیشہ کی انتہا پسند تھیں مجھے بچپن کی بے شمار باتیں یاد تھیں۔

"رخسار تم میری مدد کرو۔"

"نہیں مسٹر دانش منصور اگر وہ نا سمجھی میں اس بات پر رضامند بھی ہو جائے تو میں اسے اجازت نہیں دوں گی کیونکہ میں اس کی تیمار دار ہوں۔" رومانہ باجی نے کہا۔

"رخسار، اگر اس وقت مجھے تم سے باتیں کرنے کا موقع نہ ملا تو شاید پھر کبھی زندگی بھر تمہارے سامنے نہ آؤں۔" میں نے سرد لہجے میں کہا اور رخسانہ جیسے چونک سی پڑی۔

"رومانہ باجی پلیز۔" رخسار نے آہستہ سے کہا۔

"تم اس مسئلے میں نہیں بولو گی رخسار۔"

"رومانہ باجی میں دانش سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"میں اجازت نہیں دوں گی۔"

"مجھے آپ کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے آپ کیوں ضد کر رہی ہیں۔" رخسار نے کسی قدر خشک لہجے میں کہا اور رومانہ باجی تلملا گئیں وہ چند لمحات رخسار کو گھورتی رہیں پھر اٹھ کر خاموشی سے باہر نکل گئیں۔

"بیٹھے دانش۔"

"شکریہ رخسار" میں اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"کیسے آنا ہوا؟"

"میں یہاں موجود نہیں تھا۔"

"ہوتے تو آتے؟" اس نے سوال کیا۔

"آیا تو ہوں رخسار، جونہی تمہاری بیماری کی اطلاع ملی، میں فوراً تمہارے پاس پہنچا ہوں۔"

"اطلاع کہاں سے ملی؟"

"کچھ لوگوں کو میں نے تمہاری خبرگیری کے لیے مخصوص کر دیا ہے انہی سے پتا چلا تھا۔"

"اتنی زحمت کیوں کی ہے دانش صاحب؟"

"رخسار بڑا عجیب مسئلہ ہے، بارہا یہ سوچا کہ تم سے اجتناب کروں اس کی وجوہات ناگزیر تھیں لیکن جب بھی تنہائیوں میں اپنے آپ کو تلاش کیا تو خود کو تم سے دور نہیں پایا۔ بالآخر ہار گیا ہوں۔ تم سے یہ اعتراف کرنا چاہتا ہوں رخسار کہ میری زندگی تمہارے بغیر نامکمل ہے۔ شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ میری زندگی میری اپنی نہیں ہے اگر میں اس پر اپنا ذرا سا بھی حق سمجھتا تو تمہیں اپنی زندگی کے لیے حق سمجھ لیتا۔ بارہا اس ادھار کی زندگی کو میں نے اپنی زندگی سمجھنے کی کوشش کی لیکن وقت نے موقع ہی نہیں دیا البتہ وجود کے کچھ حصے ایسے ہوتے ہیں جنہیں سرکش کہا جاتا ہے اور یہ سرکش گوشے اپنی ایک الگ دنیا رکھتے تم انہی سرکش گوشوں میں آباد ہو اور آج میں مجبور ہو گیا ہوں کہ ان

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

سرکش باغی گوشوں کے سامنے ہتھیار ڈال دوں تم نے میرے منہ سے اس سے پہلے ایسے الفاظ کبھی نہیں سنیں ہوں گے' میں اعتراف کرنے آیا ہوں رخسار کہ اگر کبھی زندگی کی تکمیل کے بارے میں سوچا تو تمہیں اس کا حصہ سمجھوں گا' بے شک تم یہ سوچنے میں حق بجانب ہو کہ آخر میرا تم پر کیا حق ہے میں اپنی زندگی کے طویل راستے منتخب کرنے کے بعد کیوں یہ چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ ساتھ دوڑتی رہو۔ ان راستوں میں میری ہمراہی رہو' تمہاری اپنی ایک الگ دنیا ہے' تمہارا اپنا ایک الگ مقام ہے تم بہت سے دوسرے لوگوں سے منسلک ہو' میرا تم پر کوئی ایسا حق نہیں ہے جس کی بنا پر میں تم سے یہ کہہ سکوں کہ تم میرا انتظار کرو لیکن یہ سرکش گوشے مجبور کرتے ہیں مجھے کہ کم از کم دل کی بات تم سے کہہ دوں' ہر شخص کو فیصلہ کرنے کا حق ہوتا ہے کم از کم تمہارے انکار پر میں یہ تو کہہ سکوں گا ان سرکش گوشوں سے کہ میں بے بس تھا معاملہ میری اپنی ذات کا نہیں تھا بلکہ فیصلہ دوسری طرف سے سنایا گیا ہے رخسار! اگر سمجھ سکتی ہو تو میرے دل کی بات سمجھو لو۔ آج میں تم سے یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں' شاید تمہارے علم میں بھی یہ بات ہے کہ بہت سے ایسے کردار میری نگاہوں کے سامنے آئے جنہوں نے میری قربت حاصل کرنا چاہی بعض جگہ میں الجھنوں کا شکار ہوگیا کہ ان کرداروں کا میری زندگی میں کس حد تک دخل ہے پھر جب غور کیا تو اندازہ ہوا کہ ان کا تو مجھ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے نہ تو میں ان کے لئے مجبور ہوں اور نہ ہی میں انہیں اپنی قربت میں جگہ دے سکتا ہوں' اپنے حالات اپنے واقعات کے مطابق یہ بھی سوچا میں نے کہ میں خود کچھ نہیں ہوں اور کچھ نہ بننے کی کوشش کروں تو زیادہ بہتر ہے۔ ساری باتیں حقیقت سہی لیکن اس حقیقت کو کبھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ تم سے دور رہ کر زندگی کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔"

رخسار کا چہرہ سرخ ہوتا جارہا تھا وہ پہلے کی طرح اب بھی حسین تھی بس بیماری نے چہرے کو کمزور کردیا تھا لیکن اس وقت یہ سرخی اتنی بھلی لگ رہی تھی کہ اسے چوم لینے کو جی چاہ رہا تھا میں نے ایک ہاتھ آگے بڑھایا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ رخسار نے مزاحمت نہیں کی اس کے انداز خود سپردگی نے مجھے مزید دیوانہ کردیا اس کا ہاتھ بے پناہ خوب صورت تھا میں نے اسے آہستہ سے ہونٹوں کے قریب کیا اور چوم لیا۔

رخسار لرز گئی لیکن اس نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑانے کی کوشش نہیں کی البتہ اس کی آنکھوں میں دو آنسو جھلملانے لگے' اس کے ہونٹ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔ عنابی ہونٹوں کی یہ کپکپاہٹ میری روح میں اتر گئی' ایسا حسین منظر اس کائنات میں یقیناً کوئی دوسرا نہیں ہوگا خوب صورت تراش کے ہونٹوں کی یہ کپکپاہٹ مجھے دنیا کی سب سے حسین شے لگی میں اسے دیکھنے لگا وہ مجھے دیکھتی رہی پھر میں نے آہستہ سے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے آنسو خشک کردیے۔ "کچھ بولوگی نہیں رخسار؟"

"بولنا چاہتی ہوں لیکن یہ احساس خاموش رہنے پر مجبور کررہا ہے کہ جو کچھ بولوں گی اس کی تکمیل نہ ہو پائے گی۔"

"رخسار! آج میں نے اپنی کائنات تمہارے قدموں میں ڈال دی ہے' جو اعتراف میں نے کیا ہے یوں سمجھ لو کہ میری زندگی کی پہلی شکست ہے خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ اس سے پہلے کبھی ہار نہیں مانی' نہ اپنے آپ سے نہ کسی اور سے نہ کسی بھی قسم کے حالات سے۔ آج پہلی بار اس کا مزہ چکھا ہے میں نے' کہو رخسار' جو جی چاہے کہو۔"

میں واقعی جذباتی ہوگیا تھا اور اس وقت اپنے آپ میں نہیں تھا۔ انسان کی اپنی ذات کا ایک خاص پہلو ہوتا ہے چاہے وہ امریکہ کا صدر ہو یا سلطانہ ڈاکو' اس کے اپنے اندر جو ایک حقیقت پوشیدہ ہوتی ہے کبھی نہیں مرتی۔ میں اس وقت واقعی بے بس ہوگیا تھا جذبات کا یہ لمحہ ہوسکتا ہے زندگی میں کبھی نہ آئے لیکن اس وقت آگیا تھا۔

"تم فیصل ہو؟" رخسار نے سوال کیا۔

میں نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا' پھر آہستہ سے بولا۔ "ہاں رخسار میں فیصل ہوں' میں فیصل ہی ہوں وہی بے بس اور نادار لڑکا' جو غزنوی صاحب کی کوٹھی کے ملازموں کے کوارٹر میں شہزادی نامی ایک عورت کے پہلو میں پل رہا تھا لیکن جس نے ہمیشہ یہ محسوس کیا کہ یہ آغوش ماں کی آغوش نہیں ہے یہ ایک اجنبی گود ہے جس میں' میں کرائے پر پل رہا ہوں ہوش کی پہلی منزل میں اس احساس نے میرے اندر سرکشی پیدا کر دی کوئی ماں اپنے بچے سے اتنا اجتناب نہیں برت سکتی جتنا شہزادی مجھ سے برتتی تھی۔ بارش کی ہولناک راتوں میں جب بادلوں کی کڑک دلوں کو دہلا دیتی تھی میرا دل چاہتا تھا کہ میرے قریب میری ماں ہو اس کی آغوش میں تمام بجلیاں سو جاتی ہیں' کوئی چیز نقصان نہیں

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

پہنچا سکتی لیکن میں نے وہاں اپنے آپ کو تنہا پایا کیونکہ وہ میری ماں نہیں تھی پھر اس کے بعد کوٹھی میں میرے ساتھ ایک انوکھا سلوک ہوتا تھا۔ انا ماں چھپ چھپ کر مجھ سے پیار کرتی تھیں۔ غزنوی صاحب علی الاعلان مجھ سے نفرت کرتے تھے باقی لوگوں کا رویہ بہت عجیب تھا اگر میں اپنے آپ کو ایک نوکر ہی سمجھ لیتا اور یہ بات پایہ تکمیل تک پہنچ جاتی تو شاید میرے وجود میں کوئی تشنگی نہ ہوتی۔ اس تشنگی نے مجھے دیوانہ کر دیا تھا رخسار پھر واقعات بدلے' شہزادی ایک باورچی کے ساتھ بھاگ گئی اس نے اپنا ماں کا منصب چھوڑ دیا تھا۔ میں تنہا رہ گیا تھا ایک طرح سے اب میں ایک بے مقصد چیز تھا چنانچہ اس کوٹھی سے نکل آیا میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ زندگی کو کہاں تلاش کروں' کون اپنا ہے کون پرایا۔ رخسار شاید اس تشنگی نے میرے اندر ایک نئے انسان کو جنم دیا اور اس نئے انسان نے اپنی منزل کی تلاش شروع کر دی بعض اوقات اگر کچھ چیزوں کو ٹھکرا دیا جائے تو وہ مزید شدت سے چمٹنے لگتی ہیں۔ دولت' عزت' شہرت اس سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی' میں تو خود اپنی شناخت میں سرگرداں تھا' ضمنی طور پر ہی یہ تمام چیزیں میری زندگی میں داخل ہوتی چلی گئیں اور میں فیصل سے دانش منصور بن گیا لیکن وہ سکون آج بھی مجھے حاصل نہیں ہے رخسار! جو عام انسانوں کو حاصل ہوتا ہے' انہیں کم از کم یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فلاں کے بیٹے ہیں فلاں کی اولاد ہیں' ماں باپ زندہ ہیں یا مر چکے ہیں وہ کون تھے بہت ہی گھٹیا لوگ تھے یا بہت ہی عام زندگی گزارتے تھے لیکن رخسار کم از کم ان کے پاس ایک نام اور ایک شناخت ہوتی ہے جبکہ میں تمام دنیا کی ہر سہولت ہونے کے باوجود اس اعتماد سے عاری ہوں اور ماں باپ کے ہونے کا یا ان کے نام کا اعتماد مجھے حاصل نہیں ہے اگر تم غزنوی خاندان سے انحراف یا ان لوگوں سے اپنے آپ کو چھپانے کو میرا جرم سمجھتی ہو تو مجھے یہ کہنے کی اجازت دو کہ اصل جرم کی پرورش ڈیفنس کی اس کوٹھی میں ہوئی ہے جس کے کوارٹر میں فیصل رہتا تھا۔ وہیں مجھ سے میری شناخت چھینی گئی تھی اس گھر کے لوگ' فطری سی بات ہے کہ فیصل کو جانتے ہیں۔ غزنوی صاحب کو اس بات کا علم ہے کہ فیصل کون ہے' انا ماں جانتی ہیں اور کون کون جانتا ہے یہ مجھے نہیں معلوم' لیکن انا ماں کا مجھ سے پیار غزنوی صاحب کی مجھ سے نفرت یہ چیزیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ انہیں کچھ نہ کچھ میرے بارے میں ضرور معلوم ہے۔ آخر کہیں تو پایا ہوگا انہوں نے مجھے.........

لوگ شدت پسند ہیں اور ان کی شدت پسندی نے مجھے اس خاندان سے نفرت پر مجبور کر دیا ہے میں کم از کم کچھ اور نہیں کر سکتا تو انہیں اس الجھن کا شکار تو کر سکتا ہوں کہ دانش منصور' فیصل کا اس قدر مشکل کیوں ہے......... وہاں ہر شخص جیسا کہ ابھی رومانہ باجی نے اظہار کیا یہ بات جانتا ہے کہ دانش منصور ہی اصل میں فیصل ہے لیکن وہ اس بات کو ثابت نہیں کر سکتے غزنوی صاحب نے ایسی ایسی کوششیں کی ہیں' مجھے فیصل ثابت کرنے کی کہ میں زندگی اور موت کے درمیان معلق ہو گیا ہوں لیکن وہ انتہا پسند اور اپنے عمل میں شدت رکھ سکتے ہیں تو کیوں سوچ لیتے ہیں لوگ یہ بات کہ دوسرا ان سے کمتر ہے۔ میں نے دانش منصور بن کر غزنوی صاحب کو اس منزل پر پہنچا دیا کہ آج اس خاندان کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور بات یہیں ختم نہیں ہوئی ہے رخسار میں اس مسئلے کو اور آگے بڑھاؤں گا' مجبور کروں گا' غزنوی صاحب کو کہ وہ مجھے میری اصلیت بتائیں لیکن رخسار یہ الفاظ تم سے کہتے ہوئے درحقیقت میں خود کو احمق سمجھ رہا ہوں میں جانتا ہوں کہ غزنوی صاحب تمہارے دادا ہیں اور یقینی طور پر اگر تم مجھ سے تھوڑی بہت محبت کرتی بھی ہو تب بھی تمہیں میرے یہ الفاظ پسند نہیں آئیں گے میری لڑائی ختم ہو سکتی ہے رخسار لیکن اس وقت جب مجھے یہ پتا چل جائے کہ میں کون ہوں' اس خاندان سے میرا کیا تعلق ہے۔

میری الجھن سمجھو۔ میں نے مخلصانہ طور پر تم سے اپنی محبت کا اظہار کر دیا اور تحفے کے طور پر تمہیں یہ انکشاف دیا ہے کہ وہ جو مجھے اپنا سب کچھ لٹا کر فیصل ثابت نہیں کر سکے' تمہارے سامنے ہیچ ہیں۔ تمہیں میں نے اپنی اصلیت بتا دی انہیں نہیں اور اگر کل وہ مجھ سے پوچھیں گے کہ کیا میں وہی بے بس اور نادار لڑکا فیصل ہوں تو میں انکار کروں گا اور ہنس کر ان کا مذاق اڑاؤں گا۔ یہ تحفہ ان کے لئے نہیں صرف تمہارے لیے ہے اور اس بات کا حق بھی حاصل ہے تمہیں کہ اپنے خاندان کے اس دشمن کو نفرت کی نگاہ سے دیکھو' یہ جاننے کے بعد کہ وہ دانش منصور نہیں بلکہ فیصل ہے تم ایک ایک شخص سے کہہ سکتی ہو کہ دیکھو تم نے کتنا بڑا انکشاف کر دیا ہے۔ وہ تسلیم کر چکا ہے تمہارے سامنے کہ وہ فیصل ہے۔ یہ سچ ہے اور یہ سچ بھی تحفہ ہے تمہارے لیے ایک ایسے شخص کا جو تمہیں چاہتا ہے کیا سمجھیں؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

رخسار کی آنکھیں خشک تھیں وہ عجیب سے انداز میں مجھ دیکھ رہی تھی' پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "تمہارا شکریہ فیصل تھوڑا سا اپنے بارے میں بتا دوں' خدا کی قسم اپنے ماں باپ کی قسم کیونکہ ان کی زندگی میں میرے علاوہ اور کوئی شامل نہیں ہوا تھا۔ تمہاری قسم فیصل کیونکہ اس کے بعد اگر میں کسی کو اپنا سمجھنے لگی تھی وہ تم تھے مجھے نہیں معلوم ان واقعات کے بارے میں' میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ یقین کرو مجھے کچھ بھی نہیں معلوم میں یہ بھی نہیں سمجھ رہی کہ اگر میں اس سلسلے میں کام شروع کردوں تو مجھے آغاز کہاں سے کرنا چاہیے مجھے حیرت ہے کہ وہ لوگ اتنی شدت کیوں اختیار کئے ہوئے ہیں تمہارے بارے میں۔ یہ کیوں نہیں بتا دیتے تمہیں تمہارے بارے میں فیصل مجھے گائیڈ کرو' مجھے بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہیے' کیسے میں یہ معلوم کروں۔"

"نہیں رخسار ایسے نہیں' میں یہ نہیں چاہتا۔ اصل میں' میں نے اپنی زندگی کے بہت سے محاذ کھول رکھے ہیں' دل کی اتنی باتیں کر رہا ہوں تم سے تو تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میں اپنے وطن کے لئے اپنی اس پاک دھرتی کے لئے اپنی ہستی کو فنا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور یہ بھی میری اس تشنگی یا محرومی کا ایک حصہ ہے۔ میں نے اپنی ماں کو نہ پاکر وطن کی ساری ماؤں کو اپنی ماں سمجھ لیا ہے اور ان کا بیٹا بن کر اپنا قرض پورا کر رہا ہوں۔ میرے ذہن میں باپ کا جو تصور ہے اس کے میں نے بہت سے بت بنا رکھے ہیں' مصروف ہوں لیکن کیا کروں انسان بھی ہوں جذبے جب سینے میں سرکشی سے سر ابھارتے ہیں تو دل سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں بے بس ہو جاتا ہوں میں اور اس کے بعد سرگرداں ہو جاتا ہوں اپنی تلاش میں۔ ہر شے سے نفرت ہو جاتی ہے مجھے۔ رخسار یہ میری زندگی کا ماحصل ہے اور اس میں تمہارا بھی ایک مقام ہے۔ اس اعتراف کے بعد یوں سمجھ لو کہ میں نے اپنے آپ کو تمہارے ہاتھوں بیچ دیا ہے اب میں تمہاری ملکیت ہوں مجھے جس انداز میں بھی چاہو استعمال کرو لیکن رخسار' ان باتوں کو سچ سمجھ کر قبول کرنا۔ خدا کے لیے ان میں سے ایک بھی بات کو جھوٹ مت سمجھنا۔"

"نہیں دانش' ان میں سے ایک بھی بات جھوٹ نہیں ہے۔ کیا کہوں کیا جواب دوں کس طرح شکر گزاری کے الفاظ ادا کروں اس انمول تحفے کے لئے' جسے اعتماد کہا جاسکتا ہے۔ کاش میں تمہاری مشکلات کا حل تمہارے سامنے لاسکوں۔" رخسار' خلوص

سے بولی۔

"جو کچھ میں تم سے چاہوں مجھے دو گی رخسار؟"

"ہاں۔ تم نے میری ذات میں میرے اطراف میں میرے وجود میں جو کچھ پایا ہے وہ تمہارا ہے فیصل۔ تنہائی میں مجھے اپنے آپ کو فیصل کہنے کا حق دو۔ میں نے وہ سب کچھ تمہیں سونپ دیا ہے مجھ سے کچھ نہ مانگو' میرا تو ہر ذرہ تمہاری ملکیت ہے۔"

"تو پھر رخسار سنو اپنے آپ کو میرے لئے قائم رکھنا تمہیں بیمار نہیں ہونا چاہیے تمہیں میرے لیے جینا ہوگا۔ اس انکشاف کے بعد جو رومانہ باجی کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے ممکن ہے تم پر بھی سختیاں کی جائیں۔ رخسار ساتھ دینا میرا میری شناخت کے حاصل کرنے میں اور جب میں اپنے آپ کو پالوں گا تو ساری دنیا سے کٹ کر تمہارے قدموں میں آپڑوں گا۔ میں اپنے آپ کو تمہارے سپرد کردوں گا۔ رخسار! یہ میرا وعدہ ہے تم سے........"

"شکریہ فیصل بے حد شکریہ۔" رخسار نے ممنون لہجے میں کہا۔

ایک لمحے میں اس کی کیفیت بدل گئی تھی وہ ستا ہوا چہرہ جو مغموم مغموم نظر آتا تھا' زندگی سے محروم محروم نظر آتا تھا' روشنیوں کا ہالہ بن گیا تھا اور میں اس کی یہ کیفیت اچھی طرح محسوس کر رہا تھا۔

مجھے اپنے دل کا بوجھ ہلکا لگ رہا تھا ایک عجیب سا احساس ہو رہا تھا' یہ ایک کے لیے سب کچھ تھا میری اپنی ذات کے لیے صحیح معنوں میں کچھ نہیں تھا لیکن اب........ ان چند لمحات کے بعد کچھ میرا بھی ہو گیا تھا وہ میرا اثاثہ تھا۔

"اب میں کیا کروں فیصل؟" کچھ دیر کے بعد رخسار نے معصومیت سے پوچھا۔

"پہلے تندرست ہو جاؤ۔"

"وہ تو ہو گئی۔"

"اتنی جلدی۔" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"بیماری ہی تمہاری تھی اب کہاں بیمار ہوں۔"

"بس اور کوئی ذمے داری ابھی تم پر نہیں ڈال سکتا۔"

"اپنا فرض ضرور پورا کروں گی۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"جلد بازی نہ کرنا۔"

"کیسی جلد بازی۔"

"رومانہ جی آفت کی پرکالہ ہیں اس ملاقات کو بہت سے رنگ دیں گی اگر تم نے فیصل کے بارے میں کھوج شروع کر دی تو سب کو شک ہو سکتا ہے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔ ٹھیک ہے میں کچھ وقفے کے بعد یہ کام شروع کر دوں گی۔"

"اب میں جاؤں۔"

"جاؤ گے؟" وہ بے بسی سے بولی۔

"جانا ضروری ہے۔"

"میں کوٹھی آ سکتی ہوں نا؟"

"ضرور لیکن ایک ترمیم کر لو۔ تم میری کوٹھی کے سامنے والی کوٹھی میں آیا کرو وہاں کوئی بھی اجنبی نہ ہو گا اور کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہو گا کہ تم میرے پاس آئی ہو۔"

"وہاں کون ہے؟"

"میرے ساتھی۔"

"میں ان سے کیا کہوں گی؟"

"تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔"

"تم بے حد پراسرار ہو گئے ہو فیصل آخر کیسے؟"

"گزرنے والا وقت بہت سے انکشاف کرے گا رخسار! کوٹھی کا نمبر چار سو گیارہ ہے۔ خیال رکھنا۔"

"ٹھیک ہے۔" رخسار نے کہا پھر اس نے کمرے کے دروازے تک آ کر مجھے خدا حافظ کہا تھا بہت فاصلے پر رومانہ نظر آئیں شکر ہے انہوں نے کوئی انتہائی قدم نہیں اٹھایا تھا ورنہ اس بات کے امکانات بھی تھے کہ غزنوی خاندان کے افراد اب تک یہاں جمع ہو جاتے۔"

"بہت مطمئن، بہت مسرور، کوٹھی میں داخل ہوا تھا ناگی نے ان دنوں اپنا ہیڈ کوارٹر چار سو گیارہ میں بنا رکھا تھا چار سو گیارہ کی کیفیت بے حد شاندار تھی اس کے گیٹ پر محسن علی شیرازی کی تختی لگی ہوئی تھی میرے دو کارکن محسن علی شیرازی جس کا امپورٹ ایکسپورٹ کا دفتر شہر کے معروف ترین کاروباری علاقے میں تھا اور اس کی بیوی صائمہ شیرازی اس کوٹھی کے مالکوں کی حیثیت سے رہنے لگے کوئی اجنبی اندر داخل ہوتا تو اسے ایک پرسکون گھر نظر آتا جس کا ڈرائنگ روم بے حد حسین لیکن نہایت خطرناک تھا اس میں لاتعداد ڈیکوریشن پیس موجود تھے جو ہر خطرے کی نشاندہی کر دیتے تھے ایک عمدہ خواب گاہ تھی اور پھر کوٹھی کا اندرونی حصہ اور پوری کوٹھی کے نیچے پھیلا ہوا عظیم تہ خانہ یہاں ناگی نے پوری لیبارٹری بنا رکھی تھی۔"

ناگی کو بلا کر میں نے تفصیل بتائی اور ناگی مسکرانے لگا۔ "چیف اس لیے مجھے شادی کا مشورہ دیا جا رہا تھا۔"

"تمہیں رخسار کا خیال رکھنا ہو گا ناگی۔"

"اب تو وہ وی آئی پی ہیں چیف ان پر پوری سیکورٹی رکھی جائے گی۔"

"یہ ایک اور وجہ سے بھی ضروری ہے۔"

"وہ کیا چیف؟"

"وہ مجھ سے واقف ہو چکی ہے۔"

"مجھے اس کا اندازہ ہے۔"

"تین چار دن گزر گئے۔ رخسار سے فون پر روزانہ بات چیت ہوتی تھی۔ وہ ہسپتال سے گھر منتقل ہو گئی تھی لیکن کمزوری کی وجہ سے اس پر پابندی عائد تھی۔"

پانچویں دن دوپہر کو شاہنواز کا فون موصول ہوا۔ "دانش منصور صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں بول رہا ہوں۔"

"آج شام سات بجے فارغ ہیں دانش صاحب۔"

"بالکل۔"

"کچھ انتہائی خاص لوگ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں حاضر ہوں۔"

"مزید تفصیل نہیں بتا سکوں گا۔ شام ساڑھے چھ بجے سیاہ رنگ کی مرسڈیز آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔ میجر ناصر آپ کو اپنا شناختی کارڈ دکھائیں گے۔ آپ ان کی رہنمائی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

قبول کیجئے گا۔"

"ٹھیک ہے شاہنواز صاحب۔"

"شاہنواز نے فون بند کر دیا۔ اس کے بعد کوئی اور پروگرام رکھنا میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ ناگی کو البتہ اس کی اطلاع دے دی تھی۔ ناگی اپنے معاملات خود مناسب سمجھتا تھا۔"

ٹھیک ساڑھے چھ بجے کوٹھی کے ہاؤس کیپر رحمان بیگ نے ایک نوجوان میجر کا استقبال کیا۔ جو سیاہ مرسڈیز میں آیا تھا اور سادہ لباس میں تھا۔ میجر ناصر نے شناختی کاغذات مجھے دکھائے اور میں اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔

مرسڈیز کا سفر ایک خوبصورت عمارت پر ختم ہوا تھا جہاں فوجی جوان پہرہ دے رہے تھے۔ بڑے سے گیٹ سے مرسڈیز اندر داخل ہوگئی۔ پارکنگ پر کئی شاندار گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ لیکن عمارت کے صدر دروازے پر وردیوں میں ملبوس اور سویلین ڈریس میں بہت سے لوگوں کو دیکھ کر مجھے سنبھلنا پڑا۔ یہ بہت بڑی ہستیاں تھیں جن کی تصاویر میں نے اخبارات میں دیکھی تھیں۔ اتنے بڑے لوگ میرا استقبال کر رہے تھے۔ میں آگے بڑھا تو فوجی جوانوں نے ایڑیاں بجا کر سلوٹ کیا۔

ایک میجر نے آواز لگائی۔ "مملکت عزیز کے لیے جان کی بازی لگا کر عظیم کارنامے سرانجام دینے والے جوان' دانش منصور کو فوج کا سلام۔"

"میرے بدن میں پھریریاں دوڑ رہی تھیں۔ میرے دل کی آواز نے اب گونج اختیار کرلی تھی اور یہ گونج وطن کے محافظوں کی آواز میں سنائی دے رہی تھی۔ شاہنواز بھی وزیر صنعت کی حیثیت سے وہاں موجود تھا۔ اس نے میرا تعارف سب سے کرایا۔ مجھے کانفرنس ہال میں لے جایا گیا جو پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ یہاں مجھے ایک پر احترام نشست دی گئی۔ پھر ایک فوجی افسر نے سپاسنامہ پڑا۔"

"مسٹر دانش منصور۔ وطن عزیز کے لیے ناقابل فراموش کارنامے سرانجام دینے پر افواج کی طرف سے آپ کو دلی مبارکباد پیش کی جاتی ہے۔ آپ کے بارے میں تیار شدہ ریکارڈ کی جانچ پڑتال سے پتا چلا ہے کہ آپ ایک سرمایہ دار ہونے کے باوجود وطن کے پیار سے سرشار نوجوان ہیں۔ جس نے ملک میں صنعتی انقلاب لانے کی کوشش کے ساتھ

ساتھ اعلیٰ پیمانے پر ملک کی دفاعی ضروریات کے لیے کاوشیں کی ہیں۔ خصوصی طور پر ہیوی واٹر کی ایک بڑی مقدار کو دشمن ملک تک نہ پہنچنے دینے کے ساتھ اسے اپنے ملک کے لیے لے آنا ایک قابل قدر کارنامہ ہے اس کے بعد سیکٹر نائن میں گھی کی اسمگلنگ کے عظیم الشان پلانٹ کو تباہ کرنا آپ کا دوسرا بڑا کارنامہ ہے اور تیسری بار اسرائیل اور انڈیا کے گٹھ جوڑ سے ہمارے ایٹمی پلانٹ کے خلاف ایک خطرناک سازش کو ملیا میٹ کر کے آپ نے جو عظیم کارنامے انجام دیے ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں افواج پاکستان آپ کو خراج تحسین پیش کرتی ہے اور آپ کے اس کارنامے کو سراہتے ہوئے' جی ایچ کیو آپ کے لیے ایک فوجی عہدے کا اعزاز تجویز کر رہا ہے' ہم اس کے لیے آپ کو پیشگی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔"

"میں آپ سب کا خلوص دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے سامنے اپنے اس عہد کی تجدید کرتا ہوں کہ انشاءاللہ وطن عزیز کے لیے میری زندگی اگر ہزار بار بھی کام آئے گی تو میں اسے پیش کرنے سے دریغ نہیں کروں گا۔"

رسمی گفتگو ہوتی رہی اور اس کے بعد مجھے کچھ خاص اعزازات سے نوازا گیا پھر میری کاوشوں کے سلسلے میں مجھے مختصر تفصیل بتائی گئی' مجھے بتایا گیا کہ ان دو افراد کے علاوہ جنہیں میں نے اپنی ذہانت سے گرفتار کرایا تھا ان کے پاس سے موجود فہرست کے مطابق باقی تمام افراد کو بھی گرفتار کرلیا گیا ہے ایک میجر نے ہی یہ ساری تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ تمام لوگ مضبوطی سے اپنے پاؤں گاڑ چکے تھے اور انہوں نے چند مقامی لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرلیا تھا ان کی گرفتاری فوج ہی کے ذریعے عمل میں آئی ہے اور فوج نے انتہائی کوشش کر کے ان سے متعلق افراد کو بھی اپنی تحویل میں لے لیا ہے اس طرح جو بھی معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ انتہائی سنسنی خیز ہیں۔ ملک بھر میں را اور یہودی ایجنٹوں کے گٹھ جوڑ سے جو تخریبی کارروائیاں عمل میں آئی ہیں ان کی تفصیلات بھی موصول ہو رہی ہیں اور بات صرف یہی نہیں بلکہ ان انکشافات سے کچھ ایسی غلط فہمیوں کے دور ہونے کا امکان بھی ہے جو مختلف افراد کے خلاف تھیں اور جن پر تحقیق ابھی تک نامکمل تھی۔ میجر نے افواج کی طرف سے مجھے مزید خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"اس طرح مسٹر دانش منصور ایک سویلین آدمی نے جس طرح اعلیٰ پیمانے پر فوج کی مدد کی ہے اسے خلوص دل سے سراہا جاتا ہے۔ ہم آپ کو یہ تمام تفصیلات فراہم کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں گھی کے پلانٹ کی تباہی سے ملک میں گھی کی صنعت کو جس طرح استحکام حاصل ہوا ہے اور آنے والے وقت میں مزید ہو گا' اسے اگر عرف عام میں نہ سہی تو کم از کم فوجی ریکارڈ میں تحسین کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا اور آپ کے نام ہی سے منسوب کیا جائے گا۔ بھاری پانی کا جو ذخیرہ آپ نے ہماری اٹامک ٹیکنالوجی کو منتقل کیا ہے وہ آنے والے وقت میں ہماری بہت سی مزید ضروریات پوری کرے گا۔ بہرحال آپ کے ان بیش بہا کارناموں پر ایک بار پھر خلوص دل سے آپ کو مبارکباد پیش کی جاتی ہے اس بات کے امکانات ہیں کہ وزیر اعظم آپ سے باقاعدہ ملاقات کریں کیونکہ یہ تفصیلات وزیر دفاع کے حوالے کر دی گئی ہیں۔"

"یہ آپ لوگوں کی مہربانی ہے مجھ پر' ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے اپنا فرض سمجھ کر' وطن سے محبت کا قرض اتارا ہے میں نے .... صرف اپنے دل کی آواز پر ہر خواہش اور نام و نمود سے آزاد ہو کر اپنے وطن کے لیے یہ چند کام کیے ہیں البتہ اس بات کا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آنے والے وقت میں' میں اپنے کام کی رفتار تیز کر دوں گا۔"

اس پروقار تقریب کا اختتام ہو گیا۔ مجھے نہایت عزت و احترام کے ساتھ واپسی کی اجازت دی گئی اور واپسی میں میرے ساتھ وزیر صنعت شاہنواز تھے۔ میں راستے میں ان سے باتیں کرتا آیا تھا۔ شاہنواز صاحب کی اپنی گاڑی پیچھے پیچھے آرہی تھی ان کے ساتھ باقاعدہ سکیورٹی تھی۔ پھر میں اپنی کوٹھی میں داخل ہوا' میں نے انہیں پیشکش کی کہ وہ میرے ساتھ اندر آئیں لیکن انہوں نے معذرت کر لی تھی۔ رشید ناگی کو میں نے تمام تفصیلات سنائیں وہ بھی خوشی سے پھولا نہیں سمایا تھا کہنے لگا۔

"چیف یہ ساری باتیں تو اپنی جگہ ہیں' لیکن آپ کو اندازہ ہے کہ میرا ذہن بھی اسی سلسلے میں گھومتا رہتا ہے۔"

"اچھی طرح اندازہ ہے مجھے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"آپ کا نام وزیر اعظم اور جی ایچ کیو تک پہنچ گیا ہے' یہ بڑی مسرت کی بات ہے مگر چیف اس کے کچھ سائیڈ ایفیکٹس بھی ہوں گے۔"

"سائیڈ ایفیکٹس"

"ظاہر ہے چیف!"

"ذرا تفصیل بتاؤ۔"

"بات دراصل یہ ہے چیف کہتے ہوئے عجیب لگتا ہے لیکن کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا' دوست اور دشمن ہر جگہ ہوتے ہیں' دانش منصور کی حیثیت سے آپ کا نام صنعت اور کاروبار کی دنیا میں ایک پراسرار حقیقت رکھتا ہے لاتعداد صنعتکار جن میں سے کچھ کا تعلق ڈان سینٹر سے تھا کچھ روز آرگنائزیشن کے نمائندے تھے آپ کے ہاتھوں مشکلات کا شکار ہو گئے ہیں آپ کا کیا خیال ہے کہ کیا جھوٹ کھلتے ہوئے آپ سے محبت کرنے لگے ہوں گے بس ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ آپ کے خلاف کوئی ایسا عمل کرنے میں ناکام رہتے ہیں جس سے آپ کو نقصان پہنچ جائے لیکن وہ اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹے ہوں گے۔ چیف اب کچھ خاص حوالوں کے ساتھ آپ کا نام منظرعام پر آئے گا۔ یقینی طور پر جی ایچ کیو سے یا کسی خاص ذریعے سے۔ اخبارات کو تو آپ کے بارے میں تفصیلات مہیا نہیں کی جائیں گی لیکن زبان خلق والی بات ہے۔ ہو سکتا ہے یہ نام اس حیثیت سے باہر آجائے۔ حالانکہ جو واقعات آپ کو پیش آچکے ہیں اس سے یہ اندازہ تو بخوبی ہو جاتا ہے کہ بھاری پانی کی گمشدگی' گھی پلانٹ کی تباہی وغیرہ سے ان لوگوں کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ اس کے پس پردہ کون سی شخصیت کارفرما تھی۔ را اور موساد کے ایجنٹ یقینی طور پر یہاں بھی مستعد ہوں گے اور صرف چند افراد کی گرفتاری سے یہ سمجھ لینا کہ تمام لوگ قبضے میں آگئے ہیں غیر مناسب بات ہے' چیف آپ کو اس حیثیت سے نگاہوں میں بھی رکھا جا سکتا ہے اور آپ کو نقصان بھی پہنچایا جا سکتا ہے۔"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "لگتا ہے رشید ناگی تم کچھ اور کہنا چاہتے ہو جس سے منسلک یہ ساری باتیں کی جارہی ہیں۔"

"بالکل چیف ایسی ہی بات ہے۔"

"تو پھر بے فکر ہو کر کہو۔ کیا نیا منصوبہ ہے تمہارے ذہن میں۔" میں نے کہا۔

"چیف ہمارے اس شہر کے اطراف میں سمندر ہے اور سمندر میں بہت سے ایسے

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

معاملات چھپے ہوئے ہیں جن سے اس شہر کی ایک الگ حیثیت ظاہر ہوتی ہے۔ ہمارے مشرقی حصے کے جنوب میں آپ اسے جنوب مشرق کہہ سکتے ہیں' ایک چھوٹا سا ویران ٹاپو پڑا ہوا ہے۔ اب سے تقریباً آٹھ سال پہلے یہاں کچھ خاص پروگرام ترتیب دیئے گئے لیکن موجودہ حکومت نے اپنے مشیروں کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کر کے یہ اندازہ لگایا کہ چونکہ وہ جگہ براہ راست دشمن ملک کے کچھ جرائم کی زد میں آتی ہے۔ چنانچہ وہ تمام کارروائی اسی علاقے میں نہیں ہونی چاہیے جس کا تعلق اس ضروری امور سے تھا۔ چیف اس کے بعد سے وہ ٹاپو کیونکہ ہم اسے باقاعدہ جزیرہ نہیں کہہ سکتے بدستور ویران پڑا ہوا ہے۔ وہاں تھیسر کی جھاڑیاں اگی ہوئی ہیں' آپ کو تھیسر کے بارے میں معلوم ہوگا۔ وہ سمندری گھاس جو خشکی پر بھی اگ آتی ہے اور بڑی بڑی جھاڑیوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے' تھیسر کی یہ جھاڑیاں چیف بارہ بارہ فٹ تک بلند ہیں اور انھوں نے سمندر میں ایک عجیب سماں پیدا کر دیا ہے' دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کی جڑوں میں صاف ستھری پتھریلی زمین ہے جس میں صرف حشرات الارض رہتے ہیں۔"

میں دلچسپی سے ناگی کا یہ انکشاف سن رہا تھا' میں نے اس سے کہا۔ "ناگی تمہیں اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوگیا؟"

"ایک اہم کارروائی کے سلسلے میں چیف' مجھے ایک بار ایک ہیلی کاپٹر ملا تھا' چنانچہ میں نے اس سے دور دور تک کا جائزہ لیا تھا اور اس وقت یہ ٹاپو میری نگاہوں میں آیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ایک غیر محفوظ جگہ ہے کیونکہ سمندری حدود میں وہ ہماری بحری افواج کے دائرہ عمل سے الگ تھلگ جگہ ہے۔ ہمارے سمندری گشتی جہاز اس علاقے سے نہیں گزرتے بلکہ اس سے آگے سے وہ سمندر کی نگہداشت کرتے ہیں اس وقت یونہی یہ خیال میرے ذہن میں آیا تھا کہ اگر کسی طرح اس ٹاپو پر کوئی کارروائی کی جائے اور اس کا تعلق کسی پرائیوٹ شخصیت سے ہو تو غلط نہیں ہوگا۔ غیر ممالک میں تو چیف بے پناہ سرمایہ دار جزیروں کے مالک ہوتے ہیں ہمارے ہاں ابھی تک ایسی کوئی روایت نہیں پڑی ہے یہ دوسری بات ہے کہ چند جزائر پر چند لوگ حکمراں ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ وہاں زیادہ تر ان کی اپنی کارروائیاں ہوتی ہیں' اگر ہماری حکومت یہ جزیرہ ہمارے ہاتھ فروخت کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں ہم اپنا ایک شاندار ہیڈ کوارٹر قائم

کر سکتے ہیں چیف اس آئیڈیے کی تفصیل پر میں مکمل طور پر غور کر چکا ہوں میرے ذہن میں یہ ہے کہ آپ قمرو سیٹھ کے نام پر وہ جزیرہ خرید لیں اور پھر وہاں ہم اپنا جدید ترین ہیڈ کوارٹر بنائیں میں سمجھتا ہوں چیف۔ وہاں ہم ایسے ایسے شاندار کارنامے سرانجام دے سکتے ہیں' جن کی مثال ممکن نہ ہو' دانش منصور کو اب آہستہ آہستہ عام سطح پر آجانا چاہیے گو اس کے پس منظر میں آپ ہی ہوں لیکن پیش منظر میں اگر قمرو سیٹھ رہے تو میرے خیال میں بہت مناسب ہوگا۔ میری رائے تو یہی ہے چیف کہ اب اس وقت ان حالات میں جب کہ آپ کو افواج پاکستان کی نگاہوں میں بھی ایک اعلیٰ مقام حاصل ہو چکا ہے آپ اس جزیرے کے حصول کی پوری پوری کوشش کریں۔ میرا خیال ہے اس کے لئے مسٹر شاہنواز بھی آپ کے بہترین دست راست ثابت ہو سکیں گے۔"

میں حیرت کی نگاہ سے رشید ناگی کو دیکھ رہا تھا۔ کیسا انوکھا تصور پیش کیا تھا اس نے۔ دانش منصور یعنی میں یعنی میں قمرو سیٹھ یعنی فیصل ایک جزیرے کا مالک بھی ہوگا۔ رشید ناگی جیسی شاندار کارکردگی کا مالک اس جزیرے کو کیا سے کیا بنا سکتا ہے اس کا بھی مجھے اندازہ تھا' کوٹھی نمبر چار سو گیارہ کو اس نے ایک عجیب و غریب جگہ بنا دیا تھا۔ دنیا کے جدید ترین ممالک میں بڑے بڑے دولت مند اس قسم کی کارروائیوں میں شامل ہوتے ہیں لیکن میں خالی ایک سرمایہ دار ہی نہیں تھا بلکہ میرا تو مشن ہی کچھ اور تھا۔ درحقیقت بہترین جگہ ہوگی وہ پناہ کے لیے بھی......... اپنی کارروائیوں کو بھی شہری آبادی سے الگ تھلگ کرلوں گا۔ قمرو سیٹھ کی حیثیت سے اور بھی بہت سے کارنامے سرانجام دیئے جا سکتے ہیں وہاں رہ کر......... میں کافی دیر تک رشید ناگی سے اس سلسلے میں بات چیت کرتا رہا۔ جزیرے کی خریداری اور وہاں پر کیے جانے والے عمل کے بارے میں اس سے تفصیلات معلوم کرتا رہا۔ رشید ناگی نے مجھے جو کچھ بتایا جی کو لگتا تھا۔ چنانچہ میں نے رشید ناگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے ناگی۔ میں تم سے متفق ہوں ہم اس کام کے لیے کارروائی شروع کیے دیتے ہیں۔"

"کہیں جانے کا ارادہ ہے چیف۔"

"ہاں۔ الیاس بھائی کے یہاں جانے کے بارے میں سوچ رہا ہوں' مجھ سے کوئی کام

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

تو نہیں ہے؟"

"نہیں چیف۔ بس یونہی پوچھ لیا تھا۔ ویسے آپ نے میرے اس منصوبے پر غور کیا ہوگا۔ معافی چاہتا ہوں' نجانے کیا موڈ تھا آپ کا میں نے درمیان میں اپنا یہ سوال داخل کر دیا ہے؟"

"نہیں ناگی۔ میں نے بہت غور کیا ہے تمہارے اس منصوبے پر' درحقیقت ہم لوگ اس پوزیشن میں ہیں کہ اس قسم کا کام کرسکتے ہیں۔"

"چیف میں نے اس جزیرے کی جغرافیائی پوزیشن تیار کرلی ہے جس وقت بھی مناسب سمجھیں' مجھ سے طلب کرسکتے ہیں۔"

"اس وقت تو نہیں ناگی۔ میں نے مسکرا کر پوچھا۔"

"نہیں چیف واقعی' قطعی نہیں۔ ناگی نے کسی قدر شرمندگی سے کہا۔"

"میری زندگی کے نجانے کتنے رخ ہیں ناگی' کسی ایک سمت منہ کرتا ہوں تو بس یہ احساس ہوتا ہے کہ اس راستے سے گزر کر میری منزل آجائے گی' پھر جب اچانک رخ بدلتا ہے تو یہ احساس ہوتا ہے کہ میں اپنی اصلیت تو پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ دل چاہ رہا ہے ناگی کہ اپنے ماضی کے سارے کردار ایک جگہ جمع کرلوں اور سب کے درمیان خود کو محسوس کروں۔ دل خوش ہوگا میرا۔ اب اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔"

"حرج۔"

"پہلے تو ہم دانش منصور اور فیصل کو ایک دوسرے سے چھپایا کرتے تھے اب ان دونوں کرداروں کو اتنا زیادہ خفیہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے' میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟"

"تو کیا چیف آپ سب کو یہ بتا دیں گے کہ دانش منصور اور فیصل ایک ہی کردار ہیں؟"

"نہیں ناگی کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی اپنے دل میں جو چاہے سوچ لے۔ میں نے صرف رخسار کو یہ حقیقت بتائی ہے۔"

ناگی پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر آہستہ سے بولا۔ "جیسا آپ پسند کریں چیف۔"

میں باہر نکل آیا اور کار لے کر اس کوٹھی کی جانب چل پڑا جہاں یہ سب رہتے تھے

کچھ دیر کے بعد کوٹھی میں داخل ہوگیا۔

الیاس بھائی بھی موجود تھے۔ یہ گھر خوب پھل پھول رہا تھا۔ دیکھ کر دل خوش ہو جاتا تھا۔ سب میرے گرد جمع ہوگئے۔ طرح طرح سے محبتوں کا اظہار کیا جانے لگا۔ بڑے کمرے میں اجتماع ہوگیا۔ نازو باجی ابھی تک نہیں آئی تھیں۔

"نازو باجی کہاں ہیں؟" میں نے پوچھا اور بھابی ہنس پڑیں۔ میں حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔ نہ جانے کیوں الیاس بھائی جھینپ گئے تھے۔ میں نے پھر اپنا سوال دہرایا تو بھابی نے کہا۔

"وہ سامنے ان کا کمرا ہے تمہیں معلوم نہیں ہے کیا؟"

"کیا انہیں میرے آنے کا علم نہیں ہوا؟"

"ہمیں کیا معلوم؟"

"نجانے کیسی باتیں کررہی ہیں آپ بھابی' میں خود چلا جاتا ہوں۔" میں نے کہا اور بھابی منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنس پڑیں' میں نے پھر ان کی ہنسی کو حیرت سے دیکھا تھا اور اس کے بعد میں دندناتا ہوا نازو باجی کے کمرے کی جانب چل پڑا' درحقیقت نازو باجی کا اپنا ایک الگ مقام تھا' یہ وہ خاتون تھیں جنھوں نے مجھے صحیح معنوں میں ان راستوں کا راہی بنایا تھا اور ان راستوں پر چلنا سکھایا تھا' دروازہ زور سے کھول کر میں غڑاپ سے اندر داخل ہوگیا' نازو باجی ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے لیٹی تھیں' مجھے دیکھا اور پھر چادر میں منہ چھپالیا' میں ان کے قریب پہنچ گیا۔

"نازو باجی میں ہوں' یہ مجھے دیکھ کر منہ کیوں چھپایا جارہا ہے۔" میں نے آگے بڑھ کر ان کے چہرے سے چادر گھسیٹ لی۔

"کیا ہے بھئی آرہی تھی میں؟" نازو باجی جھینپتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"میں ہوں فیصل آپ شاید میری آواز بھی بھول گئیں۔"

"فیصل چلو بڑے کمرے میں آرہی ہوں۔"

"گویا گویا آپ کو میرے آنے کے بارے میں معلوم تھا اور آپ ابھی تک میرے پاس نہیں آئیں۔"

"آرہی تھی بس تم چلو تو سہی۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

”کیسی ہو رہی ہیں آپ نازو باجی اور یہ یہ یہ‘ یہ آپ نے اپنا حشر کیا بنا رکھا ہے کیا کھا کر موٹی ہوتی جارہی ہیں‘ خدا کی پناہ آپ نے تو اپنا حلیہ ہی بگاڑ لیا۔“

”بدتمیزی کرو گے تو تھپڑ مار دوں گی چلو باہر نکلو۔“ نازو باجی شرمگیں احساس میں بولیں اور دفعتاً ہی مجھے اپنی حماقت کا احساس ہوا‘ میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

”ارے توبہ خدا کی قسم نازو باجی سمجھا نہیں تھا‘ میں تو بس میں‘ تو بس یہی سوچ رہا تھا کہ آپ کھا کھا کر دنبہ ہوتی جارہی ہیں‘ معافی چاہتا ہوں جارہا ہوں‘ لیکن آجایئے اگر کوئی جلدی نہ ہو تو۔“

”جاؤ ورنہ ماروں گی۔“ نازو باجی نے کہا اور میں الٹے قدموں ان کے کمرے سے باہر نکل آیا‘ اب مجھے بھابی کے ہنسنے کی وجہ اور الیاس بھائی کے جھینپنے کی وجہ معلوم ہوئی تھی‘ میں خود بھی جھینپ سا گیا‘ نازو باجی سے ایسا ہی مقدس رشتہ تھا کہ ان کی اس کیفیت پر ہنس بھی نہیں سکتا تھا‘ کمرے میں پہنچا تو سب کے سب ہنس رہے تھے‘ میں نے بھی بھابی سے کہا۔

”ماشاء اللہ آپ تو کافی شریر ہو گئی ہیں بھابی۔“

”لو بھئی اس میں میری کیا شرارت ہے‘ میرا کیا قصور ہے اس میں۔“

”چھوڑیے آپ نے مجھے نازو باجی کے سامنے شرمندہ کر دیا۔“ بھابی بے تحاشہ ہنسنے لگیں۔

کچھ دیر کے بعد نازو باجی ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے اندر آگئیں اور قہقہوں کا طوفان برپا ہو گیا۔

”یہ کیا گڑبڑ ہے بھئی‘ آپ لوگ میری نازو باجی کو نروس کر رہے ہیں۔“

”لو ہم کیوں کریں گے‘ ہمارا اس میں کیا قصور۔“

”بھابی پلیز۔“ نازو باجی نے ناز بھرے انداز میں کہا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں آکر بچپن یاد آجاتا تھا‘ میں ان لوگوں کے ساتھ بچوں ہی کی طرح گھل مل گیا پھر میں نے بھابی سے کہا۔

”بھابی میں نے تو ایک اور پروگرام بنایا ہے‘ لیکن اب ایسا لگ رہا ہے جیسے اس میں کوئی گڑبڑ ہو جائے گی۔“

”کیا پروگرام خیریت تو ہے؟“

”آپ لوگوں کی ایک دعوت مجھ پر ڈیو ہے‘ میں سوچ رہا تھا کہ ان تمام لوگوں کو جن سے میرا ذاتی تعلق ہے ایک جگہ جمع کر لوں وہ دن ایک بہترین دن کی حیثیت سے گزارا جائے‘ شام کے کھانے کا اہتمام کیا جائے‘ ضروری نہیں ہے کہ سب کا ایک دوسرے سے تعارف کرا دیا جائے‘ لیکن ایک دلچسپ اجتماع رہے گا یہ۔“

”تو پھر اس میں پریشانی کیا ہے؟“

”اگر میری نازو باجی اس میں شامل نہ ہوئیں تو سب کچھ بے مقصد رہے گا۔“

”کیوں نہیں شامل ہوں گی؟“

”ہوں گی ناں؟“ میں نے خوش ہو کر پوچھا۔

”ہاں بھئی کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔“ بھابی نے کہا۔ الیاس بھائی بولے۔ ”اچھا اب فضول باتیں ہو چکی میرے کمرے میں آؤ ذرا تم سے معلومات حاصل کی جائیں۔“

”نہیں بالکل نہیں یہ ساری باتیں آپ بعد میں کر لیجئے گا ابھی چند منٹ تو ہوئے ہیں آئے ہوئے اور آپ کو فوراً تنہائی کی سوجھی۔ بھابی نے کہا اور میں ہنسنے لگا‘ میں نے کہا۔“

”اگر کوئی بہت پرائیویٹ بات نہیں ہے تو سب لوگوں کے سامنے ہو جائے۔“

”بالکل۔“ کوئی بات بند کمرے میں نہیں ہو گی۔ بھابی بولیں۔

الیاس بھائی نے کہا۔ ”اب تمہارا نام اس قدر غیر معروف نہیں رہا ہے فیصل۔ دانش منصور ایک پراسرار کردار کی حیثیت سے تو پہلے ہی منظر عام پر تھا اب اس کے نام سے کچھ اور داستانیں بھی وابستہ ہو گئی ہیں۔“

”بھلا کیا۔“ میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

”وہ جو حقیقت ہیں۔“

”مثلاً“

”بھئی اللہ کی مہربانیوں سے اور تمہاری کاوشوں سے اب ہمیں بھی معزز حلقوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لوگوں کو علم ہے کہ ہم دانش منصور کے قریبی عزیز ہیں۔“

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"بیشک۔"

"فصاحت اللہ بیگ کو جانتے ہو؟"

"نہیں میں نے جواب دیا۔"

"ایک بڑے خاندان کے فرد ہیں۔ حقیقتاً" بڑے خاندان کے۔ لکھنؤ کے رہنے والے ہیں وہاں بڑی جائیدادیں تھیں ان کی اب بس سوا لاکھ کے رہ گئے ہیں۔"

"جی۔ پھر۔"

"ہم سے بہت پرانے تعلقات ہیں۔ خود آئے تھے ہم سے ملنے۔ چھوٹا موٹا کاروبار کرتے ہیں ایک چھوٹی صنعت لگانا چاہتے تھے میرے پاس آگئے پوچھنے لگے کہ میرا دانش منصور سے کیا تعلق ہے۔ میں نے کہا کہ میرے کرم فرماؤں میں ہیں تو بولے کہ اگر میں ان سے کچھ کہوں تو میری بات مان لیں گے۔ میں نے تفصیل پوچھی تو بولے کہ ایک چھوٹی انڈسٹری لگانا چاہتے ہیں لیکن ان دنوں پورے ملک کے صنعتکار دانش منصور سے این او سی لیے بغیر کوئی کاروبار نہیں کرتے"

"ارے۔ نہیں ایسا تو نہیں ہے۔" میں حیرت سے بولا۔

"میں نے بھی اس حیرت کا اظہار کیا تو بولے۔"

"نہیں یہ حقیقت ہے؟"

"آخر کیسے میں نے سوال کیا۔"

"الیاس میاں، وہ چھوٹے عمر کا ایک معصوم صورت لڑکا ہے لیکن لگتا ہے کوئی قدیم روح اس کے وجود میں حلول کر گئی ہے۔ تمام کاروباری حلقے اسی کی مریدی اختیار کر چکے ہیں۔ کوئی اس سے ہٹ کر کچھ کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہے وہ اب صنعت کی دنیا کا بے تاج بادشاہ ہے۔"

"آخر دوسرے لوگ اس سے مقابلہ کیوں نہیں کرتے؟" میں نے سوال کیا۔

"ان کے غزنوی ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ فصاحت اللہ بیگ صاحب نے کہا۔"

"سب جانتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا جب رفیق صاحب بہت اچھے کاروباری تھے غزنوی صاحب نے انہیں آدھے جسم سے قبر میں دفن کر دیا اور پھر یہ نام ہی غائب ہو گیا لیکن مردے کو قبر سے نکال کر دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا کرنے والا دانش منصور ہی ہے اور

پھر رفیق احمد نے غزنوی صاحب کو ڈبو دیا۔"

"پھر آپ نے کیا کہا ان سے الیاس بھائی۔"

"این او سی جاری کر دیا۔"

"آپ کے دوست ہیں وہ؟"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"تو پھر ان سے کہیں کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں دھڑلے سے کریں لیکن صرف ایک بات کا خیال رکھیں۔"

"وہ کیا؟"

"وہ جو کچھ بھی تیار کریں جس قیمت پر چاہیں ایکسپورٹ کریں مجھے اعتراض نہیں ہوگا لیکن پہلے وہ اپنی صنعت سے میرے وطن کے لوگوں کی ضرورت پوری کریں۔ انہیں اپنے معمولی منافع پر وہ اشیاء مہیا کریں کہ انہیں کوئی پریشانی نہ ہو۔ آپ انہیں تجارت کرنا سکھائیں الیاس بھائی۔"

"اصل میں ہمارے سرمایہ کار محنت سے جی چراتے ہیں۔ وہ کم مدت میں زیادہ منافع کمانے میں کوشاں رہتے ہیں حالانکہ یہ زیادہ منافع بخش بات نہیں ہے۔ زیادہ پروڈکشن ہو زیادہ فروخت ہو تو شرح منافع برابر ہو جاتی ہے اور خریداروں کو دقت نہیں پیش آتی اس طرح انہیں زیادہ پروڈکشن کے لیے بیشک محنت زیادہ کرنا ہوگی لیکن نتائج ان کی خواہش کے مطابق نکلیں گے۔ اس کے علاوہ اشیاء باہر سے منگانے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی اگر ہمارے پاس اس کی پروڈکشن زیادہ ہو جاتی ہے تو ہم اسے بہتر منافع پر ایکسپورٹ کر سکتے ہیں۔"

"ہاں، جی لگتی بات ہے۔"

"اس کے لیے، الیاس بھائی! انہیں زیادہ سرمائے کی ضرورت ہوگی۔ ہم انہیں سرمایہ بھی فراہم کر سکتے ہیں۔"

"شرائط کیا ہوں گی؟"

"ملکی ضروریات سے زیادہ پروڈکشن کریں اور اس منافع پر جو وہ ملک میں وصول کرتے ہیں زائد پروڈکشن ہمیں فروخت کر دیں یا اگر وہ خود مارکیٹ تلاش کر کے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ایکسپورٹ کرتے ہیں تو ہمارا سرمایہ اپنے پسندیدہ وقت میں ہمیں واپس کر دیں۔"

"کچھ منافع ہوگا اس پر؟"

"بالکل نہیں۔ منافع صرف یہ ہوگا کہ ملک میں اس شے کی قیمت کم سے کم ہوگی۔ اس کے لیے ہم نے الگ فنڈ جاری کر رکھا ہے۔"

"اس کی کوئی پبلسٹی تو نہیں ہوئی۔" الیاس بھائی نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہمارا اپنا اخبار وقتاً فوقتاً ہمارے افکار شائع کرتا رہتا ہے۔ میں نے کہا۔"

"خدا کی قسم......... کمال ہے یہ تو بڑا نیک کام ہو رہا ہے۔"

"تعجب ہے ہمارے ایڈووکیٹ کو یہ بات معلوم نہیں۔"

"ایک بات بتا دوں دانش۔ معاف کرنا فیصل۔"

"جی الیاس بھائی........"

"یہ سب کچھ بھی تمہیں نازو نے سکھایا ہے۔"

"سو فیصدی۔"

"کیوں نازو۔" الیاس بھائی نے نازو باجی سے پوچھا۔

"آپ یہ سوال مجھ سے کر رہے ہیں الیاس بھائی۔ میں ایک معمولی سی اسکول ٹیچر۔ جس کی سمجھ میں اب بھی یہ کاروباری باتیں نہیں آ رہیں۔ نازو باجی فخریہ انداز میں بولیں۔"

"تب......... کچھ نہیں کہا جا سکتا سوائے ایک بات کے۔"

"وہ کیا۔" بھابی نے دلچسپی سے پوچھا۔

"یقیناً یہ کسی بہت بڑے بزنس مین کی اولاد ہے۔ اس کا باپ کوئی بزنس ٹائکون ہوگا۔"

الیاس بھائی نے یہ بات بڑی سادگی سے کی تھی اور اس میں صرف تحسین کا جذبہ تھا لیکن میرے دل پر گھونسا سا لگا۔ غالباً میرا چہرہ بھی اس احساس کی چغلی کھا گیا تھا۔ سب کے رنگ فق ہو گئے۔ الیاس بھائی ایک لمحہ کے لیے تو بھونچکے ہو کر ایک ایک کی صورت دیکھتے رہے پھر خود انہیں بھی اپنے جملوں کا احساس ہوا اور وہ کہنے لگے۔

"خدا کی قسم۔ میں خدا کی قسم میرا یہ........."

"اسی بزنس مین کی کمینگی کا تو شکار ہوں الیاس بھائی۔ جو اپنی دیانت تو میرے وجود میں چھوڑ گیا لیکن اپنے سارے نشان لے گیا نہ جانے کمبخت کون تھا۔"

"فیصل۔ بیٹے مجھے معاف کر دو۔ جوش محبت میں یہ الفاظ کہہ گیا۔ درحقیقت مجھے نہیں کہنا چاہیے تھا........ الیاس بھائی بے چارے سخت شرمندہ ہوئے تھے۔"

"آپ مجھے ذلیل کر رہے ہیں الیاس بھائی۔"

"بھئی ایک کارروائی ہوتی ہے اسمبلیوں میں جس کا تذکرہ اکثر اخبارات میں آتا رہتا ہے۔"

"وہ کیا نازو باجی۔"

"وہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ الفاظ حذف کر دیے گئے ہیں چنانچہ ہمارے بھائی جان کے یہ الفاظ اس کارروائی سے حذف کر دیے جائیں۔"

"کیسے......... میں مسکرا کر بولا۔ ماحول پر ایک دم جو سناٹا چھا گیا تھا اسے ختم کرنا ضروری تھا۔ اس کے بعد گفتگو ذرا محتاط رہی۔ الیاس بھائی بہر طور مخلص انسان تھے، پھر وہی موضوع نکل آیا۔ کہنے لگے۔"

"فیصل ملک میں تو تم جو کچھ کر رہے ہو کر ہی رہے ہو بیرون ممالک بھی جانا ہوتا ہے تمہارے پاس لاتعداد وسائل ہیں کیا ان وسائل سے کام لے کر تم اپنے آپ کو تلاش نہیں کر سکتے.........؟"

میں نے چونک کر الیاس بھائی کو دیکھا۔ وہ جلدی سے ہاتھ اٹھا کر بولے۔

"دیکھو خدا کی قسم میری ہر بات کو برائی کی سمت نہ لے جاؤ اس میں بالکل سچائی ہے میرا مطلب صرف یہ ہے کہ اب تمہارے پاس بہترین وسائل ہیں تم ان وسائل سے کام لے کر ہر وہ مشکل حل کر رہے ہو جو کسی بھی شکل میں مشکل ہے تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اپنے لیے بھی اس پیمانے پر کام کرو۔ ایک شعبہ مقرر کر دو اس میں اتنے ذہین آدمیوں کو شامل کرو جو آسمان میں سوراخ کر دیں، سمندر کی گہرائیاں چھان ماریں اور ان میں تمہاری اس مشکل کا حل تلاش کریں۔ دنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں ہوتا فیصل۔ دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ ہر بات کا پتا چل سکتا ہے ضرور پتا چل سکتا ہے۔"

"لیکن اس کے بعد الیاس بھائی، جب لوگ میرا نشان لے کر مجھ تک پہنچیں گے تو

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ان کی آنکھوں میں میرے لیے حقارت ہوگی۔ وہ یہ سوچتے آئیں گے کہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا......... بہت بڑا نام ہے اس شخص کا۔ بہت بڑی صنعت کا مالک ہے لیکن اس کی شخصیت یہ ہے۔"

"مت کرو ایسی باتیں فیصل۔ مت کرو ایسی احمقانہ باتیں۔ کس کی اصلیت کیا ہے اسے جانے دو تم خود بھی تو یہ کوشش کرسکتے ہو۔ میں تو دعویٰ سے ایک بات کہتا ہوں۔"

"غزنوی خاندان صرف غزنوی خاندن اس خاندان میں تمہاری اصلیت الجھی ہوئی ہے' یہی خاندان بتا سکتا ہے کہ تم کون ہو۔"

"مگر غزنوی خاندان تو منتشر ہوگیا ہے۔"

===☆☆☆☆☆===

"نہیں۔ غالباً" عرفان غزنوی' نعمان غزنوی اور بھی افراد یہاں موجود ہیں صرف بڑے غزنوی صاحب روپوش ہوگئے ہیں' رفیق احمد جاگیردار کے ہاتھوں اپنی مٹی پلید کروانے کے بعد ان میں سکت نہیں رہی کہ وہ اس ملک میں قیام کرتے' بس چلے گئے۔"

"خیر وہ جو کہتے ہیں کہ دنیا گول ہے کون کب تک کہاں رہ سکتا ہے' کاش غزنوی خاندان زبان کھول دے سب پتا چل جائے گا اور اگر فیصل کوئی ایسی ویسی بات نکل بھی آتی ہے تو وہ کون بد نصیب ہوگا جس کے ذہن میں تمہارے لئے کوئی برا تصور پیدا ہو سکے۔ تم تو ایک ایسے انسان ہو جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔"

میں ہنسنے لگا' میں نے کہا۔ "آپ بہت اچھے انسان ہیں۔ الیاس بھائی' آپ اپنا فرض پورا کرتے رہیں میں آپ لوگوں کی قدر اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کرتا ہوں' بہرحال چھوڑیے اب اس موضع کو' میں تو سمجھتا ہوں کہ اب اس موضوع کو چھیڑنا ہی غیر مناسب ہے۔" موضوع ختم کردیا گیا۔

دعوت کے لیے جو منصوبہ بنا کر آیا تھا' اس پر مجھے خود ہی کام کرنا تھا۔ چنانچہ دوسرے دن میں نے اپنے قریبی شناساؤں کی ایک فہرست ترتیب دی۔ شاہد بھائی' پیرو استاد کچھ اور ایسے جو بالکل اپنے تھے الیاس بھائی کا گھرانا' رفیق احمد جاگیردار یہ سارے کے سارے وہ افراد تھے جنہیں میں یکجا کرسکتا تھا۔ رشید ناگی نے ایک خوبصورت پروگرام ترتیب دیا اور اس کے بعد ہم نے دعوت نامے تقسیم کردیے۔ پیرو استاد اور شاہد بھائی کے پاس میں سب سے پہلے پہنچا تھا۔ شاہد بھائی ترقی کی منازل طے کرتے جا رہے تھے۔ پیرو

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

استاد نے بھی اپنا الگ دفتر بنالیا تھا۔ دونوں کے درمیان گہری دوستی تھی۔ پیرو شادی کرچکا تھا مجھے مسز پیرو سے بھی ملایا گیا۔ پیرو ہی کے خاندان کی تھیں، شکل و صورت تو اللہ کی بنائی ہوئی ہوتی ہے اور پھر معیار حسن انسان کی اپنی نگاہوں کا ہوتا ہے لیکن عادت کی بہت اچھی خاتون تھیں۔ پیرو نے اپنے مخصوص انداز میں ان سے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اڑے یہ اپن کا یار ہے ابی تمہارے کو کیا بولے اس نے اپن کا تقدیر بنایا خدا قسم میرے کو فرش سے اٹھا کروڑی آسمان پر پھینک دیا۔ ابی یہ سب کچھ جو تم دیکھتا ہے ناں یہ اس کا کیا دھرا ہے۔"

"پیرو استاد تمہارے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ابھی تک۔"

"اڑے چھوڑو ڑے، ابی تبدیلی ہوتا اپن کے اندر تو اپن خلاص ہوگیا ہوتا، تم اپن کو جیسا دیکھتے ہو اپن پہلے دن بھی ویسا ہی تھا۔ اڑے سن! تیرے کو کیا بتائے اپنے فیصل بھائی کے بارے میں بہت بڑا آدمی ہے۔ خدا قسم ہر طرح سے بڑا ہے جس کا دل بڑا ہو جس کا خون سرخ ہو وہی سب سے بڑا ہوتا ہے۔ اڑے ابی اس کو کچھ چاول ماول کھلاؤ ناں۔"

میں نے بڑی مشکل سے پیرو استاد کے چاولوں سے نجات حاصل کی تھی۔ شاہد بھائی بھی اپنی محبت میں آسمان بن گئے تھے اور ان محبتوں کو میں اپنے وجود میں خون کی شکل میں موجزن پاتا تھا۔ یہ سچے لوگ اگر اس کائنات میں نہ ہوتے تو دنیا کی صورت سے نفرت ہو جاتی۔ جھوٹ کے غازے میں لپٹے ہوئے چہرے، مصنوعی مسکراہٹیں ہونٹوں پر سجائے، دلوں میں بغض اور آنکھوں میں کینہ لیے بظاہر محبت کے ڈونگرے برساتے ہوئے یہ انسان اتنے قابل نفرت تھے کہ انہیں دیکھنے کے بجائے خودکشی کرلینا زیادہ مناسب ہو لیکن انہی کے درمیان نگینوں کے مانند چمکتے ہوئے یہ موتی جو کافی تعداد میں مجھے حاصل تھے، دنیا کی بدصورتی کو بہت کم کر دیتے تھے۔

اس کے بعد رفیق احمد جاگیردار کے ہاں پہنچا ان سب سے ملاقات ہوئی۔ عافیہ بیگم کی صحت ان دنوں بہت اچھی ہو رہی تھی۔ ذہنی توازن بھی خاصی حد تک درست محسوس ہوتا تھا۔ سب سے ملاقات کے بعد ان سے ملاقات بھی ہوئی۔ بظاہر اب تک جو باتیں کی

تھیں انہوں نے، بڑی سمجھداری کی باتیں کی تھیں، لیکن تنہائی میں کچھ حالات بگڑ گئے۔ کہنے لگیں۔

"سنو شادی نہیں کرو گے تم؟" ان کے سوال ہمیشہ ایسے ہی بے تکے ہوا کرتے تھے اور میں اپنے آپ کو ان کے لیے تیار پاتا تھا، میں نے کہا۔

"ضرور کروں گا۔"

"کوئی لڑکی منتخب کرلی ہے؟"

"ابھی تک نہیں۔"

"آہ! دیر ہوگئی، کچھ دیر ہوگئی، میری تو جوانی ہی کہیں کھو گئی۔ سچ جانو بچی تھی، آہستہ آہستہ جوان ہو رہی تھی۔ میری راتیں بھی پرستان کے اسی شہزادے کے خوابوں سے سجی ہوئی تھیں جو آسمان کی بلندیوں سے سفید گھوڑے پر سوار نیچے اترے گا، گھوڑے کے پنکھ پھیلے ہوئے ہوں گے، پھر وہ میرے قریب پہنچے گا۔ ہاتھ بڑھا کر مجھے اٹھائے گا اور گھوڑے پر سوار کرکے آسمان کی بلندیوں میں واپس چلا جائے گا، بچپن کے یہ خواب جوانی کی طلب میں آگے بڑھے تو اچانک ہی جوانی ہی کھو گئی۔ میں گہری نیند سو گئی تھی بس سوتے ہوئے یہ سب کچھ ہوگیا اور جب جاگی تو سر میں سفید بال نمودار ہو چکے تھے، میری جوانی کہاں چلی گئی تم بتا سکو گے؟"

بڑا الجھا ہوا نفسیاتی معاملہ تھا۔ رفیق احمد جاگیردار نے عافیہ بیگم کے بارے میں کھوج سے منع کر دیا تھا، کیا پوچھتا کس سے پوچھتا اس مظلوم عورت کے بارے میں جو اپنے اندر دکھوں کا سمندر سمیٹے ہوئے تھی، کیا ہوا ہے اس بدنصیب کے ساتھ کہتی ہے جوانی ہی کھو گئی۔ عافیہ بیگم پھر بولیں۔

"تمہیں دیکھ کر نجانے کیوں مجھے پرستان کا وہ شہزادہ یاد آجاتا ہے بالکل اس جیسا چہرہ ہے تمہارا مگر میری عمر بڑھ گئی ہے میں کیا کروں، خیر تم شادی کرلینا جہاں تمہارا جی چاہے کرلینا، میرے سر میں تو چاندی کے تار نمودار ہو چکے ہیں۔"

رفیق احمد جاگیر صاحب کو تمام اہل خاندان کے ساتھ مخصوص دن کے لیے اپنے گھر میں دعوت دی، نیاز احمد کہنے لگے۔

"بھئی! بہت بڑی بات ہے یہ، پہلی بار دانش منصور صاحب کے ہاں معزز مہمانوں

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کی حیثیت سے جائیں گے۔"

"نیاز احمد صاحب' میرے گھر کے دروازے کی دوسری جانب قدم رکھنے والا ہر شخص ہی ایک معزز مہمان ہوتا ہے۔ یہ آپ نے کون سی نئی بات کی؟"

رفیق احمد ہنس کر بولے۔ "نیاز احمد کو کبھی باتوں کے نئے یا پرانے ہونے کا احساس نہیں ہوتا' بس یہ بولنا چاہتے ہیں' لیکن نہ ان کے دل میں کچھ ہوتا ہے نہ دماغ میں' بیچارے بہت سی چیزوں سے خالی ہیں۔ بہرحال ہم لوگ آئیں گے۔"

"تمام افراد کو آنا ہوگا۔"

"یقیناً" یقیناً"۔"

اس کے بعد الیاس بھائی کے ہاں اس دعوت کو کنفرم کرنے کے لیے گیا' البتہ عرفان غزنوی یا نعمان غزنوی کے ہاں جانے کی جرات نہیں ہوئی تھی۔ رخسار کے بارے میں البتہ معلومات حاصل کیں۔ ٹیلی فون پر بلا لیا میں نے اسے' اصل نام کسی کو نہیں بتایا تھا۔

رخسار جب ٹیلی فون پر پہنچی تو میں نے اس سے کہا۔

"رخسار میں دانش منصور بول رہا ہوں۔"

"کیسے ہو؟"

"بہت اچھا ہوں' ایک الجھن درپیش ہے۔"

"کیا؟"

"اپنی کوٹھی میں دعوت کی ہے میں نے اپنے شناساؤں کی جن کا میرے ماضی سے گہرا تعلق ہے۔ جنہیں میں اپنا کہہ سکتا ہوں' رخسار چونکہ میں نے تمام اپنوں کو یکجا کیا ہے اس لیے اس دعوت میں اگر تم نہ ہوئیں تو ایک بہت اپنے کی تشنگی رہے گی' کیا میں تمہارے گھر آکر اس دعوت کا دعوت نامہ دوں؟"

"مت آنا مناسب نہیں ہوگا' لوگو کو پتا چل گیا ہے کہ تم میرے پاس آئے تھے' رومانہ باجی نے ایک کی دس لگائی ہیں اور اچھی خاصی مشکل فضا پیدا ہوگئی ہے گھر میں' یہی کیفیت عرفان تایا کے ہاں ہوئی ہے یوں سمجھ لو نئے سرے سے تمہاری دشمنی کا آغاز ہوگیا ہے لیکن بات اپنوں کی ہے ناں' وہ اپنے کہاں ہیں وہ تمہیں فیصل سمجھتے ہیں۔ اب بھی اس بات پر تیار نہیں ہیں کہ تمہیں فیصل کے بجائے دانش منصور سمجھیں اور فیصل سے

انہیں نفرت ہے وہ کبھی یہ بات جتانے پر تیار نہیں ہوں گے اگر وہ فیصل کے بارے میں جانتے ہیں تو اس کی اصلیت بھی کھول دیں' تو یہ صورت حال ہے۔"

"تم بھی نہیں آسکو گی۔"

"مجھے اگر وہ دونوں ٹانگوں سے معذور کر دیں یا میری آنکھیں پھوڑ دیں' تب بھی یقین کرو میں کسی کا سہارا لے کر وہاں پہنچ جاؤں گی' بات جب اپنوں کی ہے تو میں بھلا اس اپنے گھر سے کیسے دور رہ سکتی ہوں۔ اس تقریب کی میزبانی تو میں ہی کروں گی کیونکہ وہ میرے فیصل کا گھر ہے۔"

رخسار اب بے حجاب ہوگئی تھی لیکن اس کے ان الفاظ نے مجھے مسرتوں کا ایک ایسا عظیم خزانہ دیا کہ میں دیر تک ان الفاظ کے سحر میں ڈوبا رہا جب میں کچھ نہ بولا تو رخسار نے کہا۔

"ہیلو فیصل۔"

"ہاں رخسار میں لائن پر ہوں۔"

"نہیں تم مجھے لائن سے ہٹے ہوئے محسوس ہو رہے ہو۔"

"نہیں' صحیح معنوں میں اب مجھے سیدھا راستہ ملا ہے۔"

"خاموش کیوں ہوگئے تھے؟"

"تمہارے الفاظ کی چاشنی نے منہ میں ایسی مٹھاس گھول دی تھی کہ زبان اس کے ذائقے میں گم ہوگئی اور میں منہ نہ کھول سکا۔" رخسار ہنسنے لگی پھر بولی۔

"چرب زبانی خوب آگئی ہے تمہیں لڑکے۔"

"اب اتنی ساری پیاری پیاری باتیں فون پر ہی کرلوگی تو قریب بیٹھ کر کیا باتیں کرو گی؟"

"اتنا کچھ ہے دل میں کہ پریشان ہو جاؤ گے میری باتوں سے۔"

"وعدہ کرتا ہوں رخسار کبھی پریشان نہیں ہوں گا۔"

"میں نے اس وعدے کو دل کی گہرائیوں میں اتار لیا ہے' میں بے بس' بے کس اور بے سہارا ہوں مجھے میری منزل تک لانا تمہاری ہی ذمے داری ہوگی۔"

"ہاں میں سمجھتا ہوں لیکن تمہیں انتظار کرنا ہوگا۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"اگر یہ سنو کہ میں نزع کے عالم میں ہوں اور بس دم نکلنے والا ہے تو میرے پاس پہنچ جانا کیونکہ اس لمحے بھی میں تمہارا ہی انتظار کر رہی ہوں گی۔" رخسار جذباتی لہجے میں بولی۔

"اچھا رخسار میں فون بند کر رہا ہوں اس سے زیادہ کچھ سن نہیں سکتا۔"

"خدا حافظ' میں آؤں گی بالکل بے فکر رہنا۔"

"میں بالکل بے فکر ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

رخسار کی باتوں نے دل کی دھڑکنوں میں ایک نئی دھڑکن کا اضافہ کر دیا تھا' انسانوں کی زندگی کو کچھ نہ سمجھنے والا' مشکل حالات میں دشمنوں کے لیے موت کا ہرکارہ بن جانے والا' ہزاروں مشکلوں اور خطرناک واقعات میں اپنے آپ کو ثابت قدم رکھنے والا' لاکھوں منصوبے ذہن میں پروان چڑھانے والا دانش منصور یا فیصل ایک معمولی سی' کمزور سی' بے بس سی لڑکی کی باتوں سے جس طرح سرشار ہوا تھا' وہ اس کے شایان شان نہیں تھا لیکن انسان اتنا ہی کمزور' اتنا ہی معصوم اور اتنا ہی بے بس ہے کہ ایک جملہ' ایک لفظ اس کی زندگی میں مسرتوں کا طوفان موجزن کر دیتا ہے اور غم کا ایک لمحہ اسے زندگی سے بیزار کر دیتا ہے۔

ناگی دعوت کے انتظامات میں مصروف تھا۔ بڑے دلچسپ پروگرام ترتیب دیے تھے اس نے اور پھر جس دن دعوت کا پروگرام تھا اس دن وہ صبح ہی صبح کوٹھی کی تزئین میں مصروف ہو گیا تھا۔ میں جب جاگا تو بے شمار آوازیں کوٹھی سے ابھر رہی تھیں۔ یہ لوگ کوٹھی کو سجانے والے تھے۔ لیکن دلچسپ بات یہ تھی کہ سارے کے سارے وہ افراد تھے جو کسی نہ کسی طور مجھ سے وابستہ تھے' ناگی اجنبی لوگوں کو اس کوٹھی میں لانا پسند نہیں کرتا تھا لیکن یہ بھی اسی کا کارنامہ تھا کہ اس نے ہر شعبے کے لیے لوگ اکٹھے کر رکھے تھے اور ان سے اپنی ضرورت کے مطابق کام لیا کرتا تھا۔ میں نے تو کسی معاملے میں مداخلت ہی نہیں کی تھی مجھے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ ناگی نے شام کی دعوت کے لیے کیا اہتمام کیا ہے۔ بہرطور آج کا دن عام معمولات سے بالکل ہٹ کر تھا۔ میں بھی اپنے آپ کو کسی ذہنی الجھن کا شکار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ میرا بہت پرانا تصور تھا جو آج پایہ تکمیل کو پہنچ رہا تھا۔ بہرحال شام ہو گئی۔ مہمان آئے۔ شاہد بھائی اپنے پورے خاندان کے ساتھ تھے۔

حالات چونکہ خاصے بہتر تھے ان کے' حالانکہ ایک بار میں ان کے گھر تو کراچی رہ چکا تھا لیکن یہ بھی ایک بہت بڑا سچ ہے کہ دولت آتی ہے تو عقل بھی ساتھ لاتی ہے اور اسے استعمال کرنے کا طریقہ خود بخود ہی آ جاتا ہے' کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی پس ماندہ خاندان رہ چکا ہو گا۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ پیرو استاد اور مسز پیرو بھی بہت عمدہ لباس میں آئے تھے۔ وہ مہمانوں میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے کیونکہ پیرو نے اپنا انداز گفتگو تبدیل نہیں کیا تھا۔ وہی بے تکلفی' وہی ہر چیز میں دلچسپی لینا' داخل ہوتے ہی وہ میرے گلے لگ گیا۔ چونکہ یہ دن ہر قسم کے تکلفات سے آزاد تھا اور میں نے ایک طرح سے خود کو نمایاں کر دیا تھا۔ البتہ پیرو سے اتنا ضرور کہہ دیا تھا کہ مجھے دانش کہہ کر مخاطب کیا جائے چنانچہ اس نے بڑی بے تکلفی سے میرے سینے سے لپٹے ہوئے کہا۔

"اڑے ماں قسم تو تو سچ مچ بہت بڑا آدمی ہو گیا ہے۔ اپنا یار ابی دانش بولے گا تیرے کو کمال ہے ڑے کیا فس کلاس کوٹھی بنایا ہے اڑے میں تیرے کو ایک بات بولے' لے........" وہ مجھے فیصل کہتے کہتے رک گیا' میں نے اس کا شانہ دباتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے سب بات بولو پیرو بھائی' بس اس وقت فیصل نہ کہنا۔"

"اڑے خدا قسم اگر تیرے کو فیصل نہیں بولتا تو اپن کو ایسا لگتا ہے جیسے کسی غلط جگہ آ گیا۔"

"یہ ایک مجبوری ہے پیرو استاد' بس آج کا دن یہاں اس جگہ کیونکہ یہاں سارے لوگ مجھے دانش ہی کے نام سے جانتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ڑے خیال رکھیں گے تو میں تیرے کو بولتا یار کہ ابی بس تیرے کو ایک بیوی مانگتا ہے۔ یار بوڑھا ہو جائے گا شادی کر لے۔ چار چھ بچہ پیدا کر ابی اس کوٹھی کو بھر دے یار بس زندگی خلاص اور کیا مانگتا ہے انسان کو زندگی میں۔"

"تھوڑے دن انتظار کر لو پیرو بھائی' بہت جلد تمہیں یہ خوشخبری سناؤں گا۔"

"چھوڑو ڑے ابی کتنا اور انتظار کرنا پڑیں گا' ابھی میں تمہارا بھائی کو بولیں گا کہ اس کے کے لیے چھوکری موکری تلاش کرو' تم خود تو ایسا نہیں کریں گا۔"

میں ہنس کر خاموش ہو گیا تھا۔ شاہد بھائی بھی تعریفی نگاہوں سے میری اس کوٹھی کو دیکھ رہے تھے پھر رفیق احمد جاگیردار صاحب اپنے پورے خاندان کے ساتھ آ گئے۔ عافیہ

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بیگم بھی تھیں' ایک خوبصورت ساڑھی میں ملبوس' ان خاتون کو دیکھ کر واقعی دل کو ایک عجیب سا احساس ہوتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو گئی ہو کوئی ایسی کمی رہ گئی ہو ان کی تشکیل میں جس میں انکا اپنا کوئی قصور نہ ہو' جسم کے تمام نقوش اس قدر جاذب نگاہ تھے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں دیکھتی کی دیکھتی رہ جائیں' لمبے بال پنڈلیوں تک آتے تھے بس اگر چہرے پر عمر آگے بڑھنے کے آثار نہ ہوتے تو بیک نگاہ انہیں ایک نوجوان اور بھرپور جسم کی مالک دوشیزہ کہا جاسکتا تھا۔ آج ذرا کچھ سنجیدہ سی تھیں۔ میں نے رفیق احمد جاگیر صاحب کا استقبال کیا تو وہ بھی آگے بڑھ کر بولیں۔

"یہ تمہاری کوٹھی ہے۔"

"آپ ہی کی ہے عافیہ بیگم۔"

"کیوں حسرتوں میں مبتلا کر دیتے ہو ہماری کہاں سے آئی؟"

بس انہوں نے آج اتنا ہی کہا تھا لیکن ان جملوں میں بھی ایک کہانی تھی' میں اس وقت کسی کہانی میں نہیں ڈوبنا چاہتا تھا۔ چنانچہ ذہن کو جھٹک کر خاموش ہو گیا۔ رفتہ رفتہ تمام مہمان آنے لگے پھر جب رخسار اندر داخل ہوئی تو میرے قدم ساکت ہو گئے رخسار نجانے کیسے آئی تھی۔ میں جانتا تھا کہ اسے یہاں تک پہنچنے کے لیے کیسے کیسے آگ کے دریاؤں سے گزر کر آنا پڑا ہوگا۔ میں نے بے اختیار آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا تھا۔

"میری تقریب اب مکمل ہوئی ہے' کوئی اور نہیں آیا؟"

"میں آگئی ہوں۔"

"شکریہ نہیں ادا کروں گا۔"

"کرنا بھی نہیں چاہیے' اور ہاں سنو کسی سے تعارف نہ کرانا۔"

"کیوں؟"

"بس میں نہیں چاہتی۔"

"وجہ بتاؤ گی؟"

"نہ پوچھو۔"

"بتا دو رخسار۔"

"اچھا پھر کبھی بتاؤں گی۔"

"نہیں ابھی۔" میں نے ضد کی اور وہ ہنسنے لگی۔ پھر آہستہ سے بولی۔

"ہم' لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ غالباً" اس لیے کہ تم دوسرے لوگوں کے بجائے صرف میری طرف متوجہ ہو۔"

"میری اپنی ذات کے لیے اس وقت کوئی دوسرا تم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔"

"شکریہ!" رخسار خوش ہو کر بولی۔

"بتاؤ۔" میں نے کہا۔

"ضد کیے جاؤ گے؟"

"اس وقت تک جب تک بتا نہ دو گی۔"

"کیا کہہ کر تعارف کراؤ گے۔ اگر صرف رخسار غزنوی تو لوگ سوچیں گے کہ تنہا کیوں آئی ہوں۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

کچھ اور مہمان آئے تو ہماری گفتگو کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ الیاس بھائی' نازاں باجی' آصف نور' سارے لوگ جمع ہو گئے تھے۔ بس انہی مہمانوں کو آنا تھا۔ کوئی خاص تقریب تو تھی نہیں کہ پروگرام ہوتے۔ مطلب مل بیٹھنا تھا۔ میری کوٹھی کا جائزہ لیا گیا۔ سب خوش تھے اور جو ایک دوسرے سے متعارف نہیں تھے خود ہی متعارف ہو گئے تھے۔

پیرو استاد نے میرے شانے پر تھوڑی رکھ کر کہا۔ "ارے دانش ایک بات پوچھو تم سے؟"

"جی پیرو بھائی۔" میں نے کہا۔

"اڑے وہ چھوکری موکری کون ہے ڑے۔"

"کون سی پیرو بھائی؟"

"اڑے وہی نا یار وہ جو ساڑھی باندھے ہوئے ہے۔"

"رخسار ہے اس کا نام۔"

"تیری کون ہے؟"

"کوئی نہیں ہے۔"

"اڑے ماتم تیرا بھائی بولتا پڑا' وہ چھوکری بہت فس کلاس ہے۔ تیرے ساتھ کھڑا ہوا بہت اچھا لگتا تھا۔ شادی نہیں ہوا اس کا؟"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"ابھی تک نہیں پیرو بھائی۔"

"یار چانس مانس ہے تو خدا قسم شادی کرلے۔ اپن کو بول اپن اس کے گھر تیرا رشتہ وشتہ لے کر جائے گا ڈے' ابھی سالا وہ لوگ نہ مانے تو چھوکری کو تڑی پار کردے' ابھی یار وہ تیرا بھابی کو بہت پسند آیا ہے۔"

"ٹھیک ہے پیرو بھائی اگر میری بھابی کو وہ لڑکی میرے لیے پسند آگئی ہے تو بس سمجھ لے کہ وہ مجھے بھی پسند ہے۔ میری بھابی کی پسند کوئی ایسی ویسی تو ہو نہیں سکتی اس نے میرے پیرو بھائی کو پسند کیا ہے۔"

"اڑے چھوڑو یار۔ اپن کا کالا تھوبڑا۔ ابی میرا مذاق اڑانا پڑا ہے کیا تو۔"

"نہیں پیرو بھائی' خبردار اگر آپ نے میرے پیرو بھائی کو کوئی ایسا ویسا جملہ کہہ کر پکارا۔ بہرحال آپ کو تو پتا ہی ہے کہ ابھی میرا شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ دیکھیں گے۔ سوچیں گے اگر دل میں یہ بات آئی تو پھر میں اپنی بھابی سے کہوں گا کہ وہ میرا رشتہ لے کر جائیں۔"

"ابی یار میرے کو بھی بہت پسند آیا ہے' بہت اچھا چھوکری ہے اس کا خیال رکھنا۔"

"جی پیرو بھائی۔"

دلچسپ واقعات کے دوران یہ تقریب جاری تھی' رخسار سے قربت بھی ہو جاتی تھی۔ عافیہ بیگم نے بھی ایک دلچسپ گل کھلایا۔ میں اس وقت رخسار کے قریب ہی موجود تھا' عافیہ بیگم زور زور سے اسے سونگھنے لگیں اور رخسار مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں دیکھنے لگی۔

"کون سا سینٹ لگاتی ہو تم۔" انہوں نے رخسار سے پوچھا۔

"جی۔" رخسار چونک کر بولی۔

"تمہارے بدن سے اپنائیت کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ پتا نہیں یہ کون سے سینٹ کی خوشبو ہے' کیوں اپنی اپنی لگتی ہو؟" میں نے ہنس کر عافیہ بیگم سے کہا۔

"عافیہ بیگم یہ رخسار ہے۔"

"ہوگی۔ ہمیں کیا۔" عافیہ بیگم نے رخ بدلا اور آگے بڑھ گئیں۔ رخسار حیران

نگاہوں سے انہیں دیکھتی رہی' پھر سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھا تو میں نے کہا۔

"بے چاری ایک ٹریجڈی کا شکار ہیں بس ایسے ہی کبھی بہکی بہکی باتیں کرتی ہیں۔"

"اوہ! افسوس کئی بار میں نے انہیں دیکھا بڑی سنجیدہ اور پروقار خاتون ہیں۔ بہت اچھی لگی تھیں مجھے تو۔ دیکھو کیا کیا ہو جاتا ہے اس دنیا میں' یہ ٹریجڈی کا شکار ہیں حالانکہ حسین شخصیت کی مالک ہیں۔"

میں گردن جھٹک کر خاموش ہوگیا تھا پھر کھانے کا دور چلا اور کھانے کی تعریفیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد سب سے پہلے رفیق احمد جاگیردار نے جانے کی اجازت مانگی تھی۔ ہم نے بڑے احترام سے انہیں رخصت کیا۔ دوسرے لوگ بھی جانے لگے۔ الیاس بھائی کا خاندان موجود تھا۔ شاہد بھائی اور پیرو استاد چلے گئے۔ الیاس بھائی نے کہا۔

"بھئی! بڑی شاندار دعوت رہی تمہاری تو آج ہم نے اس دعوت میں بڑی عجیب و غریب باتیں محسوس کی ہیں ایک انوکھا حلقہ ہے تمہارا۔ یہ پیرو شاید مجھے پہچان نہیں سکا تھا۔"

"اچھی طرح جانتا ہے الیاس بھائی۔ زندگی کے اتنے اہم واقعات اتنی آسانی سے تو فراموش نہیں کیے جاسکتے۔" الیاس بھائی نے الجھی ہوئی نگاہوں سے رخسار کو دیکھا تو میں نے جلدی سے کہا۔

"الیاس بھائی آج کی اس دعوت میں صرف وہ لوگ شامل تھے جو میری اصلیت سے واقف ہیں سوائے رفیق احمد جاگیردار وغیرہ کے لیکن چونکہ یہ بھی مجھ سے اتنے قریب ہیں کہ میں انہیں اپنی اس ذاتی تقریب سے دور نہیں رکھ سکتا تھا۔"

الیاس بھائی نے ایک بار پھر رخسار کو دیکھا تو میں نے آہستہ سے کہا۔

"جی یہ رخسار ہیں' میں انہیں اپنے بچپن کی ساتھی تو نہیں کہہ سکتا لیکن یہ میرے بچپن کی ساتھی ہیں الیاس بھائی۔ غزنوی صاحب کی پوتی ہیں۔ نعمان غزنوی صاحب کی صاحبزادی۔ حالانکہ جس وقت میں اس کوٹھی میں تھا یہ بھی اپنا ننھا سا وجود لیے وہاں پھرتی تھیں لیکن میرا اور ان کا ساتھ اس لیے نہیں تھا کہ میں اس وقت اس کوٹھی میں ایک نوکر کی حیثیت رکھتا تھا۔"

سب کے چہرے پر حیرت کے نقوش پھیل گئے۔ نازاں باجی نے سرگوشی کے سے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

انداز میں کہا۔

"ذرا الگ چلو' تم سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"آؤ رخسار۔" میں نے رخسار کو آواز دی۔ اب اتنی سمجھ تو مجھ میں تھی کہ نازاں باجی کی سرگوشی کا یہ انداز سمجھ لوں۔ نازاں باجی رخسار کو دیکھ کر ایک لمحے کو ٹھٹکیں تو میں نے آہستہ سے کہا۔

"آپ نے مجھے الگ اور تنہائی میں بلایا تھا نازاں باجی' رخسار سے تعارف حاصل کیجیے یہ میری تنہائی کا الگ ہیں۔"

"کیا۔" نازاں باجی سر کھجاتے ہوئے بولیں۔

"جہاں یہ ہوں وہاں صرف میں ہوتا ہوں سمجھیں۔"

"ہوں' محسوس کرلیا تھا میں نے' بڑے کمینے ہو اتنی بار پوچھا۔ اتنی بار منت سماجت کی تمہاری' کبھی بتا کر نہ دیا۔ نازاں باجی نے رخسار کا بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب کرلیا اور رخسار مسکرانے لگی تھی۔ میں نے نازاں باجی سے کہا۔"

"اور آپ یہ جانتی ہیں نازاں باجی کہ میں نے دنیا سے جھوٹ بولا آپ سے کبھی نہیں بولا۔ رخسار پہلے نازاں باجی کا تعارف کرادوں۔ فیصل جب غزنوی صاحب کی کوٹھی سے دربدر ہوکر نکلا تو اس نے ایک بس میں اپنا ٹھکانہ بنایا جسے وہ رات کو دھوتا تھا پھر استاد کے ساتھ اور اسی میں سو جاتا تھا۔ پھر ایک واقعہ ہوا اور اس واقعہ نے مجھے الیاس بھائی کے گھر پہنچا دیا۔ ایک معمولی نوکری کی حیثیت سے اس گھر میں پہنچا تھا لیکن اس گھر کے لوگ آسمان کے باشندے تھے۔ انہوں نے ایک بے کس' لاچار اور لاوارث لڑکے کو ساری زندگی کے لیے بسیں دھونے یا گھروں میں نوکری کرنے کے قابل نہیں سمجھا بلکہ اسے عزت و احترام سے زمین سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیا۔ نازاں باجی میری استاد ہیں میری بہن ہیں میری ماں ہیں میری اتالیق ہیں۔ میرے مستقبل کی معمار ہیں۔ مجھے انہوں نے سب کچھ بنایا ہے' یقین کرو رخسار اگر میری ماں ہوتی تو شاید مجھے نازاں باجی سے زیادہ نہ چاہتی' بس میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہوں گا۔"

"آپ عظیم ہیں نازاں باجی میں آپ کی عظمت کو سلام کرتی ہوں۔"

"لیکن مجھے شکایت ہے۔ مجھے کیوں نہیں بتایا فیصل نے' میں آج تک تردد کا شکار

رہی ہوں۔"

"خدا کی قسم نازاں باجی' محبت کا یہ انکشاف تو ابھی بس تھوڑے سے دن پہلے ہوا ہے' مجھے اچانک ہی احساس ہوا ہے کہ میں رخسار کو چاہتا ہوں۔ اچانک ہی یہ اندازہ ہوا ہے مجھے کہ اگر میں نے زندگی میں کبھی صرف اپنے بارے میں سوچا تو رخسار سے الگ ہٹ کر نہیں سوچوں گا۔ ہمارے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے نازاں باجی' وہ یہ ہے کہ اگر ہم زندگی کا آغاز کریں گے تو ساتھ ساتھ۔ ورنہ یونہی زندگی کا سفر طے کر ڈالیں گے۔ حالانکہ میں نے کبھی کسی پر اپنا حق مسلط نہیں کیا لیکن جب میں نے رخسار کو محسوس کیا تو اسے۔ "کسی" نہیں پایا بلکہ درحقیقت وہ میری بائیں پسلی ہے اس لیے میں اسے ہر طرح سے استعمال کرنے کا حق رکھتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے بہت اچھا کیا تم نے مجھے بتا دیا۔ رخسار اب ہماری ذمہ داری بن گئی ہے۔" نازاں باجی نے کہا۔

"جی۔"

"ہاں۔ اس دن کے انتظار میں کچھ وقت لگے گا ناں! جب تم اپنے بارے میں سوچو گے اور اس کے بعد رخسار کی جانب نگاہ اٹھاؤ گے۔ اس وقت تک رخسار کو وہ تحفظ تو درکار ہوگا ناں جو دوسروں کے سلسلے میں ہوتا ہے۔ یہ تم نے بہت اچھا کیا جو مجھے اپنا رازدار بنالیا' میں اب اپنا فرض پورا کروں گی اور تم اس سلسلے میں مجھ سے کچھ نہیں کہو گے۔"

"میں نے تو کبھی آپ سے کسی سلسلے میں کچھ نہیں کہا نازاں باجی۔"

"اس طرف سے مطمئن رہو۔" نازاں باجی بولیں۔ پھر میں نے رخسار کے علاوہ تمام لوگوں کو خدا حافظ کہا۔ اب صرف رخسار رہ گئی تھی۔

"حالانکہ رات کافی ہوگئی تھی' مگر رخسار کے انداز میں کوئی گھبراہٹ نہیں تھی۔ اسے گھر واپس جانے کی کوئی جلدی نہیں تھی۔ اس نے مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔"

"میں کافی پیوں گی۔"

"ابھی بنواتا ہوں۔" میں نے کہا اور ایک ملازم کو اشارے سے بلا کر کافی کے بارے میں کہہ دیا پھر رخسار کو لیے ہوئے ایک خوبصورت گوشے میں آ بیٹھا۔ رخسار مجھے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

دیکھ کر مسکرائی تو میں بھی مسکرا دیا۔ وہ بولی۔

"تم سوچ رہے ہو گے کہ میں جانے کا نام نہیں لے رہی۔"

"نہیں الفاظ بدل لو۔"

"کیا تبدیلی کروں۔"

"میں سوچ رہا ہوں کہ کہیں دیر سے جانے پر تم سے باز پرس نہ ہو۔"

"نہیں۔ البتہ اب مجھ پر خاندان کی پہلی آوارہ لڑکی کی چھاپ لگ جائے گی۔"

میں نے چونک کر اسے دیکھا پھر میں نے کہا۔ "تفصیل بتاؤ۔"

"مجھ سے باز پرس ہوئی تھی۔"

"کیا؟"

"یہی کہ میرا دانش منصور سے ربط کیوں ہے۔ میں بتا چکی ہوں کہ رومانہ باجی نے ساری باتیں نمک مرچ لگا کر کہی تھیں پھر تمہاری دعوت ملی۔ مجھ سے کہا گیا کہ دانش منصور ہمارا دشمن ہے۔ اس نے ہمارے خاندان کو برباد کر دیا ہے پھر میرا اس سے تعلق کیوں ہے؟"

"تم نے کیا کہا؟"

"میں نے کہا کہ اب میرا شناختی کارڈ بن چکا ہے۔"

"اوہ!" میں اس محبت پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"خدا کی قسم میں نے انتہائی سخت رویہ اختیار کیا ہے۔ میں نے کہا کہ ان میں سے کوئی مجھے مجبور نہ کرے کہ میں اس شناختی کارڈ کے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ اس کے سہارے مجھے بالغ تصور کیا گیا ہے اور بلوغیت کے تمام حقوق دیے گئے ہیں۔ اگر میرے اوپر کوئی سختی کی گئی تو میں فوراً" قانون کا سہارا حاصل کروں گی۔ مجھ سے کہا گیا کہ وہ اصل میں فیصل ہے جو کسی پراسرار طریقے سے دانش منصور بن گیا ہے۔ تو میں نے سوال کیا کہ آخر فیصل کون ہے۔ وہ بتاتے کیوں نہیں کہ فیصل کو ان سے اور انہیں فیصل سے کیا پرخاش ہے۔"

"پھر؟"

"بس۔ کسی نے کچھ نہیں بتایا۔ گالیاں بکنے لگتے ہیں۔"

"کیا کہتے ہیں؟"

"وہ جو میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔"

"بتاؤ رخسار۔"

"فیصل۔" رخسار جھجکنے لگی۔

"پلیز رخسار۔"

"بس وہ کہتے ہیں کہ تم .... شہزادی کا گناہ ہو.......... مگر فیصل کیا یہ بات ماننے والی ہے۔"

"کیوں رخسار۔ ہو سکتا ہے یہ سچ ہو۔"

"ہرگز نہیں۔ میں بھی اس خاندان میں پرورش پانے والوں میں سے ایک ہوں۔"

"مطلب۔"

"بڑے غزنوی میری مراد دادا جان سے ہے۔ انہوں نے اپنے گھر میں اقتدار کا تاج محل بنا رکھا تھا۔ وہ تو کیاریوں کا ایک گملا غلط جگہ دیکھنا پسند نہیں کرتے پھر ایک گناہ گار ماں کو انہوں نے اپنی کوٹھی میں جگہ کیسے دے دی اگر ایسا ہوتا تو فیصل تو وہ اسے گولی مار دیتے۔ اپنے ہاں ایک لمحہ نہ رکھتے مگر وہاں تمہاری پرورش ہوئی۔ تم بڑے ہوئے۔"

میرے ذہن میں چراغ روشن ہو گئے۔ معمولی مگر بڑی روشن دلیل تھی۔ میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"رخسار.......... یہ .... یہ تو واقعی۔ یہ تو واقعی قابل غور بات ہے۔"

"خدا کی قسم فیصل شہزادی تمہاری ماں نہیں تھیں۔"

"پھر آخر اصلیت کیا ہے؟"

"بتانا پڑے گا۔ انہیں بتانا پڑے گا فیصل۔ میں انہیں بلیک میل کروں گی۔ دیکھنا اصل بات میں ہی معلوم کروں گی۔ اب یہ تمہارا نہیں میرے مستقبل کا معاملہ ہے۔"

میں عجیب سی نظروں سے رخسار کو دیکھتا رہا۔ اس دوران کافی آئی۔ کافی پیتے ہوئے میں نے کہا۔

"رخسار۔ میں نے ملک و ملت کی بہتری کے لیے بہت سے محاذ کھول رکھے ہیں۔ ایک نظریہ حیات بنایا ہے میں نے۔ اس پر عمل میری زندگی کا مطمع نگاہ ہے۔ رخسار میں

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

بہت دور نکل گیا ہوں اس میں' یہ تو نہیں کہہ سکتا میں کہ پوری زندگی اس میں بسر کروں گا' لیکن وقت لگے گا۔ تمہیں اس وقت تک میرا انتظار کرنا ہوگا۔"

"جو کچھ میں کہوں گی اس پر یقین کرو گے۔"

"اس طرح رخسار جیسے اپنی آنکھوں کی بینائی پر۔ اس طرح جیسے اپنے سانسوں کی آمد و رفت پر۔"

"تو پھر یوں سمجھ لو کہ میری روح تم سے منسوب ہے۔ میری محبت میں کوئی جسمانی طلب نہیں ہے۔ تمہاری قربت صرف تمہارا خیال اور تم سے اپنی منسوبیت ہے۔ لوگ مجھے تمہارے نام سے پکارتے ہیں۔ بس میرے لیے سب کچھ ہے اور کبھی کچھ نہ چاہوں گی۔ اس وقت تک جب تک تم فرصت نہ پالو گے۔"

"تمہیں سب کچھ بتاؤں گا اپنے بارے میں۔ بتاؤں گا رخسار کہ فیصل نے دانش منصور بننے کا سفر کس طرح طے کیا اور اس کی زندگی کے کیا نظریات ہیں۔"

"اطمینان سے فیصل' فرصت کے وقت اور میری طرف سے بالکل فکر مند نہ ہونا۔ جسم کی پوری قوت کے ساتھ لڑوں گی ان لوگوں سے جو میرے اور تمہارے درمیان آئیں گے۔"

"نہیں رخسار۔ تمہیں اس دنیا کے رحم و کرم پر تو نہیں چھوڑوں گا۔ ساٹھ ہزار کی آرمی ہوگی تمہارے تحفظ کے لیے۔ پورے ساٹھ ہزار کی فوج۔ تمہارا ہر لحہ محفوظ ہے۔ بے فکر ہو جاؤ۔ اس ملک کی حکومت تمہاری حفاظت کرے گی۔ ایک دنیا اب تمہارے لیے مستعد ہے۔"

"میں اس کے بارے میں پوچھے بغیر مطمئن ہوں۔"

رخسار کو میں خود اس کے گھر کے دروازے پر چھوڑ آیا۔ اسے ہدایت کی کہ ایک گھنٹے کے بعد مجھے فون کرے۔ اگر اس کا فون نہ ملا تو میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ وہ اندر داخل ہوگئی تو میں واپسی کے لیے پلٹا۔ تھوڑی دور نکلا تھا کہ ناگی کی کار نظر آگئی۔

"ارے تم؟" میں نے اپنی کار کو ناگی کی کار کے قریب روک کر کہا۔

"ضروری تھا چیف۔ یہ سب معمول کے مطابق ہے۔ ایک اور گاڑی وہاں چھوڑ دی گئی ہے جس میں چار آدمیوں کی ڈیوٹی ہے۔" ناگی نے جواب دیا۔

"کہاں؟ رخسار کے گھر پر۔"

"ہاں۔"

"اوہو۔ کیوں؟"

"چیف' یہ سوال نہ کریں تو شکر گزار ہوں گا۔ میرا اپنا ایک طریقہ کار ہے۔ مجھے اس کے مطابق کام کرنے دیں۔"

"بہتر ہے' چلو!" میں نے کار آگے بڑھا دی۔ ناگی کے خلوص پر کوئی شک نہیں کرسکتا تھا۔ ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد رخسار کا فون موصول ہوا۔

"سب ٹھیک ہے۔ سب سو گئے تھے۔ ایک ملازمہ میرے لیے جاگ رہی تھی۔ میں اپنے کمرے میں آرام سے ہوں۔"

"کل بارہ بجے مجھے اپنی خیریت بتانا۔"

"اوکے۔ خدا حافظ۔" رخسار نے کہا اور میں نے اسے خدا حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔

تین دن تک کوئی اہم بات نہیں ہوئی۔ چوتھے دن رخسار نے فون کرکے بتایا کہ گھر والوں کا رویہ حیرت انگیز طور پر بہتر ہے۔ غالباً" وہ بہتر سلوک کرکے میرا برین واش کرنا چاہتے ہیں۔ یقیناً" زمانے کے سرد و گرم دیکھ کر یہ دانشمندانہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ میرے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔

"گڈ! اب کل رات دس بجے فون کرنا۔"

"او کے۔" رخسار کے فون مجھے پروگرام کے مطابق موصول ہو رہے تھے۔ رشید ناگی جزیرے کے سلسلے میں کام کر رہا تھا۔ اس نے تمام تفصیلات مجھے فراہم کر دیں۔ اسی دن میں نے شاہنواز سے رابطہ قائم کرکے اس سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور اس نے مجھے میری پسند کے مطابق وقت دے دیا۔ میں نے اس کی رہائش گاہ پر اس سے ملاقات کی۔

"اصل میں مسٹر شاہنواز۔ میں آپ کی حکومت سے اپنی کاوشوں کا ایک صلہ چاہتا ہوں۔"

"آپ اسے میری حکومت کیوں کہہ رہے ہیں دانش صاحب! اصل میں اب تو

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

آپ خود اس حکومت کے ایک وزیر کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ وزیر بے قلمداں' بے شمار لوگ آپ سے مخلص ہوگئے ہیں۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ آپ پر کتنا کام ہو رہا ہے۔"

"کیا میرے دوست کی حیثیت سے آپ مجھے اس بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں مسٹر شاہنواز؟"

"ہاں بیشک۔ وزارت داخلہ نے خصوصی اسکواڈ کے ذریعہ آپ کے بارے میں ایک تحقیقی رپورٹ حاصل کی ہے۔ حکومت کے بہت سے اصلاحی امور میں خصوصاً صنعتی میدان میں آپ نے جو کچھ کیا ہے اس کے کوائف حاصل ہوچکے ہیں۔ آپ کو اعزازی وزیر کا عہدہ پیش کیا جانے والا ہے۔ اس کے علاوہ جی ایچ کیو نے آپ کے لیے اعزازی کرنل کا عہدہ تجویز کیا ہے۔ بہت جلد ایک فوجی تقریب میں یہ اعزاز آپ کو پیش کر دیا جائے گا۔"

"خوب' بہرحال میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہاں ایک بہت اہم سلسلے میں مجھے حکومت کی مدد درکار ہے اور ڈیئر شاہنواز اس سلسلے میں سب سے پہلے میں آپ کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں۔"

"میری خوش نصیبی ہے۔"

"میں جنوب مشرقی علاقے کے اس جزیرے کو خریدنے کا خواہش مند ہوں جس کی تفصیل تحریری شکل میں میرے پاس موجود ہے۔ میں اس بارے میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا پہلے اس کے حصول کے مقاصد آپ کو بتا دوں۔ میں وہاں ایک خفیہ نام سے اپنی ضروریات پوری کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تمام ضروریات اپنے وطن کی بہتری کے لیے ہیں۔ جن کی مکمل تفصیل متعلقہ محکمے کو فراہم کر دی جائے گی اور اس کے ضروری کوائف طے کر لیے جائیں گے۔"

"فنٹاسٹک' میرے خیال میں آپ کو بالکل مشکل نہیں پیش آئے گی۔ اب آپ پر آنکھیں بند کرکے اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس سے قبل کہ آپ مجھے میری ذمہ داریاں بتائیں میں خود کچھ پیشکش کرنے کا اعزاز حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"جزیرے کے حصول کے لیے تمام ضروری امور پر غور کرکے اس کی تفصیل آپ

مجھے فراہم کر دیں۔"

"میں نے اسی لیے آپ سے ملاقات کی ہے مسٹر شاہنواز۔"

"خلوص دل سے حاضر ہوں۔"

شاہنواز کو مکمل تفصیل تحریری شکل میں فراہم کرنے کے بعد میں مطمئن ہوگیا اور وہاں سے واپس چل پڑا۔ زندگی' دوست دشمن' محبت اور نفرتوں سے پر زندگی اپنی منزل کی جانب رواں ہے۔ شاید ہی کسی ایک شخص کی حیات سے اتنی داستانیں وابستہ ہوں۔ اس داستان حیات کے بہت سے باب باقی ہیں۔

☆☆☆☆☆

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

چیکاس برادرز اعلیٰ پائے کی زندگی گزار رہے تھے' ویسے بھی ان کے مشاغل محدود تھے' کوٹھی کے لوگوں کے لیے وہ دلچسپی کا باعث تھے' کوئی کھیل کھیلتے تو ایسا انوکھا کہ لوگ اس میں کھو جاتے' پنگ پانگ کا کھیل تو میں دیکھ ہی چکا تھا' ان کے مشاغل ہمیشہ ہی بے تکے رہتے تھے لیکن کیا ہی نایاب نوجوان تھے' اکثر میری ان سے دلچسپ باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ ایک دن رخسار کی موجودگی میں' میں نے ان سے سوال کر ڈالا۔

"تم لوگوں کو زندگی میں کس شے کی طلب محسوس ہوتی ہے؟"

"صبح کو ناشتے کی' چیف' دوپہر اور رات کو کھانے کی۔" رخسار ہنس پڑی تھی۔

"اس کے علاوہ.........؟"

"اس کے علاوہ میڈم' خواہشیں تو اتنی ہیں کہ اس کے لیے ساری زندگی کم ہے اور جب انسان کو اپنی حد سے زیادہ مل جاتا ہے تو وہ بالکل خالی دامن رہ جاتا ہے۔"

"خدا کی پناہ' اتنے چھوٹے سے ہو لیکن کتنا فلسفیانہ ذہن رکھتے ہو۔"

چیکاس برادرز ہنس کر خاموش ہو گئے تھے۔

"اس کا کہنا بالکل درست ہے رخسار' اگر زندگی کا ایک مقصد بنالیا جائے تو راہ کی رکاوٹیں دوسری خواہشات ہی بن سکتی ہیں اگر بے شمار خواہشات میں نہ الجھا جائے تو ایک محور انسان کو ہمیشہ پرسکون رکھتا ہے۔"

"میرا سر بہت بڑا ہو جائے گا۔ یہ باتیں سنتے سنتے۔"

میں ہنس کر خاموش ہو گیا۔ رخسار حیرت انگیز طور پر میرے قریب آگئی تھی' نجانے اس کے اہل خاندان کو کیا سوجھی تھی۔ انہوں نے اسے بہت مراعات دے رکھی تھیں' وہ

خود بھی حیرانی سے مجھے بتاتی تھی کہ وہ یہاں چھپ کر نہیں آتی بلکہ جب بھی آتی ہے علی الاعلان آتی ہے۔ لوگوں کے منہ تو بن جاتے ہیں دانش منصور کا نام سن کر لیکن کوئی روکنے کی کوشش نہیں کرتا۔

"اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میرا تو ایک خیال ہے اس سلسلے میں' وہ لوگ تمہاری حیثیت سمجھتے ہیں انہیں اس بات کا احساس ہے کہ اگر تمہاری مخالفت پر کمر باندھی تو وہ تباہی کا شکار ہو جائیں گے۔"

"گویا وہ مجھ سے خوفزدہ ہیں؟"

"ہاں۔"

"کاش ایسا نہ ہوتا۔ وہ مجھ سے خوفزدہ نہ ہوتے بلکہ مجھ سے اپنائیت کا اظہار کرتے' وہ مجھے اپنے قریب لاتے۔"

"یہ ان کی فطرت میں نہیں ہے' میں کیا کروں؟"

"رخسار اکثر آجاتی تھی۔ ناگی اپنے کاموں میں مصروف تھا' یہ شخص بھی ایک کمپیوٹر تھا جس میں بہت سے کام فیڈ تھے۔ میں اس کی زندگی کی دعائیں مانگتا رہتا تھا اور یہ سوچتا تھا کہ جو ذمے داریاں اس نے اپنے آپ میں سمو رکھی ہیں اگر وہ اس دنیا میں نہ رہا تو بھلا میں ان ذمے داریوں کو کیسے سنبھال سکتا ہوں۔"

وقت گزرتا رہا۔ ناگی' شاہنواز کی مدد سے جزیرے کے سلسلے میں بھی کام کر رہا تھا۔ میرے لیے جو اعزازات تجویز کیے گئے تھے ابھی ان پر عمل نہیں ہوا تھا لیکن ظاہر ہے مجھے بھلا ان چیزوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔

پھر ایک دن ناگی کچھ ساز و سامان کے ساتھ کوٹھی میں آیا۔ دبلی پتلی جسامت کا پچکے گالوں والا ایک نوجوان اس کے ساتھ موجود تھا۔ ناگی جس بڑی ویگن میں یہاں آیا تھا۔ وہ میں نے پہلی بار دیکھی تھی۔ اس وقت میں چیکاس برادرز کے ساتھ اپنی کوٹھی کے بیرونی حصے میں بیٹھا ہوا تھا' وہ نوجوان کو وہیں لے کر میرے پاس پہنچ گیا' اس نے نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ جالب نعمان ہے۔"

میں نے پرتپاک انداز میں اس نوجوان کا استقبال کیا اور اس سے ہاتھ ملایا' نوجوان

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کی آنکھوں میں محبت کے آثار نظر آرہے تھے۔

"بیٹھو جالب' اپنا باقی تعارف تم خود مجھ سے کراؤ۔"

ناگی بھی جالب کے ساتھ ہی بیٹھ گیا' نوجوان نے کہا۔

"تفصیلی تعارف ضروری ہے جناب تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ میں زمین پر رینگتا ہوا ایک معمولی سا کیڑا تھا۔ میرے ذہن میں کائنات کی وسعتیں پوشیدہ تھیں لیکن میرے ہاتھ پاؤں نہیں تھے۔ میں رینگ ہی رہا تھا' جو تصورات میں نے اپنے دل دماغ میں بسائے تھے وہ صرف تصورات تھے اور میں یہ بات جانتا تھا۔ کہ میں ان تصورات کو لے کر کسی دن زمین کی گہرائیوں میں پہنچ جاؤں گا لیکن پھر مجھے سہارا ملا جناب وہ سہارا آپ کا تھا۔ وہ اس طرح کہ ناگی صاحب سے میری اتفاقیہ ملاقات ہوئی۔ اصل میں ایک بہت ہی گھٹیا قسم کا رسالہ تھا جو میرے ایک دوست کی ملکیت تھا میرا وہ دوست خود بھی کسمپرسی کا شکار تھا لیکن مجھ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا اس نے رسالے میں میرے افکار و خیالات چھاپے اور نجانے کس طرح میری خوش بختی اس رسالے کو ناگی صاحب کی نگاہوں کے سامنے لے گئی۔ انہوں نے اسے پڑھا' مجھے میرے اس دوست کی معرفت تلاش کیا اور یہیں سے میری اس سنہری زندگی کا آغاز ہوگیا۔"

"ویری گڈ۔"

"اس سے آگے کی اب داستان مجھ سے سن۔" ناگی نے ایک فلمی مصرع پڑھا اور میں مسکراتی نگاہوں سے اس کو دیکھنے لگا۔

"جالب نعمان قدرتی طور پر ایک سائنس داں ہے' اس نے صرف انٹر کیا ہے لیکن اس کے اندر بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ اس نے اپنے لیے ایک نظریہ قائم کیا اور اس نظریے پر یہ کام کرتا رہا تھا۔ اس نے بہت بڑی تھیوری تیار کی تھی اور یہ تھیوری ہی نہیں تھی بلکہ اس کے لئے اس نے جو تمام چیزیں متعین کی تھیں ان کے نام بھی لکھے تھے' میں نے جب اس کے بارے میں پڑھا تو مجھے اس سے دلچسپی پیدا ہوئی' میں نے اس سے رجوع کیا۔ اس کی تین بہنیں ہیں' والدہ ہیں اور یہ لوگ انتہائی معمولی سے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاندان والوں کی بے التفاتی کا شکار کیوں کہ غربت کی آغوش میں سانس لے رہے تھے لیکن اس نوجوان کی بے مثال صلاحیتیں چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں کہ

یہ کچھ بن کر ہی دکھائے گا۔ جناب آپ کے حکم کے مطابق میں نے اسے سہارا دیا' اس کے افکار و خیالات سنے اور سب سے پہلے اسے وہ ذہنی سکون نصیب کیا جو اس کی خواہش تھی' یعنی میں نے اسے ایک فلیٹ خرید کر دیا اور اس کی والدہ اور تین بہنوں کی کفالت کی ذمے داری قبول کر کے اس سے کہا کہ وہ ہمارے سائنس انسٹیٹیوٹ میں اپنی اس تھیوری پر عمل کرے۔ تقریباً" ستاون لاکھ روپے کا سازو سامان میں نے اس کی سنائی ہوئی ایک کہانی پر خرچ کر دیا اور اسے ہر وہ چیز مہیا کی جو اس کی آرزو تھی' تین معاون سائنس داں اسے دیئے اور بہت سی کوششوں کے بعد اس نے اپنی اس تھیوری کو عمل شکل پہنا دی جو اس کے ذہن میں قدرتی طور پر پیدا ہوئی تھی یا پھر کچھ ایسے عوامل تھے جنہوں نے اسے اس تھیوری کی جانب راغب کیا' یہ ایک عجیب و غریب مشین ایجاد کرنے میں کامیاب ہوگیا اور اس کی تکمیل کے بعد آپ کے پاس اس کا مظاہرہ کرنے کے لیے لایا ہے۔ آپ اس نوجوان سے اس مشین کے بارے میں تفصیلات معلوم کر سکتے ہیں۔"

"اب یہ بتاؤ جالب نعمان کہ تم جو کچھ چاہتے تھے اس کی تھوڑی بہت تکمیل ہوئی یا نہیں۔ میرا مطلب ہے تم نے اپنی کاوشوں کو عمل شکل دی' یا ابھی اس میں کچھ مشکلات باقی ہیں۔"

"نہیں جناب میں بڑی مسرت کے ساتھ آپ کی خدمت میں اپنی کاوشیں لے کر حاضر ہوا ہوں' جو کچھ میں نے کیا ہے اس کے پس پردہ میرے کچھ تصورات ہیں' کچھ تجربات ہیں' کچھ جذبات ہیں۔ میں نے کسی خاص تجربے کے تحت ہی اس تھیوری پر سوچنا شروع کیا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ اس میں کامیاب ہوگیا اگر آپ حکم دیں تو میں اپنے تجربے کی تفصیلات آپ کے سامنے پیش کروں۔"

"کیا خیال ہے ناگی اس جگہ بیٹھنا مناسب ہوگا یا اندر چلیں۔"

"مشین اس ویگن میں موجود ہے اور اسے کسی کمرے میں ہی نصب کرنا ہوگا تو ہیں اس کا تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ کو اس وقت کوئی مصروفیت تو نہیں ہے؟" نعمان جالب نے مجھ سے پوچھا۔

"بالکل نہیں.........بھلا اس سے بڑی مصروفیت اور کیا ہوگی کہ ایک باصلاحیت نوجوان سے میری ملاقات ہو رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ پہلے ہمارے اس معزز مہمان کی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

تھوڑی بہت خاطر مدارت کی جائے۔ بعد میں اس سے اس مشین کے بارے میں گفتگو کریں گے۔"

"میں مشین اندر پہنچانے کا بندوبست کرتا ہوں آپ براہ کرم جہاں بھی مناسب سمجھیں تشریف رکھیے۔" ناگی نے کہا۔ میں جالب نعمان کو لے کر اندر چل پڑا۔ اس کے انداز میں بہت زیادہ احترام پایا جاتا تھا۔ ایک مخصوص نشست گاہ میں بیٹھ کر میں نے جالب سے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے جالب' تمہاری یہ ایجاد ہمارے وطن کے کس حد تک کام آسکتی ہے؟"

"جناب عالی' اصل میں ملکی بنیاد پر جو کچھ بھی کیا جاتا ہے اور ان کے پس پردہ جو جذبات کار فرما ہوتے ہیں۔ وہی ایسی چیزوں کو جنم دیتے ہیں۔ خاصی پرانی بات ہے' میں آٹھویں کلاس میں پڑھ رہا تھا۔ ایک غریب سے علاقے کا رہنے والا ہوں اور ایسے علاقے میں جہاں ذہنی جھلاہٹیں مجرمانہ ذہن کی تلقین کرتی ہیں صاحب اقتدار اپنے لیے کھل کھیلنے کے سامان پیدا کرتے ہیں' محکمہ پولیس کے افراد بڑی عجیب و غریب ذہنی کیفیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ہوا یوں کہ میرے پڑوس میں ایک خاندان آباد تھا۔ بہت نیک اور شریف لوگ تھے۔ دو نوجوان تھے اس خاندان میں' باپ نے محنت مزدوری کر کے اور اپنے خون کا آخری قطرہ نچوڑ کر اپنے بچوں کو پروان چڑھایا تھا' کوئی ایسی صورت حال ہوگئی جس کی وجہ سے پولیس نے ان دونوں نوجوانوں کو پکڑ لیا۔ کوئی واردات ہوگئی تھی جس کی تفتیش کی جا رہی تھی انہیں لاک اپ میں لے جایا گیا اور پولیس نے اپنے بے رحم رویے سے ان میں سے ایک کو زندگی سے محروم کر دیا۔ اپنے بچاؤ کے لیے جو کچھ بھی ادھر کیا جا سکا کیا گیا لیکن نوجوان زندگی سے گیا۔ اس کی موت کے بعد فوراً" ہی غالباً چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اس کا باپ اپنے بیٹے کی جدائی کا صدمہ برداشت نہ کر کے دنیا سے رخصت ہو گیا اور وہ دوسرا بھائی پاگلوں کی طرح سڑکوں پر آوارہ پھرنے لگا۔ وہاں سے یہ تصور میرے ذہن میں ابھرا کہ یہ دہشت' یہ درندگی پولیس کو روا نہیں ہے۔ وہ کون لوگ ہوتے ہیں جو یہ غیر انسانی حرکتیں کرتے ہیں؟....... ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ آٹھویں کلاس کا طالب علم حیثیت کیا رکھتا ہے۔ دانش منصور صاحب' میں نے اپنے دل میں نفرت کے وہ جذبے نہ

بجائے' جو بغاوت اور جنون کو جنم دیتے ہیں بلکہ میں نے سوچا کہ اس کے پس پردہ عوامل کیا ہیں اور بہت چھوٹی سی عمر میں یہ کھوج میری زندگی کا ایک حصہ بن گئی۔"

"میٹرک کے بعد معلومات حاصل کرتا رہا۔ سائنس کی جانب میرا ذہن راغب تھا۔ بہت ہی گھٹیا قسم کی کتابیں بھی پڑھی تھیں اس سلسلے میں' جن میں ٹیلی پیتھی' ہپناٹزم اور دوسرے ایسے پراسرار علوم کے بارے میں تفصیلات ہوا کرتی تھیں۔ شمع کے شعلوں کا تذکرہ عمل تنویم کی دوسری قوتیں' میری دلچسپی ان سے بڑھتی چلی گئی تھی۔ یورپ میں تنویمی قوتوں کو سائنس کی شکل دی گئی اور میں نے اخبار میں اس موضوع پر پڑھا تو میرے ذہن میں ایک نکتہ جاگا۔ میں نے انہی مفروضہ کہانیوں کو عملی شکل دینے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ایچ جی ویلز نے ایک ناول لکھا تھا "چاند پر پہلا آدمی۔" اور دنیا جانتی ہے کہ اس پر کتنا ہنسا گیا تھا لیکن بالآخر چاند پر پہلا آدمی پہنچ گیا۔ پرانے زمانے میں الف لیلیٰ لکھی گئی جس میں کہا جاتا تھا کہ جادوگر نے جادو کا گولہ دشمن شہر پر پھینکا اور شہر تباہ ہو گیا....... ہیروشیما اور ناگا ساگی پر وہ جادو کا گولہ پھینکا گیا اور دونوں شہر تباہ ہو گئے۔ شہزادہ گلفام کو سامری جادوگر نے اپنے جادو کے گولے میں دیکھا اور پھر اسے اغوا کر لیا۔ جادو کا وہ گولہ اب ٹیلی ویژن کی شکل میں موجود ہے' میں نے سوچا کہ تنویمی قوتیں کسی کو مسحور کر سکتی ہیں تو انہیں سائنسی شکل کیوں نہیں دی جا سکتی۔ پولیس کے بارے میں مجھے معلومات کرنے پر یہ اندازہ ہوا کہ پولیس کے بارے میں مجھے معلومات کرنے پر یہ اندازہ ہوا کہ پولیس میں سب ہی درندے نہیں ہوتے' جرم کرنے والا اور جرم کو چھپانے والا بھی بعض اوقات اتنا ہی تکلیف دہ ہوتا ہے کہ پولیس والے بھی جھنجلا جاتے ہیں اور یہی جھنجلاہٹیں دیوانہ وار تشدد کا ذریعہ بنتی ہیں کیونکہ انہیں بھی اپنے فرائض کی تکمیل کرنی ہوتی ہے۔ بس جناب یہی چند واقعات میری اس ایجاد کا باعث بنے۔ گو میں نے ابتدا کہانی کے انداز میں کی تھی لیکن مجھے کامیابی نصیب ہونے لگی اور بالآخر آج میری یہ کامیابی اس شکل میں موجود ہے۔

"میں نے ایک ایسی مشین ایجاد کی ہے جناب' جو رنگوں کے امتزاج سے ایک خاص حیثیت حاصل کر چکی ہے ہپناٹزم کے لیے رنگوں کا ایک خاص تناسب ہے۔ رنگوں میں انسان کو مسحور کرنے کے بے پناہ صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ دماغ میں اگر کوئی تحریک پیدا کر

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

دی جائے تو پھر انسان لاشعوری طور پر اس کے بارے میں سوچتا ہے۔ میں نے جو مشین ایجاد کی ہے اس کا انداز یہ ہے کہ وہ ذہنوں کو متحرک کر دیتی ہے اور انسان کے ذہن میں سچ بیدار کرتی ہے وہ لاشعوری طور پر اپنے عمل کا اعتراف کرتا ہے اور یہ مشین اس اعتراف کی حقیقت کو عریاں کر دیتی ہے۔"

"ونڈر فل.......... انتہائی حیرت انگیز.......... اب تو تم نے مجھے اپنی اس ایجاد کو دیکھنے کے لیے دیوانہ کر دیا ہے جالب۔"

"میں نے جناب یہ مشین ایجاد کی ہے۔ ذہن میں تو بہت کچھ تھا.......... لیکن اس کا تھوڑا بہت تجربہ بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس سے ناجائز فائدے بھی اٹھائے جاسکتے ہیں بلیک میلنگ بھی ہو سکتی ہے اگر یہ مشین' میں محکمہ پولیس کے حوالے کر دوں تو وہاں بہت کچھ ہو سکتا ہے' بہرحال یہ آپ کی ملکیت ہے کیونکہ میں تو ستر بار مر کر بھی اپنی اس ایجاد کی تکمیل نہیں کر سکتا تھا.......... اور کسی بھی قیمت پر اسے تیار نہیں کر سکتا تھا۔"

"میں خدا کا شکر ہی ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے تم جیسے باصلاحیت نوجوان کی خدمت کرنے کی سعادت عطا کی' صحیح کہتے ہو جالب.......... اصل میں انسانی فطرت نے رخ اختیار کیا ہے وہ تباہی کا رخ ہے' ہم انفرادی طور پر سوچتے ہیں۔ ہماری یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہم اپنے لیے جو کچھ کریں اس میں ہمارا فائدہ ہو۔ ہم دیکھیں گے کہ اس مشین کا صحیح استعمال کیا ہو سکتا ہے۔"

ناگی نے ہم دونوں کے لیے کافی اور کچھ دوسرے لوازمات بھجوا دیے تھے۔ ہم ان سے شغل کرنے لگے پھر جالب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر مشین وہاں سے آگئی ہو تو اس پر کام شروع کر دیا جائے۔

میں نے ناگی کو طلب کیا اور اس سے مشین کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ مشین ایک بڑے کمرے میں پہنچائی جا چکی ہے' تب میں اور جالب نعمان اس کمرے کی جانب بڑھ گئے جہاں وہ مشین رکھوائی گئی تھی.......... اسے دنیا کے کسی بھی بڑے ملک کی فینسی پروڈکشن کہا جا سکتا تھا لاتعداد ڈائل' بٹن اور بہت سی ایسی چیزیں تھیں جو اس کی کم از کم دیکھنے کی حد تک ہیئت کا اظہار کرتی تھیں۔ میں جالب کے ساتھ مشین کے پاس پہنچ گیا۔ وہ مجھے اس کے بارے میں تفصیلات بتانے لگا.......... ناگی بھی میرے ساتھ

موجود تھا اور دلچسپی اور توجہ سے مشین دیکھ رہا تھا۔ جالب نے کہا۔

"یہ مشین کا اوپری حصہ ہے۔ میں اس کے نیچے لگے ہوئے اس سفید بٹن کو دباؤں گا تو یہ تمام شیشے روشن ہو جائیں گے۔ ان میں چھ رنگوں کا خصوصی امتزاج رکھا گیا ہے۔ ان میں نیلا اور سرخ رنگ نمایاں ہے۔ باقی رنگ سپورٹنگ کلر کہلائیں گے۔ نیلا اور سرخ رنگ تنویمی قوتوں میں سب سے طاقتور رنگ ہوتا ہے۔ جس کمرے میں ہم اس مشین کا تجربہ کریں گے۔ آپ اس کا فنکشن دیکھیں گے اس کے دو دروازے ہونے چاہئیں جیسا کہ ناگی صاحب نے خصوصی طور پر اس وقت خیال رکھا ہے۔ اس دروازے سے جہاں سے کوئی شخص اندر داخل ہوگا۔ دوسرے دروازے تک پہنچتے ہوئے ہم پر اس کی تمام ذہنی قوتیں آشکارا ہو جائیں گی' جب ہم یہ شیشے روشن کر دیں گے تو اس کمرے کی فضا تنویمی ہو جائے گی' اجنبی لوگوں کو اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہوگا۔ ہم اگر کوئی مخصوص سوال پوچھنا چاہیں گے ان سے تو وہ سوال نمایاں الفاظ میں تحریر کر کے ایسی جگہ آویزاں کر دیا جائے گا جہاں اندر داخل ہونے والے کی پہلی نظر اس پر پڑے۔ مشین کے دوسرے حصے میں یہ سفید اسکرین ہے۔ یہ اسکرین روشن ہو جائے گی اور اس پر نقطوں کی ایک لکیر چلے گی۔ اسکرین کا رنگ نیلاہٹ مائل ہوگا اور اس پر سفید نقطوں کا سفر ہوگا لیکن جہاں کہیں ہماری اس تحریر کا کنٹراسٹ ہوگا وہاں یہ نقطہ سیاہ ہو جائے گا اور ہمیں یہ پتا چل جائے گا کہ ہم میں کالی بھیڑ کون ہے یا یہ کہ کس شخص کے ذہن میں اس تحریر کے خلاف نیگیٹیو خیالات ہیں۔ گویا ہم نے مشکوک شخص کا انتخاب کیا۔"

"فرض کیجیے کوئی مجرم' مجرم نہیں ملزم ہے اور ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ جرم اس کے نام سے منسوب کیا گیا ہے یا نہیں تو اس جرم سے متعلق سوال ہمیں تحریر کرنا ہوگا۔ جب اس کی پہلی نظر اس سوال پر پڑے گی تو اس کے دماغ کے خلیے متحرک ہو جائیں گے اور اس پر وہی رد عمل ہوگا جو ہم چاہتے ہیں اس طرح ہمارے سامنے وہ حیثیت آجائے گی جسے نیگیٹو یا پازیٹو کہا جا سکتا ہے۔ یہاں جناب اس سیاہ نقطے کو تلاش کر کے ہم اپنی پسندیدہ کیفیت کا انتخاب کر لیں گے اور اس کے بعد ہم اسے مشین کے اس دوسرے پورشن کے سامنے لے آئیں گے۔ یہاں اسے کرسی پر بٹھا کر بالکل ہپناٹزم کے معمول کی کیفیت کے مطابق اس سے سوالات کیے جائیں گے۔ یہ روشنیاں اس کے ذہن کو اپنی گرفت میں لے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

چکی ہوں گی اور اس وقت اس کی زبان جو الفاظ ادا کرے گی وہ بالکل سچائی پر مشتمل ہوں گے۔ آپ جس قدر چاہیں تجربات کر سکتے ہیں۔ میں اس مشین کی جانب سے پوری طرح مطمئن ہوں' اگر کسی طرح ہم اسے محکمہ پولیس کے مفادات کے لیے استعمال کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد پولیس والوں کو اس تشدد کی ضرورت پیش نہیں آئے گی جو وہ انسانوں پر کرتے ہیں۔ کوئی بے گناہ ہے تو اس کو ایک تھپڑ تک نہیں لگنا چاہیے جو گنہ گار ہیں' قانون انہیں سزا دے۔ شرط یہی ہے کہ مشینی شناخت کو تسلیم کیا جائے اس سے انحراف ممکن نہ ہو۔"

میں دلچسپی سے یہ تفصیلات سن رہا تھا۔ میں نے کہا۔ "بلاشبہ یہ ناقابل یقین حد تک شاندار ایجاد ہے۔ بہرحال یہ تو ہم بعد میں طے کریں گے کہ اس کی افادیت کو ہم محکمہ پولیس کے لیے کیسے استعمال کریں' لیکن اس کا تجربہ ہونا چاہیے۔"

ناگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "بالکل چیف بلکہ جالب سے میری اس موضوع پر بہت بار گفتگو ہو چکی ہے۔ خود میرا ایک کام اس مشین سے منسلک ہے۔"

"وہ کیا ناگی؟"

"ہم اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ اصل میں اس وقت یہاں چار سو گیارہ میں جتنے افراد موجود ہیں' وہ سب میرے لیے قابل اعتماد اور قابل بھروسا ہیں لیکن چیف جو ہم کام ہم کر رہے ہیں اس کے لیے ہمیں مکمل مخلص اور راز دار افراد کی ضرورت ہے اس مشین کے ذریعے کم از کم ابھی اپنے اس ہیڈ کوارٹر میں اور بعد میں اس جزیرے میں جسے ہم ایک مثالی جزیرہ بنانا چاہتے ہیں ہمیں اس مشین کی ضرورت ہوگی۔ یہ ایجاد فی الحال ہمارے اس جزیرے کے لئے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ تجربہ کرلیا جائے اور ان تمام افراد کا جائزہ لے لیا جائے جو ہمارے ہاں کام کر رہے ہیں۔"

"تمہارے کسی معاملے میں مداخلت کا تو خیر میں تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن جب لوگوں کو علم ہوگا کہ ہم ان کی وفاداریوں کو پرکھ رہے ہیں تو کیا وہ لوگ برا نہیں مانیں گے؟"

"ایک شخص بھی برا نہیں مانے گا کیونکہ اگر وہ مخلص ہے تو اپنے خلوص کو پوری طرح ظاہر کرنا پسند کرے گا اور ہم اس بات کی پروا بھی نہیں کریں گے کیونکہ یہ ہماری بقا

کا معاملہ ہے۔" میں پرخیال نگاہوں سے ناگی کو دیکھنے لگا۔

"اگر تم مناسب سمجھتے ہو تو پھر ٹھیک ہے' ہاں جالب کیا ہم اس مشین کو اس جگہ سے دور بھی رکھ سکتے ہیں جہاں ہمیں اپنا یہ عمل کرنا ہو؟"

"بالکل چیف ہمیں اس کی یہ اسکرین ایک جگہ نصب کرنا پڑے گی اور اس کی حیثیت کیمرے جیسی ہوگی جسے خوبصورت ڈیکوریشن کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اصل میں اگر اسے محکمہ پولیس کے حوالے نہ کیا جائے اور کہیں الگ مانیٹرنگ کے لیے استعمال کیا جائے کہ اسے لوگوں کے سامنے تو نہیں لایا جاسکتا' باقی مشین کسی بھی جگہ ہو' اس اسکرین کو ایک جگہ رکھنا پڑے گا۔ اب جیسے یہی کمرا ہے اس کے اوپر یہ پینٹنگ لگی ہوئی ہے۔ اس حسین پینٹنگ کے اوپر اس اسکرین کو لگا دیا جائے۔ چھوٹا سا خوبصورت اسکرین ہے اور بس اس سے شعاعیں نکلتی ہیں۔ جو کمرے کی فضا کو ہلکی سی روشنی بخش دیں گی کوئی غور بھی نہیں کر سکے گا کہ اس کا مقصد کیا ہے اور یہ اپنا کام کرتا رہے گا۔ مشین ہم کسی بھی کمرے میں رکھ سکتے ہیں۔ وہ وہاں اپنا کام کرتی رہے گی۔"

"پھر تو یہ زیادہ مناسب ہے ناگی' بجائے اس کے کہ ہم کسی کی کبیدہ خاطری کا خطرہ مول لیں۔ یہ کام کیسے لیتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے' تو پھر جالب آپ اس تجربے کی تیاریاں کریں میں اپنا کام کرتا ہوں۔"

"تھوڑا وقت مجھے دے دیجئے اور اب وہ سوال طے کرلیں جو آپ کو اپنے وفاداروں سے کرنا ہے۔"

"یہ میرا شعبہ نہیں ہے اس کے لیے بھی ناگی کام کریں گے۔" میں نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔

بہرحال ہم سب اس تجربے کے لیے آمادہ ہوگئے۔ بات ہی ایسی دلچسپی کی تھی' رشید ناگی نے ایک بڑے سے سفید کاغذ پر چمکدار سرخ الفاظ میں لکھا۔

"کیا تم مکمل طور پر دانش منصور کے وفادار ہو؟"

جالب نعمان نے اس جملے کو پسند کیا تھا اس کی اپنی خواہش کے مطابق ایک چھوٹے سے اسٹینڈ پر یہ کاغذ چسپاں کر دیا گیا اور اسٹینڈ دروازے کے عین سامنے رکھ دیا گیا۔ دروازے سے داخل ہوتے ہی لازمی طور پر اس کاغذ پر سب کی نگاہ پڑتی۔ جالب نعمان

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

نے دوسرے کمرے میں وہ مشین لے جا کر رکھوائی اور اسکرین کو اس تصویر کے اوپر نصب کرنے لگا۔ وہ تار البتہ نہیں چھپائے جا سکے تھے جو اسکرین سے گزرتے ہوئے دوسرے کمرے کی کھڑکی سے نکال کر مشین سے منسلک کیے گئے تھے لیکن ان کا اتنا زیادہ چھپانا بھی ضروری نہیں تھا۔ بس اتنا ہی کافی تھا کہ آنے والا اس تحریر کو پڑھے اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جائے' ظاہر ہے کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ تمام انتظامات مکمل کر لیے گئے۔

پھر ناگی مجھ سے اجازت لے کر وہاں سے چلا گیا۔ ہم لوگوں نے ایک طریقہ کار متعین کر لیا۔ یہ بھی اندازہ لگانا تھا کہ اگر کوئی بلیک پوائنٹ ہے تو وہ کون ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے برابر کے کمرے کی وہ کھڑکی کھول لی گئی تھی۔ جس سے دوسرے کمرے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ میں اور جالب کرسیوں پر مشین کے سامنے بیٹھ گئے اور ناگی کا انتظار کرنے لگے۔ اس دوران' میں جالب سے مشین کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کرتا رہا۔ اس نوجوان کے ذہن میں اس مشین کے علاوہ اسی شعبے سے متعلق دوسرے منصوبے بھی تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ اس ضمن میں اپنے ان خیالات کو وسعت دے اور ایک پورا پروجیکٹ تیار کرے جس میں وسیع پیمانے پر اس سلسلے میں کام ہو سکے۔ بہت سے نئے آئیڈیے میں نے اسے دیے اور اس نے خلوص دل سے انہیں سراہا۔

ناگی نے ٹرانسمیٹر پر ہمیں اطلاع دی کہ وہ اپنا کام مکمل کر چکا ہے۔ چار سو گیارہ میں ہر طرح کا کام بند کر دیا گیا ہے اور وہ خفیہ راستہ کھل گیا ہے جس سے لوگ ادھر آ رہے ہیں۔ خود اس کوٹھی میں جتنے افراد ہیں سب کو جمع کر لیا گیا ہے۔ غرضیکہ اس دلچسپ تماشے کا صرف آغاز ہونا تھا۔ ناگی نے سینما کے ٹکٹوں جیسی لائن اس کمرے کے دروازے کے باہر بنا دی۔ تمام لوگ حیرت و دلچسپی کا شکار تھے اور یہ جاننا چاہتے تھے کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ یہاں تک کہ سعید خان وغیرہ کو بھی اس پریڈ میں شامل کر لیا گیا تھا۔ کمرے کو پوری طرح مکمل کر لیا گیا تھا۔ کیفیت یہ تھی کہ اب ایک ایک آدمی کو اندر داخل ہونا تھا اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جانا تھا۔ اس دوسرے دروازے سے باہر نکل کر اسے ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ کمرے سے نکل جائے اور اپنے کام میں مصروف ہو جائے۔ کمرے میں اسکرین سے روشنی منتقل ہو رہی تھی اور واقعی ایک عجیب سی فضا محسوس

ہوتی تھی۔ پھر پہلا آدمی اندر داخل ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ سفید نقطہ اسکرین پر سفر کرنے لگا۔ اندر داخل ہو کر وہ پہلا آدمی ٹھٹکا اس نے تحریر پڑھی۔ بے خیالی کے انداز میں شانے ہلائے اور آگے بڑھ کر دوسرے کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر یکے بعد دیگرے سفید نقطے سفر کرتے رہے۔ میری آنکھوں میں فخر و انبساط کی کیفیت تھی۔ ایک بھی سیاہ نقطہ نہیں گزرا تھا۔ اس طرح میرے دل کی مضبوطی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ یہ سب میرے وفاداروں کی انجمن تھی۔ بھلا کون ایسا تھا جس کے دل میں میرے لیے کوئی کھوٹ ہو لیکن پھر ذہن کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ انسان کو کبھی غرور نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے کسی عمل پر ابھی چند لمحات قبل میں فتح مندانہ انداز میں یہی سوچ رہا تھا کہ خود جالب پر میری شخصیت کے اچھے تاثرات مرتب ہوں گے اسے یہ احساس ہوگا کہ میں کتنا ہر دلعزیز انسان ہوں' میرے وفاداروں میں کوئی بھی مجھ پر کسی قسم کی بداعتمادی کا اظہار نہیں کرتا وہ سب مخلص ہیں۔ میرے لیے جان دینے والے چیکاس برادرز کو بھی ایک ایک کر کے گزار دیا گیا تھا۔

لیکن پھر ایک شخص جو کمرے میں داخل ہوا اس نے وہ تحریر پڑھی اور ٹھٹک گیا مسکرایا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا لیکن اسکرین پر اب ایک سیاہ نقطہ سفر کر رہا تھا خود جالب بھی آنکھیں پھاڑنے لگا تھا۔ میں نے اس شخص کو دیکھا۔ چار سو گیارہ کا آدمی تھا اور رشید ناگی کے تحت کام کرتا تھا۔ نام امتیاز احمد تھا۔ ہم نے خوب غور سے اسے دیکھا۔ جالب خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا تھا۔ بالآخر وہ سیاہ نقطہ اسکرین سے گزر گیا' لیکن اس کے بعد بہت دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا تھا اور کسی نقطے پر کوئی سیاہی نہیں آئی تھی۔ میرے دل میں شدید خلش پیدا ہو گئی تھی۔ ناگی اس دوران ہمارے پاس نہیں آیا تھا بلکہ انہی لوگوں کو کنٹرول کرتا رہا تھا۔ غرضیکہ آخری آدمی بھی کمرے سے گزر گیا اور اس کے بعد خود ناگی نے بھی یہی سفر کیا۔ نعمان پھیکے سے انداز میں مسکرانے لگا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"اس ایک نقطے کے علاوہ اور کوئی سیاہ نقطہ نظر نہیں آیا۔"

"ہاں۔" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

اس کے بعد یہ دلچسپ کھیل ختم ہو گیا۔ چار سو گیارہ نمبر والے چار سو گیارہ میں چلے گئے اور ہم لوگ اپنا ساز و سامان سمیٹنے لگے۔ رشید ناگی مسکراتا ہوا میرے پاس آ گیا۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

اس نے میرا چہرہ دیکھا اور اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ اس نے مشکوک نگاہوں سے ہمیں دیکھا اور بولا۔

"کیا اسکرین پر سیاہ نقطے بھی نمودار ہوئے؟"

"صرف ایک ناگی صاحب۔"

ناگی ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ اس کی آنکھوں میں تشویش کی پرچھائیاں نظر آئی تھیں۔ اس نے خجل سی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر مدھم لہجے میں بولا۔

"کون ہے وہ چیف؟"

"امتیاز احمد۔"

رشید ناگی نے پر خیال نگاہوں کو مشین پر جما کر امتیاز احمد کے بارے میں سوچا پھر کسی قدر الجھے ہوئے سے انداز میں بولا۔

"یہ نوجوان بیروزگار تھا۔ باصلاحیت تھا۔ میں نے اسے لیکن غلطی ہو سکتی ہے۔"

"البتہ ناگی صاحب میری اس مشین سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ آپ جو کچھ سوچیں بس اس انداز میں سوچیں کہ آپ کے ہاں ایک نیگیٹو موجود ہے۔"

"یہ اعتماد قابل تحسین ہے جالب۔" میں نے پر اعتراف لہجے میں کہا۔

رشید ناگی گہری سانس لے کر ہمارے قریب ہی بیٹھ گیا تھا۔

"چیف مجھے تعجب ہے کہ میں دھوکا کھا گیا۔ نجانے اس کے ذہن میں کیا ہے؟ ہاں جالب تمہارا کہنا ہے کہ تم اپنی اس مشین کے ذریعے گرہیں کھول سکتے ہو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم امتیاز احمد کے دماغ سے وہ سیاہی حاصل کر سکیں جو اس کے دماغ میں موجود ہے؟"

"آپ یہ سوال کر رہے ہیں ناگی صاحب' مشین کے دو ہی تو پہلو ہیں۔ مشکوک شخصیت کو تلاش کرنا اور اس کے بعد اس کی ذہنی گرہیں کھول لینا۔ البتہ اس کے لیے اسے ہمارے پاس آنا ہو گا۔ دراصل دانش صاحب جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ محکمہ پولیس کے لیے یہ مشین خصوصی طور پر اسی لیے کار آمد ہے کہ وہ اس کے ذریعے ملزم یا مجرم کی زبان کھلوا کر جرم کی تمام حقیقتیں معلوم کر سکتی ہیں۔ وہ سیاہ نقطہ وسعتیں اختیار کر لے گا اور اس مشین کا دوسرا عمل اس شخص کو مکمل طور پر سچ بولنے پر آمادہ کر دے گا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ اس کے بعد اس کا ردعمل کیا ہو۔"

رشید ناگی پر جوش ہو گیا اس نے کہا۔ "چیف' پھر تو فوری طور پر امتیاز احمد کا پوسٹ مارٹم ہو جانا چاہیے۔ اصل میں یہاں کسی رعایت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں مذاق ہی مذاق میں ایک ایسی حقیقت معلوم ہوئی ہے جو ہمارے لیے موت کا سبب بن سکتی ہے۔ اس وقت جب میں جالب کو یہاں لایا تھا۔ میرے ذہن کے کسی گوشے میں یہ تصور بھی نہیں تھا کہ یہ مشین عملی طور پر ہمیں کوئی ایسا فائدہ پہنچا سکتی ہے لیکن اب میں خوش ہوں کہ ہم اسے ایک بہترین مصرف میں لا رہے ہیں۔"

"تم جذباتی ہو گئے ناگی۔"

"سمجھا نہیں چیف۔"

"میں تمہارے چہرے کے عضلات میں کچھ عجیب سی کیفیات محسوس کر رہا ہوں۔"

"جی مجھے ذہنی جھٹکا لگا ہے۔ وہ ہم سے اتنا قریب ہے۔ ہماری عظیم الشان تجربے گاہ میں وہ ہر جگہ آ جا سکتا ہے۔ وہ کیا ہے' اس کے دماغ میں کیا ہے وہ کس کا آلہ کار ہے۔ وہ کس کس کو ہمارے بارے میں تفصیلات بتا چکا ہے' یہ ساری چیزیں معلوم ہونا بے حد ضروری ہیں۔ چیف میں تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس طرح قدرت غیب سے ہماری رہنمائی کرتی رہی ہے اسی طرح مسٹر جالب کا انتخاب اور ان کے لیے جو عمل کیا گیا اور اس کے نتیجے میں ہمیں جو کچھ حاصل ہوا قدرت ہی کی طرف سے ایک انعام ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے ناگی تم نے جو کچھ جالب کے ساتھ کیا انہوں نے ایک لمحے میں ہمیں سود در سود واپس کر دیا۔"

"نہیں آپ نے میری زندگی کی وہ سب سے بڑی خواہش پوری کر دی جس کے بارے میں' میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس زندگی میں کبھی نہ کر پاتا۔ بہرحال میری خدمات ہر طرح حاضر ہیں۔ میں اس مشین کے آپریٹر کی حیثیت سے زندگی بھر آپ کے لیے خدمات انجام دے سکتا ہوں یا اگر آپ اس کے علاوہ بھی کچھ اور پسند کریں تو میں اس کے لیے حاضر ہوں۔"

"ہمارے پروگراموں میں بڑی وسعتیں ہیں جالب۔ ابھی اس کی تفصیلات بیکار ہیں لیکن تم جیسے لوگ آپریٹر بن کر زندگی گزارنے کے لیے پیدا نہیں ہوتے۔ تمہیں اس مشین کو بہت وسیع پیمانے پر دوبارہ تیار کرنا ہو گا اس کے لیے تمہیں اپنے ساتھ کچھ اور

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

ذہین سائنس دانوں کو شامل کرنا ہوگا۔ ہمارے پاس نوجوانوں کی کمی نہیں ہے۔ انہی میں سے چند کو تم آپریٹر کے طور پر ٹریننگ دے سکتے ہو۔"

"میرے ذہن میں بھی یہی خواہش ہے جناب' میں اس میں مزید کوششیں کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ اور موثر ہوسکے۔ ویسے اگر آپ پسند کریں تو اس شخص کا ذہنی تجزیہ کریں تاکہ ہم حقیقتوں کو شناخت کرسکیں اور اس مشین کی افادیت بھی مکمل طور پر آپ کے علم میں آجائے۔ آپ اس کے دوسرے پورشن کو بھی دیکھ لیں۔"

"تمہارا طریقہ کار کیا رہتا ہے' میرا مطلب ہے ماں اور بہنوں کے ساتھ بھی تو تمہیں وقت دینا ہوتا ہوگا۔"

"جی سر اس کے لیے ناگی صاحب ہی نے میرا طرز عمل متعین کیا ہے۔" میں نے سوالیہ نگاہوں سے ناگی کی طرف دیکھا۔

"قیمتی ہیروں کو دنیا کی نگاہوں سے بچاکر رکھنا ضروری ہوتا ہے چیف۔ میں نے جالب نعمان کے ساتھ بھی یہی طرز عمل اختیار کیا ہے۔ یہ ایک فلیٹ میں رہتے ہیں۔ درمیانہ طرز زندگی ہے ان کا' تاہم ان کی تمام ضرورتیں' ان کی پسند اور خواہش کے مطابق پوری ہو رہی ہیں۔ ہماری ایک فرم میں یہ کلرک کی حیثیت سے اپائنٹ کیے گئے ہیں۔ معمولی سی قمیص پتلون میں بس میں سوار ہوکر یہ عام آدمی کی حیثیت سے اپنی اس فرم میں پہنچتے ہیں۔ جہاں ان کے لیے ایک سیٹ مخصوص ہے۔ فرم میں انہیں آوٹ ڈور کلرک کی حیثیت دی گئی ہے۔ مختلف امور کے سلسلے میں انہیں وہاں کی سرکردہ شخصیت سے ہدایات ملتی ہیں اور ان ہدایات کے ساتھ یہ وہاں سے باہر نکل آتے ہیں پھر یہ اپنی اس لیبارٹری میں پہنچ جاتے ہیں جو ایک مکان میں بنائی گئی ہے۔ وہاں ان کا نعم البدل موجود ہوتا ہے اور جو آوٹ ڈور کام ان کے سپرد کیے جاتے ہیں۔ وہ ان کی تکمیل کرتا ہے جبکہ مسٹر جالب اپنی اس لیبارٹری میں پہنچ کر سات آدمیوں کے ساتھ اپنے کام کا آغاز کر دیتے ہیں۔ وہاں ان کی حیثیت ایک انچارج کی سی ہوتی ہے۔ وہاں وہ اپنے مخصوص وقت تک اپنا کام کرتے ہیں اور اس دوران ان کا نعم البدل وہ ذمہ داریاں پوری کرکے واپس آکر اس فرم کے آفس پہنچتے ہیں اور وہاں اپنی کارکردگی پیش کردیتے ہیں۔ بس اس کے بعد ان کی چھٹی ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ کام کرنے کے شوقین ہیں اس لیے چھٹی کے بعد

گھر پہنچتے ہیں اور تفریحی انداز میں باہر نکل آتے ہیں پھر خفیہ طور پر اپنی لیبارٹری میں پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں جب تک ان کا دل چاہتا ہے کام کرتے ہیں۔ اصل میں یہ طریقہ کار اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ ان کی شخصیت پوشیدہ رہے اور انہیں تحفظ بھی حاصل رہے۔ ہم اپنے ان دشمنوں کو نظرانداز نہیں کرسکتے جو ہم پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔"

میں نے گردن ہلائی۔ رشید ناگی ایسے ہی ناقابل یقین کارنامے سرانجام دیتا تھا لیکن اس وقت بے چارہ خاصا بددل نظر آرہا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا۔

"چیف آپ کی ہدایت اگر نہ بھی ہو تب بھی آپ سے درخواست کروں گا کہ امتیاز احمد کا تجزیہ فوری طور پر کرلیا جائے۔ ہمیں علم تو ہو کہ ہمارے درمیان جو کالی بھیڑ موجود ہے وہ کہاں تک اپنا عمل کرچکی ہے اور اس نے کس کے ایما پر یہ سب کچھ کیا ہے۔ چیف میری خواہش ہے کہ اس سلسلے میں تساہل نہ برتا جائے۔"

"تمہیں اختیار ہے جیسا مناسب سمجھو کرو' میں تمہارے راستے کب روکتا ہوں۔"

"جالب آپ تیاریاں کریں۔ میں اس شخص کو لے کر آتا ہوں۔"

ناگی باہر نکل گیا' اور جالب نے مشین کو درست کرنا شروع کردیا۔ یہ جادو کا پٹارا درحقیقت بڑا کارآمد تھا اور اگر اس کی کارکردگی واقعی اتنی ہی شاندار ہے تو خود میرے ذہن میں یہ تصور موجود تھا کہ اس سے عظیم الشان کام لیے جاسکتے ہیں۔ درحقیقت یہ مشین اس جزیرے کی چیز تھی جس کا آئیڈیا ہمارے ذہنوں میں موجود تھا۔

جالب برق رفتاری سے اپنے کام کی تکمیل کرکے فارغ ہوگیا پھر کچھ دیر کے بعد ناگی امتیاز کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ "دوستانہ انداز میں اس سے گفتگو کرتا ہوا آرہا تھا۔ اس نے امتیاز کو یہ احساس نہیں ہونے دیا تھا کہ کوئی اہم بات ہوگئی ہے۔ اندر آکر اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مسٹر امتیاز اس بات پر حیران ہیں کہ آج کے اس کھیل کی کیا نوعیت تھی۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ بھی اس سلسلے میں کچھ تفصیلات بتادیں۔"

"بیٹھو امتیاز۔" میں نے بے تکلفی سے اس نوجوان کو دیکھ کر کہا۔ اچھی شکل و صورت کا مالک' بھرے بھرے جسم والا وہ میرے اشارے پر مرعوب سا ایک کرسی پر بیٹھ گیا جسے جالب نے خصوصی طور پر مشین کے بالکل سامنے رکھا تھا۔ اس نے مجھے وہ طریقہ

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کار بھی بتا دیا تھا جس کے تحت امتیاز احمد کی شخصیت کھل کر سامنے آتی۔ جالب نے کہا۔

"امتیاز یہ ایک دلچسپ مشین ایجاد کی ہے ہم نے........ اور خصوصی طور پر آپ کو اس بارے میں بتانا چاہتے ہیں کیونکہ آپ کے اندر وہ خصوصی صلاحیتیں موجود ہیں جو کسی اہم چیز کی نوعیت کو سمجھ سکیں۔ اب دیکھئے اس مشین میں یہ لینس کسی کیمرے کے لینس کے مانند ہے۔ میں اسے آپ پر فوکس کرتا ہوں اس کے بعد آپ ذرا اس کا فنکشن دیکھئے اور پھر ہمیں بتائیے کہ یہ آپ کو کیسا لگا۔"

امتیاز کی نگاہیں بے اختیار ہی اس لینس کی جانب اٹھ گئیں۔ جو ابھی چند لمحات قبل ہی جالب نعمان نے مشین سے برآمد کیا تھا۔ اس نے اسے فوکس کیا اور اس کے بعد اچانک لینس روشن ہو گیا۔ نیلے رنگ کی ایک ٹھوس شعاع امتیاز کی پیشانی پر پڑی اور اس کی آنکھیں ساکت ہو گئیں۔ حالانکہ اس کا چہرہ ایک نیلے دائرے کی زد میں آگیا تھا اور روشنی براہ راست اس کی آنکھوں پر پڑ رہی تھی۔ وہ خاص چمکدار نہیں تھیں بلکہ ان میں مخصوص قسم کے ٹھوس ذرات گردش کر رہے تھے لیکن پھر بھی اتنی تیز ضرور تھی کہ آنکھیں بند ہو جائیں لیکن امتیاز احمد کی آنکھیں بند نہیں ہوئی تھیں۔ البتہ اس کا جسم دو تین بار کسمسایا تھا اور اس کے بعد وہ پتھرا گیا تھا۔ جالب نے اس عمل کے بعد نیچے کے چند بٹن آن کیے اور پھر وہ سفید اسکرین روشن ہو گئی جو پہلے سے نظر آ رہا تھا۔ جالب نے آہستہ سے کہا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

"اسکرین پر تحریر آگئی۔" امتیاز احمد۔"

"والد کا نام؟"

"ریاض احمد۔" اسکرین پر فوراً ہی امتیاز احمد کے دماغ سے موصول شدہ جواب تحریر ہو گیا۔

"تعلیم کہاں تک حاصل کی؟"

"گریجویٹ۔"

"امتیاز احمد صاحب کیا آپ دانش منصور کے خلاف کوئی نفرت رکھتے ہیں۔"

"نہیں۔"

"لیکن آپ دانش منصور کے مفادات کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟"

"فلیکس رابنس اور شیری رابنس۔" اسکرین پر تحریر ابھری میں اور ناگی چونک پڑے۔ نعمان نے کہا۔

"یہ کون لوگ ہیں؟"

"میں انہیں ان کے ناموں سے جانتا ہوں۔ وہ کسی مغربی ملک کے باشندے ہیں۔"

"آپ سے ان کا تعارف کیسے ہوا؟"

"ایک ریستوران میں۔ اس وقت جب میں اپنی محبوبہ کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ انہوں نے مجھ سے ملاقات کی تھی۔"

"اس کے بعد کیا ہوا؟"

"فلیک رابنس نے مجھے اپنے ہوٹل میں مدعو کیا۔ مقررہ وقت پر میں نہ چاہنے کے باوجود تنہا اس کے پاس پہنچ گیا اور پھر نہ جانے کیا ہوا۔ اس نے مجھ سے طرح طرح کے سوالات کیے۔ میں نے اسے جواب دیے۔ یہ سوالات دانش منصور کے بارے میں تھے۔ وہ جانتا تھا کہ میں دانش منصور کا ملازم ہوں۔ اس نے یہاں کے بارے میں بہت سی باتیں معلوم کی ہیں۔ مجھے جو کچھ معلوم ہوا ہے میں اسے بتائے دیتا ہوں۔"

جالب نے ہماری طرف دیکھا۔ ہم دونوں ہی مضطرب تھے۔ ناگی نے کہا۔ "اس سے پوچھو یہ کیا کیا بتا چکا ہے؟"

"غور کرو سوچ کر بتاؤ تم اسے کیا کیا بتا چکے ہو؟"

"اس نے مجھ سے پوچھا تھا' دانش منصور کون ہے؟ تو میں نے اسے بتایا کہ وہ بہت بڑا سرمایہ دار ہے۔ وہ بے شمار منصوبے چلا رہا ہے۔ جب وہ ملک سے باہر ہوتا ہے تو اس کا ساتھی اس کی شکل میں یہاں ہوتا ہے اور سارا نظام سنبھالتا ہے۔ اس نے پوچھا کہ وہ اور کیا کرتا ہے میں نے اسے ان دونوں کوٹھیوں کی تفصیلات بتا دیں۔ میں نے اسے یہاں کام کرنے والے تمام لوگوں کے بارے میں بتا دیا۔"

ناگی کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ اس نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ ہمارے بہت سے راز باہر پہنچ چکے ہیں۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"جالب اس سے پوچھو کہ یہ کتنے عرصے سے فلیکس رابنس کے لیے کام کر رہا ہے؟" جالب کے سوال کے جواب میں اس نے کہا۔

"ستائیس دن ہوگئے۔"

"صرف ستائیس دن۔"

"ہاں۔"

"کیا اس سے قبل بھی تم دانش منصور کے خلاف کام کر چکے ہو؟"

"نہیں۔"

"تم ان سے کہاں ملاقات کرتے ہو؟"

"پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کے کمرا نمبر نو اسی میں۔"

"روزانہ۔"

"نہیں۔ منگل کو آٹھ بجے۔"

"اس کے ساتھ اور کون ہوتا ہے۔"

"صرف شیری رابنس۔"

"کیا فلیکس رابنس کی بیوی ہے؟"

"نہیں بیٹی۔"

"میں نے گردن ہلا کر ہاتھ اٹھا دیا۔ اس سے زیادہ اور کیا پوچھا جاتا۔"

تب جالب بولا۔

"اسے مزید یہاں روکنا ہے؟"

"نہیں۔"

"یہ واقعات مکمل طور سے اس کے ذہن سے صاف کرنے ہیں۔"

"ہاں۔ ایسا ہو جائے تو اچھا ہے۔" میں نے کہا۔ جالب نے امتیاز کو یہی حکم دیا۔ اس کے تحت وہ واقعات امتیاز کے ذہن سے خارج کر دیے گئے جن میں وہ ناگی کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ اب وہ اپنے وقت کو وہیں سے شروع کرتا جہاں سے ناگی نے اسے حاصل کیا تھا۔ جالب کی ہدایت کے مطابق وہ کمرے سے نکل گیا۔

"اس کا سحر وہیں جا کر ٹوٹے گا جہاں وہ ناگی صاحب سے ملاقات سے پہلے موجود

تھا۔" جالب نے کہا۔

ناگی اور میں خاموش رہے تھے۔ ہم دونوں سوچ میں گم تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ ایک فکر انگیز مرحلہ تھا۔ حالانکہ ناگی صرف اس مشین کی کارکردگی دکھانے کے لئے جالب کو یہاں لایا تھا لیکن جو کارکردگی اس مشین نے پیش کی تھی اس نے چھکے چھڑا دیے تھے۔ میں نے کچھ دیر کے بعد کہا۔

"ناگی' اب اس مشین کے لیے کیا سوچا ہے؟"

"اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا چیف۔ میرے خیال میں اس کی حفاظت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ چار سو گیارہ میں بھی کچھ ضروری کارروائیاں کرنی ہوں گی۔"

"جالب کی والدہ اور بہنوں کو ان کے فلیٹ سے ہٹا دو۔" انہیں نازاں باجی کے ہاں منتقل کردو میں انہیں فون کردوں گا۔

"بہتر ہے۔"

"جالب تم اس مشین کے ساتھ یہیں قیام کرو۔ ناگی انتظام کرلیں تو اپنے گھروالوں کو فون کردو۔ میں انہیں تحفظ کے خیال سے اپنی بہن کے پاس بھجوا رہا ہوں وہاں سب ان کی خبر گیری رکھیں گے۔"

رشید ناگی نے جالب نعمان کے لیے یہاں بندوبست کیا۔ ادھر میں الیاس بھائی کی رہائش گاہ فون کرنے لگا۔ بھابی نے فون ریسیو کیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں چند مہمانوں کو بھیج رہا ہوں۔ ذرا ان کی پذیرائی کریں۔ بھابی نے خلوص سے اقرار کیا تھا۔ میں نے آصف نور کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ ان مہمانوں کو لے آئے۔ اس کے بعد میں نے جالب سے کہا کہ وہ اپنی والدہ کو فون کرے اور انہیں بتائے کہ تمام لوگ آصف نور نامی شخص کے ساتھ چلے آئیں کچھ ضروری کام ہے۔ جالب نے میری ہدایت کے مطابق یہ کام کر دیا پھر جب ہمیں جالب کی والدہ کے منتقل ہونے کی اطلاع مل گئی تب ہم نے سکون کا سانس لیا۔

"اصل میں جالب' میں خطرے پالنے کا عادی نہیں ہوں بلکہ انہیں ختم کر کے آگے بڑھنا پسند کرتا ہوں۔"

"دانش منصور کا ہر قدم قابل تقلید ہوتا ہے کیونکہ وہ کامران ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ اب یہ حصہ محفوظ ہوگیا ہے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"اب تم سکون سے آرام کرو۔ یہاں تمہیں اس مشین کے ساتھ مکمل تحفظ حاصل ہے۔" اس کے بعد میں رشید ناگی کو ساتھ لے کر کمرہ مشاورت میں آبیٹھا۔

"معاملہ بہت سنگین ہے ناگی' جن لوگوں نے اتنی کامیاب کوشش کی ہے وہ معمولی لوگ نہیں ہوں گے۔ ہم ابھی ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ ہمارے ہی ایک آدمی کو اس طرح ٹرانس میں لے کر اسے ہم سے باغی کر دینا' اور اس کے بعد اتنی کامیابی سے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرنا' معمولی لوگوں کا کام نہیں لگتا۔ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ کتنے افراد ہیں اور انہوں نے ہمارے خلاف مزید کیا کارروائیاں کر رکھی ہیں چنانچہ عام انداز میں ان پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہیں ہوگا۔ ویسے تو ہم ان پر قابو پاسکتے ہیں لیکن اصل میں ہمیں یہ معلومات حاصل کرنا ہوں گی کہ ہمارے بارے میں یہ تفصیل کہاں تک پہنچ چکی ہے۔"

رشید ناگی کچھ سوچنے لگا پھر یک بہ یک اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ بولا۔ "طریقہ کار بہت پرانا ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے کہ انسانی فطرت اور مزاج یکساں ہوتے ہیں۔ چیف بڑا فرسودہ سا خیال ہے لیکن کامیابی کے امکانات ہوسکتے ہیں۔ اصل میں اگر وہ ہپناٹسٹ نہ ہوتا تو ہم بہ آسانی اس پر ہاتھ ڈال سکتے تھے لیکن اب اس کے بارے میں تھوڑی سی معلومات حاصل کرنا ضروری ہے اور اس کے لیے میرے خیال میں شیری رابنس مناسب رہے گی۔ وہ اس طرح کہ یورپین صاحبزادیاں بہت آزاد مزاج ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ کوئی انہیں متاثر کرنے میں کامیاب ہو جائے۔" رشید ناگی کی بات سمجھ کر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم ان دنوں خاصے رومان پسند ہوگئے ہو۔" ناگی بری طرح جھینپ گیا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ایک خیال ذہن میں آیا اور یہ تجویز پیش کر دی ہے۔"

رشید ناگی کے اس طرح جھینپتے ہوئے انداز میں بولنے پر میرے بے شمار قہقہے آزاد ہوئے۔ وہ بھی میرے ساتھ ہنس رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"جو کچھ کریں گے آپ ہی کریں گے۔ میں نے اپنی خدمات تو نہیں پیش کیں۔"

میں پھر ہنس پڑا۔ "بھئی بہت دلچسپ آدمی ہو اچھا تو پھر ارادہ کیا ہے ذرا مجھے اس

کے بارے میں تفصیلات بتاؤ؟"

"چیف آپ میک اپ میں پرل کانٹی نینٹل میں مقیم ہو جائیں اور ایسی شخصیت کا مظاہرہ کریں جس سے شیری رابنس جیسی لڑکیاں متاثر ہو جائیں۔ پہلے ان لوگوں سے تھوڑی بہت واقفیت حاصل کریں اس کے بعد ان لوگوں پر ہاتھ ڈالنا مناسب ہوگا۔ دوسری طرف آپ کے میک اپ میں ایک آدمی اعجاز شاہی یہاں موجود رہے گا۔ وہ آپ کی یہاں کی غیر موجودگی کی جگہ کو پر کرے گا۔ سعید بھی آپ کے میک اپ میں ہوگا۔ اس طرح دو دانش منصور ہو جائیں گے اور ہمارا کام بھی آسان ہو جائے گا۔"

رشید ناگی تو اپنے کام کی تکمیل کے لیے چلا گیا۔ میں آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کرنے لگا۔ بظاہر ہمارے درمیان شگفتہ گفتگو ہوئی تھی لیکن اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ان واقعات کی سنگین نوعیت نظر انداز نہیں کی جاسکتی تھی' آج تک چار سو گیارہ کو بہترین تحفظ حاصل رہا تھا اور اس کی کہانی باہر نہیں پہنچی تھی لیکن جو انداز اختیار کیا گیا تھا وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ بات معمولی نہیں ہے۔ بہرحال اس سلسلے میں کام کرنا تھا۔

رخسار کی یاد آئی اسے آگاہ کر دینا ضروری تھا اب جب بھی اس کا جی چاہتا تھا بے دھڑک چلی آتی تھی چنانچہ میں نے رخسار سے رابطہ قائم کیا۔ ویسے کامران غزنوی کی رہائش گاہ میں میرے فون کی فوری پذیرائی ہوتی تھی۔ ذہنی طور پر میں اس بات سے متفق ہوگیا تھا کہ یقینی طور پر غزنوی خاندان کے یہ نوجوان کسی گہری منصوبہ بندی میں مصروف ہیں ورنہ میری اس شدت سے مخالفت اور اس کے بعد رخسار کو یہ آزادی' آسان کام نہ ہوتی۔ میں نے رخسار سے بھی اس سلسلے میں بات کی تھی اور وہ کسی قدر الجھ گئی تھی۔

"اس سلسلے میں' میں نے اپنے تیور ہمیشہ خراب رکھے۔ ڈیڈی اور ممی مجھ سے ہمیشہ خوفزدہ رہتے ہیں کیونکہ میں ذرا مختلف طبیعت کی مالک ہوں۔ ہمارے گھر پر اگر کوئی انتہا پسند مسلط تھا تو وہ دادا جان تھے۔ باقی لوگ خاصی حد تک نارمل ہیں۔ رومانہ باجی نے جو آگ لگائی تھی اس کے شعلے کچھ دیر بھڑکے اور اس کے بعد سرد ہوگئے۔ میں پہلے بھی ایک بات کہہ چکی ہوں فیصل۔ وہ یہ کہ وہ لوگ تمہاری دانش منصور کی حیثیت سے تھوڑے سے خوفزدہ ہیں۔ انہیں اس بات کا پوری طرح علم ہے کہ تمہارے وسائل لامحدود ہیں اگر وہ کسی طرح تمہارے مقابلے پر آتے ہیں تو انہیں خطرات درپیش ہوں

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

گئے۔"

"حالانکہ مجھے اس بات کا افسوس ہے میں تو یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے محبت کریں اور اس محبت کے تحت مجھے اپنے دل میں جگہ دیں' لیکن آنے والا وقت شاید میری اس خواہش کی بھی تکمیل کر دے۔" رخسار کو اس وقت میں نے فون پر بتایا کہ میں چند روز کے لیے مصروف ہو رہا ہوں اس دوران وہ کوٹھی کا رخ نہ کرے۔

"ملک سے باہر جا رہے ہو؟"

"نہیں شہر سے باہر جا رہا ہوں۔ کچھ بہت ضروری مصروفیات ہیں۔ جو کچھ میں کر رہا ہوں اسی سلسلے کی چند ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری نکل آئی ہے۔"

"واپسی کب تک ہو جائے گی؟"

"جونہی واپس آیا سب سے پہلے تمہیں اطلاع دوں گا۔"

"اللہ نگہبان۔" رخسار نے پر خلوص انداز میں کہا۔ چند مزید باتوں کے بعد میں نے فون بند کر دیا۔

رشید ناگی اپنے کام سے نکل گیا تھا۔ فرصت کے یہ لمحات بہت سی سوچوں کا مرکز بن گئے اور میں سوچوں میں گم ہو گیا پھر جب رشید ناگی آیا تو میں بالکل مطمئن تھا اور اپنے نئے کام کے لیے تیار۔ ناگی نے اپنے مطلب کے بے شمار افراد حاصل کر لیے تھے چنانچہ اس وقت بھی دو افراد کے ساتھ آیا ان میں سے ایک وہ تھا جسے میرے میک اپ میں آکر میری شخصیت کو سنبھالنا تھا دوسرا وہ جسے میرے چہرے اور دوسرے شخص کے چہرے پر میک اپ کرنا تھا چنانچہ وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

ناگی اس کام کی نگرانی کرتا رہا تھا۔ ماہر میک اپ مین نے جدید ترین ساز و سامان کے ساتھ میرے چہرے پر مہارت سے ماسک بنانی شروع کر دی۔ ناگی نے اس سے میرا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ اس شخص کو بہترین میک اپ مین ماہروں سے تربیت دلائی ہے اور اب یہ چہرے بدلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اس کے پاس جو ساز و سامان ہے وہ براہ راست جرمنی' فرانس اور انگلینڈ سے امپورٹ کیا گیا ہے اور پلاسٹک سرجری وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔

گویا یہ عام قسم کا میک اپ نہیں تھا۔ ناگی زمانہ ساز تھا اور ہر چیز کے پہلو کو سمجھتا تھا

چنانچہ مجھے اپنے آدھے بدن پر میک اپ کرانا پڑا اور جب چہرے کے علاوہ جسم کے میک اپ کی نوبت آئی تو میں اس تصور سے جھینپ گیا جس کی بنا پر رشید ناگی نے میرے جسم تک کا میک اپ کرایا تھا۔ رشید ناگی نے ان لمحات کو نظر انداز کیا تھا پھر میں اپنے کام سے فارغ ہو گیا۔ آئینہ میرے سامنے تھا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جو کچھ اس میک اپ مین نے مجھے بنا دیا تھا۔ یہی ہونے کی آرزو ایک لمحے کے لیے میری دل میں جاگی تھی۔ مشرقی چہرہ لیکن اتنا پرکشش کہ بس ایک نظر دیکھنے کے بعد نگاہ ہٹانا مشکل ہو جائے۔ میک اپ مین نے بالآخر میرے چہرے پر آخری اسپرے کیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ میک اپ اتارا کس طرح جا سکتا ہے تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر اس سے مکمل نجات کے لیے بھی تین دن درکار ہوں گے۔ یہ مرحلے وار اتارا جا سکتا ہے اور کسی بھی قسم کی کی شعاعیں اس میک اپ کو عبور نہیں کر سکتیں۔ یہ پلاسٹک سرجری کی ایک قسم ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ پلاسٹک سرجری چہرے کے اپنے گوشت کو تحلیل کر کے کی جاتی ہے اور یہ بیرونی کیمیکلز کا نتیجہ ہے چنانچہ اسے اتارا جا سکتا ہے اگر کوئی لینس یا کسی قسم کی شعاعیں اس میک اپ کو عبور کرنے کے لیے استعمال کی جائیں تو وہ کارگر نہیں ہو سکتیں' ابھی تک کے لٹریچر میں اس میک اپ کو عبور کرنے کی کوئی چیز سامنے نہیں آئی ہے۔"

"اگر مجھے فوری طور پر اپنی اصلی شکل میں کسی کے سامنے آنے کی ضرورت پیش آئے تو۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"تو آپ کو اس چہرے پر اپنا میک اپ کرانا پڑے گا۔"

"گویا میرے خدوخال مجھ سے چھن گئے۔"

"چیف ان خدوخال میں آپ تباہی مچا سکتے ہیں۔"

یہ دلچسپ نوک جھونک جاری رہی میک اپ مین نے اب اس شخص کے چہرے پر میک اپ شروع کر دیا تھا جسے میری جگہ لینی تھی۔ سعید خاں تو خیر تھا ہی لیکن یہ شخصیت بھی مجھے بڑی جاندار نظر آئی تھی۔ اسے کچھ اس طرح تربیت دی گئی تھی کہ اس نے میرے چلنے کا انداز میری مخصوص عادتیں مثلاً" سوچتے وقت میں داہنے کان کی لو کھجانے لگتا تھا یا پھر الٹے ہاتھ سے بھوؤں کو مسلنے لگتا تھا' میرے کھانسنے تک کا انداز اس نے اپنا

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

لیا تھا' میں نے ہنستے ہوئے رشید ناگی سے کہا۔

"تم نے دیکھ لیا ہے ناگی کہ ایک شخص کسی کے ٹرانس میں آکر ہمارے لیے کالی بھیڑ بن گیا اگر تمہارا تربیت یافتہ ساتھی کوئی شخص ہمارے دشمنوں کے قبضے میں آجائے تو وہ مجھے بھی فیل کر سکتا ہے۔" ناگی نے ہنس کر کہا۔

"اگر ان لوگوں کو صحیح معنوں میں یہ دھوکا دہی کرنی ہے تو اس کے لیے پہلے انہیں رشید ناگی کو اپنے ٹرانس میں لینا ہوگا کیونکہ آپ کے بارے میں ناگی کبھی دھوکا نہیں کھا سکتا۔"

"میں نے اس بات کا اعتراف کیا تھا' پھر ناگی نے مجھے بتایا کہ پرل کانٹی نینٹل میں معلومات حاصل کرنے سے مسٹر فلیک رابنس اور شیری رابنس کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں۔ نو سو اسی نمبران کے پاس ہے اس سے بس تھوڑا سا ہٹ کر نو سو اکیانوے نمبر آپ کے لیے حاصل کرلیا گیا ہے اور اس میں آپ مسٹر فراز انصاری کے نام سے پہنچ سکتے ہیں۔ مسٹر فراز انصاری ایک سرحدی علاقے کے باشندے ہیں اور کاروباری سلسلے میں یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ان کا وسیع کاروبار ہے جس کی تفصیلات میں آپ کو فراہم کروں گا۔"

"کب روانہ ہونا ہے؟"

"شام کو ساڑھے آٹھ بجے۔"

میں نے گردن ہلا دی تھی اور اس کے بعد میں اس دلچسپ تجربے کے لیے چل پڑا۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے میں نے پرل کانٹی نینٹل کے روم کاؤنٹر پر اپنی انٹر کرائی۔ جدید ترین سازو سامان سے آراستہ یہ ایک بہترین ہوٹل تھا۔ پورٹر نے میرا سوٹ کیس سنبھال رکھا تھا اور وہ بریف کیس بھی جو میں اپنے ساتھ لایا تھا اس کی رہنمائی میں' میں کمرہ نمبر نو سو اکیانوے میں پہنچ گیا۔ اس کے لیے مجھے نو سو اسی کے سامنے سے گزرنا پڑا تھا۔ نو سو اکیانوے بہت خوبصورت کمرا تھا۔ پورٹر ٹپ لے کر چلا گیا۔ اس کے بعد ایک نوجوان لڑکی آئی اور اس نے میرا سامان سوٹ کیس سے نکال کر الماری میں سجا دیا۔ میں نے اسے بھی ٹپ دی۔

سب سے اہم مسئلہ ان دونوں کی شناخت کا تھا۔ انہیں بھی اسی شکل میں شناخت کیا

جا سکتا تھا کہ میں انہیں اس کمرے سے نکلتے ہوئے دیکھوں۔ میں ان کوششوں میں مصروف ہو گیا۔ لباس وغیرہ تبدیل کر کے میں نے راہداری کے دو تین چکر لگائے۔ یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ کمرے کے مکین کمرے میں موجود ہیں۔ پتا نہیں ان لوگوں کے کیا مشاغل ہوتے ہیں۔ بہرحال دیر طلب کام تھا لیکن کیا کیا جائے مجبوری تھی البتہ اس دوران میں نے اپنی شہرت کے لیے کام شروع کر دیا۔ شام کی چائے کمرے میں منگائی تو ویٹر کو اچھی خاصی ٹپ دے ڈالی۔ شام کا اخبار طلب کیا تو ٹپ دی۔ ویٹر ایسی باتیں خوب مشہور کر دیتے ہیں اور بڑے مخلص ہو جاتے ہیں۔ ایک ویٹر کو میں نے خاص طور سے تاڑ لیا وہ مجھ پر نثار ہو رہا تھا۔ مغرب کے وقت وہ میرے کمرے میں آیا تو میں نے پوچھا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"غلام احمد حضور۔"

"کتنے کمروں پر سروس کرتے ہو؟"

"آٹھ پر جناب۔"

"اس لائن میں یا سامنے والی لائن میں بھی؟"

"آمنے سامنے کے آٹھ کمروں میں۔"

"یہ سامنے نو سو اسی کے لوگ کچھ عجیب سے نہیں ہیں۔" میں نے تکا مارا۔

"وہ گورے لوگ.........؟"

"ہاں۔"

"دونوں باپ بیٹی ہیں۔"

"کیسے لوگ ہیں؟"

"بڑے میاں اندھے ہیں۔ لڑکی خوش مزاج ہے۔ میں انگریزی بولتا ہوں تو ہنستی ہے۔"

"بڑے میاں اندھے ہیں؟" میں چونک کر بولا۔

"پکے جی۔ صاحب جی پہلا سنا تھا اب دیکھ بھی لیا مگر آنکھوں والوں سے زیادہ ہوشیار ہے۔ کیا مجال کہ کہیں چوک جائیں۔ آرام سے لفٹ میں جاتے ہیں سیڑھیاں چڑھنے سے ڈرتے ہیں۔ آدمی کی خوشبو پہچان کر بات کرتے ہیں۔ پرسوں جبار علی کی ڈیوٹی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی۔ بعد میں جب میں پہنچا تو چونک کر بولے کہ پرانا ویٹر کہاں ہے؟ میں تو حیران رہ گیا صاحب جی۔"

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ اندھے ہیں۔"

"ہمیشہ کالا چشمہ چڑھائے رہتے ہیں۔"

"اوہ بس یہی بات ہے؟"

"نہیں صاحب جی۔ وہ مس صاحبہ کہتی ہیں کہ ان کے ڈیڈی اندھے ہیں۔"

"تم نے انہیں چشمے کے بغیر کبھی دیکھا۔"

"نہیں۔ وہ تو رات کو بھی چشمہ لگا کر سوتے ہیں۔" ویٹر ہنس کر بولا۔

"کمال ہے کتنے دن سے ہیں وہ لوگ یہاں تمہارے ہوٹل میں؟"

"ایک مہینے سے زیادہ ہو گیا۔"

"لوگ آتے جاتے ہیں ان کے پاس؟"

"ہاں۔ آتے رہتے ہیں۔ وہ بھی جاتے ہیں۔"

"گورے لوگ آتے ہیں یا یہاں کے رہنے والے۔"

"ہم نے کسی گورے کو نہیں دیکھا۔"

"چلو ہوگا ہمیں کیا۔" میں نے بے پروائی سے کہا۔ اس معلومات کا بھی ویٹر کو خاصا معاوضہ ملا تھا۔ اس کی باتوں سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ سیاہ چشمے کا کیا راز ہے۔ فلیک رابنس یقیناً" ہپناٹزم کا ماہر ہے۔ اب کیا کرنا چاہیے۔

"رات کو میں نے انہیں دیکھ لیا۔ ہوٹل کے ڈائننگ روم میں چائے کے لیے نکلا تھا۔ اس وقت وہ دونوں بھی باہر آئے تھے۔ فلیک معمر آدمی تھا۔ دبلے پتلے بدن کا مالک ساٹھ سال کے قریب عمر ہوگی۔ بہترین سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اس کے ساتھ بیس بائیس سالہ شیری رابنس تھی۔ بلاشبہ ایک خوبصورت لڑکی اور بھرپور حسن کی مالک تھی۔ اس نے آہٹ پر ٹھٹک کر مجھے دیکھا تھا اور پھر دیکھتی رہ گئی تھی۔ ایک نگاہ میں محسوس ہو گیا تھا کہ ناگی کی کارکردگی بھرپور رہی ہے۔ لڑکی کی آنکھوں میں تحسین کے جذبات تھے۔ میں اس کے سامنے سے گزرا تب بھی وہ میٹھی نظروں سے مجھے دیکھتی رہی۔ میں نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے "ہیلو" کہا تو وہ جلدی سے بولی۔

"ہیلو۔" بوڑھا اس کی آواز پر چونکا اور اس نے کہا۔

"کون ہے؟"

"شاید ہمارے نئے پڑوسی نائن نائنٹی ون میں آئے ہیں۔"

"تو پھر۔" بوڑھے نے کسی قدر خشک لہجے میں کہا۔

"نہیں کچھ نہیں۔" لڑکی سرد لہجے میں بولی۔

"چلو اپنے کام سے کام رکھو۔"

لڑکی نے میری طرف دیکھ کر مسکرا کر مجھے اشارہ کیا اور پھر بوڑھے کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ میں نے بوڑھے سے زیادہ تیز رفتاری کا مظاہرہ کیا کیونکہ ویٹر مجھے بتا چکا تھا کہ وہ بہترین حسیات کا مالک ہے۔ سیاہ چشمے کے پیچھے اگر آنکھیں نہیں بھی ہیں تب بھی بوڑھے کی حسیات سے خطرہ ہو سکتا تھا۔ لڑکی نے جس انداز میں اشارہ کیا تھا اس سے ویٹر کی بات کی تصدیق ہوتی تھی کہ شاید بوڑھا اندھا ہے لیکن جو تفصیل امتیاز احمد سے حاصل ہوئی تھی وہ کچھ اور ہی تھی۔ ہو سکتا ہے لڑکی بھی اسے اندھا ثابت کرنے کے لیے ہر ایک کے سامنے اداکاری کرتی رہتی ہو۔ بہر طور لفٹ میں وہ میرے ساتھ ہی تھی۔ بوڑھا بالکل خاموش تھا۔ میں نے اس کی حرکات و سکنات سے اندازہ لگایا کہ وہ اگر اندھا بھی نہیں ہے تو کم از کم اندھے پن کی شاندار اداکاری کر سکتا ہے۔ اندھوں کے چہرے پر جو سونا پن پایا جاتا ہے وہ اس کے چہرے پر بھی تھا اور وہ لفٹ میں لگے ہوئے آئینے کی جانب متوجہ تھا۔ یہ بھی ایک ترکیب ہو سکتی تھی۔ اپنے آپ کو اندھا ظاہر کرنے کے لیے وہ بظاہر ماحول سے بے خبر رہتا تھا لیکن یقیناً" اس وقت بھی وہ اس آئینے میں میرا بھرپور جائزہ لے رہا ہوگا۔

لڑکی البتہ اب بھی مسکرا رہی تھی۔ اس نے مجھے مبہم سا اشارہ کیا۔ میں اس اشارے کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ بہرحال میں لفٹ سے باہر نکلا تو میرا شناسا ویٹر فوراً" ہی میرے پاس پہنچ گیا۔ اس نے مجھے نو سو اکیانوے نمبر کے کمرے کی میز بتائی تھی اور یہ بھی ایک دلچسپ بات تھی کہ وہ میز ان لوگوں کی میز سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھی۔ میں اپنی ٹیبل پر جا بیٹھا۔ وہاں زیادہ تر سیٹیں بھری ہوئی تھیں۔ مختلف قسم کے لوگ اپنی اپنی تفریحات میں مشغول تھے۔ ان کے سامنے برتن سجے ہوئے تھے' سامنے ہی چوبی فرش بنا

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوا تھا جس کے عقب میں سازندوں کی گردنیں نظر آ رہی تھیں۔ مدھم موسیقی ہال میں بکھری ہوئی تھی۔ ویٹر ادھر سے ادھر آ جا رہے تھے۔ میں پر اطمینان نگاہوں سے پورے ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ لڑکی مسلسل میری جانب متوجہ ہے۔ بہت ہی بے تکلف قسم کی لڑکی تھی۔ بوڑھے شخص جس کا یقیناً" نام فلیک رابنس ہو گا خاموشی سے میز کی سطح پر کہنیاں ٹکائے بیٹھا تھا۔ میں یہ اندازہ لگانے لگا کہ ویٹر کا کہنا کہاں تک درست ہے۔ اندازہ یہی ہو رہا تھا کہ بوڑھا اندھا ہے لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ اچانک ہی مجھے ایک اور احساس بھی ہوا کہ بوڑھے کے بجائے شاید یہ لڑکی ہپناٹزم کی ماہر ہو اگر یہ بات ہے تو پھر تو میں شدید خطرے کا شکار ہو سکتا ہوں۔ یہ تصور کیوں کر لیا کہ ہپناٹسٹ بوڑھا رابنس ہے۔ لڑکی بھی ہو سکتی تھی بہرحال اس بات نے مجھے بہت زیادہ محتاط کر دیا اگر شیری ہپناٹسٹ ہے تو پھر شاید اس پر قابو پانا مشکل ہو جائے۔ یہاں سارا کھیل ہی الٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

وقت گزرتا رہا اور اس دوران مجھے بڑی عجیب سی کیفیات سے گزرنا پڑا۔

قرب و جوار میں بیٹھی ہوئی چند معزز خواتین جو اپنے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تھیں دلکش اور دلچسپ نگاہوں سے میرا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس وقت میں بے شمار نگاہوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ہنسی بھی آنے لگی کسی زمانے میں یہ خطرات صرف خواتین کو لاحق ہوا کرتے تھے اور انہیں بری نگاہوں سے بچنے کے لیے مختلف نصیحتیں کی جاتی تھیں لیکن موجودہ دور' آزادی کا دور تھا۔ عورت کو مرد کے برابر کے حقوق حاصل تھے اور ان حقوق کا مکمل فائدہ اٹھایا جاتا تھا۔ اس وقت ہی نہیں بے شمار بار یہ تجربہ ہوا تھا کہ اب خواتین بھی آزادی سے کسی کو اپنا مرکز نگاہ بنا سکتی ہیں اور اگر کوئی شخص عصمت ماب ہے تو درحقیقت اسے بھی شریف زادیوں کی طرح چھپنا پڑتا ہے پھر ویٹر کو طلب کر کے میں نے اپنے لیے کافی منگائی۔ میں نے مہذب طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ لڑکی میری جانب متوجہ ضرور ہوئی تھی لیکن میں نے اس پر زیادہ توجہ نہیں دی۔ ہاں میں نے محتاط انداز میں اسے ایک دو بار ضرور دیکھا تھا اور یہ اظہار کیا تھا کہ جیسے میں نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ وہ مسلسل میری طرف متوجہ تھی پھر رقص کے لیے موسیقی شروع ہوئی تو اس کی مشکل حل ہو گئی اور میرے لیے مشکلات کا آغاز' کیونکہ نئے تصور نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا۔ لڑکی کے

بارے میں' میں صحیح طور پر اندازہ نہیں لگا سکا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ میز سے اٹھنے کے بعد وہ تھوڑی سی داہنی سمت گئی اور اس کے بعد کئی میزوں کا چکر لگا کر میرے پاس پہنچی۔ بوڑھے ر... نے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور بس کوئی لمحہ جا رہا تھا' جب کوئی نہ کوئی مجھ تک رد... لگا دیتا۔ لڑکی نے بھی شاید یہ بات محسوس کر لی تھی چنانچہ اس نے تیزی اختیار کی اور برق رفتاری سے میرے پاس پہنچ گئی۔

"میں آپ کے ساتھ بیٹھنا چاہتی ہوں۔ اس نے مدھم سی سرگوشی میں کہا۔"

میں نے فوراً" اجازت دے دی۔ جب اوکھلی میں سر دے ہی رہا تھا تو موسل کا کیا ڈر۔ البتہ میں نے ایک نگاہ اس کی آنکھوں پر ڈالی تھی۔ یہ حسین آنکھوں ہپناٹسٹ کی آنکھیں نہیں ہو سکتی تھیں۔

"اس وقت میں نے تمہیں جھپٹ لیا ورنہ تمہاری ایک ایک وطن خاتون تو تم تک پہنچ ہی گئی تھیں۔"

"مگر میں آپ سے ملاقات کا خواہش مند تھا۔"

"اوہ تھینک یو۔ میرا نام شیری رابنس ہے۔"

"اور میں فراز انصاری۔"

"مجھ سے نہیں بنے گا۔ فراس' مسٹر فراس۔"

"کام چل جائے گا۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"وہ میرے ڈیڈی ہیں مسٹر فلیک رابنس۔"

"وہ رات میں بھی کالا چشمہ کیوں لگاتے ہیں؟"

"اوہ سوری۔ وہ بلائنڈ ہیں۔ مکمل طور پر نابینا۔"

"مجھے افسوس ہے۔ میں نے بھی یہی محسوس کیا تھا۔"

"تم کیا کرتے ہو؟" وہ بولی۔

"بزنس۔" میں نے جواب دیا۔ چند لمحات کے لیے مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔

"میں نے تمہاری مشکلات کا اندازہ لگا لیا ہے۔" اچانک وہ شوخی سے بولی۔

"مشکلات کا.........؟"

"ہاں۔" وہ ہنس پڑی۔ "بہت سی مشکلات تمہیں اب بھی گھور رہی ہیں۔ خاص

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

طور سے وہ خاتون جو تمہارے ہی ملک کی باشندہ معلوم ہوتی ہیں۔" میں نے اس کے اشارے پر دیکھا۔ درحقیقت ایک ٹارزن قسم کی خاتون تھیں جو اپنے آپ سے پست قامت ایک شخص کے ساتھ بیٹھی تھی۔ میں نے بھی ہنس کر گردن ہلا دی۔ "ان کا قصور بھی نہیں ہے اگر تم یورپ میں نکل آؤ تو تمہارے لیے کشت و خون ہو سکتا ہے۔"

"تم مجھے شرمندہ کر رہی ہو۔"

"یہ بھی مشرق کی ایک حسین روایت ہے۔ کسی کی تعریف کرو تو وہ شرمندہ ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوتا۔ ویسے سچ بتاؤ تمہیں تو بہت مشکلات پیش آتی ہوں گی۔"

"حماقت ہے سب کچھ۔"

"میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟" وہ بیباکی سے بولی۔

"تمہاری ہنسی اور تھوڑی کا یہ گڑھا ہزاروں کے حسن پر بھاری ہے۔"

"اوہ تھینک یو۔" اس نے بدستور شوخی سے کہا اور پھر ہنس پڑی۔

"ویسے تمہارے ڈیڈی خالص مشرقی ذہن رکھتے ہیں۔"

"وہ کیسے.........؟"

"ہمارے ہاں بھی حسین لڑکیوں کے باپ کافی دہشت گرد ہوتے ہیں اور اگر وہ جسامت بھی اچھی رکھتے ہوں تو پھر انہیں پسند کرنے والے دور ہی سے دل بہلا سکتے ہیں۔"

"اس طرح ان لڑکیوں کو تو بہت مایوسی ہوتی ہوگی' مگر تم نے میرے ڈیڈی کے بارے میں غلط اندازہ لگایا ہے۔ انہیں یہ احساس رہتا ہے کہ میرے گرد غلط لوگ نہ پھیل جائیں۔ ویسے مسٹر فراس تم سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔"

"کسی وقت ان سے ضرور ملوائیے۔"

"ضرور۔" اس نے کہا۔ "تمہارے ساتھ گزرا وقت بہت یادگار رہا ہے' اصل میں میرے ڈیڈی ضرورت سے زیادہ حساس ہیں۔ وہ تمہارے بارے میں جاننا چاہیں گے۔ خیر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' میں انہیں مطمئن کر دوں گی۔" شیری اپنی میز پر واپس چلی گئی اور میں اپنی میز پر آ گیا۔

دفعتہ ہی مجھے اپنی جیب میں ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز محسوس ہوئی اور میں چونک پڑا۔

یہ وہ بڑا ٹرانسمیٹر تھا جسے ناگی ہر وقت میرے ساتھ رکھتا تھا۔ اس وقت اس نے کوئی اشارہ دیا تھا اور یہ ضروری تھا کہ میں اس کی کال موصول کروں۔ چنانچہ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور سامنے والے باتھ روم کے سلسلے کی جانب بڑھ گیا۔ اس طرح اپنے کمرے میں واپس چلے جانا مناسب نہیں تھا۔ میں باتھ روم کا دروازہ بند کر کے ٹرانسمیٹر پر ناگی کی کال کا جواب دینے لگا۔

"ہاں ناگی۔" میں نے مدھم سرگوشی کی۔

"ونڈر فل۔ ونڈر فل بہت شاندار جا رہے ہیں۔ اصل میں شکل و صورت کا بہتر ہونا کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ انسان کے اندر کسی کو متوجہ کرنے کی دوسری صلاحیتیں بھی ہونی چاہئیں۔"

"کہاں سے بول رہے ہو؟"

"آپ سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے' باہر پارکنگ میں کھڑی ہوئی کار میں ہوں۔"

"گویا تمہاری سیکورٹی جاری ہے؟"

"چیف میں اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہا ہوں۔"

"کوئی اور خاص بات۔"

"ہاں' خاص بات یہ ہے کہ میں نے فلیک رابنس کے کمرے میں ڈکٹا فون لگا دیا ہے اور اس کا ریسیور آپ کے کمرے کی مسہری کے عقبی حصے میں موجود ہے' آپ اسے اٹھا سکتے ہیں۔"

"کیا.........؟" میں حیرت سے اچھل پڑا۔

"ہاں چیف موقع مل گیا تھا لیکن اس کمرے کی تلاشی لینے کا موقع نہیں مل سکا۔ مصروف جگہ ہے اور وقت بھی زیادہ نہیں مل سکا۔"

میں نے ایک گہری سانس لی اور آہستہ سے بولا۔ "تھینک یو ناگی۔"

"ویسے چیف تھوڑا بہت اندازہ تو آپ نے بھی لگایا ہوگا؟"

"ہاں۔ وہ لوگ پوری طرح مشکوک ہیں۔ باقی تفصیلات تو وہ خود ہی بتائیں گے۔"

"میں آپ سے مناسب وقت پر دوبارہ رجوع کروں گا۔"

میں نے ٹرانسمیٹر بند کیا اور باتھ روم سے نکل آیا۔ شیری اور فلیک رابنس بھی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

غالباً" اپنی جگہ سے اٹھ کر ڈنر روم کی جانب بڑھ گئے تھے۔ میں نے ان کا تعاقب کرنا مناسب نہیں سمجھا اور کافی دیر تک یہاں بیٹھا رہا' پھر جب مجھے بھی بھوک لگنے لگی تو میں نے اپنا رخ ڈنر روم کی جانب کرلیا۔ ان لوگوں سے کافی دور میں نے ایک جگہ حاصل کی اور وہاں بیٹھ کر ڈنر طلب کرلیا۔ پھر تقریباً" سوا گیارہ بجے تک میں وہاں کی تفریحات سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ پھر شیری اور فلیک اپنی جگہ سے اٹھے تو میں بھی پھرتی سے اٹھ گیا۔ لفٹ نے انہیں ان کی منزل پر اتار دیا تھا۔ میں انتظار کرتا رہا تھا اور جب دوبارہ لفٹ نیچے آئی تو میں اس سے اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ میں نے برق رفتاری سے اپنے کمرے کا رخ کیا تھا۔ دونوں کے کمرے میں روشنی جھلک رہی تھی۔ پھرتی سے اندر داخل ہو کر میں نے دروازہ بند کیا اور مسہری کے عقب میں ہاتھ ڈال کر ڈکٹافون کا ریسیور تلاش کرنے لگا جو مجھے فوراً" ہی مل گیا۔ ہم نے اب اس قسم کی بے شمار چیزوں کا بندوبست کر رکھا تھا اور اس کا روح رواں رشید تاگی ہی تھا جو الہ دین کے چراغ کے مانند میرے احکامات پر عمل کرتا تھا۔

ریسیور آن کرکے میں نے اسے اپنی گود میں رکھ لیا۔ دوسرے کمرے سے مدھم مدھم آوازیں آرہی تھیں۔ ابھی تک ان لوگوں نے کسی قسم کی گفتگو کا آغاز نہیں کیا تھا پھر فلیک رابنس کی آواز ابھری۔

"جاؤ تم لباس تبدیل کرو۔" جواب میں کوئی آواز نہیں سنائی دی۔ کچھ دیر کے بعد غالباً" شیری لباس تبدیل کرکے آگئی تھی۔

"کیا تمہیں اس وقت کسی اجنبی سے رابطہ بڑھانے کا موقع حاصل ہے۔"

"اس میں غیر مناسب کیا بات ہے؟"

"اوہ بے وقوف لڑکی' ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں' ہمیں ہر شخص سے محتاط رہنا چاہیے۔"

"مسٹر فلیک! اس سے پہلے بھی کئی بار میں آپ سے کہہ چکی ہوں کہ آپ صرف میرے ان معاملات میں دخل انداز ہوسکتے ہیں جن کا تعلق آرگنائزیشن کے مفادات سے ہے۔ باقی معاملات میں آپ بار بار کیوں ٹانگ اڑانے لگتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ بات آپ سے ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی کہی تھی۔"

"تم میری ماتحت ہو شیری۔"

"ماتحت ہوں۔ لیکن میرا نام شیری رابنس نہیں شیری رینڈم ہے۔ آپ میرے باپ نہیں ہیں بلکہ صرف ساتھی ہیں' ذاتی زندگی پر میں کسی کا بوجھ قبول نہیں کرتی اور نہ ہی یہ ہمارے ادارے کا قانون ہے۔"

"گویا تم اس شخص سے متاثر ہوگئی ہو؟ تم میری بات کو غلط سمجھ رہی ہو اگر اس طرح کوئی غلط آدمی تم تک پہنچ گیا تو ایک مصیبت کھڑی ہوسکتی ہے۔"

"میں آپ کو آپ کا عہدہ یاد دلانا چاہتی ہوں۔ میں آپ کے کنٹرول میں بے شک ہوں لیکن آپ کی ہر ہدایت پر عمل کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ آپ سے آخری بار درخواست کر رہی ہوں کہ میری ذاتی زندگی میں کوئی مداخلت نہ کریں۔"

"تم دیوانی ہوگئی ہو۔ میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں تمہاری ذاتیات پر کوئی تسلط قائم کروں۔ میں تو تمہیں صرف ان معاملات سے ہوشیار کر دینا چاہتا ہوں جو ہمارے لیے نقصان دہ ہوسکتے ہیں اور تھوڑے دن کی بات ہے اس کے بعد ہم آزادی سے یہاں سے نکل جائیں گے۔ بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے اس سے زیادہ معلومات ہمارے لیے مشکل ہی ہیں جو ہم نے جمع کی ہیں۔"

"وہ ساری باتیں اپنی جگہ ہیں مسٹر فلیک۔ وہ نوجوان مجھے پسند ہے اور میں آئندہ بھی اس کے ساتھ کچھ وقت گزاروں گی۔"

"اس کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کی ہیں تم نے.........."

"اتنی جلدی معلومات حاصل نہیں ہوتیں لیکن سیدھا سادا آدمی ہے میرے معیار کے مطابق' اچھی شخصیت کا مالک ہے۔ اس کا نام فراس ہے۔ سرحد کے کسی علاقے میں کاروبار کرتا ہے اور ان دنوں یہاں آیا ہوا ہے اور اسی ہوٹل میں اس کا قیام ہے۔ وہ بھی ہمارے سامنے والے کمرے میں۔"

"وہ کب آیا ہے یہاں؟"

"اتنی تفصیلات میں نے معلوم نہیں کیں اور نہ ہی ان کی ضرورت محسوس کی ہے۔ تھوڑی سی انسان شناسی کا دعوی مجھے بھی ہے۔ بس وہ ایک سیدھا سادا نوجوان ہے جو زندگی کی تفریحات میں دلچسپی لے رہا ہے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کل میری اس سے ملاقات کراؤ۔" فلیک نے کہا۔

پھر میں بہت دیر تک انتظار کرتا رہا لیکن اس خاموشی میں کوئی رخنہ اندازی نہیں ہوئی تھی۔ اس کا مقصد تھا کہ وہ لوگ آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے ہیں۔ میں شدت حیرت سے گہری گہری سانسیں لیتا رہا۔

"ابھی تک یہ اندازہ نہیں ہو پایا تھا کہ فلیک واقعی اندھا ہے یا صرف چشمہ لگا کر اندھا بنا رہتا ہے تاکہ اس کی آنکھیں دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رہیں۔ البتہ اس کے چند جملے مجھے مشکوک کر رہے تھے۔ مثلاً" اس نے کہا کہ دیکھو ہر چیز اپنی جگہ موجود ہے یا نہیں' گویا وہ خود نہیں دیکھ سکتا لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک اندھا آدمی بھلا ہپناٹزم کا ماہر کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے پاس بھی ایسی ہی کوئی مشین ہو جس کے ذریعے کسی کو ہپناٹائز کیا جاسکے۔ اب یہ سب کچھ بہت جدید ہو چکا ہے لیکن رشید ناگی نے واقعی یہ بڑا شاندار کام کیا تھا اس طرح مجھے فوراً" ہی یہ پتا چل گیا تھا کہ بوڑھا شخص میرے بارے میں کیا سوچ رہا ہے۔ کچھ اور باتیں بھی ایسی تھیں جنہیں مشکوک قرار دیا جاسکتا تھا۔"

ڈکٹا فون کا ریسیور میں نے اسی جگہ رکھ دیا جہاں سے اٹھایا تھا اور اس کے بعد لباس وغیرہ تبدیل کرکے اپنے بستر پر آگیا۔ دل چاہا کہ رخسار سے ٹیلی فون پر بات کروں لیکن پھر یہ خیال ملتوی کر دیا۔ دشمن کو احمق سمجھنا بہت بڑی حماقت ہوتی ہے۔ کوئی بھی ذرا سی جذباتی حرکت نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔

دوسرے دن صبح ہی صبح دروازے پر دستک ہوئی تو میں یہ سمجھا کہ کوئی ویٹر وغیرہ آیا ہے۔ شیری کو دیکھ کر اچنبھے سے میری آنکھیں پھیل گئیں اور پھر فوراً" ہی میں نے پرتپاک انداز میں اس کا استقبال کیا اور ہنس کر بولا۔

"ہمارے ہاں ایک تصور ہوتا ہے شیری کہ صبح اگر کوئی اچھی شکل دیکھ لی جائے تو دن بے حد خوشگوار گزرتا ہے اور شکر ہے کہ ابھی تک کوئی ویٹر وغیرہ یہاں نہیں آیا۔"

"میں اسی لیے پریشان تھی اور سوچ رہی تھی کہ کہیں تم ناشتہ نہ کر چکے ہو۔ رات کو نجانے کب تک تمہارے بارے میں سوچتی رہی ہوں۔ اب میں ناشتا تمہارے ساتھ ہی کروں گی۔"

"میرے لیے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے شیری۔" میں نے محبت بھرے انداز میں کہا اور روم سروس کو ٹیلی فون کرکے ناشتے کا آرڈر بک کرا دیا۔

شیری نے کہا۔

"تمہارے اندر ایک ایسی انوکھی کشش ہے کہ انسان ذہنی طور پر جکڑ سا جاتا ہے۔"

"میرے لیے دلچسپ انکشاف ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"رات کو میں ڈیڈی سے تمہارے لیے لڑ گئی۔"

"کیوں؟"

"بس وہ محتاط آدمی ہیں۔ میرے خیال میں تم سے مل کر مطمئن ہو جائیں گے۔ ویسے تمہارا یہاں کب تک قیام ہے؟"

"زیادہ تو نہیں تھا۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ سرحدی آدمی ہوں۔ کچھ کاروباری امور کے سلسلے میں یہاں آیا تھا۔ کام تقریباً" ہو چکا ہے لیکن اب رکنا ہوگا۔"

"کیوں.........؟" وہ چونک کر بولی۔

"تمہاری وجہ سے.........." میں نے جواب دیا۔ وہ خوش ہو گئی۔

"میں بھی یہی چاہتی ہوں۔"

"تمہارا یہاں کب تک قیام ہے؟"

"تقریباً" ایک ماہ۔"

"اوہ! یہ خوشی کی بات ہے۔ ویسے تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟"

"ہم اسپین سے آئے ہیں۔"

"اسپینش ہو؟"

"نہیں۔ انڈورا کے باشندے ہیں۔ میں انڈورا میں پیدا ہوئی مگر ہم اسپین میں آباد ہو گئے۔ ڈیڈی کی وہیں پیٹرو کیمیکل کی انڈسٹری ہے۔"

"یہاں کسی کاروباری سلسلے میں آمد ہوئی ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"کاروباری ہی سمجھ لو۔"

"مجھے حیرت ہے وہ نابینا ہونے کے باوجود کاروبار ڈیل کر لیتے ہیں۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"تمہیں اگر ان سے قربت کا موقع ملے تو تم سخت حیران جاؤ گے۔ ڈیڈی انوکھی خصوصیات کے مالک ہیں۔ وہ آنکھوں والوں سے زیادہ حسیات رکھتے ہیں۔"

"ہاں میں نے سنا ہے کہ اس طرح کے افراد بہت زیادہ حساس ہو جاتے ہیں اور اس وقت ان کے کارنامے ناقابل یقین ہوتے ہیں۔ کسی وقت مجھے ان سے ملاؤ۔"

"آج میں صبح ہی صبح اسی لیے نکل آئی ہوں کہ آج پورا دن تمہارے ساتھ گزاروں گی۔ شام کو سات بجے کے قریب' ڈیڈی سے تمہاری ملاقات کراؤں گی اور اس کے بعد ان سے اجازت لوں گی کہ میری واپسی کا وقت تعین نہ کیا جائے۔"

اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہوگئی۔ وہ اپنی کیفیات کا اظہار کر رہی تھی۔ میرے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ رات کو بھی میرے ہی کمرے میں قیام کرے۔ اس کا چونکہ یورپ سے تعلق تھا اس لیے یہ کوئی اہم بات نہیں تھی کہ لیکن میں اس جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتا تھا جو کچھ بھی کرلینا تھا وہ آج ہی کرنا تھا۔ ان لوگوں کو زیادہ وقت نہیں دیا جاسکتا تھا۔

کافی دیر وہ میرے ساتھ بیٹھی۔ میں پرسکون ہو کر اس سے باتیں کرتا رہا اور یہ بھی سوچتا رہا کہ اب کیا ہونا چاہیے۔ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ رشید ناگی سے مشورہ کرلینا ضروری تھا پھر وہ بولی۔

"تم کتنی دیر میں تیار ہو جاؤ گے؟"

"دس منٹ میں۔"

"تو بس پھر میں تمہارے پاس آتی ہوں تیار ہو کر۔"

"ٹھیک ہے۔"

وہ چلی گئی تو میں نے دروازہ بند کرلیا سب سے پہلے ڈکٹا فون ریسیور اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور انتظار کرنے لگا۔ وہ اپنے کمرے میں پہنچی تھی۔ بوڑھے فلیک کی آواز ابھری۔

"اس کے پاس سے آرہی ہو؟"

"ہاں مسٹر فلیک۔"

"کوئی پروگرام ترتیب دیا ہے؟"

"اس کے ساتھ آوارہ گردی کروں گی۔"

"مجھے اس سلسلے میں رپورٹ تیار کرنا پڑے گی۔ میرے خیال میں یہ ایک تشویشناک عمل ہے۔"

"آپ رپورٹ تیار کر لیجئے مسٹر فلیک۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ نہ ہی مجھ پر اس قسم کی کوئی پابندی آرگنائزیشن نے لگائی ہے۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ میں آرگنائزیشن ہی کو اس کے ذریعے کوئی فائدہ پہنچا دوں۔"

"کیا مطلب؟" فلیک نے چونک کر پوچھا۔

"ہمیں ہر ملک میں ممبروں کی ضرورت پیش آتی ہے' ہو سکتا ہے یہ شخص مقامی طور پر ہمارے کام کا آدمی ثابت ہو جائے۔ رفتہ رفتہ میں اس کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لوں گی۔ یہ بھی اندازہ لگا لوں گی کہ اس کی مالی حیثیت کیا ہے۔ ویسے یہاں وہ جس شان اور جس کروفر سے رہ رہا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اچھی حیثیت کا مالک ہے۔ بہرحال یہ کوئی اہم بات نہیں ہے۔"

"واپسی کب تک ہو جائے گی۔" رابنس نے پوچھا۔

"چھ بجے تک۔"

"امتیاز احمد کی طرف سے کوئی اور رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔"

"اس نے ایک ہفتے کا پروگرام رکھا ہے اور ابھی منگل میں کئی دن باقی ہیں۔"

"ہوں۔" بوڑھا آدمی خاموش ہوگیا۔

لیکن میرے ذہن کو ایک جھٹکا لگا تھا۔ بات کنفرم ہوگئی تھی کہ امتیاز احمد کا نام' منگل کا دن' گڈ ویری گڈ اور اس سے زیادہ گفتگو سننے کی ضرورت نہیں تھی مجھے۔ پتا نہیں دن میں موقع ملے یا نہ ملے' البتہ ٹرانسمیٹر لے کر میں باتھ روم میں داخل ہوگیا تھا۔ ڈکٹا فون اس کی جگہ رکھ دیا تھا۔ میں نے رشید ناگی کو کال کیا۔ الہ دین کے چراغ کا جن ٹرانسمیٹر پر موجود تھا۔

"یس چیف۔"

"ناگی اب اس مسئلے کو بہت زیادہ طول دینا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ شام کو سات بجے میری ملاقات فلیک سے رکھی گئی ہے۔ آج کا بقیہ دن ہم لوگ باہر

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

گزاریں گے اور اس کا کوئی خاص مقصد نہیں ہوگا۔ تاہم میں ہوشیار رہوں گا۔ تم مستعد رہنے کے لیے کہنا تمہاری توہین ہے۔"

"نہیں چیف میں اپنا فرض سرانجام دوں گا۔"

"جو کچھ کرنا ہے آج ہو جانا چاہیے۔ ہم مزید رسک نہیں لے سکتے۔"

"لیس چیف ذرا سی الجھن درپیش ہے وہ یہ کہ فلیک کمرے سے باہر نہیں نکلتا یا تو دن میں ہی پہلے اس لڑکی سے نجات حاصل کرلی جائے اور اس کے بعد فلیک کو وہاں سے حاصل کرلیا جائے یا پھر جیسا آپ کہیں۔"

میں کسی قدر سوچ میں گم ہوگیا پھر میں نے کہا "فلیک سے میں مل بھی لینا چاہتا تھا۔ یہ بات تو کھل گئی ہے کہ فلیک نے امتیاز سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے اور جیسا کہ امتیاز نے تفصیل بتائی منگل کے منگل ان لوگوں کی ملاقات ہوتی ہے۔ اس کا تذکرہ میں ڈکٹا فون پر سن چکا ہوں لیکن اس کے باوجود میں فلیک سے ایک ملاقات بھی کرنا چاہتا تھا۔ میرا مطلب ہے اسے تحویل میں لینے سے قبل۔"

رشید ناگی چند لمحات خاموش رہا پھر اس نے کہا۔ "اوکے چیف ٹھیک ہے۔ آپ مطمئن رہیں کام ہو جائے گا۔"

"کوئی اور بات رشید ناگی۔" میں نے کہا۔

"نہیں چیف۔" رشید ناگی نے کہا اور سلسلہ منقطع ہوگیا۔

رشید ناگی کی یقین دہانی میرے لیے مکمل طور سے اطمینان بخش تھی۔ میرے نزدیک اس کے لیے یہ کام بہت چھوٹا تھا۔ ایسی ہی صلاحیتوں کا مالک تھا وہ اور مجھے اس کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا پھر میں نے ٹرانسمیٹر وغیرہ بند کرکے تیاریاں شروع کر دیں اور لباس وغیرہ پہن کر تیار ہوا ہی تھا کہ وہ میرے پاس پہنچ گئی۔ کمرے کا دروازہ میں نے کھول دیا تھا تاکہ اسے کسی قسم کا شبہ نہ ہوسکے۔ وہ بغیر کسی دستک کے اندر آگئی تھی۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور اس نے تعریفی انداز میں گردن ہلائی اور میرے لیے کچھ تعریفی کلمات ادا کیے پھر ہم دونوں باہر نکل آئے۔ میرا اپنا شہر تھا۔ وہ شہر جہاں کے گلی، کوچے، جہاں کی ایک ایک شے میری شناسا تھی۔ تاہم اس کے سامنے میں نے بعض جگہوں سے اجنبیت کا اظہار کیا کیونکہ میں اسے باور کرانا چاہتا تھا کہ میں بھی یہاں نیا ہی

ہوں۔ ہم لوگ پورا دن آوارہ گردی کرتے رہے۔ ساحل سمندر پر بھی گئے اور مختلف جگہوں پر چہل قدمی کرتے رہے پھر دوپہر کو ایک شاندار ہوٹل میں لنچ کیا۔ کوئی ساڑھے پانچ بجے تک ہم یہیں آوارہ گردی میں مصروف رہے تھے پھر وہ چلی گئی۔

میں نے رشید ناگی سے رابطہ قائم کرنے کے بارے میں سوچا لیکن پھر یہ سوچ کر ارادہ ملتوی کر دیا کہ یہ اس کی کارکردگی پر شک کرنے کے مترادف ہے۔ میری اس سے آخری گفتگو ہو چکی ہے اور اب کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں رکھنی چاہیے۔ اگر وہ کسی تردد کا شکار ہوتا تو خود ہی مجھ سے رابطہ کرتا۔ آج کی تفریحات کے دوران بھی میں نے مختلف لوگوں کو دیکھا تھا جنہیں مشکوک قرار دیا جاسکتا تھا۔ وہ سب مقامی تھے ورنہ یہ بھی سوچا جاسکتا تھا کہ ان کا تعلق فلیک رابنس وغیرہ سے ہو البتہ اس بات نے تجسس کا شکار رکھا تھا کہ رشید ناگی نے وہ کون سے ہنگامی اقدامات کیے ہیں جن کے تحت بغیر کسی دقت کے وہ آج ہی ان لوگوں کو اپنی تحویل میں لے لے گا۔

ٹھیک سات بجنے میں چار منٹ پہلے اس نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اسے اندر آنے کے لیے کہا تو وہ دروازہ کھول کر بولی۔

"میں اندر نہیں آؤں گی اور تم یقیناً تیار ہو گے۔"

میں خاموشی سے کمرے سے باہر نکل آیا۔ فضاؤں میں تاریکیاں اتر آئی تھیں۔ موسم ٹھنڈا سا تھا۔ میرے ذہن میں کوئی خاص تردد نہیں تھا اور میں بالکل مطمئن تھا۔ اس کے کمرے کے دروازے سے اندر داخل ہونے میں کوئی مشکل نہیں پیش آئی وہ دروازہ کھلا ہی چھوڑ آئی تھی۔ سامنے ہی صوفے پر مسٹر فلیک پاؤں پر پاؤں چڑھائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں کا سیاہ چشمہ تو ان کے بدن کا ایک حصہ ہی تھا۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سرد لہجے میں مجھے جواب دیا پھر دوسرے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"بیٹھ جاؤ۔"

میں بیٹھ گیا۔ مسٹر فلیک نے مجھ سے مصافحہ کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی اور اس بات پر شیری کے چہرے پر کسی قدر برہمی کے آثار نمودار ہوگئے تھے۔ اس نے بھی سرد لہجے میں کہا۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ ہیں میرے دوست' اب آپ ان سے گفتگو کر لیجئے ڈیڈی۔"

"کاروبار کیا ہے تمہارا؟"

"کئی ہیں' ہم پہاڑی لوگ ہیں اور ہمارا نظریہ ہے کہ نیکی اور ایمانداری سے جس طرح بھی جو کچھ حاصل ہو سکے حاصل کر لیا جائے۔ اس کے لئے سلیکشن ضروری نہیں۔"

ہم دونوں کے درمیان کئی امور پر باتیں ہوئیں۔ آخر میں نے فلیک سے پوچھا۔

"آپ کی آنکھیں کیا کسی حادثے میں ضائع ہو گئیں۔"

"حادثہ' ہاں وہ ایک حادثہ ہی تھا اور اس حادثے نے مجھ سے بہت کچھ چھین لیا۔"

مسٹر فلیک نے ہاتھ اوپر اٹھایا اور میں ایک دم مستعد ہو گیا۔ غالباً" اب کام کا آغاز ہو رہا تھا۔ انہوں نے چشمہ اتار لیا لیکن یہ دیکھ کر ایک بار پھر میرے بدن میں جھرجھری سی دوڑ گئی کہ مسٹر فلیک کی دونوں آنکھوں کی جگہ گہرے گڑھے نظر آ رہے تھے۔ آنکھیں اپنے حلقوں سے غائب تھیں اور چشمہ اتارنے سے ان کا چہرہ بے حد بھیانک لگ رہا تھا۔ اتنی دیر میں شیری نے بہت ہی نازک سی ڈبیا فلیک کے ہاتھ پر رکھ دی۔ جب اسے کھولا تو اس میں دو مصنوعی آنکھیں تھیں لیکن چمکدار بالکل پانی کے مانند۔ مسٹر فلیک نے ایک ایک کر کے یہ دونوں آنکھیں اپنی آنکھوں کے حلقوں میں فٹ کر لیں اور اس کے بعد بکس ایک جانب رکھ دیا پھر اس نے اپنا چہرہ میرے چہرے کے سامنے کیا۔

اچانک ہی مجھے بادلوں جیسی گرج محسوس ہوئی۔ ان بھیانک آنکھوں نے میرے ذہن میں ایک عجیب سی چمک بیدار کر دی تھی اور میں ایک لمحے کے لئے اچھل پڑا تھا۔ مجھے ایک دم یہ احساس ہوا کہ جو کچھ ہوتا ہے انہی مصنوعی آنکھوں کے ذریعے ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے شدید خطرے کا احساس بھی ہوا۔ گویا اب مجھ پر تنویمی عمل کیا جائے گا اور ان خوفناک آنکھوں کے ذریعے مجھے ہپناٹائز کیا جائے گا۔ میں نے اپنی قوت ارادی سے کام لے کر ان آنکھوں پر سے نگاہیں تو ہٹا لی تھیں۔ لیکن میں جانتا تھا کہ کوئی بھی لمحہ میرے لیے بھیانک لمحہ ہو سکتا ہے۔ البتہ ان لمحات میں ناگی میرے ذہن سے محو ہو گیا تھا۔ وہ غافل نہیں تھا کیونکہ عین اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ اور شیری چونک کر ادھر دیکھنے لگی تھی۔

"کون ہے؟" شیری نے سوال کیا۔ "پولیس۔" باہر سے جواب ملا۔

شیری آہستہ آہستہ آگے بڑھ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا تو دو باوردی انسپکٹر اندر داخل ہو گئے ان کے پیچھے فائیو اسٹار ہوٹل کا منیجر بھی تھا۔ عملے کے کچھ اور افراد کے علاوہ باہر غالباً" کچھ پولیس کانسٹیبل بھی تھے۔ آگے آنے والے پولیس آفیسروں نے ہم سب پر پستول تان لیے۔

"آپ اپنے ہاتھ اٹھا دیں کوئی جنبش نہ کرے ورنہ سب کے لیے نقصان دہ ہو گا۔"

فلیک کے دونوں ہاتھ اٹھ گئے تھے۔ میں نے بھی اضطراری طور پر یہی عمل کیا تھا۔ البتہ شیری پولیس آفیسر کو گھور رہی تھی۔ اس نے تلخ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟ کیوں آئے ہیں آپ لوگ یہاں اور یہ کیا طریقہ ہے؟ یہ کوئی فائیو اسٹار ہوٹل ہے یا.........."

"میڈم پولیس آپ پر شک کرتی ہے۔ آپ ہمارے لیے معزز ہیں مگر پولیس کا شک دور کر دیں۔" منیجر نے کہا۔

"ہم آپ کے کمرے کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔" پولیس آفیسر نے کہا۔

"ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہو گا جناب۔" ایک آفیسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا' پھر وہ دوسرے افسر سے بولا۔ "تلاشی لو۔" دوسرے آفیسر نے مسٹر رابنس کے قریب پہنچ کر ان کے لباس کی تلاش لی۔ ان کے بغلی ہولسٹر سے ایک جدید ترین آٹو میٹک پستول برآمد ہوا تھا۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپ غیر ملکی ہیں مسٹر لیکن یہ پستول۔ کیا آپ کے سفارت خانے نے اس کا لائسنس جاری کیا ہے؟" آفیسر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ مسٹر رابنس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ منیجر کی آنکھیں [illegible] کی [illegible] اور پھر وہ مستعد ہوگیا تھا۔ دوسرے آفیسر نے کمرے کی تلاشی لینے کے لیے باہر کھڑے ہوئے کانسٹیبلوں کو طلب کرلیا۔ شیری کو پوری طرح پستول کی زد میں رکھا گیا تھا اور اس پر کڑی نگاہ رکھی جارہی تھی۔

پھر ایک کانسٹیبل نے ایک پیکٹ لاکر آفیسر کے سامنے کیا۔ "سر یہ دیکھیے۔" آفیسر نے پیکٹ کھول کر دیکھا تو آنکھیں چکاچوند ہوگئیں۔ اس میں ہیرے جگمگا رہے تھے۔

"یہ ہیرے ہیں مسٹر منیجر۔ ہمیں یہی اطلاع ملی تھی یہ لوگ ہیروں کے اسمگلر ہیں۔"

"مائی گاڈ! آئی ایم سوری آفیسر۔" منیجر نے کہا۔

فلیک رابنس نے غرا کر کہا۔ "یہ سازش ہے۔ ہمارے خلاف کوئی سازش کی جارہی ہے۔ میں اپنے سفارت خانے سے رابطہ کرنا چاہتا ہوں۔ مسٹر منیجر مجھے اس کی سہولت فراہم کی جائے۔"

"ہمارے ہاں اس کا رواج نہیں ہے جناب۔ پہلے ہماری میزبانی قبول کیجیے۔ اس کے بعد آپ کے سفارت خانے سے بھی رابطہ ہو جائے گا۔" پولیس آفیسر نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

"یہ قانون ہے۔ مسٹر منیجر یہ ایک اعلیٰ درجے کا ہوٹل ہے آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔"

"اس کا تو افسوس ہے جناب کہ آپ جیسے اسمگلر شناخت نہیں کیے جاسکتے ورنہ ہم انہیں اپنے ہوٹل کا رخ بھی نہ کرنے دیں۔"

"میں آپ سب پر مقدمہ قائم کردوں گا۔ حکومت اسپین سے آپ کے ملک کے تعلقات خراب ہو جائیں گے۔ میں کوئی معمولی آدمی نہیں ہوں۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اتنے قیمتی ہیرے اسمگل کرنے والا کوئی معمولی آدمی نہیں ہوسکتا۔" آفیسر نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس سے پستول برآمد ہوا ہے جناب اور ہیروں کا یہ پیکٹ بھی۔ ہیرے اگر آپ کی جائز ملکیت بھی ہیں تب بھی یہ پستول آپ کو مجرم ثابت کرتا ہے۔ ہم کسی

مہمان کو پستول رکھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ بہرحال یہ آپ کا اور پولیس کا معاملہ ہے۔"

"ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔" آفیسر نے کہا۔

شیری کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھیں۔ میری طرف کوئی متوجہ نہیں ہوا تھا۔ البتہ جب لوگوں کو باہر لے جایا گیا تو میں نے آہستہ سے آفیسر سے کہا۔

"کمرے کی مکمل تلاشی لینی ہے آفیسر۔"

"یس چیف۔" آفیسر نے ادب سے کہا۔

"تلاشی کے دوران مجھے یہیں رہنا ہے۔"

"بہت بہتر۔"

شیری اور رابنس کو باہر لے جایا گیا۔ پولیس آفیسر نے چند کانسٹیبل باہر تعینات کیے پھر کمرے کا دروازہ بند کرکے تلاشی لی جانے لگی۔ میں نے باریک بینی سے ہر اس جگہ کا جائزہ لیا جہاں چھوٹی سے چھوٹی شے چھپائی جاسکتی تھی۔ ہمیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ مسہری کے عقبی حصے میں سے چار فائل اور ایک مائکرو فلم اسپول بھی احتیاط سے رکھا ہوا ملا۔ جن کے ہمراہ مائکرو کیمرا اور چند دوسری اشیاء بھی تھیں۔ ڈکٹا فون بھی نکال لیا گیا تھا۔ آخری جائزہ لینے کے بعد ہم کمرے سے باہر نکل آئے اور کمرے کو سیل کردیا گیا۔ منیجر نے کئی بار مجھے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔ پہلے وہ مجھے شیری اور رابنس کے ساتھ دیکھ کر یہی سمجھا ہوگا کہ میں ان کا ساتھی ہوں۔ اب اس نے مجھے پولیس افسروں کے ساتھ دیکھا تھا۔ یقیناً اس کا خیال ہوگا کہ میں پولیس کا جاسوس ہوں اور یہ مخبری میں نے کی ہے جبکہ مجھے آفیسر کے مودبانہ رویے اور مجھے چیف کہنے سے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ ناگی کے آدمی ہیں۔ ناگی نے یقیناً ایک طوفانی عمل کیا تھا جس کے نتائج شاندار نکلے تھے۔ ہم سب ہوٹل سے باہر آگئے۔ چند کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ ایک آفیسر نے پیلے رنگ کی ایک کار کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"ناگی صاحب اس کار میں ہیں چیف۔ براہ کرم آپ وہاں تشریف لے جائیے۔"

میں پیلی کار کے قریب پہنچا تو ناگی نے نیچے اتر کر دروازہ کھولا۔ میں اندر بیٹھا تو اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر کار اسٹارٹ کردی۔

"میرے کمرے کا کیا ہوا ناگی؟"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"صفائی۔" ناگی مسکرا کر بولا۔

"کیا مطلب؟"

"وہاں سے تمام سامان نکال لیا گیا ہے چیف۔ جونہی آپ لڑکی کے ساتھ باہر نکلے ہمارے ساتھیوں نے آپ کے کمرے میں داخل ہو کر وہاں سے آپ کا سب سامان نکال لیا۔"

"گڈ...... ویسے یہ گاڑیاں نگاہوں کا مرکز رہی ہوں گی جن میں آکر پولیس نے ریڈ کیا ہے۔"

"یقیناً چیف۔"

"ہو سکتا ہے کسی نے نمبر بھی نوٹ کر لیے ہوں۔ ہم ان کے دوسرے ساتھیوں کی موجودگی کو بھی نظرانداز نہیں کر سکتے۔"

"زندگی بھر ان گاڑیوں کا رجسٹریشن تلاش نہیں کر سکتے۔ تمام پلیٹیں جعلی ہیں۔"

"ایکسیلنٹ۔ ممکن ہے اسپینش سفارت خانہ اس گرفتاری میں ملوث ہو جائے۔"

"اس طرح یہ دو افراد کے اغوا کا کیس قرار دیا جائے گا جنہیں کچھ پراسرار افراد نے پولیس کے بھیس میں آکر اغوا کر لیا ہے۔ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔" ناگی نے ہر پہلو کو مدنظر رکھا تھا۔

"ان دونوں کو چار سو گیارہ میں بھیجا ہے۔"

"ہاں چیف۔"

"ہو سکتا ہے ان کے نگران تعاقب کریں۔"

"راستے میں کچھ نہیں کر سکیں گے۔ چار سو گیارہ میں ہم ان کے استقبال کے خواہش مند ہیں۔ ویسے میرا خیال ہے چیف کوئی ہے نہیں۔ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں خود کر رہے ہیں۔"

"فلیک رابنس سچ مچ اندھا ہے۔"

"ہاں اس بارے میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا چیف۔"

"اس کی آنکھوں کے حلقے خالی ہیں لیکن اس کے پاس دو خطرناک مصنوعی آنکھیں جو ہپناٹزم کی قوت رکھتی ہیں۔"

"مشینی آنکھیں۔"

"سو فیصد۔"

"ایک دلچسپ صورت حال ہے۔" رشید ناگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کچھ دیر کے بعد ہم لوگ کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ یہاں وہ تمام پولیس افسران وردیاں تبدیل کر چکے تھے۔ جنہوں نے ہوٹل میں ریڈ کیا تھا۔ میں دل ہی دل میں یہ اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکا تھا کہ اس وقت اس سے بہتر اور کوئی طریقہ کار نہیں ہو سکتا اور رشید ناگی نے نہایت محفوظ انداز میں یہ سب کچھ کر ڈالا تھا۔ حالانکہ رسک تھا۔ اصل پولیس کے کچھ افراد بھی متوجہ ہو سکتے تھے اور اس سے خاصی پریشانیاں اٹھانا پڑتی لیکن ناگی بھی یہ بات جانتا تھا کہ ہم ان پریشانیوں کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں پھر وہ تمام اشیاء ہمارے حوالے کر دیں گئیں جو فلیک رابنس اور شیری رینڈم کے کمرے سے برآمد ہوئی تھیں۔ انہی میں مصنوعی آنکھوں کا وہ پیکٹ بھی تھا جسے فلیک رابنس کی جیب سے نکال لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی فائل کے علاوہ سب سے زیادہ باعث دلچسپی وہ مائکرو فلمیں تھیں جو ایک ڈبے میں پیک تھیں۔ میں نے رشید ناگی سے کہا کہ ان فلموں کو دیکھنے کے لیے پروجیکٹر کا بندوبست کیا جائے۔ ناگی نے فوراً ہی میرے اس حکم کی تعمیل کرائی۔ اس کے آدمی تھوڑی دیر کے بعد چار سو گیارہ سے ایک طاقتور پروجیکٹر لے آئے اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے لگے پھر ہم نے مائکرو فلموں کو پروجیکٹر پر چڑھا کر دیکھا۔ اسپول میں کافی فلم تھی اور حیران کن بات یہ تھی کہ اس میں چار سو گیارہ نمبر کوٹھی کے بارے میں تمام تفصیلات الفاظ کی شکل میں موجود تھیں۔ یہ وہی تفصیلات تھیں جو امتیاز احمد کے ذریعے ان لوگوں کو حاصل ہوئی تھیں۔ امتیاز احمد نے جو کچھ بتایا تھا اسے تحریر کر کے ان مائکرو فلموں میں محفوظ کر لیا گیا تھا۔

فائلوں میں موجود کاغذات میں بھی یہی تمام چیزیں موجود تھیں۔ البتہ ایک مونو گرام کارڈ دیکھ کر میں اچھل پڑا۔ یہ روز آرگنائزیشن کا تعارفی کارڈ تھا۔

"دیکھ رہے ہو ناگی؟"

"ہاں چیف! یہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔" ناگی نے ایک اور کارڈ نکال کر میرے سامنے کر دیا۔ کارڈ پر فلیک رابنس کی تصویر چسپاں تھیں اور اس پر روز آرگنائزیشن کا مونوگرام

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بنا ہوا تھا۔ ان دو چیزوں کے علاوہ اس پر اور کچھ نہ تھا۔

"یہ اس کا شناختی کارڈ ہے۔" میں نے کہا۔

"یقیناً لڑکی کا کارڈ بھی ہوگا۔" ناگی نے کہا اور دوسرا کارڈ بھی مل گیا۔ "اس کا مطلب ہے چیف کہ یہ دونوں روز آرگنائزیشن کے نمائندے ہیں۔

"اب تو کوئی شک نہیں رہا۔ ڈان سینٹر اور روز آرگنائزیشن کو ہمارے ہاتھوں جو نقصانات اٹھانے پڑے ہیں وہ اتنے معمولی نہیں ہیں کہ وہ ہمیں نظر انداز کر دیں۔"

"اچھا ہے انہوں نے ہوشیار کر دیا۔"

"ان سے معلومات حاصل کریں گے ویسے اندازہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے بارے میں انہوں نے جو کچھ معلوم کیا ہے وہ ابھی تک کہیں منتقل نہیں کیا۔ یہ ہماری خوش بختی ہے کہ ہمیں قبل از وقت اس کے بارے میں پتا چل گیا۔"

"ویسے چیف یہ بالکل اتفاق ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ یہ قدرت کی جانب سے امداد تھی۔ نہایت مناسب وقت پر جالب نعمان یہاں آیا اور اس نے کالی بھیڑ تلاش کر لی۔"

"قدرت مجھ پر ہمیشہ مہربان رہی ہے۔ خیر' ان لوگوں کو ابھی آرام سے سونے دیا جائے۔ ہاں اس بات کا خیال رکھنا کہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچے۔ وہ خودکشی بھی کر سکتے ہیں۔ ڈان سینٹر کے مقابلے میں روز آرگنائزیشن کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ وہ جدید ترین سائنسی لوازمات سے آراستہ ہے۔ اس کا ایک احسان بھی ہے مجھ پر۔ وہ یہ کہ اس نے مجھ پر بے شمار تجربات کیے تھے۔ مجھے اپنے قابل بنانے کے لیے اور ان تجربات سے بہرحال مجھے فائدہ پہنچا ہے۔"

"حقیقتاً" چیف۔ ویسے یہ آنکھیں ہماری لیے باعث دلچسپی ہیں۔ ان کے اندر بھی کوئی مشینی میکنیزم ہی ہوگا۔ میرا خیال ہے جالب نعمان کے لیے یہ خاصی دلچسپی کا باعث ہوں گی اور اس کے تجربات میں اضافے کا موجب بھی۔"

"یقیناً" کہاں ہے جالب نعمان۔"

"اپنے کمرے میں آرام کر رہا ہے۔ بڑا محنتی نوجوان ہے۔ یہاں آکر کافی مطمئن ہے اور اس بات سے بے حد خوش کہ اسے اتنے بڑے لوگوں کے درمیان ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے۔"

"ناگی۔ اصولی طور پر اگر تم غور کرو تو وہ گریٹ ہے اور اس نے ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ یہاں کے علاوہ وہ دنیا کے کسی بھی ملک میں ہوتا تو اسے نجانے کتنا بڑا درجہ حاصل ہوتا۔ یہ مشین تو سب سے پہلے محکمہ پولیس کے لیے ہی انتہائی اہمیت کی حامل ہے اس کے علاوہ اگر اس کا دائرہ کار بڑھا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت سے امور میں کام آسکتی ہے۔" میں نے کہا اور رشید ناگی گردن ہلانے لگا۔

"یقیناً" چیف۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔" رشید ناگی نے کہا۔

پھر ہم لوگوں نے جالب نعمان سے ملاقات کی۔ فی الحال یہ معاملہ اتنی دلچسپیوں کا حامل تھا کہ کسی اور مسئلے کی جانب متوجہ ہونے کی گنجائش ہی نہیں رہی تھی۔ جالب نعمان کو یہ آنکھیں دکھائی گئیں اور اسے اس بارے میں تفصیلات بتائی گئیں تو وہ شدید حیران رہ گیا۔ اس نے بغور ان کا تجزیہ کیا اور کافی دیر تک وہ آنکھوں کی ساخت پر غور کرتا رہا' پھر بولا۔

"آپ یقین کیجئے کہ بڑی اعلیٰ تکنیک ہے یہ' مصنوعی آنکھوں کے ذریعے دماغ کی تہیں کھولنا' لیکن ان کا طریقہ کار میری سمجھ میں آرہا ہے۔ درحقیقت چیف آنکھیں تو ایک کیمرے کے لینس کے مانند ہوتی ہیں جن کا کام کسی شے کی تصویر کو دماغ تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اس کا تجزیہ تو دماغ ہی کرتا ہے۔ یہ آنکھیں اس لحاظ سے بڑی حیثیت رکھتی ہیں کہ یہ بغیر رابطے کے دیکھتی ہیں اور دماغ کو منتقل کرتی ہیں۔ غالباً" ان کی کیفیت ریموٹ جیسی ہے۔ وائرلیس ریموٹ جیسی۔"

"تمہارا کیا خیال ہے جالب۔ کوئی شخص اگر اپنے ذہن میں ہپنا ٹزم کی قوت نہ رکھتا ہو۔ تو کیا وہ ان آنکھوں کی مدد سے کسی کو ہپنا ٹائز کر سکتا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

جالب سوچ میں پڑ گیا پھر بولا۔ "میں یقین سے نہیں کہہ سکتا چیف' ویسے ممکن ہے ایسا ہو سکتا ہو۔"

"اچھا یہ بتاؤ۔ جو شخص ان آنکھوں کو استعمال کرتا ہے اسے ہپنا ٹائز کیا جا سکتا ہے۔"

"کوشش کی جا سکتی ہے۔"

"آنکھیں کسی شے کو دیکھتی ہیں تو دماغ کو منتقل کرتی ہیں' اگر وہ شخص نابینا ہو تو۔"

"کوئی مشکل نہیں چیف۔ آنکھوں سے جو کام لیا جا سکتا ہے۔ وہ کانوں سے بھی لیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
Uploaded By Muhammad Nadeem

جاسکتا ہے۔ ہم اس سے کوئی سوال کریں گے تو اس کے دماغ میں تحریک ہوگی اور دماغ آسانی سے ہماری گرفت میں آجائے گا۔"

"تمہاری مشین یہ کام کرسکتی ہے؟"

"بہ آسانی۔"

"گڈ......... ہمیں یہ تجربہ کرنا ہے۔"

"میں تیار ہوں۔" جالب نے کہا۔

بعد میں ناگی اور میں تیاریاں کرتے رہے تھے میں نے اپنے چہرے کا یہ ماسک ختم کرنے کے انتظامات کرلیے تھے۔ میک اپ فوراً" ختم نہیں ہوسکتا تھا۔ ناگی نے مجھ سے کہا۔

"رہنے دیں چیف۔ آپ کو تجربہ ہوچکا ہے کہ یہ چہرہ کتنے کام کا ہے۔"

"میرے لیے سخت نقصان دہ ہے ناگی۔"

"کیوں چیف؟"

"میرا مرکزِ دل رخسار ہے۔ ہم اپنے درمیان وہی رشتہ رکھنا چاہتے ہیں۔" میں نے کہا تو ناگی ہنسنے لگا۔

"رخسار صاحبہ کے سلسلے میں آپ واقعی بے حد سنجیدہ ہیں چیف۔"

"ہاں ناگی اگر کبھی مجھے میری شناخت مل گئی اور میں اس قابل ہوا کہ کسی کو اپنی زندگی میں شریک کرسکوں تو وہ رخسار ہوگی۔"

"آپ کو خوش کرنے کے لیے نہیں کہہ رہا۔ درحقیقت وہ بے حد نفیس خاتون ہیں۔"

اس رات ہم نے فلیک رابنس اور شیری ریڈم کو آرام کرنے دیا البتہ ان کی بھرپور نگرانی کی جارہی تھی۔ ان پر باقاعدہ ایک مانیٹر لگا دیا گیا تھا جو دوسرے کمرے میں ان کی حرکات و سکنات کی تصاویر پیش کر رہا تھا اور ایک آدمی اسے باقاعدہ آپریٹ کرکے ان کے بارے میں رپورٹیں تیار کر رہا تھا۔ دوسرے دن بھی تقریباً" گیارہ بجے تک انہیں پریشان نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد جب جالب نعمان اپنے سارے کاموں سے فارغ ہوگیا تو پھر کوٹھی اور چار سو گیارہ نمبر کی درمیانی سرنگ کے ذریعے ان دونوں کو یہاں لایا گیا۔

شیری ریڈم کا چہرہ بری طرح اترا ہوا تھا۔ ویسے یہ بات بھی مانیٹر آپریٹر کی رپورٹ میں شامل تھی کہ فلیک رابنس نجانے کب تک شیری ریڈم کو برا بھلا کہتا رہا تھا۔ شری ریڈم کا کہنا تھا کہ آخر اس سلسلے میں اس کا کیا قصور ہے اگر پولیس کسی طرح اس کی جانب متوجہ ہوگئی تو بھلا شیری یا اس کا وہ دوست اس میں کہاں ملوث ہوتے ہیں لیکن فلیک رابنس اس بات کو تسلیم نہیں کر رہا تھا۔ اس کا کہنا یہی تھا کہ شیری کی بے پروائی نے ان پر یہ لمحات مسلط کیے ہیں۔ اور پھر جب شیری ریڈم اور فلیک رابنس اس کمرے میں داخل ہوئے تو فلیک رابنس نے شیری کا شانہ دباتے ہوئے کہا۔

"وہ شخص اس کمرے میں موجود ہے؟"

"کون؟" شیری جھنجلائے ہوئے انداز میں بولی۔ ابھی تک میری پشت اس کی جانب تھی اور اس نے میرا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔

"وہی جس پر تم فدا ہوگئی تھیں۔" فلیک رابنس نے کہا۔

"آپ کچھ دیر کے لیے اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتے مسٹر رابنس۔"

"آہ۔ وہ یہاں موجود ہے۔ میں اس کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔" یہ الفاظ سرگوشی میں کہے گئے تھے لیکن میں نے انہیں سن لیا تھا۔ رابنس نے دیکھا پھر چونک کر کہا۔ "سازش یقیناً" کوئی سازش۔"

"مسٹر فلیک یہاں دوسرے افراد بھی موجود ہیں۔" شیری نے کہا۔

"اس وقت میں نے کہا تھا جب ہم اس جگہ سے اٹھ کر کمرے میں آئے۔ جہاں تم نے اپنے لیے ایک محبوب کا انتخاب کیا تھا۔ میری مراد ہوٹل کے بال روم سے ہے۔ تب میں نے ایک اجنبی خوشبو کا تذکرہ کیا تھا۔ وہ اجنبی خوشبو بھی یہاں ہے۔"

"تو پھر؟"

"کچھ ہونے والا ہے شیری' ضرور کچھ ہونے والا ہے۔"

شیری نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب وہ اس کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ اس نے مجھے اور ناگی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ کون ہیں۔ کیا پولیس آفیسر۔ دیکھیے براہ کرم ہمارے ساتھ کوئی غیر قانونی عمل نہ کیجیے۔ ہمارے خلاف سازش کی گئی ہے۔ آپ ہمارے سفارت خانے سے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ضرور رجوع کیجئے۔"

میں اور ناگی نے ایک ساتھ ہی رخ بدلا تھا۔ شیری مجھے دیکھ کر اچھل پڑی۔ اس نے بے اختیار کہا۔ "اوہ فراس آپ بھی ان لوگوں کی حراست میں ہیں۔"

"ہاں ڈیئر شیری رینڈم.......... ایسا ہی ہے۔"

"رین.......... رین ڈم.......... مم میں شش شیری!" وہ میرے منہ سے اصل نام سن کر گھبرا گئی۔

"آپ شیری رابنس نہیں رینڈم ہیں۔ شیری رینڈم۔" میں نے کہا اور وہ تعجب سے آنکھیں پھاڑنے لگی۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اور آپ۔ میرا مطلب ہے۔"

"احمق لڑکی۔" رابنس آہستہ سے بڑبڑایا۔

"آپ براہ کرم تشریف رکھیے۔" پھر نعمان جالب نے فلیک کا بازو پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھا دیا۔ شیری کے پیروں کی جیسے جان نکل گئی تھی۔ وہ خود بخود ہی فلیک کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی لیکن اس کی نگاہیں بار بار میری جانب اٹھ جاتی تھیں۔ فلیک نے سرسراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کیا یہ واقعی پولیس اسٹیشن ہے۔ آپ لوگوں کی گفتگو اور آپ کے اندازے سے تو یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ پولیس اسٹیشن نہیں ہے۔"

"آپ کا خیال بالکل درست ہے مسٹر فلیک۔ اصل میں یہ وہ جگہ ہے جہاں کے بارے میں آپ اپنی ہپناٹزم آئیز (Eyes) سے کام لے کر امتیاز احمد نامی شخص سے معلومات حاصل کر رہے تھے۔ آپ کو خوشی ہوگی مسٹر فلیک رابنس کہ آپ خود بھی اسی جگہ پہنچ گئے ہیں۔" فلیک رابنس کے بدن کی لرزش نمایاں تھیں۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ شیری رینڈم کے بازو پر رکھ دیا تھا۔ منہ سے کچھ کہا بھی تھا لیکن صحیح طور پر آواز نہیں نکل پائی تھی۔ شیری رینڈم بھی اب بری طرح نروس ہو رہی تھی۔ اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"کک.......... کیا مسٹر فراس۔ مسٹر فراس.........."

"ڈیئر شیری رینڈم میرا نام اصل میں دانش منصور ہے۔ میں وہی شخصیت ہوں جس

کے بارے معلومات حاصل کرنے کے لیے مسٹر فلیک رابنس نے یہ سفر اختیار کیا ہے۔ آپ لوگوں نے ہمارے ایک آدمی کو ہپناٹزم کے ذریعے اپنے ٹرانس میں لیا اور ہمارے بارے میں معلومات جمع کرنا شروع کر دیں۔ آپ نے شاید صحیح طور پر یہ اندازہ نہیں لگایا تھا کہ ہماری اپنی قوت کیا ہے اور حقیقتوں کا کھوج لگانے کے لیے ہمارے پاس کیا ذرائع موجود ہیں۔ یہ علم ہونے کے بعد مجھے آپ کے خلاف کام شروع کرنا پڑا۔ اور مس شیری رینڈم بالآخر میں آپ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور آپ مجھے مسٹر فلیک رابنس تک پہنچانے کا ذریعہ بنیں۔"

فلیک رابنس ایک دم تڑپ سا گیا اور اس کے منہ سے انگریزی میں ایک موٹی سی گالی نکل گئی۔ یہ گالی اس نے یقیناً شیری رینڈم کو دی تھی۔ شیری نے اس گالی کا نوٹس نہیں لیا۔ عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھیں۔ اس وقت وہ صرف عورت تھی۔ اپنے محبوب سے شاکی عورت۔ اول تو وہ میری محبوبہ نہیں تھی بلکہ دشمن تھی، پھر یہ کہ جن حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا ان کے بارے میں شاید وہ صحیح طور پر اندازہ نہیں لگا سکتی تھی کہ وہ میرے لیے کس قدر بھیانک تھے۔ ہم نے بروقت اس صورت حال پر قابو پالیا تھا ورنہ نجانے اس کے کیا نتائج بھگتنا پڑتے فلیک رابنس جس قدر بدحواس نظر آ رہا تھا اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اندر ہی اندر کس قدر تلملا رہا ہے۔ یہ ابتدائی گفتگو کرنے کے بعد میں نے فلیک رابنس سے سوال کیا۔

"آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا مسٹر فلیک رابنس کہ آپ کا کھیل کس طرح مٹی میں مل گیا ہے ہمیں وہ تمام معلومات حاصل ہو چکی ہیں جنہیں آپ نے نجانے کیسے کیسے جتن سے حاصل کیا تھا۔ افسوس آپ اپنی کاوشوں میں کامیاب نہیں ہو سکے اور جب ایک شعبہ ناکام ہو جاتا ہے تو پھر انسان کو وہی کرنا پڑتا ہے جو کامیاب لوگوں کی خواہش ہو۔"

"میں زندگی بھر یہی کہتا رہا ہوں کہ دنیا کے جتنے کام بگڑتے ہیں ان میں عورت کا ہاتھ ہوتا ہے.......... نجانے کیوں یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔ اگر اس وقت یہ احمق عورت میرا راستہ نہ روکتی تو میں اپنی کامیابی کے آخری مرحلے میں تھا۔ میں نے انکار کیا تھا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن شاید یہ بھی عورت ہی کا بگاڑ تھا کہ مجھے اس احمق لڑکی کا ساتھ زبردستی دیا گیا۔ لعنت ہے لعنت ہے۔" فلیک رابنس اس قدر حواس باختہ ہو

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

رہا تھا کہ وہ اپنے آپ ہی کو گالیاں دے رہا تھا' رشید ناگی نے جالب نعمان کو اشارہ کیا اور جالب نعمان نے گردن خم کر دی مطلب یہ تھا کہ اب اپنے کام کا آغاز کر دیا جائے۔ جالب نعمان نے مشینوں کے بٹن آن کیے۔ شیری میں تو اب اتنی سکت نہیں رہی تھی۔ ویسے ہم اس کی جانب سے بھی غافل نہیں تھے۔ پتا نہیں جالب نعمان نے دونوں کے ذہنوں کو ایک ساتھ ٹرانس میں لینے کا فیصلہ کیا تھا یا پھر اس کی پوری توجہ فلیک رابنس کی جانب تھی۔

طے شدہ منصوبے کے تحت میں نے اسے سوالات کی فہرست بنا کر دے دی اور اپنی فہرست میں' میں نے شیری اور رابنس دونوں ہی کو ساتھ رکھا تھا۔ یہ سوالات جالب نعمان کو ان لوگوں سے کرنا تھا۔ بالآخر کام کا آغاز ہو گیا۔ جالب نعمان نے کہا۔

"مسٹر فلیک رابنس آپ کو یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ جس طرح بھی ہوا بہرحال یہ خطرناک کام ہو چکا ہے۔ آپ نے خاص قسم کی مصنوعی آنکھوں کے ذریعے اس لڑکی کا سہارا لے کر دانش منصور کے لیے کام کرنے والے ایک شخص امتیاز احمد کو اپنے ٹرانس میں لیا اور اس سے دانش منصور کی کاوشوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ یہ معلومات آپ کے پاس سے فائلوں' اور مائکروں فلموں کی شکل میں دانش منصور کو مل گئی ہیں۔ ہم نے جوابی کارروائی کر کے بالآخر آپ کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور اب آپ کو اپنے بارے میں تمام تفصیلات بتانا ہوں گی۔"

"تم لوگ احمق ہو' جو بکواس تم کر رہے ہو میری سمجھ میں بالکل نہیں آ رہی۔ میں ایک اندھا آدمی ہوں ایک معذور شخص۔ اپنی بیٹی کے ساتھ اس کی خوشی کے لیے سیاحت پر نکلا ہوں اور اس ملک میں آیا ہوں۔ میرا سفارت خانہ میرے تحفظ کا ضامن ہے۔ اگر تم لوگوں نے میرے ساتھ کوئی غیر مناسب کارروائی کی تو تمہارا بچنا مشکل ہو جائے گا۔" بوڑھے فلیک رابنس نے کہا۔

"مسٹر فلیک رابنس جس طرح آپ کے پاس یہ روشن آنکھیں ہیں۔ جنہیں یقینی طور پر کسی بہت بڑی سائنسی لیبارٹری نے تیار کیا ہے اور جن کے ذریعے آپ اپنے مدمقابل کو ٹرانس میں لے کر اس کی زبان کھلواتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے بھی کچھ کاوشیں کی ہیں۔ اب آپ کو انہی کاوشوں کے تحت ہمیں جواب دینے ہوں گے۔" جالب نے

بٹن آن کیا اور تیز شعاع نے فلیک رابنس کو اپنے حصار میں لے لیا۔ ہم اس ردعمل کا جائزہ لے رہے تھے۔ اس میں مکمل کامیابی ہوئی وہ ساکت ہو گیا۔ جالب نے کہا۔

"اور اب آپ کو اس گفتگو کی روشنی میں جواب دینے ہوں گے۔ آپ یہاں دانش منصور کے خلاف کس کے ایما پر کام کر رہے ہیں؟"

"میں روز آرگنائزیشن نامی ایک ادارے کا کارکن ہوں۔" فلیک رابنس نے کہا۔

"آپ دانش منصور کے بارے میں کیا جاننا چاہتے تھے؟"

"یہی کہ اس کا پھیلاؤ کتنا ہے۔ اس کا طریقہ کار کیا ہے۔ حکومتی پیمانے پر اسے کس قدر تعاون حاصل کیا۔"

"روز آرگنائزیشن کا اس میں کیا مفاد تھا؟"

"میں نہیں جانتا۔ میں صرف احکامات پر عمل کرتا ہوں۔"

"آپ کتنے افراد کے ساتھ یہاں آئے ہیں؟"

"روز آرگنائزیشن کی ایک رکن شیری ریڈم کے ساتھ۔"

"اور کوئی نہیں ہے یہاں؟"

"نہیں۔"

"مقامی طور پر آپ کو کس کا تعاون حاصل ہے؟"

"کسی کا نہیں۔"

"کیا آپ اپنا کام مکمل کر چکے ہیں۔"

"ابھی نہیں۔"

"آپ کو مزید کیا کرنا تھا؟"

"صرف دانش منصور کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر کے جمع کرنا۔"

"اس کا کیا طریقہ کار ہوتا ہے؟"

"شیری کی ذمے داری تھی کہ وہ دانش منصور کے قریبی لوگوں کو تلاش کرے اور انہیں مجھ تک پہنچا دے۔ اس کے بعد میرا کام شروع ہوتا تھا۔"

"بہت آسان اور عام طریقہ کار تھا۔ اس کی وجہ۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com

"دانش کے خلاف اعلیٰ پیمانے پر کئی بار کام ہو چکا ہے لیکن اس میں ناکامی ہوئی۔ پلاننگ ڈیپارٹمنٹ نے اس بار ایک سادہ طریقہ کار اختیار کر کے یہ کام کرنا چاہا ہے۔"

"پلاننگ ڈیپارٹمنٹ.........؟"

"ہاں۔ روز آرگنائزیشن نے دانش منصور کے لیے ایک الگ شعبہ ترتیب دیا ہے جس کا اپنا پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس سلسلے میں روز آرگنائزیشن کا ایک دوسرے بڑے ادارے ڈان سینٹر سے معاہدہ ہو گیا ہے۔ دانش منصور ان دونوں اداروں کو بدترین نقصانات پہنچا چکا ہے۔ یہ نقصانات ملک تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ اس نے دنیا کے کئی ممالک میں ان اداروں کے مفادات کو شدید نقصانات پہنچائے ہیں پھر چونکہ اس کا تعلق ایک بڑے اور طاقتور اسلامی ملک سے ہے جس کے دوسرے اسلامی ممالک سے گہرے تعلقات ہیں۔ یہ خدشہ ہے کہ اس نے اپنا دائرہ کار بڑھا کر دوسرے ممالک تک پھیلا دیا تو ان اداروں کو شدید نقصانات اٹھانے پڑیں گے۔ اس سلسلے میں کئی یورپی حکومتیں بھی ہم سے تعاون کر رہی ہیں جنہیں اپنے مفادات خطرے میں نظر آ رہے ہیں۔ ابھی کچھ دن قبل اس نے ہیوی واٹر کا ایک ذخیرہ چرا کر اپنے ملک کو فراہم کیا ہے۔ اس کے اس عمل کو بڑی تشویش کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے اس کے ملک میں دونوں اداروں کو اپنے اپنے مفادات سمیٹنے پڑے ہیں اور اس وقت یہ ملک ان دونوں عظیم الشان اداروں کے تسلط سے آزاد ہے جس کی وجہ سے اس کی حکومتی پالیسیاں آزاد ہو گئی ہیں۔ بڑے ممالک اس بات کو پسند نہیں کرتے۔"

"گویا دانش منصور کو ختم کرنے کے لیے ایک باقاعدہ ادارہ قائم کر دیا گیا ہے؟"

"ہاں۔"

"اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟"

"اسپین کے شہر سویلے میں۔"

"اس کا کوئی الگ سربراہ ہے؟"

"ہاں۔ مسٹر لیتھ اشمیر۔"

"یہ کہاں رہتے ہیں؟"

"بارسلونا میں۔"

"کیا یہ بارسلونا کی کوئی معروف شخصیت ہے؟"

"ہاں' وہاں اسے ایک طبقے کے روحانی پیشوا کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ لوگ اشمیریں کہلاتے ہیں۔"

"لیتھ اشمیر کے تعلق سے۔"

"ہاں۔"

"اسپین کے نواحی علاقوں کے قبائلی جن کا اپنا ایک الگ نظریہ ہے اشمیرس کہلاتے ہیں۔"

"لیتھ اشمیر نے اپنا ہیڈ کوارٹر سویلے میں قائم کیا ہے؟"

"ہاں"

"جو ادارہ روز آرگنائزیشن کے تحت دانش منصور کے خلاف کام کر رہا ہے اسے کوئی الگ نام دیا گیا ہے۔"

"ہاں۔"

"کیا نام ہے اس کا؟"

"کرش ڈی ایم۔ یہی اس کا سلوگن بھی ہے۔"

"ڈی ایم سے کیا دانش منصور بنتا ہے؟"

"ہاں۔"

"کتنے افراد اس ادارے میں شامل ہو چکے ہیں؟"

"اس وقت اٹھائیس آدمی ہیں جن میں آٹھ عورتیں اور بیس مرد ہیں۔"

"کیا یہ لوگ مختلف طریقوں سے دوسرے ممالک میں کام کر رہے ہیں یا صرف سویلے میں ہی جمع ہیں؟"

"یہ میں نہیں جانتا۔"

"آپ بھی اس ادارے کے رکن ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"کیا اس ادارے یا روز آرگنائزیشن کے مفادات کے لیے اس ملک میں کچھ افراد موجود ہیں؟"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"اس وقت کوئی نہیں ہے یا اگر ہے تو ہمیں اس کی نشاندہی نہیں کی گئی۔"

"کیا جو معلومات آپ نے دانش منصور کے بارے میں حاصل کی ہیں۔ انہیں مائکرو فلموں اور فائلوں کے علاوہ کہیں اور بھی محفوظ کیا گیا ہے۔"

"کہیں نہیں۔"

میں اور ناگی دلچسپی اور حیرت سے جالب نعمان کے سوالات سن رہے تھے حالانکہ سوالات کی جو فہرست جالب نعمان کو فراہم کی گئی تھی اس میں یہ سوالات نہیں تھے جو جالب نعمان نے فلیک رابنس سے کیے لیکن اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ جالب نعمان کی اپنی ذہنی صلاحیتیں بے پناہ ہیں۔ وہ اس گفتگو کے بعد نئے سوال تراشنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ یہ سوال ہمارے اپنے نظریے کے مطابق بالکل اطمینان بخش تھے۔ تقریباً" ساری معلومات حاصل ہو چکی تھیں اور ان کا لب لباب نہایت سنگین تھا۔ اچانک ہی میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور میں نے اسے تحریر کر کے جالب نعمان کے حوالے کر دیا۔ شیری رینڈم پر ابھی تنویمی مشین کا تجربہ استعمال نہیں کیا گیا تھا لیکن وہ بے حد نڈھال نظر آ رہی تھی اور اس کی کیفیت بہت خراب تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اعصابی طور پر وہ بالکل ناکارہ ہو گئی ہو اور اسے اپنا مستقبل نظر آنے لگا ہو۔ میری نئی تحریر کے مطابق جالب نعمان نے سوال کیا۔

"مسٹر فلیک رابنس آپ کتنے عرصے سے روز آرگنائزیشن سے منسلک ہیں؟"

"تیرہ سال سے۔"

"آپ کی آنکھیں کس طرح ضائع ہوئیں؟"

"دشمنی میں میری آنکھوں پر تیزاب ڈال کر انہیں ختم کر دیا گیا۔ میں قریب المرگ تھا لیکن ادارے کے سائنس دانوں نے مجھے زندگی بخش دی اور اس کے بعد میرے لیے یہ آنکھیں ایجاد کی گئیں جن سے نہ صرف میں ہر چیز دیکھ سکتا ہوں بلکہ ان کے ذریعے میں کسی بھی شخص کو ہپناٹائز بھی کر سکتا ہوں۔"

"اس دوران آپ نے مختلف جگہوں پر روز آرگنائزیشن کے لیے کام کیا ہو گا؟"

"ہاں۔"

"کیا آپ مثل شاہ نامی کسی ایسی شخصیت کو جانتے ہیں جس کا تعلق اس ملک سے ہے۔ اس کے علاوہ ایک لڑکی جس کا نام نادرہ ہے کیا آپ کے علم میں ان دونوں سے

تعلق کوئی بات ہے؟"

"مثل شاہ نامی شخص کو اب سے دو ماہ پہلے میں نے دیکھا تھا۔ یہ آدمی غالباً" مناکو میں ٹٹ مین کے پاس موجود تھا اور اس کے بارے میں ٹٹ مین نے مجھے بتایا تھا کہ یہ اس ملک کا باشندہ ہے اور بڑی عجیب و غریب خوبیوں کا مالک ہے۔"

"میرا اضطراب حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ میں نے اس سے کہا۔"

"مناکو میں روز آرگنائزیشن کے مفادات کا نگراں۔"

"مثل شاہ ہی تھا اس شخص کا نام؟"

"ہاں سو فیصد۔"

"کیا اب بھی ٹٹ مین ہی کے پاس ہو گا؟"

"یہ میں نہیں کہہ سکتا۔"

"وہاں تم نے اسے کس حالت میں دیکھا تھا؟"

"وہ ٹٹ مین کا قیدی تھا اور ٹٹ مین اس سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔"

"اور وہ لڑکی نادرہ؟"

"نہیں میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

میرے سوالات ختم ہو گئے تھے کوئی اور بات ذہن میں نہیں تھی مثل شاہ کا حوالہ جس عالم میں ملا تھا اس سے کم از کم یہ اندازہ ہوتا تھا کہ بات غلط نہیں کہی گئی ہے۔ میرے جسم میں شدید سنسنی دوڑ رہی تھی۔ میں نے جالب نعمان کو اشارہ کیا اور کہا کہ اب اس شخص سے مزید معلومات حاصل کرنے کی ضرورت باقی نہیں جتنا ہم لوگ معلوم کرنا چاہتے تھے وہ معلوم ہو چکا ہے۔ جالب نعمان نے اس شخص کو حکم دیا۔

"مسٹر فلیک رابنس آپ اپنی اصل ذہنی حالت میں واپس آ جائیں گے اور کسی قسم کی کوئی احمقانہ کارروائی نہیں کریں گے۔"

پھر اس نے لینس کا رخ شیری رابنس یا شیری رینڈم کی جانب کیا تو وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر تھکے تھکے لہجے میں بولی۔

"مجھ پر یہ طریقہ کار استعمال مت کرو۔ اب اس کے بعد رہ کیا گیا ہے تمہیں بتانے کے لیے ایسا نہ کرو جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو میں خود تمہیں بتا دوں گی۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

”ٹھیک ہے ڈیئر جالب بس اب یہ کام ختم کرو۔“ جالب نے مشین کے بٹن آف کر دیئے تھے پھر وہ سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا تو میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ناگی ان دونوں کو میں تمہاری تحویل میں دے رہا ہوں۔ ان کا مناسب انتظام کرنے کے بعد میرے پاس آؤ۔“

ناگی نے مئودب انداز میں گردن خم کر دی۔ جب میں وہاں سے واپس پلٹا تو شیری رینڈم نے آہستہ سے کہا۔

”سنو میں تنہائی میں تم سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں مجھے کچھ وقت دے سکو گے۔“

”ابھی نہیں شیری معذرت خواہ ہوں لیکن تمہاری یہ خواہش ضرور پوری کروں گا۔“

”ہمیں ہمارا مستقبل تو بتاتے جاؤ۔“

”اس کے لیے بھی جلدی نہ کرو مجھے فیصلے کرنے دو۔“ میں نے کہا اور اس کمرے سے باہر آگیا‘ پھر میں اپنی آرام گاہ میں پہنچ گیا تھا‘ دماغ میں سنسنی ہو رہی تھی کہ روز آرگنائزیشن ایک بار پھر میرے مقابلے پر آگئی تھی۔ جو انکشافات ہوئے تھے۔ وہ بے حد حیران کن تھے۔ یہ دونوں ادارے مجھ سے اس قدر خوفزدہ ہو گئے تھے میرے سلسلے میں انہوں نے بڑے بڑے اقدامات کر ڈالے تھے۔ بہت دلچسپ صورتحال تھی۔ مشعل شاہ کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔ پتا نہیں کیا پوزیشن ہے۔ چونکہ اس نے تنویمی عمل کے درمیان یہ بات بتائی تھی اس لیے غلط نہیں ہو سکتی تھی۔ اب کیا کرنا چاہیے۔

ناگی بہت دیر کے بعد آیا تھا۔ میں نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ بولا۔

”انہیں چار سو گیارہ میں بلیک ہاؤس میں پہنچا دیا ہے۔ لڑکی بہت مضمحل ہے۔ مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ یہ شخص کون ہے۔ کیا خود دانش منصور۔“

”انہیں میری تصویریں تو دکھائی گئی ہوں گی۔“

”یقیناً“ چیف وہ پوچھ رہی تھی کہ کیا واقعی آپ میک اپ میں تھے بوڑھا اسے مسلسل برا کہہ رہا تھا۔“

”ہوں۔“ میں نے پر خیال لہجے میں کہا۔

”ان دونوں کا کیا کرنا ہے چیف۔“

”انہیں طویل عرصہ مہمان رکھنا ہو گا۔ اس کے علاوہ اور کیا کریں گے۔ انہیں کوئی نقصان پہنچانا بے سود ہے۔“

”چیف ان واقعات پر آپ کے احساسات کچھ بھی ہوں میں بڑی خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ دانش منصور ان لوگوں کے لیے اس قدر خوفناک ہے کہ وہ سب یکجا ہو گئے ہیں۔ بڑے ممالک اس سے پریشان ہیں۔“

”ہمیں بہت سے نئے اقدامات کرنے ہوں گے ناگی۔ تمہارا نیا آدمی میرے میک اپ میں کیسا جا رہا ہے۔“

”بہت شاندار چیف مگر سعید خان بھی مسلسل محنت کر رہا ہے وہ بہت امپروو کر گیا ہے۔“

”اس انداز میں سوچا جا رہا ہے ناگی۔ اس لیے اب میرے دو ہم شکل مستقل ہونے چاہئیں۔ میں اس میک اپ کو باقاعدہ استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے میں اسپین جا کر خود اپنے خلاف استعمال ہونے والے ادارے کو دیکھوں۔“

”جی.........“ ناگی اچھل پڑا۔

”میں اس ادارے کو تباہ کرنا چاہتا ہوں۔“

”اس کے لیے دوسرے لوگ کام کر سکتے ہیں چیف۔“

”نہیں ناگی لیتھ اشمیر کو میں خود دیکھنا چاہتا ہوں اگر اس کیس میں میں کامیاب ہو گیا تو پھر منا کو جا کر مشعل شاہ کو تلاش کروں گا۔“ ناگی تشویش بھری نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔

”یقیناً“ چیف‘ وہ بہتر ہے جو آپ سوچیں گے یہاں کے بارے میں کیا پروگرام ہے۔“

”صرف سرکاری امور میں خیال رکھنا ورنہ میری ڈمی میرے باقی امور سر انجام دے گی۔ دوسرے منصوبے پروگرام کے مطابق جاری رکھو۔“

”اوکے چیف۔ آپ کے ساتھ کچھ اور لوگ ہوں گے۔“

”لٹل آرمی۔ یعنی چیکاس برادرز۔“ میں نے مسکرا کر کہا۔ لٹل آرمی کرش ڈی ایم کے خلاف کام کرے گی۔“ میں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ ناگی کے پاس کچھ اور کہنے کی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

گنجائش نہیں تھی اس کے بعد میں تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔ رخسار سے کئی دن مسلسل ملاقاتیں رہیں میں نے اسے بتایا کہ ایک طویل عرصے کے لیے میں ملک سے باہر جارہا ہوں۔ میری شکل میں اسے میرے ساتھی نظر آئیں گے جب تک میں خود اس سے نہ ملوں وہ کسی سے رابطہ نہ کرے۔

تیاریوں میں کوئی مشکل نہ ہوئی۔ اپنی روانگی سے ایک ہفتے قبل میں نے چیکاس برادرز کو میڈرڈ روانہ کر دیا........ اور ایک ہفتے کے بعد بے شمار تیاریوں کے ساتھ میں خود بھی اسپین چل پڑا۔

دوران سفر میں اسپین میں اپنی ہنگامہ آرائیوں کے بارے میں غور کرتا رہا تھا' مجھے بہت ہی خصوصی انداز میں وہاں کام کرنا تھا' حالات نے اپنے آپ پر اتنا اعتماد بخش دیا تھا کہ درحقیقت اب مجھے کسی چیز سے خوف نہیں محسوس ہوتا تھا' میرا ذہن لیتھ اشمیر کے بارے میں سوچ رہا تھا' ایک باقاعدہ نواحی قبیلے کا روحانی پیشوا جس قدر حیثیت کا حامل ہوگا اس کا اندازہ مجھے لگانا چاہیے' مقابلہ نہایت سخت ہوگا' اس میں کوئی شک نہیں کہ چیکاس برادرز پر میں کافی بھروسا کر سکتا تھا' وہ لوگ ناقابل یقین صلاحیتوں کے مالک تھے اور میں نے انہیں لل آرمی کا نام بے مقصد ہی نہیں دے دیا تھا' وہ بے شمار افراد کا مجموعہ تھے' ذہانت اور اعلیٰ کارکردگی کی بے مثال تاریخ رکھتے تھے اور اس کا مجھے بارہا تجربہ ہو چکا تھا' لیکن کسی بھی چیز پر نازاں ہو جانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے راستے سے بھٹک گیا' دشمن کو کمزور سمجھنے کا تصور ہمیشہ تاریکیوں کی جانب دھکیل دیتا ہے' چنانچہ اپنا ایک ایک لمحہ' ایک ایک قدم محتاط رکھنا چاہتا تھا۔ لیتھ اشمیر کو روز آرگنائزیشن اور ڈان سینٹر نے مشترکہ طور پر میری تباہی کے لیے مقرر کیا تھا اور اس نے بڑے پر اعتماد انداز میں کام کا آغاز کیا تھا' اگر غور کیا جائے تو میں نے ہمیشہ ہی تقدیر کو خود پر مہربان پایا تھا' اب یہ دلچسپ اتفاق تھا کہ رشید ناگی کو جالب کی کارکردگی دکھانے کا خیال آیا اور اس نے مجھے اس مشین سے روشناس کرایا جو جالب نے تیار کی تھی اور پھر اس مشین نے امتیاز کو پیش کیا اس طرح بات سے بات بنتی چلی گئی' میرا آدمی بالکل بے قصور تھا' امتیاز کے سلسلے میں اپنے ذہن میں ذرہ برابر کوئی برا نہیں پاتا تھا' اسے انتہائی مضبوط طریقہ کار کے تحت میرے خلاف کام کرنے پر آمادہ کیا گیا تھا۔ ورنہ وہ غداری پر کبھی آمادہ نہ ہوتا لیکن ایسا

کرنے والوں کے بارے پوری طرح غور کر لینا ہی مناسب تھا' اگر یہ اتفاق میرا ساتھ نہ بنتا تو لازمی امر تھا کہ لیتھ اشمیر کو میری دونوں کوٹھیوں کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو جاتیں اور پتا نہیں آنے والے وقت میں میری کون کون سی کارکردگی ان لوگوں کے علم میں آجاتی' غرض یہ کہ تقدیر نے میرا ساتھ دیا تھا اور میں اب ان لوگوں کے خلاف کمر بستہ تھا' لیکن یہ احساس بھی دل میں موجود تھا کہ ایک غیر ملک میں دو خطرناک اور بین الاقوامی اداروں کے کارکنوں سے نبرد آزمائی آسان نہیں ہوگی ایک ایک لمحہ محتاط رہنا ضروری ہے اور ہر طرح کا خیال رکھنا ہوگا۔ چیکاس برادرز کو میں نے میڈرڈ روانہ کرتے ہوئے ہدایات کی تھیں کہ میں خود ان سے رابطہ قائم کروں گا' وہ اعلیٰ درجے کے ہوٹلوں میں قیام کریں' البتہ میں نے انہیں منتشر رہنے کے لیے نہیں کہا تھا کیونکہ اگر وہ منتشر بھی ہوتے تو کسی بھی جگہ نگاہوں کے سامنے آجاتے' میں نے انہیں مختصر صورت حال بتائی تھی اور ان سے کہا تھا کہ اپنے بارے میں وہ خود ہی فیصلہ کریں' خود میں نے اپنے لیے راستے ہی میں طے کیا تھا کہ میں اپنی شخصیت کو نمایاں نہیں رکھوں گا بلکہ ایک معمولی سے کردار کی حیثیت سے سامنے آؤں گا اور اسی انداز میں' میں نے سفر کا آغاز کیا تھا' وہ میک اپ جس نے شیری ریڈم کو بری طرح چت کر دیا تھا میں نے اپنے چہرے پر قائم رکھا تھا' نہ صرف یہ کہ قائم رکھا تھا بلکہ اسی ماہر سے اس میں مزید پختگی پیدا کرلی تھی اور اس میک اپ کا توڑ کرنے کے لئے اس سے وہ تمام معلومات حاصل کرلی تھیں جو ضروری تھیں' باقی اس میک اپ کے بارے میں مجھے بہت اطمینان دلایا گیا تھا' میں نے اس سفر میں اپنے ساتھ بہت مختصر سامان رکھا تھا' گھٹیا قسم کے لباس' استعمال کی دوسری اشیاء بھی بہت معمولی تھیں' البتہ میڈرڈ کے لیے رشید ناگی نے کافی رقومات منتقل کر دی تھیں' تاکہ مجھے اس ضمن میں کوئی پریشانی نہ ہو۔

بالآخر میں میڈرڈ پہنچ گیا' مزید قیام کے لیے میں نے میڈرڈ کے ایک بک اسٹال سے ایک نقشہ حاصل کیا اور مجھے اس نقشے سے ہوٹلوں کے علاوہ مختلف کیمپنگ کے پتے مل گئے' زندگی کا یہ انداز مجھے ہمیشہ ہی سے پسند تھا اور میں نے اس سے پہلے کبھی اس معمولی طرز زندگی کو اختیار نہیں کیا تھا' ذرا تبدیلی کا احساس ہوتا تھا اور تبدیلی بہر طور دلکش ہوتی ہے' چنانچہ ایک آوارہ گرد سیاح کے مانند میں ایک ٹیکسی کے ذریعے میڈرڈ

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کے نواحی علاقے میں ایک کیمپنگ تک پہنچ گیا' وسیع و عریض کیمپنگ تھی اور ان تمام روایتوں سے آراستہ جو کیمپنگز کے بارے میں سننے کو ملتی ہیں' اسپین کی اس کیمپنگ پر بھی آوارہ گردوں کا قبضہ تھا' منشیات کے اسٹال لگے ہوئے تھے' کھانے پینے کی اشیاء کے چھوٹے چھوٹے بوچ جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے' یہاں مختلف قسم کے کھانے مل جایا کرتے تھے اور بہت زیادہ مہنگے نہیں تھے' ڈالر اور دوسری کرنسی تبدیل کرنے کے لیے معقول انتظامات تھے غرض یہ کہ کیمپنگ میں ہر طرح کی آسائشیں مہیا کردی گئی تھیں' بالکل ہی غریب اور قلاش آوارہ گرد کھلے آسمان کے نیچے پناہ گزیں تھے اور جو اخراجات کر سکتے تھے ان کے لیے چھوٹی چھوٹی کمپنیاں خیموں کا بندوبست کردیتی تھیں' ان کمپنیوں کے پاس اپنے اپنے پلاٹ تھے جن پر وہ خیمہ زنی کر دیتی تھیں یہ تو ٹھیک ہے کہ میں ایک درمیانے درجے کے انسان کی حیثیت سے یہاں وقت گزارنا چاہتا تھا' لیکن اب اتنا بھی نہیں کہ اپنے لیے خیمہ نہ حاصل کرلیتا' سب سے پہلے میں نے اپنا ایک چیک کیش کرایا اور رقم کا انتظام کر کے ایک کمپنی سے اپنے لئے ایک خیمہ حاصل کیا۔ جن چیزوں کی ضرورت پیش آسکتی تھی۔ ان کی تفصیل کے لیے میں نے انگریزی زبان کا وہ فارم بھر دیا جس میں ان چیزوں کی تفصیلات موجود تھیں۔

میں خیمے میں مقیم ہوگیا' فضا کافی خوشگوار تھی' لیکن ہوا کے دوش پر چرس اور دوسری منشیات کی بدبو کی لہریں بھی رقصاں رہتی تھیں' آوارہ گرد اپنی اپنی خرمستیوں میں مصروف چرس کے نشے میں ڈوبے ہوئے وہاں موجود تھے' انہوں نے جگہ جگہ سوانگ رچار رکھے تھے' میرے خیمے سے صرف چند گز کے فاصلے پر ایک چھوٹے سے خود رو درخت کے نیچے آوارہ گردوں کا ایک خاندان آباد تھا' ایک دراز قامت مرد اور ایک خوبصورت سی لڑکی جس کی گود میں ننھا سا بچہ موجود تھا۔ بہت خوبصورت بچہ تھا۔ لیکن مفلسی اور بے کسی میں لپٹا ہوا۔ کیمپنگ کی پہلی ہی رات میرے لیے ایک واقعے کی محرک ثابت ہوئی' کم از کم مجھ جیسے حساس آدمی نے اس واقعے سے بہت اثر لیا' رات کا وقت تھا' عورت کی گود کا بچہ مسلسل روئے جارہا تھا اور عورت اسے خاموش کرانے میں مصروف تھی بھی آوارہ گردوں نے جگہ جگہ الاؤ روشن کر رکھے تھے اور الاؤ کی اس روشنی میں ان کے بدمست قہقہوں کی آوازیں ابھر رہی تھیں' کہیں کوئی ٹین کا ڈبہ بجاکر

رقص کر رہا تھا' کہیں اجتماعی رقص ہو رہا تھا اور کہیں صرف دھویں کے مرغولے فضا میں بلند کیے جارہے تھے۔ میں کھانے پینے سے فارغ ہو کر خیمے کے پاس بیٹھا ہوا ان مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ سامنے والے درخت کے نیچے کی وہ لڑکی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے سامنے آپہنچی' یہاں مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی' لڑکی نے اپنا بچہ شاید اپنے ساتھی کو دے دیا تھا' اپنے قریب آنے پر میں نے چونک کر اسے دیکھا' اس کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت نظر آرہی تھی' وہ میرے قریب ہی دو زانو زمین پر بیٹھ گئی اور میں چونکے ہوئے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"انگلش مین؟" اس نے مجھ سے سوال کیا۔

"نہیں ایسٹرن۔" میں نے جواب دیا۔

ویری گڈ۔" اس کے دانت چمکے بڑا دلکش چہرہ تھا' لیکن مفلسی اور منشیات کی امیزش میں ڈوبا ہوا' اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا تم میرے ساتھ یہ رات گزارنا پسند کرو گے؟" میں چونک پڑا اور میں نے اسے بغور دیکھا کہا۔

"کیوں؟"

"مجھے مشرق بہت پسند ہے۔"

"تو پھر؟"

"اور تم بہت خوبصورت انسان ہو۔"

"شکریہ لیکن تم نے یہ کیسے تصور کرلیا کہ میں تمہارے ساتھ وقت گزارنا چاہوں گا۔"

"میں بہت دلکش ہوں' یہ بھدا لباس میرے بدن کو چھپائے ہوئے ہے' لیکن جب تم اپنے خیمے کے اندر مناسب روشنی کر کے میرے اس بدن کو دیکھو گے تو تمہیں احساس ہو گا کہ کبھی کبھی تقدیر اس طرح کھل جایا کرتی ہے' اگر تم ایک سمجھدار مرد ہو تو میرے جسم کی پیائش کرو۔" اس نے بڑے ہیجانی انداز میں اپنے جسم کے مختلف حصوں کو نمایاں کرتے ہوئے کہا۔

میں سرد نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"میرینا۔" اس نے جواب دیا۔

"تم اس سامنے والے درخت کے نیچے رہتی ہو ناں؟"

"ہاں تم نے ہمیں دیکھا تھا۔"

"تمہاری گود میں تمہارا بچہ تھا وہ کہاں گیا؟"

"سیسل اسے لے گیا ہے وہ اس طرف ادھر جہاں کیمپنگ کے اسٹالز ہیں۔"

"سیسل تمہارا کون ہے؟"

"ساتھی۔"

"بچہ تمہارا ہے؟"

"ہاں مگر ہمیں ان فضول سوالات سے کیا لینا' سنو' میں تمہیں ایک حسین رات دوں گی اگر یہ رات دلکش نہ ہو تو تم میرے چہرے پر تھوک دینا مجھے کچھ پیسے چاہئیں۔"

میں نے ایک بار پھر چونک کر اسے دیکھا' ایک لمحے میں صورت حال میری سمجھ میں آگئی تھی' بہرحال ساری باتیں اپنی جگہ لیکن انسانیت کہیں بھی تقسیم کی جاسکتی ہے اس کے لیے بس انسان ہونا کافی ہوتا ہے' رنگ' نسل' مذہب سب اس کے بعد شروع ہوتے ہیں اور ہر اچھائی کا درس انسانیت کے نام سے شروع کیا جاتا ہے۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"تمہیں پیسوں کی کیا ضرورت پیش آگئی؟"

"ایشیائیوں کے بارے میں جو کچھ سنا تھا آج اس کی تصدیق ہو رہی ہے تم لوگ آم کھانے سے زیادہ پیڑ گننے میں دلچسپی رکھتے ہو۔" اس کے انداز میں کسی قدر جھلاہٹ پیدا ہوگئی تھی۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ کرنسی نوٹ نکالے' جن کی تعداد اچھی خاصی تھی اور اس کی جانب بڑھا دیے' اس نے چیل کی طرح جھپٹا مار کر وہ نوٹ میرے ہاتھ سے لے لیے تھے اس کے بعد وہ بے اختیار واپس مڑی' لیکن پھر ٹھٹک کر مجھے دیکھنے لگی پھر آہستہ سے بولی۔

"مجھ پر مکمل بھروسا کرو میں ابھی تھوڑی دیر میں واپس آجاؤں گی یہ نہ سمجھنا کہ تمہیں دھوکا دے کر تم سے رقم لے کر فرار ہو رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا اور وہ تیز تیز واپس پلٹ گئی' اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ بھرے بھرے خوبصورت جسم کی مالک تھی اور عقب سے بھی کافی دلکش نظر آرہی تھی۔ میں اس کے بارے میں سوچتا رہا' تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے اسے پلٹ کر واپس آتے ہوئے دیکھا' وہ مسکرا رہی تھی' پھر وہ میرے قریب آکر آرام سے بیٹھ گئی اور اس نے چمکدار آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے وہ بات جھوٹ نہیں کہی تھی تم دلکش شخصیت کے مالک ہو' اچھا اب ایک دلچسپ بات بتاؤ کیا مجھے ساری رات اپنے پاس رکھنا پسند کرو گے یا وقتی قرب کے خواہش مند ہو' آؤ چلو خیمے کے اندر چلیں' تمہارے پاس خیمہ موجود ہے' میں نے طویل عرصہ کسی چھت کے نیچے نہیں گزارا کھلے آسمان تلے پڑے پڑے طبیعت خراب ہو گئی ہے' چلو ناں مجھے اپنے خیمے میں لے کر چلو اور ہاں وہ بات رہ گئی' میں صبح سورج نکلنے تک خوشی تمہارا ساتھ دے سکتی ہوں اگر تمہارا یہ ارادہ ہو تو پہلے مجھے اجازت دو کہ کسی اسٹال سے کھانے پینے کی چیز خرید کر کھالوں اس کے بعد میرا موڈ زیادہ خوشگوار ہو جائے گا اور اگر تمہاری اجازت ہو تو تھوڑی سی چرس بھی' سنو یہ نہ سمجھنا کہ میں اس کے لیے تم سے مزید رقم مانگوں گی' سیسل کمینہ انسان ہے' لیکن بچے سے محبت کرتا ہے اور میں نے اسے اتنی رقم دے دی ہے کہ وہ خود بھی کھالے اور بچے کے لیے دودھ خرید لے اوہو' میں تمہیں یہ بتانا تو بھول ہی گئی کہ میرا بچہ کل رات سے بھوکا ہے اور میں اور سیسل پورے دو دن سے۔ لوگ اتنے کمبخت ہو چکے ہیں کہ خوراک کے ڈبے تلے تک خالی کرکے پھینکتے ہیں' ہم نے خوراک کے تقریباً دو سو ڈبے جمع کیے' لیکن ان کی تہہ سے ہمیں کچھ بھی نہیں حاصل ہوا اصل میں سب لوگ اب اخراجات کے معاملے میں احتیاط برتنا جان گئے ہیں خوراک بھی ضائع نہیں کی جاتی اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ اس وقت میں نے جو تم سے پیسے طلب کیے ہیں اصل میں اپنے لیے نہیں بلکہ زیادہ ضرورت مجھے بچے کے دودھ کے لیے تھی اور جو رقم تم نے مجھے دی ہے میں اس میں بہ آسانی ایک ہفتہ گزار سکتی ہوں' ہم لوگ ابھی کافی دن تک اس کیمپنگ میں ہیں' میں ایمانداری سے تمہیں ایک ہفتے تک اس رقم کے معاوضے میں کمپنی دے سکتی ہوں جو تم نے مجھے دی ہے' مزید کچھ نہیں مانگوں گی۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

میرا بدن کانپ گیا تھا' انسانیت کا یہ روپ بے حد بھیانک تھا' ویسے تو میرا واسطہ ہزار ہا داستانوں سے پڑا تھا' لیکن یہ اپنی نوعیت کی انوکھی داستان تھی' میں نے اسے اپنے ساتھ خیمے میں آنے کے لیے کہا' میرے پاس بھی خوراک کا اتنا ذخیرہ بچ گیا تھا کہ اس کا پیٹ بہ آسانی بھر سکے' وہ اندر آگئی تو میں نے الیکٹرک لیمپ روشن کر دیا جسے میں باہر نکلتے ہوئے بجھا گیا تھا' یہ لیمپ بھی میری ضرورت کے مطابق مجھے فراہم کر دیا گیا تھا' پھر اس روشنی میں میں نے اسے بچی ہوئی خوراک کی جانب متوجہ کر کے کہا۔

"اگر یہ تمہیں ناپسند نہ ہو تو کھالو۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو' اگر میں اپنے طور پر کھانا کھانے جاتی تو اس قیمتی خوراک کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی' آؤ اگر تم پسند کرو تو میرے ساتھ بھی شریک ہو جاؤ۔"

"نہیں شکریہ میں کھا چکا ہوں۔"

"کھانے کے بعد یہ خوراک بچ گئی تھی تمہارے پاس۔"

"ہاں۔"

"تب تو تم بہت دولت مند آدمی معلوم ہوتے ہو پھر تم نے اس کیمپ میں کیوں قیام کیا ہے' آہا سمجھ گئی' غالباً چرس کے شوقین ہو' کسی بڑے ہوٹل میں چرس پینا کچھ اچھا نہیں لگتا اس کے لیے انسان کو ایسی ہی جگہوں پر جانا پڑتا ہے۔" وہ اپنے طور پر قیاس آرائیاں کرتی رہی پھر کچھ دیر کے بعد کھانے سے فارغ ہو گئی پھر اس نے عجیب سے نشیلے انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"زندگی کا لطف اسی شکل میں دوبالا ہو سکتا ہے جب کچھ دم لگے غم مٹے۔"

"نہیں۔" میں نے سختی سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"میں چرس نہیں پیتا۔"

"پھر کیا پیتے ہو؟"

"کچھ نہیں۔"

"تو پھر تمہارا یہاں کیمپنگ میں قیام کرنے کا مطلب' سوری میں تمہارے ذاتی معاملات کو کرید رہی ہوں' آئی ایم سوری ویری سوری ویسے میں اب تمہاری ہر خواہش کی

تکمیل کے لیے حاضر ہوں۔"

"بیسل تمہارا ساتھی ہے' کیا تم لوگ شادی شدہ ہو؟" میرے اس سوال کے جواب میں وہ ہنس پڑی پھر بولی۔

"ہم دونوں میں سے کوئی احمق نہیں ہے' اس لیے ایسی کسی حماقت کا شکار نہیں ہوئے۔"

"تو پھر یہ بچہ؟"

"میرا اور بیسل کا مشترکہ بچہ ہے۔"

"اوہو اچھا بیسل تمہارا دوست ہے؟"

"ہاں بچپن سے' اس دن سے جب میں نے پہلی بار ہوش سنبھال کر دنیا کو دیکھا تھا' بیسل میرا ساتھی ہی ہے چھوڑو تمہیں ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیے' مجھے بتاؤ اب میں کیا کروں؟"

"تمہارا پیٹ بھر گیا؟"

"ہاں۔"

"اور تمہارے بچے کو دودھ بھی مل گیا۔"

اس نے اس بات کا جواب نہیں دیا' بس عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ میں نے کہا۔

"بس اب تم جاؤ غالباً بیسل اپنی جگہ واپس آگیا ہوگا اور تمہارا انتظار کر رہا ہوگا۔"

وہ ایک بار پھر متعجب رہ گئی اس نے کہا۔

"تو پھر یہ رقم کس حساب میں جائے گی؟"

"اس کا کوئی حساب نہیں جاؤ' تمہارے بچے کو تمہاری ضرورت ہوگی اور کیا بیسل تمہاری رات بھر کی گمشدگی کو محسوس نہیں کرے گا؟" اس نے اب کوئی جواب نہیں دیا' بس مجھے دیکھتی رہی پھر کسی قدر یقین نہ کرنے والے انداز میں اٹھی اور بولی۔

"کیا میں واقعی جاؤں؟"

"جاؤ۔"

وہ حیران سی خیمے سے باہر نکل گئی اور میں گہری گہری سانسیں لینے لگا' بہرحال اس

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

قسم کی باتیں ذہن و دل کو تکدر کا شکار کر دیتی تھیں لیکن دنیا کے لاکھوں رنگ ہیں کون سا رنگ کہاں ہے' کون جانے۔ بس جو کچھ کبھی کبھی نظر آجاتا ہے وہ طبیعت پر بوجھ بن جاتا ہے' اس بوجھ کو ذہن سے جھٹک کر میں اپنے ربر کے بستر پر کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا اس کوشش میں مجھے نیند آگئی تھی۔

کیمپنگ کے قیام میں درحقیقت لطف آرہا تھا یہاں چاروں سمت دلچسپیاں بکھری ہوئی تھیں۔ دوسرے دن خوراک کی تلاش میں نکلا' ناشتا کیا' رات کے واقعات ابھی تک ذہن میں تھے لیکن خیمے سے نکلتے ہوئے درخت کی جانب نظر اٹھی تھی تو وہاں تین افراد پر مشتمل وہ خاندان نظر نہیں آیا تھا' یا تو وہ لوگ بھی ناشتے وغیرہ کے چکر میں نکل گئے تھے یا پھر ہو سکتا ہے جگہ ہی بدل دی ہو انہوں نے' مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اخبار بیچنے والا لڑکا ادھر سے گزرا تو میں نے اسے اشارہ کیا' اس کے پاس اسپینی' سکو اور کیٹالن زبان کے اخبارات کے علاوہ انگریزی زبان کے اخبارات بھی موجود تھے' میں نے ان میں سے ایک اخبار خرید لیا اور اسے لے کر ایک جانب بیٹھ گیا لیکن پہلے ہی صفحے پر ایک چھوٹا سا اشتہار دیکھ کر میری باچھیں خوشی سے کھل گئیں۔ اخبار اس مقصد کے لیے نہیں خریدا تھا لیکن جو کچھ نظر آیا اسے دیکھ کر جی خوش ہوگیا' پہلے صفحے کے ایک گوشے میں چیکاس برادرز کی تصویر چھپی ہوئی تھی' ہوٹل لیڈونا کا اشتہار تھا جس میں پانچ ننھے فنکاروں کے بارے میں تفصیلات دی گئی تھیں' میں حیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس اشتہار کو دیکھتا رہا' چیکاس برادرز کی ذہانت کسی بھی طرح مشکوک نہیں تھی لیکن اس طرح وہ لوگ سامنے آجائیں گے اس کی امید نہیں تھی' پانچ ننھے فتنوں کے کمالات کا تذکرہ ہوٹل لیڈونا کی انتظامیہ کی جانب سے خصوصی طور پر کیا گیا تھا اور اس میں ان کی شمشیر زنی کے کمالات کا خصوصی طور پر تذکرہ تھا' پروگرام کو سات بجے شروع ہونا تھا' بہرحال ان لوگوں کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پیش آئی' ٹرانسمیٹر سب کے پاس موجود تھے اور ان کی جو ساخت تھی اس سے مجھے یہ اطمینان تھا کہ اسپین آتے ہوئے وہ کسی مشکل کا شکار نہیں ہوئے ہوں گے' خود میرے پاس بھی ویسا ہی ایک سیٹ موجود تھا لیکن ابھی چیکاس برادرز سے رابطہ مناسب نہیں تھا' ذرا دیکھوں تو سہی کس حال میں ہیں۔ اسپین بہت دلکش تھا' روایتوں کا حامل' سارا دن مختلف جگہوں پر تفریح کرتے ہوئے وقت گزارا'

شام کو خصوصی طور پر تیار ہوا اور کیمپنگ سے باہر نکل آیا۔ میرا پڑوسی خاندان شاید وہاں سے فرار ہی ہوگیا تھا' لڑکی کو میں نے جو کچھ دیا تھا اس کے خیال میں وہ کافی تھا ہو سکتا ہے اس نے سوچا ہو کہ میں کسی قسم کے نشے میں مدہوش تھا اور اب اس سے کہیں اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ نہ کر ڈالوں چنانچہ وہ فرار ہوگئی تھی' لیکن یہ صرف ایک احمقانہ خیال تھا جو میرے دل میں آیا' رقم اب اتنی بھی نہیں تھی کہ وہ وہاں سے بھاگ جاتی اور پھر یورپ کی تخلیق جس نے مجھ سے نہایت شرمناک انداز میں اپنے بچے کے باپ کا تعارف کرایا تھا اسے بھلا بھاگنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے کیمپنگ سے باہر آکر ٹیکسی روکی اور ہوٹل لیڈونا چلنے کے لیے کہا۔ لیڈونا بہت خوبصورت ہوٹل تھا سب سے دلکش چیز اس کا جائے وقوع تھا' چاروں طرف حسین سبزہ زار پھیلے ہوئے تھے' جن پر مختلف قسم کی عمارتیں نظر آرہی تھیں۔ لیڈونا ان کے درمیان بنا ہوا تھا۔ احاطے میں کار پارکنگ تھی اور وہاں سلیقے سے کاریں پارک کی گئیں تھیں' ٹیکسی سے اتر کر میں لیڈونا کے بیرونی حصے سے گزرتا ہوا' اندر داخل ہوگیا' خوب رونق تھی یہ بھی میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے سیٹ مل گئی ورنہ وہاں اچھا خاصا رش تھا ہو سکتا ہے یہ رش ان پانچ ننھے فتنوں کے لیے ہو جن کی اخبار میں پبلسٹی کی گئی تھی' پتا نہیں چیکاس برادرز نے وہاں تک کیسے رسائی حاصل کی' اتنا میں ضرور جانتا تھا کہ بے مقصد ہی انہوں نے یہ سب کچھ نہیں کیا ہوگا۔ لیڈونا کے وسیع و عریض ہال میں زیادہ تر اسپینش جوڑے تھے' تھوڑی سی تعداد دوسرے ممالک کے افراد کی بھی تھی۔ ایک بڑے سے اسٹیج پر آرکسٹرا موسیقی بکھیر رہا تھا اور ایک نیگرو لڑکی مشہور اسپینش گیت گا رہی تھی' لوگ اس کے گیت کی دھن پر تال دے رہے تھے۔ ٹرالیاں گردش کر رہی تھیں میں نے اپنے لیے بلیک کافی طلب کرلی اور ماحول سے لطف اندوز ہونے لگا۔ مجھ سے تھوڑے سے فاصلے پر اسٹیج کارنر پر ایک دراز قامت عورت بیٹھی ہوئی تھی' اسپینش حسن کا خصوصی شاہکار رنگ میں سنولاہٹ لیکن آنکھیں ایسی قیامت کہ ایک بار نظر پڑے تو نگاہ ہٹانے کو جی نہ چاہے' قد و قامت بے مثال تھی' عمر کسی طرح پینتیس سال سے کم نہیں ہوگی لیکن دلکشی ایسی کہ بس دیکھتے ہی رہا جائے' اس کے سامنے شراب کے نفیس برتن سجے ہوئے تھے اور تمام کرسیاں ہٹی ہوئی تھیں تاکہ کوئی اس کی تنہائی میں مداخلت نہ کرے۔ گانے والی نے اپنا گانا ختم کیا اور اس کے بعد چند

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

نوجوان اچھلتے کودتے اسٹیج پر آگئے' ایک باؤلی سی شکل کا سوکھا مدقوق سنگر گاتا ہوا اسٹیج پر آگیا اور بندر کی طرح اچھل کود مچانے لگا' یہ ایک عجیب ہیجانی گانا تھا جس کے بول بالکل میری سمجھ میں نہیں آرہے تھے' لیکن لوگوں کو یہ بھی پسند تھا' ساڑھے سات' آٹھ اور پھر ساڑھے آٹھ بج گئے' میں چیکاس برادرز کا انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد اناؤنسر نے انگریزی میں اعلان کیا کہ اب لیڈونا کا خاص آئٹم پیش کیا جارہا ہے اور یہ لیڈونا کی دلچسپی کا ایک خاص حصہ ہے۔ لوگ پوری طرح متوجہ ہوگئے تھے' اس کے بعد میں نے چیکاس ٹو کو دیکھا جس نے انتہائی مناسب انداز میں ایک اچھے قدو قامت کے انسان کا روپ دھارا ہوا تھا' بس اس کا چہرہ ہی چھوٹا کہا جاسکتا تھا ورنہ شانوں کی چوڑائی ہموار کی گئی تھی اور لباس کو اس طرح ترتیب دیا گیا تھا کہ وہ آدھے آدھے حصوں میں تقسیم محسوس ہو' کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ ایک عام قدو قامت کا آدمی نہیں ہے چہرے کے چھوٹے پن کو بس نظر انداز کرنا پڑتا ورنہ باقی جسم بالکل مناسب تھا اور یہ ترتیب کا کمال تھا ورنہ چیکاس ابن قد کا بالکل آدھا تھا' وہ لازمی طور پر جسم سے مصنوعی ٹانگیں باندھے ہوئے تھے۔ ایک شمشیر زن کے لباس میں وہ اسٹیج پر نمودار ہوا تھا میں نے خصوصی طور پر اس عورت کو چیکاس ٹو میں دلچسپی لیتے ہوئے محسوس کیا' پھر ایک اور بے ہنگم شخصیت اندر داخل ہوئی' یہ ایک ضرورت سے زیادہ لمبے قد کا آدمی تھا' لیکن اس کا چہرہ دیکھ کر مجھے شدید حیرت ہوئی یہ چیکاس فائیو تھا' اس بے ہنگم قدو قامت کے ساتھ وہ اپنی کمر سے شمشیر لٹکائے ہوئے تھا' عورت کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا' سریلی اور کھنک دار آواز تھی۔ فاصلہ چونکہ زیادہ نہیں تھا' اس لیے میں اس کی دلچسپی کا بھرپور جائزہ لے رہا تھا' چیکاس فائیو نے نجانے کیوں یہ بے ہنگم شکل اختیار کی تھی۔ اناؤنسر نے اعلان کیا کہ دو شمشیر زن ایک دوسرے کے مد مقابل ہیں اور اب شمشیر زنی کے اعلیٰ درجے کے کمالات نگاہوں کے سامنے آئیں گے' کسی قدر مزاحیہ انداز تھا ان کا۔ دونوں نے تلواریں سونت لیں' چیکاس فائیو کو کافی نیچے جھکنا پڑ رہا تھا' تلواریں آپس میں ٹکرائیں اور ایک انوکھا مقابلہ ہونے لگا کیونکہ چیکاس فائیو چیکاس ٹو کی نسبت بہت زیادہ بلندی پر تھا' اس لیے اسے آدھا جھک جھک کر تلوار پر تلوار مارنی پڑ رہی تھی اچانک ہی چیکاس ٹو نے مائیک پر کہا کہ مقابلہ برابر کا نہیں ہے۔ اس لئے اسے اپنے مد مقابل کا قد چھوٹا کرنا پڑے گا' اس کے بعد اس نے دو

میں قلابازیاں کھائیں اور پھر ایک بھرپور وار چیکاس فائیو کے نچلے حصے پر کیا' میں نے دیکھا کہ چیکاس فائیو کے نچلے حصے کا ایک حصہ کٹ گیا اور وہ زمین پر آرہا لیکن کٹا ہوا حصہ مڑ کر ایک جانب ہوگیا اور میری آنکھیں حیرت سے پھیلی کی پھیلی رہ گئیں اب مجھے اندازہ ہوا کہ باقی چیکاس اوپر نیچے اس لباس میں پوشیدہ ہیں لیکن اس تصور سے چکر آگیا تھا کہ اگر تلوار کا وار ایک آدھا انچ اوپر نیچے ہوگیا ہوتا تو یا تو کسی کے سر کا خول کٹ جاتا یا پھر اوپر والے کے پاؤں' مقابلہ پھر جاری ہوگیا کٹا ہوا حصہ ایک جگہ ساکت تھا' لوگ دم سادھے اس مقابلے کو دیکھ رہے تھے چیکاس ٹو نے پھر اعلان کیا کہ سائز اب بھی مناسب نہیں ہے چنانچہ اس نے ایک بار پھر چیکاس فائیو کے نچلے بدن پر وار کیا اور دوسرا حصہ بھی اسی طرح دوڑتا ہوا ایک طرف کھڑا ہوگیا' لوگوں نے خوفزدہ انداز میں قہقہے لگائے لیکن عورت بے اختیار ہنس رہی تھی' اس بار پھر وہی ہوا اور چیکاس تھری بھی درمیان سے الگ ہوگیا' لیکن اب اس نے یعنی چیکاس فائیو نے مائیک پر یہ اعلان کیا کہ اس کا قد بہت چھوٹا ہوگیا ہے اس کے مد مقابل اس کے برابر ہونا چاہیے چنانچہ اس بار اس نے چیکاس ٹو کے نچلے بدن پر وار کیا تھا' چیکاس ٹو کی پتلون کمر کے پاس سے کٹ گئی اور ایک طرف لڑھک گئی' دونوں کے قد برابر ہوگئے تھے' لوگوں پر بے ہوشی کی حد تک حیرت طاری تھی' دونوں چھوٹے چھوٹے قد کے آدمی شمشیر زنی کے بہترین کمالات دکھانے لگے اور پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا' لیکن یہ بات لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ ایک دراز قامت آدمی کے جسم کے چار ٹکڑے کردیے گئے پھر بھی وہ زندہ سلامت ہے اور لڑ رہا ہے اور دوسرے کا آدھا بدن کاٹ دیا گیا اس کے باوجود وہ شمشیر زنی کر رہا ہے پھر جب شمشیر زنی کا یہ مقابلہ اختتام کو پہنچا تو باقی چیکاس بھی اپنے اپنے اوپر چڑھے ہوئے لباس کے خول اتار کر اسٹیج پر قلانچیں بھرنے لگے' آئٹم واقعی حیرت انگیز اور ناقابل یقین تھا۔ مہارت اور اعلیٰ شمشیر زنی کا بے مثال نمونہ' عورت حلق پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہی تھی' اس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو رہا تھا' میں خود بھی اس کمال کا معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ اناؤنسر نے ایک بار پھر اسٹیج پر آکر اعلان کیا کہ لیڈونا کے معزز مہمانوں نے ان ننھے فنکاروں کی شمشیر زنی کا یہ مظاہرہ دیکھا اور اس آئٹم سے لطف اندوز ہوئے اس کا بے حد شکریہ۔ اب لیڈونا کی جانب سے وہ خصوصی اعلان کیا جارہا ہے جو ہر شخص کے لیے ہے اگر

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کوئی ماہر شمشیر زن ان ننھے فنکاروں میں سے ایک کے ساتھ شمشیر زنی کا مقابلہ کرنا چاہے تو اس کے لیے دس ہزار پسیتا کا انعام لیڈونا کی طرف سے ہے وہ اس انعام کو فوراً" حاصل کر سکتا ہے اسے شمشیر زنی کے تحفظ کے تمام ذرائع مہیا کیے جائیں گے' ایک سیاہ فام ہی اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ یہ اچھے قد و قامت کا مالک تھا اس نے اسٹیج پر پہنچ کر مائیک پر کہا۔

"میں شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لینے چاہتا ہوں لیکن اس طرح نہیں کہ میرا آدھا جسم کاٹ دیا جائے اور اس ننھے سے شخص سے مجھے مقابلہ کرنے میں کافی وقت ہوگی اس بات کا بھی خیال رکھا جائے۔" جواب میں اناؤنسر نے کہا ننھا آدمی اس کے قد و قامت میں اس سے مقابلہ کرے گا اور اس کے لیے اسے اپنے جسم سے مصنوعی پاؤں باندھنا ہوں گے جیسا کہ اس نے پہلے باندھ رکھے تھے وہ ان پانچوں میں سے کسی کا انتخاب کر سکتا ہے' سیاہ فام نے اپنا نام چارلس بتایا تھا اس نے کہا کہ ان پانچوں میں سے کوئی بھی شمشیر زن اس کا مد مقابل ہو سکتا ہے چنانچہ چیکاس ٹو ہی منتخب ہوگیا۔ لوگوں کے سامنے اس نے اپنے جسم سے وہ علیحدہ شدہ حصہ دوبارہ منسلک کیا جسے چیکاس فائیو نے شمشیر زنی کرتے ہوئے اس کے جسم سے علیحدہ کیا تھا' قد و قامت اس سیاہ فام کے برابر ہوگیا' سیاہ فام کو بھی حفاظتی خود وغیرہ فراہم کیا گیا اور اس کے بعد اسٹیج پر شمشیر زنی کا مقابلہ شروع ہوگیا' لوگوں کی سسکاریاں ابھر رہی تھیں' لیڈونا نے واقعی اس پروگرام میں بہترین شہرت حاصل کرلی ہوگی اور چیکاس برادرز نے بلاشبہ میڈرڈ آکر اپنے لیے ایک بہترین ماحول فراہم کرلیا۔ میں ان لوگوں کی شمشیر زنی سے زیادہ واقف نہیں تھا لیکن بہرحال مجھے اس بات کی امید تھی کہ یہ ناقابل یقین مخلوق کوئی بے مثال ہی کارنامہ سرانجام دے گی' سیاہ فام کوئی باقاعدہ شمشیر زن تھا۔ اس نے پہلے اپنی شمشیر زنی کے کمالات دکھائے اور اس کے بعد مقابلے کا آغاز ہوگیا' شمشیر زنی کا بہترین مظاہرہ کیا گیا' تھا سا وجود برق کی طرح کوند رہا تھا کسی کو یہ احساس بھی نہ ہو سکا کہ وہ اپنے پیروں سے کھڑے ہو کر نہیں لڑ رہا بلکہ مصنوعی پاؤں برق رفتاری سے گردش میں ہیں اور وہ انہی سے کام لے رہا ہے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ فیصلہ ہوگیا' سیاہ فام شخص کو کئی بار اس کی تلوار سے بچنے کے لیے محنت کرنا پڑی تھی' کوئی صاحب ظرف آدمی تھا' شکست کھانے کے بعد اس نے مائیک پر آکر اپنی شکست کا اعتراف کیا اور ننھے شمشیر زن کو داد و تحسین پیش کی' میں خاموشی سے اپنی اس ٹل آرمی کے یہ

کارنامے دیکھ رہا تھا جبکہ چاروں سمت شور و غوغا کا طوفان برپا تھا اور ننھے فنکاروں کو خراج تحسین پیش کیا جا رہا تھا۔

پھر وہی کیم شحیم عورت اپنی جگہ سے اٹھی اور اسٹیج پر گئی' اناؤنسر نے اعلان کیا کہ لیڈونا کی مالک میڈم میریسا ہارٹی دس ہزار پسیتا کا یہ انعام پانچوں شمیر زنوں میں تقسیم کرتی ہیں کیونکہ ان کا مد مقابل یہ انعام نہیں جیت سکا' تب مجھے علم ہوا کہ یہ عورت میریسا ہارٹی' لیڈونا کی مالک ہے۔ بہرطور چیکاس برادرز نے ایک بار پھر مجھے بری طرح متاثر کرلیا تھا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا تھا کہ جتنے لوگ میرے ساتھ منسلک ہیں وہ سب اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید میں اپنا کام اتنی عمدگی سے سرانجام نہ دے پاتا۔ اب یہ بھی لازمی امر تھا کہ میں فوری طور پر چیکاس برادرز کے سامنے نہیں آسکتا تھا۔ البتہ ان سے گفتگو کرنے کے لیے میرے پاس وسائل موجود تھے۔

خاصی دیر تک میں لیڈونا ہی میں رہا۔ اس آئٹم کے بعد گانے بجانے کے بہت سے پروگرام ہوئے۔ میریسا ہارٹی پھر یہاں نہیں آئی تھی اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ اسے چیکاس برادرز سے بہت زیادہ دلچسپی ہے۔ اخبارات میں پبلسٹی بھی چیکاس برادرز ہی کی گئی تھی اور ان کے پروگرام کے بعد میریسا وہاں نہیں رکی تھی۔

بہرحال انہوں نے خوب ہاتھ مارا تھا۔ میں نے کیمپنگ کی جانب واپس جاتے ہوئے سوچا کہ بارہ بجے تک انتظار کروں گا اور اس کے بعد چیکاس برادرز سے رابطہ قائم کروں گا' انہیں مبارکباد دوں گا کہ انہوں نے بہرطور میڈرڈ میں اتنے مختصر سے وقت میں اپنے لیے شاندار جگہ بنائی ہے۔ کیمپنگ کے حالات جوں کے توں تھے' میرا خیمہ اپنی جگہ موجود تھا' درخت کے نیچے والا خاندان اب بھی وہاں نہیں تھا بلکہ ان کی جگہ یہاں چند اور بے فکر آکر آباد ہوگئے تھے اور خاصا شور مچا رہے تھے۔

میں لباس وغیرہ تبدیل کرکے آرام کرنے لیٹ گیا' گیارہ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے جب مجھے اپنے مانیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ظاہر ہے چیکاس برادرز اندھے نہیں تھے' انہوں نے مجھے دیکھ لیا تھا اور یہ بھی اچھا ہوا کہ انہوں نے خود ہی مجھے مخاطب کیا۔ ورنہ مجھے ٹرانسمیٹر پر انہیں کال کرتے ہوئے یہ خیال رہتا کہ کہیں وہ کسی اور پوزیشن میں نہ ہوں' میں نے فوراً" ہی ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کیا اور

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے چہرے کے قریب کر لیا۔

"ہیلو چیف' ہیلو۔ ہیلو۔ ہیلو چیف ..... ون اسپیکنگ۔"

"ہاں چیکاس میں ریسیو کر رہا ہوں۔"

"ہم نے آپ کو لیڈونا میں دیکھ لیا ہے چیف' بہت خوبصورت لگ رہے تھے آپ' بہت شاندار۔ آپ کو لیڈونا میں ہماری موجودگی کا علم پہلے سے تھا یا پھر اتفاقیہ طور پر آپ وہاں پہنچ گئے تھے۔"

"نہیں' میں نے اخبار میں تمہاری پبلسٹی دیکھی تھی۔"

"ویری گڈ......... ہمارا یہ قدم غیر تسلی بخش تو نہیں ہے چیف۔"

"مطلب.........؟"

"مطلب یہ ہے کہ ہماری پبلسٹی کسی طور ہمارے مشن کے لیے نقصان دہ تو نہیں ہے۔"

"میرے خیال میں بالکل نہیں۔"

"تو پھر چیف آپ کو یہ اندازہ تو ہو ہی گیا ہوگا کہ یہاں ہم نے اپنے لیے ایک دلچسپ مقام پیدا کر لیا ہے۔ آپ کی بات سننے سے پہلے ہم اپنی رپورٹ آپ کو پیش کر دیں۔"

"ضرور......... میں سن رہا ہوں۔" میں نے کہا۔

"ہم پانچوں ایک خوبصورت عمارت میں مقیم ہیں اور یہ عمارت لیڈونا کی مالک' میریا بارٹی کی ہے' میریا بارٹی' میڈرڈ کی ایک خطرناک عورت تسلیم کی جاتی ہے یہ بہت بڑی گینگسٹر ہے اور اس کا گینگ اسپین میں بہت سے مجرمانہ کام سرانجام دیتا ہے۔ ہوٹل لیڈونا ان مجرمانہ کاموں کی آڑ ہے میریا کا مقامی پولیس پر بھی کافی اثر ہے اور یہ اپنے طور پر ایک خطرناک عورت تسلیم کی جاتی ہے' اس کی خصوصیت بھی بتا دوں چیف۔ انتہائی معذرت کے ساتھ کیونکہ ہم آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں' یہ عورت حسن پرست ہے اور اگر اس کی نظر آپ پر پڑ جاتی تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ اس وقت اس کے قریب ہوتے' اس کے ہاتھوں سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سوری چیف' ویری سوری لیکن آپ کا اس سے تعارف ضروری تھا۔ چیف اصل میں اگر یہاں میڈرڈ میں اس کا سہارا

حاصل ہو جائے تو آپ یوں سمجھ لیجئے کہ آپ کو ایک بہترین تحفظ مل جاتا ہے۔ ہم نے بھی یہاں معلومات حاصل کر کے اس کی شمشیر زنی کے شوق سے فائدہ اٹھایا اور اسے اپنے کمالات دکھا کر متاثر کر لیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہمیں پانچ ہزار پسیتا فی ہفتے کے حساب سے ملازم رکھ لیا گیا ہے اور تمام اخراجات اس عورت نے اپنے ذمے لے لیے ہیں۔ رہائش گاہ' ایک گاڑی اور ڈرائیور بھی اس نے ہمیں دیے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو میڈرڈ کا حکمران کہتی ہے۔ بہرحال چیف اب آپ زیادہ مناسب سمجھ سکتے ہیں کہ کیا کیا جائے' آپ کے آنے کے بعد ہمیں سرپرستی مل گئی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں آئندہ کا لائحہ عمل بتا دیں۔ فی الحال ہم میڈرڈ تک ہی محدود ہیں اس سے آگے کی بات آپ ہمیں بتائیں گے۔"

"تم لوگ بہت شاندار جا رہے ہو' مجھے یقین نہیں تھا کہ تم میرے لیے اتنا آسان ماحول فراہم کر دو گے۔ اگر وہ ایک گینگسٹر ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے بے حد کارآمد ثابت ہوگی مگر مجھے بتاؤ میں اس تک کیسے رسائی حاصل کروں؟"

"نہایت آسان طریقہ ہے چیف۔ اس کے لئے آپ کو چوبیس گھنٹے انتظار کرنا پڑے گا' کل پھر لیڈونا میں آجایئے' شمشیر زنی کا مقابلہ ہوگا آپ ہمیں چیلنج کر دیجئے اور ہمارے ساتھ شمشیر زنی کیجئے۔ ہم آپ سے ہار جائیں گے اور جہاں تک ہمارا تجربہ ہے یہ عورت آپ کی جانب ضرور متوجہ ہو جائے گی۔"

"مگر تمہیں یہ بات کیسے معلوم کہ میں شمشیر زنی کر سکتا ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"چیف آپ کو شاید یاد نہیں ہے ایک مرتبہ آپ اس کا ہمارے سامنے مظاہرہ کر چکے ہیں۔ بلاشبہ ہم نے بھی شمشیر زنی سیکھی ہے لیکن آپ کے ہاتھ ہم نے دیکھے تھے بہت شاندار لڑتے ہیں آپ۔"

"خیر تم سے اچھا نہیں ہوں۔"

"نہیں چیف معذرت کے ساتھ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ بہرحال اس وقت ایک ضرورت ہے ہم انتہائی مہارت سے آپ سے شکست مانیں گے اور اس طرح آپ میریا بارٹی تک رسائی حاصل کر سکیں گے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"اور اگر بات یوں نہ بنی تو........."

"چیف ویسے تو ہمیں سو فیصد امید ہے لیکن اگر ہمارا یہ منصوبہ کارگر نہ ہوا تو پھر کوئی اور طریقہ سوچا جائے گا۔ میری اپنی رائے ہے چیف کہ یہاں اسپین میں کچھ کرنے سے پہلے اگر ہمیں ایسا کوئی سہارا حاصل ہو جائے تو ہمارے لیے کارآمد رہے گا یہ بات تو آپ بھی جانتے ہوں گے کہ ہمیں اپنے اصل ٹارگٹ تک پہنچنے کے لیے یہاں مضبوطی سے پاؤں جمانے ہوں گے۔ براہ راست اس تک پہنچ کر اسے للکارنا آسان نہیں ہوگا۔"

"میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔ "بہر طور تم مجھے مشورے دیتے رہا کرو۔"

"سوری چیف ویری سوری مقصد یہ نہیں تھا آپ نے ہمیں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا چنانچہ ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم ان آسانیوں کا تذکرہ کر دیں جو ہمارے چھوٹے چھوٹے ذہنوں تک پہنچی ہیں۔"

"میں تم سے پورا پورا اتفاق کرتا ہوں چیکاس ون۔ تو ٹھیک ہے پھر تمہاری ہدایات کے مطابق کل ہم مل رہے ہیں' باقی دیکھتے ہیں کہ آگے کیا ہوتا ہے۔"

"ہمارے لیے اور کیا حکم ہے چیف۔"

"بس کچھ نہیں' کیا تمہیں علم ہے کہ میں نے کہاں قیام کیا ہوا ہے۔"

"علم تھا نہیں چیف اب ہو گیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ غالباً" کیمپنگ میں ہیں۔"

"کیوں کیا ٹرانسمیٹر سے تمہیں چرس کی بو آرہی ہے۔" میں نے ازراہ تمسخر پوچھا۔

"نہیں چیف لیکن آوارہ گردوں کی بدمست چیخیں ضرور سنائی دے رہی ہیں۔"

چیکاس ون نے کہا اور میں ہنستا رہا اس کا کہنا بالکل درست تھا۔ تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی' پھر میں نے کہا۔

"بس تو پھر ٹھیک ہے' کل میں تم سے شمشیر زنی کا مقابلہ کر رہا ہوں۔"

"چیف ذرا ٹپ ٹاپ سے آیئے گا آپ کی شخصیت بھی شاندار ہونی چاہیے۔" میں نے ہنس کر گردن ہلائی اور اس کے بعد اسے خدا حافظ کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا' پھر دیر تک میں چیکاس برادرز پر غور کرتا رہا۔ بے لوث' مخلص' وفادار' ذہین' انہیں اپنے مستقبل

کے لیے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے ان لوگوں کا نظریہ بھی میرے علم میں تھا۔ خودکشی کر رہے تھے' میں نے انہیں نئی زندگی کی جانب راغب کیا تھا چنانچہ اب وہ سچے دل سے میرے وفادار تھے اور یقینی طور پر میرے لیے انتہائی کارآمد تھے جس کا مظاہرہ بارہا ہو چکا تھا۔ رات کو نجانے کتنی دیر تک ان لوگوں کے بارے میں سوچتا رہا۔

میریسا ہارڈی' کمال ہے میری نظر اس پر بس یونہی سی پڑ گئی تھی۔ بعد میں اس کے بارے میں عجیب و غریب انکشافات ہوئے' چلو ٹھیک ہے' دیکھتے ہیں یہ خاتون کس حد تک میرے لیے کارآمد ثابت ہوتی ہیں ویسے اس بات کا مجھے بھی اندازہ تھا کہ یہ لمبا کام ہے۔ چند روز میں ختم نہیں ہوگا۔ غرض یہ کہ میں مطمئن ہو کر سو گیا۔ یہاں کیمپنگ میں آکر میں غیر مطمئن نہیں رہا تھا لیکن اگر میریسا ہارڈی سے رابطہ ہو جائے تو خاصے فائدے ہوں گے.......... کیا مجھے اپنی یہ جگہ تبدیل کر دینی چاہیے' لیکن اس خیال کی تردید میں نے خود ہی اپنے اندر کرلی۔ مجھے اپنے آپ کو ایک درمیانہ درجے کا آدمی ظاہر کرتے رہنا چاہیے تاکہ اگر میریسا کی توجہ مجھے حاصل ہو جائے تو اس حیثیت سے اس کی قربت میں رہنے کا موقع بھی مل جائے۔

کیمپنگ کا قیام معمولی لوگ ہی کر سکتے ہیں لیکن معاملہ کچھ ٹپ ٹاپ کا بھی تھا۔ بہر طور میرے پاس ایک دو لباس ایسے تھے جو میری شخصیت کو دلکش بنا دیتے' دوسرے دن کچھ اور تیاریاں بھی کیں اور اس کے بعد مقررہ وقت پر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر لیڈونا چل پڑا۔

لیڈونا کی رونقیں شباب پر تھیں اور مجھے وہاں ایک سیٹ حاصل ہو گئی تھی۔ ہال خاصا وسیع تھا' یہاں میڈرڈ میں بہت سی' ایسی تفریحی جگہیں تھیں جہاں لوگ اپنی پسند کی تفریحات کرلیا کرتے تھے۔ غالباً" یہ بھی چیکاس برادرز ہی کی وجہ تھی کہ لیڈونا میں اس قدر رش ہو رہا تھا۔ اس وقت وہ میز خالی پڑی ہوئی تھی جب میں یہاں پہنچا لیکن تھوڑی دیر کے بعد میریسا ہارڈی اپنی میز پر آگئی۔ آج البتہ میرے اور اس کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ میں بخوبی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ چیکاس برادرز کا آئٹم شروع ہو گیا' آج انہوں نے اپنے آئٹم میں کچھ اور تبدیلیاں بھی کی تھیں۔ ذہین تھے اور پھر سرکس میں باقاعدہ کام کر چکے تھے اس لیے جانتے تھے کہ کس طرح لوگوں کو متاثر کیا جاسکتا ہے۔ آج کے آئٹم میں بھی

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

حیرت اور تجسس کا عنصر شامل تھا اور لوگ اس سے پوری طرح محظوظ ہو رہے تھے یقینی طور پر میریسا ہارٹی آج کے آئٹم سے بھی اتنی ہی خوش ہو رہی ہوگی۔ غالباً" انعام کا معاملہ روزانہ ہی ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ آج بھی اعلان ہوا......... اور جونہی اعلان ہوا میں جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس خیال سے کہ کہیں اور کوئی مجھ سے پہلے نہ پہنچ جائے۔ میں نے اسٹیج پر پہنچ کر اس چیلنج کو قبول کیا اور مائیک لے کر انگریزی زبان میں یہ اعتراف کیا کہ بے شک یہ ننھے نوجوان بہترین شمشیرزن ہیں' لیکن میں ان سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ انعام جیتنے کے لیے نہیں' بلکہ ان کی مہارت دیکھنے کے لیے پھر یونہی سرسری سی نظر میں نے میریسا ہارٹی پر ڈالی تھی اور مجھے احساس ہوگیا تھا کہ اس کی چمکدار آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی ہیں اور وہ متجسس ہے۔

چیکاس تھری تلوار لے کر میرے مقابلے پر آیا تھا۔ شمشیرزنی سے بھلا میرا کیا واسطہ ہوتا' میں تو دوسری ہی دنیا کا انسان تھا لیکن یہ عنایت بھی روز آرگنائزیشن کی تھی کہ اس نے جب میری تربیت کی تھی تو مجھے ہر طرح کی تربیت فراہم کی گئی تھی۔ اس میں شمشیرزنی بھی تھی اور چونکہ میں کمپیوٹر رائزڈ برین رکھتا تھا یعنی مجھے دماغی طور پر شمشیرزنی سے بھی روشناس کرایا گیا تھا اور اس کے سارے داؤ پیچ میرے ذہن میں فیڈ کر دیے گئے تھے۔ چنانچہ مجھے اس میں بھی اچھی خاصی مہارت تھی اور مشق نہ ہونے کے باوجود جب میرے ذہن کے بیس ہزار خلیوں میں سے ایک خلیہ جس میں یہ تربیت محفوظ تھی زیر عمل آیا تھا تو مجھے احساس ہوگیا کہ میں اچھی طرح تلوار چلا سکتا ہوں۔

چیکاس میرے مقابلے پر آیا تو میں بڑی فراخ دلی سے اس کی تلوار کے وار ناکام بناتا رہا۔ یہ بھی اس کی خوبی تھی کہ اپنے طور پر بھرپور وار کرنے کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ اس بات کا بھی خیال رکھ رہا تھا کہ وار بھرپور نہ ہو لیکن پبلک کی سنسنی برقرار رہے۔ اس نے کئی ایسے خطرناک وار مجھ پر کیے جنہیں اگر میں مہارت سے نہ روک لیتا تو وہ مجھے نقصان پہنچا سکتے تھے لیکن میں نے نہ صرف اپنے آپ کو بچایا بلکہ اس کے واروں کا جواب بھی دیا اور پھر یہ بھی غالباً" اس کی اپنی ہی مہارت تھی کہ اس نے اپنی تلوار میری تلوار پر اس طرح ماری کہ اس کی اپنی تلوار درمیان سے دو ٹکڑے ہوگئی۔ وہ ہار گیا تھا۔

میں نے کہا کہ مجھے لطف نہیں آیا۔ میں دوسرے شمشیرزنوں کے ساتھ بھی مقابلہ

کرنا چاہتا ہوں۔ میریسا نے فوراً" ہی اس کی اجازت دے دی اور اس کے بعد چیکاس فور اور فائیو بھی میرے ہاتھوں ہار گئے تو میریسا نے اسٹیج پر پہنچ کر خود میری فتح کا اعلان کیا۔ وہ اپنی شراب بھری آنکھوں سے مجھے دیکھتی ہوئی بولی۔

"بہت عرصے کے بعد میں نے ایک ایسے شمشیرزن کو دیکھا جو اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ میں ان ہار جانے والوں سے بددل نہیں ہوں کیونکہ فن محدود نہیں ہوتا۔ ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ میں خود بھی شمشیرزن ہوں لیکن آج تلوار کے جو داؤ پیچ مجھے دیکھنے کو ملے ہیں میں اعتراف کرتی ہوں کہ وہ میرے لیے اجنبی ہیں۔ تم انعام کے حقدار ہو نوجوان کس نام سے تمہیں مخاطب کیا جائے۔"

"میں ایشیائی باشندہ ہوں اور میرا نام فراز ہے۔" میں نے وہی نام اسے بتایا جس نام کے پاسپورٹ سے میں نے اسپین کا سفر کیا تھا۔

میریسا ہارٹی نے دس ہزار پسیتا کا انعام میرے حوالے کیا جسے میں نے بڑے احترام کے ساتھ قبول کرکے میریسا ہارٹی کو واپس کرتے ہوئے کہا کہ مجھے شمشیرزنی کا شوق ہے' انعام کا شوق نہیں۔ یہ انعام میری جانب سے ان ننھے فنکاروں کو دے دیا جائے۔ میریسا ہارٹی نے مائیک میرے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"انعام صرف اسی کا ہوتا ہے جس کے لیے تجویز کیا جاتا ہے۔ یہ پانچوں فنکار میرے ساتھی ہیں اور نادار نہیں کہ کوئی اپنا انعام ان کے حوالے کرے۔ تاہم میں اس جذبے کو سراہتے ہوئے اپنے نوجوان دوست فراس سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ یہ انعام قبول کرلیں۔"

میں نے شکریہ کے ساتھ یہ انعام لے لیا تھا۔ میریسا ہارٹی نے فوراً" ہی مجھ سے کہا۔

"اور اس کے بعد تمہیں اپنے ساتھ کافی پینے کی دعوت دوں گی۔ کیا تم اس دعوت کو قبول کرو گے؟"

"دل و جان سے۔" میں نے جواب دیا اور مسکراتا ہوا اس کے ساتھ اس کی میز پر آگیا۔ تماشائیوں کو ہمارے اس تعارف سے کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ نئے آئٹم کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔ میریسا ہارٹی نے میز پر بیٹھ کر ایک انگلی اٹھائی اور ایک ویٹر فوراً" اس کے پاس پہنچ گیا۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کافی۔" میریسا نے اسے حکم دیا اور ویٹر گردن خم کر کے چلا گیا۔ میریسا مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی' پھر بولی۔

"بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کسی ایک انسان میں دو خوبیاں جمع ہو جائیں تم انتہائی خوبصورت نوجوان ہو اور اس کے ساتھ اعلیٰ پائے کے شمشیر زن بھی مردوں میں مردوں جیسی بات ہونی چاہیے۔ ورنہ دل چاہتا ہے کہ انہیں اس دنیا سے رخصت کر دیا جائے۔ موجودہ دور میں نوجوان اپنی مردانگی کھو چکے ہیں۔ وہ نسوانیت کی طرف بھی مائل نہیں ہوتے بلکہ کچھ یوں لگ رہا ہے جیسے ایک تیسری ہی جنس اس دور کی شناخت بنتی جا رہی ہے۔ میں کچھ الگ نظریات رکھتی ہوں ممکن ہے تمہیں ان سے اتفاق نہ ہو لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہر شخص کو اپنی رائے کی آزادی ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم کا یہ فن جسے شمشیر زنی کہتے ہیں۔ میری فطرت سے میل کھاتا ہے اس میں جسمانی طاقت کا بھی مظاہرہ ہوتا ہے اور مردانہ دلیری کا بھی۔ آتشیں ہتھیاروں کے اس دور میں طاقت کا توازن تو ختم ہو گیا ہے۔ پستول بھر کر کسی چھوٹے سے بچے کے ہاتھ میں دے دو کم از کم چھ افراد ہلاک کر دے گا۔ حالانکہ اس میں اس کی اپنی طاقت کا کیا دخل جبکہ شمشیر زنی' خنجر بازی اور دوسرے جسمانی قوتوں کے کھیل' انسان کی اپنی شخصیت کا اظہار کرتے ہیں ویسے ان چھوٹے قد کے نوجوانوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"ایک بات کا اعتراف کروں میڈم میریسا۔"

"ہاں ضرور۔"

"شمشیر زنی میرا بھی شوق ہے اور میں نے صرف اپنے شوق سے اسے سیکھا ہے۔ میرا کوئی استاد نہیں ہے۔ بہت سی جگہوں پر میں نے بڑے بڑے ماہرین سے شمشیر زنی کی ہے لیکن ان ننھے منے شیطانوں کے ساتھ جس فن کا مظاہرہ کر کے مجھے اپنی جان بچانی پڑی ہے۔ میں نہیں بتا سکتا۔ اگر ان کے قدو قامت بھی عام انسانی قدو قامت جیسے ہوتے تو آپ یقین کیجئے ان پر قابو پانا ناممکن ہو جاتا۔ اب یہ جسمانی قوت سے مار کھا جاتے ہیں اور بعض جگہ میں نے انہیں زیر کرنے کے لیے صرف جسمانی قوت سے کام لیا ہے اگر ٹکر برابر کی ہوتی تو شاید میں ان سے نہ جیت پاتا۔"

"تمہیں حیرت ہو گی یہ جسمانی طور پر بھی کمزور نہیں ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ

تم مضبوط بدن کے مالک ہو ان میں سے کسی ایک کو اگر کسی شمشیر زن کے سامنے چھوڑ دیا جائے اور وہ خاص جسمانی قوت نہ رکھتا ہو تو یہ ان پر حاوی آ جائیں گے پھر ان میں مزید خوبیاں ہیں مثلاً "ذہانت' اب تم دیکھو نا شمشیر زنی ایک الگ فن ہے لیکن کاش پچھلے دن تم ان کا کارنامہ دیکھ لیتے۔ ان میں سے چار ایک دوسرے کے شانے پر کھڑے ہو کر اسٹیج پر آ گئے۔ ایک نے قد بڑا کر کے ان چاروں کے چار ٹکڑے کیے۔ اب تم یوں دیکھو کہ نیچے والوں کو بالکل نہیں معلوم کہ وار کس سمت ہونے والا ہے۔ وہ سر سے پاؤں تک ایک کپڑے میں ملبوس تھے۔ تلوار چلانے والے کو بھی یہ علم نہیں کہ وہ کتنے زاویے سے تلوار مارے گا اور کس وقت۔ تیسرا آدمی باقی دو آدمیوں کو لے کر اتنا اونچا اچھلے گا کہ سب سے نیچے والے کے سر اور اوپر والے کے پیروں میں خلا پیدا ہو جائے اور تلوار کپڑے پر پڑے یہ جمناسٹک کا بھی کمال ہے اور اعتماد کا بھی۔ میں اپنے آپ کو بہت دلیر سمجھتی ہوں اور دلیر ہوں بھی لیکن یقین کرو ان کے اس فن کو دیکھ کر میری آنکھیں بند ہو جاتی تھیں اور ہر لمحہ میں خون کا فوارہ بلند ہونے کی توقع کرتی تھی۔ یہ ایسا فن تھا جس پر میں خود عش عش کر اٹھی۔ پانچوں عظیم الشان انسان ہیں ان کے چھوٹے قدو قامت پر مت جاؤ۔ وہ لاتعداد خوبیوں کے مالک ہیں۔"

"بلاشبہ میڈم مگر کیا یہ پانچوں آپس میں کوئی رشتہ رکھتے ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ پانچوں کی صورت میں یکسانیت ہے اور پانچوں ایک ہی مزاج کے معلوم ہوتے ہیں۔"

"یہ پانچوں بھائی ہیں اور تمہیں شاید یہ بات بھی معلوم نہیں ہو گی کہ ان کے والدین نے ان کے نام نہیں بلکہ انہیں نمبر دیئے ہیں ایک سے لے کر پانچ تک' ان کا کوئی نام ہی نہیں ہے اور ان کے انٹرنیشنل پاسپورٹس پر فرضی نام لکھے ہوئے ہیں یہ بات انہوں نے مجھے بتائی ہے۔"

"بہت خوب کیا یہ کہیں باہر سے آئے ہوئے ہیں آپ نے خصوصاً "پاسپورٹس کا تذکرہ کیا ہے۔"

"ہاں میری ان کی زیادہ عرصے کی شناسائی نہیں ہے۔ بس یونہی ایک دن شمشیر زنی کا مظاہرہ ہو رہا تھا لیڈونا میں کہ ان لوگوں نے خود بھی اس میں شمولیت اختیار کی اور کچھ ایسی تلوار چلائی کہ میں ان پر فریفتہ ہو گئی اور جس پر میں فریفتہ ہو جاؤں سمجھ لو وہ میرا بن

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

جاتا ہے۔" میڈم میریسا نے آخری الفاظ میرے چہرے پر نظر ڈال کر مسکراتے ہوئے ادا کیے تھے۔ میں نے کسی قدر شرمانے کی اداکاری کی اور اس نے گھن گرج کر قہقہہ لگایا۔

"کہاں سے تعلق ہے تمہارا۔ مائی ڈیئر مسٹر فراس۔"

"میڈم سے کہا تھا میں نے کہ ایشیائی ہوں۔"

"اپنی تمام تر روایتوں کے ساتھ۔"

"جی؟"

"ہاں۔ تمہارے چہرے پر شرم کے جو تاثرات نظر آئے وہ خالص ایشیائیوں کا کام ہے ورنہ یورپ اور امریکا اب شرم و حیا سے عاری ہو چکے ہیں اور یہاں کے لوگوں میں چاہے وہ مرد ہوں یا عورت۔ یہ چیز ہے ہی نہیں۔ شرم سے عاری بے تاثر لوگ ہیں ان جگہوں کے۔ خیر چھوڑو اور بھی بہت سی باتیں کرنی ہیں تم سے۔ میں ایک بات کا کھل کر اظہار کردوں۔ تم مجھے بہت پسند آئے ہو اور جو چیز مجھے پسند آتی ہیں وہ میری ہوتی ہے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ اس کے لیے عرصے کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ لو کافی پیو۔" ویٹر کے قریب آجانے پر اس نے کہا۔

ویٹر نے بڑے احترام سے کافی بنا کر ہم دونوں کے سامنے رکھی اور پھر ادب سے پیچھے ہٹ گیا۔ ظاہر ہے وہ لیڈوتا کی مالک تھی۔ میں نے کافی کا ایک چھوٹا سا گھونٹ لیا اور بولا۔

"میڈم میریسا بہت بڑے لوگوں کے سامنے زبان کھولتے ہوئے تھوڑے سے خوف کا احساس ہوتا ہے۔ آپ یقیناً" بہت بڑی ہستی ہیں۔ اس لیے بہت سی دل کی باتیں میں آپ سے نہیں کہہ سکتا۔"

"ارے چھوڑو۔ اگر میں بڑی ہوتی تو تمہارے ساتھ بیٹھ کر کافی نہ پی رہی ہوتی۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ میرے ذہن میں بڑے چھوٹے کا تصور نہیں ہے اور پھر تم سے تو میں اپنائیت کا اظہار کر چکی ہوں۔ اب تم میرے دوست ہو مائی ڈیئر فراس۔ اچھا یہ بتاؤ صرف شمشیرزنی میں مہارت رکھتے ہو یا کوئی اور بھی فن آتا ہے۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔ "اگر کبھی آپ سے تفصیلی ملاقات ہوئی تو اپنے بارے میں مکمل تعارف کرادوں گا میڈم۔ ویسے ان فنون میں نشانہ

بازی بھی آتی ہے مجھے۔ اگر میں آپ کے سامنے یہ دعوی کروں کہ میرے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول کی کوئی گولی بے نشانہ نہیں ہوتی تو اس کا مقصد یہ ہے کہ میں اس کا امتحان دینے کے لیے تیار ہوں۔ فنون کی بات نہیں کرتا۔ اگر فطرت کی بات پوچھیں تو دوستوں کے لیے زندگی قربان کر دینے پر تلا رہتا ہوں۔ یہ دوسری بات ہے کہ تقدیر میں دوست نہیں لکھے۔"

"کرتے کیا ہو۔" میریسا نے اپنی کافی کی پیالی سے کھیلتے ہوئے پوچھا۔

"آوارہ گردی۔ دنیا کی سیاحت کا شوق ہے لیکن بہت زیادہ وسائل نہیں ہیں بس کہیں بھی کسی بھی جگہ وقت گزارتا ہوں۔ محنت مزدوری کرتا ہوں۔ تھوڑے سے پیسے اکٹھے ہو جاتے ہیں تو وہاں سے آگے بڑھ جاتا ہوں۔ کافی عرصے کے بعد اپنے وطن سے باہر نکلا ہوں اسپین دیکھنے کا بے حد شوق تھا۔ ابھی مجھے یہاں آئے ہوئے صرف چند گھنٹے گزرے ہیں۔"

"ویری گڈ" کہاں رہتے ہو' میرا مطلب ہے کس ہوٹل میں قیام کیا ہے؟"

میں پھر ہنسا اور کہا۔ "نہیں میڈم اس لیے تو آپ کے سامنے احساس کمتری کا شکار ہوں۔ اب یہ دس ہزار پیسیتا آپ نے مجھے دیے ہیں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ اسپین میں کچھ وقت اچھا گزر جائے گا۔ ویسے فی الحال تو میں نے کیمپنگ ہی میں قیام کیا ہے۔"

"لیکن تم انعام کی یہ رقم ان لوگوں میں بانٹ رہے تھے جبکہ تمہیں اس کی زیادہ ضرورت تھی۔"

"میں ان کے فن سے متاثر ہوا تھا میڈم اور میں نے یہی سمجھا تھا کہ وہ اس طرح کے مظاہرے کرکے پیسے اکٹھے کرتے ہیں اگر میں انہیں شکست نہ دیتا تو یہ دس ہزار پیسیتا ان کی ملکیت ہوتے کسی فنکار سے اس کا حق چھیننا مجھے ناپسند ہے۔"

"گریٹ۔ بہت خوشی ہوئی تم سے مل کر مائی ڈیئر فراس لیکن اسے تم کیا کہو گے کہ یہاں تمہاری ملاقات ہوگئی اسپین کی اصل حکمران سے اور جب اتنے بڑے لوگوں سے ملاقات ہو جاتی ہے تو کوئی قلاش نہیں رہتا۔ اسپین میں اب تم میرے مہمان ہو ایک لامحدود مدت کے لیے۔ میرا تعارف آہستہ آہستہ تم سے ہو جائے گا۔ ابتدائی طور پر صرف تمہیں ایک بات بتانا چاہتی ہوں وہ یہ کہ نہ تو مجھے زیادہ تکلف پسند ہے اور نہ ہی اپنی بات

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

کی تردید۔ کیا سمجھے؟"

میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔ "میڈم آپ نے مجھے اجازت دی تھی کہ میں آپ کے سامنے زبان کھول سکوں۔ جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا وہ تو میرے دل میں ہی رہ گیا۔ آپ نے کہا تھا کہ دو خوبیاں کسی ایک انسان میں یکجا نہیں ہوتیں۔ میڈم آپ نے وہ الفاظ میرے لیے کہے تھے اور میں ان کے لیے آپ کا شکریہ ادا کر چکا ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ لاتعداد خوبیاں کسی ایک شخصیت میں اکٹھا نہیں ہو سکتیں۔ آپ کو 'ایشیئن خطوط ملے ہیں ہم ایشیائیوں کی نظر میں ان خطوط میں ایک خاص دلکشی ہوتی ہے۔ آپ کے چہرے کی تانبے جیسی رنگت۔ آپ یقین کیجیے ہم اس کے شیدائی ہوتے ہیں پھر یہ قیمتی نوادرات جو آپ کے چہرے پر آنکھوں کی جگہ جڑے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی ماہر جوہری ان چیزوں کو دیکھ لے تو میں سمجھتا ہوں ان کے حصول کے لیے خودکشی پر آمادہ ہو سکتا ہے اور پھر اس کے بعد میڈم انتہائی معذرت کے ساتھ آپ کے نقوش یہ میرا خاص موضوع ہے۔ میں دعوے سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر شہری یا ملکی نہیں بلکہ بین الاقوامی مقابلہ حسن ہو تو میں آپ کو اس کے جج کی حیثیت سے ہزاروں نمبر دے دوں گا بلکہ شاید یقین نہیں کر پاؤں گا کہ آپ کو کتنے نمبر دیے جائیں۔

"وہ پھر ہنس پڑی۔ چند لمحات ہنستی رہی پھر بولی۔"

"چلو ٹھیک ہے تم نے بدلہ لے لیا لیکن افسوس ہم لوگ شرماتے نہیں ہیں۔ مجھے تمہاری یہ بات دل سے پسند آئی ہے۔ یہ انسانی کمزوری ہے۔ چاہے وہ ذہنی طور پر کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو لیکن اپنی تعریف سن کر تھوڑا بہت ضرور متاثر ہوتا ہے۔ خیر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو ہماری دوستی زیادہ پائیدار ہوگی۔ چنانچہ اب تو تم اس بات سے انکار نہیں کرو گے کہ تم اسپین میں میرے مہمان ہو۔"

"اپنی خوش بختی سے کون انکار کر سکتا ہے میڈم۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ سوئیٹ سوئیٹ سوئیٹ۔ تمہاری باتیں بھی بے حد دلکش ہیں اور مجھے بے حد پسند ہیں۔ اب تھوڑی دیر کے بعد ہم یہاں سے اٹھیں گے۔ تم میرے ساتھ کیمپنگ چلو گے۔ اپنا مختصر سا سامان اٹھاؤ گے اور میرے ساتھ ہی واپس آجاؤ گے۔ میں تمہیں تمہاری

رہائش گاہ تک پہنچا دوں گی۔"

"میڈم مجھ سے پہلے ہی کہہ چکی ہیں کہ ان کے کسی حکم سے انکار ان کے لیے ناپسندیدہ ہوگا۔"

اس نے محبت بھرے انداز میں میری کلائی پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور ایک لمحے کے لیے میرے بدن میں جھرجھری سی پیدا ہو گئی۔ یہ ہاتھ آگ کی طرح دہک رہا تھا اور زمانہ قدیم میں میری اتالیق مسز خان مجھے ایسے بھیگے ہوئے گرم ہاتھوں کے بارے میں بہت سی اہم باتیں بتا چکی تھیں کیونکہ ان کے ہاتھ بھی پسینے میں تر رہا کرتے تھے لیکن وہ پسینہ گرم ہوتا تھا۔ میں ہاتھ کے اس لمس سے کافی دیر تک متاثر رہا۔ کافی ختم ہو گئی اور اس کے بعد میریا نے سب کچھ نظرانداز کر کے کہا۔

"اٹھو۔"

میں اٹھ گیا تھا۔ مجھے اندازہ تھا کہ چیکاس برادرز میری جانب سے غافل نہیں ہوں گے۔ انہوں نے خود ہی اس جانب نشاندہی کی تھی۔ اس لیے وہ میری اس کاوش کے نتائج بھی جاننا چاہتے ہوں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی تشویش کا شکار ہو کر میرے پیچھے چل پڑیں۔ یہ مناسب نہیں ہوگا۔ بہرحال ان حالات میں انہیں کوئی ہدایت بھی نہیں دی جا سکتی تھی۔ میں خود بھی محسوس کر چکا تھا کہ وہ کام کی عورت ہے اور اسے میرے ساتھ ہونا چاہیے۔ آئندہ بہت سی آسانیاں حاصل ہو جائیں گی۔ اب اتنا تجربہ تو مجھے تھا کہ میں اس قسم کی کسی عورت کو ہینڈل کر سکوں۔ باقی دوسرے چند معاملات تھے تو بعض اوقات انسان کو کچھ ایسی کارروائیاں بھی کرنا پڑتی ہیں جن کے لیے ضمیر تیار نہیں ہوتا لیکن مصلحت ایسے کام کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ تھوڑا بہت احساس مجھے یہ بھی تھا کہ ممکن ہے میریا ہارٹی اس وقت مجھے اپنے ساتھ کیمپنگ لے جا کر میرے الفاظ کی تصدیق کرنا چاہتی ہو۔ جس ٹائپ کی وہ عورت ہے اس کے لیے اسے محتاط بھی رہنا پڑتا ہوگا۔ اپنا شوق اپنی پسند الگ لیکن اس کا واسطہ غلط اور خطرناک لوگوں سے بھی پڑ جاتا ہوگا چنانچہ وہ میرے بیان کی تصدیق چاہتی ہے۔

ہم دونوں باہر نکل آئے اس کی چال بھی بے حد دلکش تھی۔ خاص قسم کا لباس پہنا ہوا تھا اس نے لیکن اس وقت مجھے شدید حیرت ہوئی جب میں نے اسے ساڑھے چار

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہارس پاور کی ایک عظیم الشان موٹر سائیکل کی جانب بڑھتے ہوئی دیکھا۔ اس نے موٹر سائیکل کو اسٹینڈ سے اتارا اور میں سر جھکانے لگا۔ ایسی کوئی عورت ایک موٹر سائیکل پر سفر کرے اور میں اس کے پیچھے بیٹھا نظر آؤں تو اس سے زیادہ حماقت آمیز منظر شاید ہی کبھی دیکھنے کو ملا ہو۔ ہمارے ہاں تو خیر خواتین کے موٹر سائیکل چلانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ چہ جائیکہ ان کے پیچھے کوئی مرد بھی بیٹھا ہو اس نے اپنے دونوں لمبے پاؤں زمین پر ٹکائے۔ موٹر سائیکل ہی کی ایک کٹ سے ایک چوڑا چشمہ نکال کر چہرے پر لگایا اور مجھ سے بولی۔

"بیٹھو انتظار کیا کر رہے ہو؟"

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور اس کے پیچھے موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا۔ اس نے موٹر سائیکل کو سیلف لگایا اور موٹر سائیکل اسٹارٹ ہوگئی۔ آہستہ آہستہ اس نے پاؤں ٹکا کر اسے موڑا اور پھر ہوٹل کے بڑے گیٹ سے باہر نکل آئی۔ باہر اس نے موٹر سائیکل روکی اور ایک واکی ٹاکی قسم کا کلپ نکال کر مجھے دیا اور کہنے لگی۔

"اسے کانوں پر چڑھالو۔" میں نے اس سے کچھ پوچھے بغیر اس کے حکم کی تعمیل کی تھی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ موٹر سائیکل کے اس سفر میں وہ مجھ سے گفتگو کرتے رہنا چاہتی ہے اور یہ ہیڈ فون اس کے لباس میں موجود کسی اسپیکر سے منسلک تھا۔ ایسا ہی دوسرا ہیڈ فون اس نے اپنے کانوں پر چڑھالیا تھا پھر اچانک ہی موٹر سائیکل نے ایک جھٹکا لیا اور ایک لمبی چھلانگ لگا کر سڑک پر دوڑنے لگی۔ اس عورت کے بارے میں مجھے بخوبی اندازہ ہوگیا تھا اس لیے موٹر سائیکل پر محتاط بیٹھنا تھا۔ میرے خیال کی تصدیق چند ہی لمحات میں ہوگئی۔ موٹر سائیکل ایک بھیانک آواز کے ساتھ سڑکوں پر فراٹے بھرنے لگی اور اس کی اسپیڈ تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی۔

ساڑھے چار ہارس پاور کی ہیوی موٹر سائیکل ظاہر ہے سست روی سے سڑکوں پر چلانے کے لیے نہیں ہوتی لیکن چند ہی لمحات کے بعد مجھے چکر آنے لگا۔ موٹر سائیکل کی اسپیڈ قیامت خیز تھی۔ وہ بھری پری سڑکوں پر چل رہی تھی لیکن اس طرح گاڑیوں کے درمیان سے موٹر سائیکل نکال رہی تھی کہ کسی بھی لمحے کوئی بھیانک حادثہ ہوسکتا تھا۔ پتا نہیں کس قسم کی عورت تھی۔ میڈرڈ جیسے مہذب اور بین الاقوامی شہر میں اس طرح کی

موٹر سائیکل ڈرائیونگ ایک انہونی سی بات تھی۔ میں نے جگہ جگہ پولیس کی گاڑیاں بھی دیکھیں۔ یہ اسپیڈ شہر میں گاڑی چلانے کی نہیں تھی۔ میرا خیال تھا کہ چند ہی لمحات کے بعد سائرن بجاتی ہوئی گاڑیاں ہمارے پیچھے لگ جائیں گے اور کہیں نہ کہیں اسے روک لیا جائے گا لیکن اس وقت میں نے دل ہی دل میں ایک ٹھنڈی سانس بھری جب کئی جگہ اس نے ٹریفک سگنل توڑا اور آگے نکل گئی۔ کوئی پولیس کار یا موٹر بائیک اس کے پیچھے نہیں لگی تھی۔ درحقیقت اس نے غلط نہیں کہا تھا۔ وہ اسپین کی بے تاج بادشاہ تھی اور غالباً" پولیس بھی اس کی موٹر سائیکل سے واقف تھی۔ ہر جگہ طاقت ہی کی حکمرانی ہوتی ہے اس کا اظہار یہاں بخوبی ہو رہا تھا۔ ساری کی ساری تہذیب خاک میں مل گئی تھی۔ ایک عورت نے ان سب کو بے بس کر رکھا تھا۔ بہرحال ان ساری سوچوں کے ساتھ ساتھ زندگی بچانے کا تصور بھی نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ اس لیے اس وقت میں سوچوں میں گھرنے کے بجائے اپنی زندگی کی فکر میں سرگرداں تھا۔ وہ ایسے ایسے بھیانک موڑ کاٹ رہی تھی کہ بعض اوقات آنکھیں ہی بند کرنی پڑ رہی تھیں لیکن کمبخت ماہر تھی ہر جگہ سے صاف بچ کر نکل جاتی تھی۔ آخری بات جو میں نے اس کے بارے میں سوچی وہ یہی تھی کہ اگر اس کی دوستی میں مجھے اس کے ساتھ موٹر سائیکل پر سفر کرنا پڑا تو شاید میرے لیے ممکن نہ ہو۔ باقی تمام معاملات برداشت کر جاؤں گا کوئی ایسی اہم بات نہیں ہے لیکن اس کے بعد موٹر سائیکل پر اس کے ساتھ سفر میرے لیے ممکن نہیں ہوگا پھر اس وقت جان میں جان آئی جب میں نے کیمپنگ کی روشنیاں دیکھیں۔ یہاں اس کمبخت نے موٹر سائیکل کی رفتار سست کی اور مجھ سے میری رہائش گاہ کا پتا پوچھنے لگی۔ میں اسے اپنے خیمے تک لے آیا تھا۔ خیمے میں داخل ہو کر میں نے اپنا سامان وغیرہ نکالا جو ایک آوارہ گرد کے سامان ہی کی حیثیت رکھتا تھا وہ گہری نگاہوں سے میرا جائزہ لیتی رہی تب مجھے احساس ہوا کہ اصل میں وہ میری بات کی تصدیق کرنا چاہتی تھی۔ چالاک عورت تھی۔ غالباً" سوچ رہی ہوگی کہ جو کچھ میں نے کہا وہ سچ بھی ہے یا نہیں۔ میں نے دبی زبان میں اس سے کہا کہ کیا اس سامان کے ساتھ موٹر سائیکل پر سفر مناسب رہے گا تو وہ ہنس کر بولی۔

"میں سمجھتی ہوں کہ بڑے بڑے شمشیر زن میرے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھتے ہوئے کتراتے ہیں لیکن تم بے فکر رہو تمہیں زندہ سلامت لے جاؤں گی کیونکہ مجھے خود

WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem

بھی تمہاری ضرورت ہے۔"

میں ہنس کر خاموش ہوگیا تھا لیکن حقیقت یہی ہے کہ اپنے مختصر سامان کو اپنے جسم کے ساتھ سنبھالنا میرے لیے بے حد مشکل ثابت ہوا تھا۔ موٹر سائیکل ایک بلڈنگ کے سامنے رکی تھی اور میریا ہارٹی نے اسے بلڈنگ ہی کی پارکنگ لاٹ پر پارک کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ میرے ساتھ بلڈنگ میں داخل ہوگئی اس کا فلیٹ فرسٹ فلور پر ہی تھا۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ فلیٹ جھلمل جھلمل کر رہا تھا۔ انتہائی قیمتی اشیا سے آراستہ تھا مجھے ساتھ لیے ہوئے وہ اندر آگئی پھر ایک کمرے کا دروازہ کھول کر روشنیاں جلائیں اور مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرکے کہنے لگی۔

"آدھا گھنٹہ دیتی ہوں تمہیں اپنے آپ کو بالکل ترو تازہ کرلو وہ سامنے باتھ روم ہے اس کے بعد بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

میں نے گردن ہلا دی۔ وہ چلی گئی اور میں باتھ روم کی طرف بڑھ کر یہ سوچنے لگا کہ ان کوششوں سے کیا نتائج حاصل ہوسکتے ہیں۔ مجھے ویسے چیکاس برادرز نے اس کی طرف سے ہوشیار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ اس کا ساتھ بہترین ثابت ہوسکتا ہے میں ان کے اس دعوے کی تصدیق چاہتا تھا اور اس کے لیے مجھے کچھ خاص مراحل سے گزرنا تھا۔ بہرحال اک سادہ سا لباس پہن کر میں آئینے کے سامنے سے ہٹ گیا۔ رشید ناگی کے کرائے ہوئے میک اپ نے پہلے بھی بڑا کام دیا تھا اور اس وقت بھی اگر اس سے کوئی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے تو مجھے اعتراض نہیں تھا۔

وہ ایک نائٹی پہنے ہوئے اندر داخل ہوگئی۔ ہاتھ میں کچھ برتن لیے ہوئے تھے جنہیں اس نے سینٹر ٹیبل پر رکھ دیا۔ میری طرف کچھ دیر دیکھتی رہی پھر عجیب سے انداز میں ہنسی اور میرے بالکل سامنے بیٹھ گئی۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ دو خوبیاں کسی ایک انسان میں جمع ہو جانا۔ بہت بڑی بات ہے لیکن پتا یہ چلا کہ کیمپنگ کے قیام نے تمہارا حلیہ ہی بدل دیا تھا۔ چند منٹ میں تم جو کچھ نکل آئے ہو میں سمجھتی ہوں شروع ہی سے اگر تمہاری حفاظت کی جاتی تو تم اس سے کہیں زیادہ دلکش ہوتے۔ کیا کہتے ہو اس بارے میں مسٹر فراس؟"

"میں نے خود کبھی اپنے آپ پر غور نہیں کیا میڈم۔"

"میں نہیں مانتی اس بات کو۔"

"کیوں؟"

"تم نے بے شک خود پر غور نہ کیا ہوگا لیکن لڑکیوں نے تمہیں خود سے ضرور متعارف کرایا ہوگا۔"

"اب اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ ایشیائیوں کے بارے میں آپ کی معلومات کچھ کم ہیں میڈم تو ہوسکتا ہے آپ برا مان جائیں۔"

"اوہو نہیں نہیں میں تمہارا مطلب سمجھ رہی ہوں۔ ہاں مجھے اس بات کا علم ہے اصل میں شاید تمہیں بھی ایشین لوگوں کے بارے میں تفصیلات نہیں معلوم۔ یہاں پر خاصا ایشیائی اثر ہے ہماری ہاں کے عام نوجوان میری مراد ایسے لوگوں سے ہے جن کو زندگی میں بہت زیادہ کھل کھیلنے کا موقعہ نہیں ملا ہے یورپ سے خاصے مختلف ہیں۔ ان میں یورپین نوجوانوں جیسی بے باکی نہیں ہے۔ ویسے تم شراب تو پیتے ہو ناں؟"

"نہیں میڈم آپ کے سامنے سب کچھ دیکھ کر میں نے یہی سوچا تھا کہ آپ سے کن الفاظ میں اس کے لیے انکار کروں؟"

"اکیلے پینا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے لیکن اور کون کون سی چیزوں سے پرہیز کرتے ہو۔ کہیں میرا موڈ تو خراب نہیں کرو گے؟"

میں ہنس کر خاموش ہوگیا۔ وہ مجھے دیکھتی رہی پھر میں اس کے بارے میں اندازے قائم کرتا رہا۔ کافی چالاک عورت تھی۔ ایک ایک چیز کو نوٹ کرتی تھی مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہاں اس فلیٹ میں وہ بالکل تنہا ہوگی۔

بہرحال دوسری صبح اس نے اپنے ہاتھ سے ناشتہ تیار کیا۔ بہت خوش نظر آرہی تھی اور مجھ پر بے حد مہربان تھی۔ اس دوران اس نے میرے بارے میں بہت سے تعریفی جملے بھی ادا کیے تھے اور میں صحیح معنوں میں ان جملوں پر جھینپتا رہا تھا لیکن شکر تھا کہ صرف میں ہی انہیں سن رہا تھا اور کسی کے سامنے شرمندگی نہیں اٹھانی پڑی تھی۔ بعد میں اس نے بتایا کہ یہ فلیٹ اس کی مستقل رہائش گاہ نہیں ہے بلکہ عارضی طور وہ کبھی کبھی یہاں وقت گزار لیتی ہے۔ اس وقت جب اسے ذہنی سکون درکار ہوتا ہے۔ ناشتے کے دوران وہ بولی۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں نے اسپین میں وسیع کاروبار پھیلایا ہوا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی ضرورت مند مجھ سے مدد لیتے ہیں۔ میرا اپنا بھی خاصا کاروبار ہے جن سے فوراً ہی تمہیں روشناس نہیں کراؤں گی۔ اس سلسلے میں میرا دست راست کیتھ اسٹروڈی ہے۔ یوں سمجھ لو وہ میرا نائب ہے۔ بہت کام کا آدمی۔ بڑا خردماغ ہے۔ اصل میں اس کا تعلق اسپین کے ایک نواحی قبیلے سے ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ عموماً قبیلوں میں رہنے والوں کے دماغ سست اور بیکار ہوتے ہیں لیکن اسٹروڈی نے یہ روایت غلط ثابت کر دی ہے۔ وہ چیتے کی طرح پھرتیلا اور طاقتور ہے اور لومڑی کی طرح چوکنا اور چالاک ہے میں اس سے کسی وقت تمہارا براہ راست تعارف کراؤں گی۔ تمہیں میرے ساتھ وقت گزارنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی یوں سمجھ لو اسپین میں تم عیش کرو گے کیونکہ تم مجھے پسند آئے ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ تمہاری دوسری خوبیوں سے بھی واقف ہو جاؤں۔"

"میڈم میں اسپین میں کب تک قیام کر سکوں گا۔"

"زندگی بھر کیوں؟"

"میرا مطلب ہے میں تو ایک سیاح کی حیثیت رکھتا ہوں۔"

"جن لوگوں کا تعلق میریسا ہارٹی سے ہو جاتا ہے وہ صرف میریسا ہارٹی کے آدمی ہوتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتے۔ میرے آدمی کی حیثیت سے کوئی تمہیں اسپین سے باہر نکال سکتا ہے۔ میری درجنوں رہائش گاہیں ہیں اور تمہارے لیے فی الحال میں نے یہ جگہ منتخب کی ہے۔ ہماری تمہاری ملاقاتیں ہوتی رہیں گی۔ ویسے میں تمہیں بتاؤں، میں بہت مصروف رہتی ہوں۔ کبھی تم سے ملاقاتیں ہوں گی تو مسلسل ہوتی رہیں گی اور کبھی کہیں نکل گئی تو پھر یہ سمجھ لو کہ اچھا خاصا وقت لگ جاتا ہے۔"

میں نے گہری سانس لے کر گردن ہلائی اور بولا۔

"میڈم میریسا بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے مصروف رکھیں۔ میں بیکار بیٹھنے کا عادی نہیں ہوں۔ میں تو یہاں سیاحت کرتا اسپین کے مختلف گوشے دیکھتا اور یہاں سے باہر نکل جاتا، لیکن اگر آپ نے مجھے اپنے خادموں کی حیثیت سے منتخب کیا ہے تو پھر مجھ پر کچھ ذمے داریاں بھی ڈالی جائیں۔"

وہ پر خیال انداز میں میرا چہرہ دیکھنے لگی۔ اچانک ہی اسے یہ احساس ہوا تھا کہ مجھ

سے وہ کوئی خاص کام لے سکتی ہے۔ میں اس کی پر خیال نگاہوں کا تجزیہ کرتا رہا لیکن کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کچھ دیر کے بعد وہ آہستہ سے بولی۔

"مسٹر فراس ایک بات پوچھوں تم سے؟"

"جی میڈم۔"

"میرے لیے دل میں کوئی برائی تو نہیں رکھتے۔"

"جی۔" میں متحیرانہ انداز میں بولا۔

"میرا مطلب ہے کہیں دل میں کوئی ایسا تصور جو تمہیں مجھ سے بغاوت پر آمادہ کر دے۔"

"ہرگز نہیں آپ نے یہ بات کیوں سوچی۔ آپ نے مجھے دوست بنایا ہے۔ میں بھی اتنا کمینہ انسان نہیں ہوں کہ دوستی کا مطلب نہ سمجھ سکوں۔"

"اصل میں تمہارے کہے الفاظ پر مجھے ایک خیال آیا ہے۔ ایک کام ہے جو میں تمہارے ذریعے لے سکتی ہوں لیکن اس سلسلے میں تم سے کچھ سوالات کرنا ضروری ہیں۔"

"جی فرمایئے۔"

"اگر میں تمہیں کچھ ایشیائیوں کے خلاف استعمال کروں تو کیا تم علاقائی تعصب برتو گے۔ انہیں مجھ پر ترجیح دو گے یا میرے مخلص اور وفادار ساتھی کی حیثیت سے میرا کام سر انجام دو گے۔"

"میڈم دوستی دوستی ہوتی ہے اگر ایک دوست کی حیثیت سے آپ مجھ سے کوئی کام لیں گی تو آپ خود تصور کر لیجیے ان ایشیائیوں سے میرا کیا تعلق ہے۔"

"ہو سکتا ہے وہ تمہارے ہی وطن کے آدمی ہوں؟"

"اپنا وطن چھوڑے ہوئے تو مجھے عرصہ گزر گیا۔ وہاں اتفاق سے میرا نہ کوئی عزیز و اقارب ہے نہ دوست اور نہ شناسا۔ ایک آوارہ گرد کے خاندان نہیں ہوتے۔ اس لیے ان کا تعلق کہیں سے بھی ہو آپ اگر ان کے سلسلے میں مجھ سے کوئی کام لینا چاہتی ہیں تو یوں سمجھ لیجیے کہ میں ہر لحاظ سے آپ کا وفادار اور آپ کا ساتھی ہوں۔"

"بہت اہم بات ہے یہ لیکن مجھے یوں لگتا ہے کہ شاید تم سے میرا کوئی کام بن جائے اس کے باوجود میں کیتھ اسٹروڈی سے مشورہ کر لینا ضروری سمجھتی ہوں۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپ مجھے کچھ بتائیں گی نہیں میڈم کہ وہ کام کیا ہو سکتا ہے؟"

"جلد بازی ہو جائے گی۔"

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کو ابھی تک مجھ پر کوئی اعتماد نہیں ہوا۔ خیر ٹھیک ہے چند لمحات میں اعتماد نہیں قائم ہو جاتا۔ بہرحال یہ آپ پر منحصر ہے اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اس سلسلے میں مصروف کر دیں میں آپ کا ہر کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔ وہ مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔"

"چار آدمی ہیں وہ کچھ خاص حیثیت کے حامل ہیں ہم نے ان کے ساتھ کافی سختیاں کی ہیں۔ وہ زبان نہیں کھولتے اور جو کچھ ہم ان سے معلوم کرنا چاہتے ہیں اس پر آمادہ نہیں ہوتے تم ان کے ہم وطن ہو اگر کسی بھی طرح تم ان سے اس بارے میں معلومات حاصل کر لو تو ہمارے لیے بڑا کار آمد ہو گا۔"

"میں تیار ہوں' میڈم یہ تو کوئی بڑا کام ہی نہیں ہے۔"

"ہے تم اس کی اہمیت نہیں سمجھ رہے لیکن میں کیتھ اسٹروڈی سے مشورہ کرنے کے بعد تمہیں اس بارے میں اطلاع دوں گی۔ فی الحال یہیں قیام کرو۔"

"جیسا آپ پسند کریں۔" میں نے کہا۔

وہ دن کے ساڑھے گیارہ بجے مجھ سے اجازت لے کر چلی گئی۔ جاتے وقت وہ مجھے بتا گئی تھی کہ یہاں فلیٹ میں کیا کیا کچھ موجود ہے۔ ایک کار کی چابی بھی اس نے مجھے دی تھی اور کہا تھا کہ اگر جی گھبرائے اور میں یہاں سے کہیں گھومنے کے لیے جانا چاہوں تو جا سکتا ہوں۔ لائسنسوں وغیرہ کی بالکل فکر نہ کی جائے گاڑی پر میڈم میریسا کا مونوگرام لگا ہوا ہے اسے دیکھ کر کوئی پولیس مین گاڑی کو نہیں روکے گا۔ وہ اپنی موٹر بائیک پر ہی گئی تھی اور مجھے کار کے بارے میں تفصیلات بتا گئی تھی لیکن خیر مجھے ابھی یہاں سے کہاں جانا تھا۔ البتہ میں اس کے الفاظ میں کھو گیا تھا۔ میرے چار ہم وطن جو اس کے قبضے میں ہیں وہ ان سے کچھ معلوم کرنا چاہتی ہے اور وہ زبان نہیں کھولتے۔ کیا قصہ ہے یہ کون ہو سکتے ہیں وہ۔ ایک نیا ہی کھیل میری نگاہوں کے سامنے آیا تھا لیکن بس اتنا ہی کافی تھا کہ میرے کچھ ہم وطن اسپین کی ایک جرائم پیشہ عورت کے قبضے میں ہیں اور وہ ان پر تشدد کر رہی ہے۔ میں اس سلسلے میں کسی قسم کی کوئی رعایت یا احتیاط برتنے کا عادی نہیں تھا۔ جہاں

تک احتیاط ضروری اور ممکن ہے وہ تو بے شک کی جائے گی لیکن اگر میرے آدمیوں پر کسی قسم کا تشدد ہو رہا ہے تو پھر تو یہ میرے لیے مشکل تھا کہ میں ان کی مدد کرنے سے باز رہوں چنانچہ تھوڑا سا اضطراب دل میں پیدا ہو گیا تھا۔ یہ اندازہ لگا لینے کے بعد کہ وہ جا چکی ہے میں نے اس فلیٹ کی نہایت محتاط انداز میں تلاشی لینا شروع کر دی' میں نے ایک ایک چیز کا جائزہ لیا۔ خصوصاً" ایسی چیزوں پر میں نے غور کیا جیسے وڈن کیمرے ہوتے ہیں جن سے کسی کی حرکات و سکنات کو کہیں دور بیٹھ کر دیکھا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے اس جدید عورت نے یہاں اس قسم کے انتظامات کر رکھے ہوں۔ میں نے ہر چیز کا باریک بینی سے جائزہ لیا لیکن ایسی کوئی چیز یہاں سے دستیاب نہیں ہوئی تھی اس کا مطلب تھا کہ یہ فلیٹ بالکل مناسب ہے۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے ٹرانسمیٹر پر جو ایک بٹن کی شکل میں میرے سوٹ کے کالر میں لگا ہوا تھا اور ہمیشہ ہی لگا رہتا تھا' چیکاس برادرز کو کال کیا۔ وہ لوگ شاید میری طرف سے کسی قسم کے اشارے ہی کے منتظر تھے۔ چیکاس ون نے میری کال ریسیو کی تھی۔

"ہیلو۔ تم لوگ بالکل مناسب جگہ پر ہو میرا مطلب ہے میں تم سے بات کر سکتا ہوں۔"

"ہاں چیف اور ہمیں اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ آپ میڈم میریسا کی قربت حاصل کر چکے ہیں۔ ہم نے اسی لیے آپ کو مخاطب نہیں کیا۔ کیا اس وقت میڈم میریسا آپ کے پاس موجود نہیں ہیں۔"

"نہیں تم لوگ کہاں رہتے ہو؟"

"پہلے بھی ہم نے آپ کو بتایا تھا چیف کہ اس نے ہماری رہائش کے لیے ایک پرائیویٹ رہائش گاہ میں بندوبست کیا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا مکان ہے لیکن بے حد خوبصورت اور زندگی کی ضروریات سے آراستہ۔ یہاں ہمیں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔"

"اس سے کس حد تک رابطہ ہو چکا ہے تمہارا؟"

"کچھ نہیں چیف ابھی تو ہم اس کے ہوٹل میں یہ شو کر رہے ہیں اور وہ ہم سے بہت خوش ہے۔ اصل میں وہ کھلنڈری قسم کی عورت ہے۔ مطمئن ہے اور اپنے وسیع و

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

عریض ذرائع رکھتی ہے۔ اس لئے ایسے پانچ آدمیوں کو پالنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے اور پھر لیڈونا میں ہمارے شو کافی پسند کیے جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہاں لوگوں کی آمد بڑھ گئی ہے چنانچہ وہ مزید خوش ہے۔"

"ابھی تک اس نے تمہیں کوئی ایسا کام تو نہیں بتایا جو اس کا ذاتی کام ہو؟"

"بالکل نہیں چیف لیکن ہمیں یقین ہے کہ آہستہ آہستہ وہ ہمیں اپنی راہ پر لے آئے گی۔ یہ اچھا ہوا چیف کہ آپ یہاں پہنچ گئے۔ پہلی بات تو یہ پوچھنی ہے آپ سے کہ ہم نے اس قسم کا انداز اختیار کرکے غلطی تو نہیں کی؟"

"بالکل نہیں بلکہ تم نے مجھے بھی ایک راستہ دکھایا ہے۔ اچھا یہ بتاؤ میریسا کی کتنی رہائش گاہیں تمہارے علم میں آچکی ہیں؟"

"نہیں چیف ابھی ہم نے کام نہیں شروع کیا۔ آپ ہمیں اس کی اجازت دیں گے تو ہم اس کا بھی آغاز کردیں گے۔"

"نہیں جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے تم محدود رہو۔ اصل میں' میں ایسے افراد کے بارے میں جاننا چاہتا تھا جو اس کے قبضے میں ہیں اور جو ہمارے ہم وطن ہیں۔"

"ہمیں اس بارے میں کچھ نہیں معلوم لیکن چیف آپ کو؟"

"یہ تذکرہ بھی میریسا ہی نے مجھ سے کیا ہے بہرحال محتاط رہو میں تم سے رابطہ رکھوں گا۔"

"چیف کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم اور آپ یکجا ہو جائیں۔"

"ہو سکتا ہے وہ خود ہی اس پر غور کرے لیکن میں سمجھتا ہوں ہمیں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ ہم آہستہ آہستہ یہاں اپنا قدم جمائیں گے جس کام کے لیے ہم یہاں پہنچے ہیں وہ بہت بڑا کام ہے اور ہو سکتا ہے ہمیں خاصا وقت یہاں گزارنا پڑ جائے۔ ایسے عالم میں میریسا جیسی طاقتور عورت کا ساتھ ہمارے لیے نہایت مناسب ہے۔"

"چار آدمیوں کا پورا قصہ کیا ہے؟"

"کچھ نہیں ابھی مجھے اس بارے میں تفصیل نہیں معلوم صرف اس نے چند الفاظ کہے ہیں کہ ہو سکتا ہے میں اس کے لیے ان چار آدمیوں کی زبان کھلوانے میں ایک کارآمد آدمی ثابت ہو سکوں جن سے وہ کچھ معلوم کرنا چاہتی ہے اور جن پر تشدد کر چکی ہے۔"

"ہوں چیف ہمیں حالات سے باخبر رکھیے گا۔"

"میں انتہائی کوشش کروں گا کہ یہ ٹرانسمیٹر میرے ساتھ ہی ہے۔"

"ہاں چیف اس کا ساتھ ہونا بے حد ضروری ہے۔"

"اور کوئی خاص بات۔"

"بالکل نہیں چیف۔ کیا آپ آج رات کو لیڈونا میں آئیں گے؟"

"یہ میریسا پر منحصر ہے۔"

"اوکے چیف اور کوئی حکم ہمارے لیے؟"

"نہیں کیا تمہیں اسپین میں تفریحات کی اجازت ہے؟"

"ہے تو سہی چیف۔ لیکن ہم لوگ نکلتے نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے قدو قامت تمام لوگوں کے لئے دلچسپی کا باعث بن جاتے ہیں پھر اگر ایک ادھ ہو تو لوگ توجہ نہ دیں لیکن جب پانچ ایک قدو قامت اور ایک شکل و صورت کے افراد سامنے آتے ہیں تو ہر ایک کی توجہ اپنی جانب کھینچ ہی لیتے ہیں اس لیے ہم ذرا عام نگاہوں میں آنے سے گریز کر رہے ہیں۔"

"اوکے چیکاس مجھے کوئی خاص ضرورت پیش آئی تو میں کسی نہ کسی شکل میں تم سے رابطہ کروں گا۔"

"ٹھیک ہے چیف۔" دوسری طرف سے جواب ملا اور میں نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اس قسم کے معاملات میں یہی ضروری نہیں تھا کہ سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق ہی ہو جائے' اسپین میں قدم جمانے کا موقع ملا تھا اور میں نے یہ بات غلط نہیں کہی تھی کہ اگر ہمیں اسپین کی ایک مضبوط عورت کا سہارا حاصل ہو جائے تو کم از کم دوسرے معاملات سے مطمئن ہونے کے بعد ہم اپنے کام کا بہتر طریقے سے آغاز کر سکتے ہیں' جہاں تک مجھے اندازہ ہوا تھا ہمیں ایک بہترین سہارا حاصل ہوا تھا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ میڈم میریسا' چیکاس برادرز کی دریافت تھی اور اندازہ یہی ہو رہا تھا کہ وہ ہمارے لیے نہایت کارآمد عورت ثابت ہوگی شرط یہ ہے کہ ہم اس کے لیے اپنے آپ کو موزوں قرار دے دیں اور اس وقت تو میرے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ آگیا تھا کہ

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میرے چار ہم وطن ان کے قیدی ہیں' میرا دل ان سے فوراً" ملاقات کے لئے ترپنے لگا ساری باتیں اپنی جگہ۔ میرا معاملہ میرا ذاتی تھا' لیکن اگر کوئی ملکی مسئلہ ہے تو وہ میرے لیے باقی تمام معاملات پر فوقیت رکھتا تھا البتہ انتظار کیے بغیر چارہ کار نہیں تھا۔ چیکاس برادرز کو بھی میں نے خود سے دور رکھنا مناسب ہی سمجھا تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ بالکل اجنبی شخصیت بن کر میرے مفادات کا تحفظ کرسکتے تھے۔ پورا دن کہیں نہ گیا' جانا ہی کہاں تھا کار لے کر اسپین کی سڑکوں پر دوڑاتے پھرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا' بہرحال اپنے معمولات میں یونہی مصروف رہا۔ ٹیلی وژن دیکھتا رہا۔ شام کو چار بجے کے قریب دروازے پر بیل ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا تو میریسا ہارٹی ایک دراز قامت' کھلاڑیوں جیسے ورزشی جسم کے مالک ' لیکن انتہائی خطرناک چہرے والے شخص کے ساتھ موجود تھی۔ یہ بھی نسلاً" اسپینش ہی معلوم ہوتا تھا۔ البتہ اس کے ہاتھوں کی بناوٹ دیکھ کر مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ سخت محنتی اور طاقتور آدمی ہے' خوبصورت سوٹ میں ملبوس تھا' چہرے پر ایک ٹھوس اعتماد نظر آتا تھا' میریسا نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور کیتھ اسٹروڈی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"یہ مسٹر فراس ہیں۔"

"ہیلو۔" کیتھ اسٹروڈی نے اپنا چوڑا پنجہ میرے ہاتھ کی جانب بڑھا دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اس نے میرے ہاتھ پر غیر معمولی قوت صرف کی ہے' بعض اوقات کچھ لوگ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے ایسا کیا کرتے ہیں' تاہم میں نے اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ برقرار رکھی۔

اسٹروڈی اندر آگیا اور ہم لوگ ڈرائنگ روم میں جا بیٹھے' اس نے فوراً" ہی مجھ پر ایک طنزیہ جملہ پھینکا۔ کہنے لگا۔

"مرد جب عورتوں کے مہمان ہوتے ہیں اور اس قسم کے مہمان مسٹر فراس' جس طرح تم ہو' تو ان کے احساسات کیا ہوتے ہیں۔ میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"یہ ایک غیر متعلق بات ہے کیتھ اور میں تمہیں اس سوال کی اجازت نہیں دوں گی۔ اپنا سوال واپس لو۔"

"اوکے میڈم۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ مسٹر فراس سے میرا تعارف کرائیں گی۔

میں نے اپنے طور پر ان سے تعارف حاصل کرنے کی کوشش کی تھی' لیکن اگر آپ اس بات کی خواہش مند ہیں کہ تعارف آپ کی اپنی پسند کے مطابق ہو تو بھی مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔"

"کہو ڈارلنگ تمہارا دن کیسا گزرا لگتا ہے کہیں باہر نہیں نکلے۔ کار اسی طرح کھڑی ہوئی ہے۔"

"ہاں میڈم میریسا' تنہا آوارہ گردی کرنا مجھے کچھ پسند نہیں ہے' کمپنگ کی بات دوسری تھی۔ وہاں نہ کوئی شناسا تھا اور نہ ہی میرے پاس اتنے وسائل' کیسے مسٹر کیتھ اسٹروڈی آپ کی صحت کیسی ہے؟"

"جس طرح ظاہر ہوتی ہے۔"

"میں سمجھتی ہوں کہ دوران گفتگو اگر کافی کا دور چلے تو گفتگو زیادہ پر لطف ہو جائے گی اور مجھے بہت اچھی کافی بنانا آتی ہے اور پھر مردوں کے درمیان ایک عورت ہی کو اس قسم کے کام سر انجام دینے چاہئیں۔" جب وہ کچن میں چلی گئی تو کیتھ اسٹروڈی عقابی نگاہوں سے مجھے دیکھتا ہوا بولا۔

"عورت بہر طور عورت ہے چاہے اسے کتنا ہی بڑا مقام کیوں نہ حاصل ہو جائے' یا ذہنی طور پر وہ کتنی ہی برتر کیوں نہ ہو جائے ہم مرد بہ آسانی اسے اپنے ٹرانس میں لے لیتے ہیں آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے مسٹر فراس؟"

"ہو سکتا ہے آپ کا تجربہ مجھ سے زیادہ ہو مسٹر اسٹروڈی لیکن اگر میڈم میریسا کے بارے میں آپ بات کرتے ہیں تو ان میں کچھ خوبیاں بڑی نمایاں ہیں۔"

"مثلاً.........؟"

"مثلاً وہ بہت منکسر المزاج ہیں بہت بڑی شخصیت کی مالک ہونے کے باوجود ان کا برتاؤ ہر شخص کے ساتھ دوستانہ ہوتا ہے۔"

"ہاں جب لوگوں کے مفادات کسی سے منسلک ہو جاتے ہیں تو سب سے پہلے وہ اس شخصیت میں خوبیاں تلاش کرتے ہیں یہ بھی ایک حقیقت ہے مسٹر فراس۔"

"آپ طنز تو کرتے ہیں مسٹر اسٹروڈی' لیکن طنز کا انداز زیادہ خوبصورت نہیں ہوتا جبکہ طنز کا مزہ ہی یہ ہے کہ اسے خوبصورت انداز میں کیا جائے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"دیکھو ڈیئر میں میڈم میریسا کا دست راست ہوں۔ یوں سمجھ لو' میڈم میریسا جہاں عورت بن کر کچھ فیصلے کرتی ہیں وہاں میں مرد کی نگاہوں سے ان کے فیصلوں کو دیکھتا ہوں اور وہ میرے فیصلے قبول کرتی ہیں' سمجھے' مطلب یہ ہے کہ آخری فیصلہ میرا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ بہتر یہ ہوگا کہ تم اپنا مکمل تعارف مجھ سے کرا دو۔"

"کیا میرا تعارف میڈم میریسا نے تم سے نہیں کرایا؟"

"میڈم میریسا اس وقت صرف ایک عورت کی زبان بول رہی تھیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کوئی بھی عورت جو خاص طور سے حسن پرست ہو تمہیں دیکھ کر پسندیدگی کی زبان ہی بولے گی۔ تم جیسے لوگ اپنے اس مردانہ حسن سے میڈم میریسا جیسی عورت سے بہ آسانی فائدہ اٹھاتے ہوں۔"

"آپ کا کیا خیال ہے مسٹر کیتھ' کیا میں میڈم میریسا سے کوئی فراڈ کر رہا ہوں۔"

"ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو' ہو سکتا ہے تم نے یہ سوچا ہو کہ میڈم میریسا یہاں اسپین میں تمہاری بہترین کفالت کر سکیں گی۔ ویسے میرے دوست جیسا کہ میڈم میریسا نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارا قیام کیمپنگ میں تھا اور تم ایک سیاح ہو؟"

"ہاں!"

"میڈم میریسا اس بات پر کبھی اعتراض نہیں کریں گی کہ میں تمہارے کاغذات تم سے طلب کرلوں۔"

"اصولی طور پر مجھے تمہارے ساتھ یہ تعاون نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اگر میڈم میریسا نے میرا تعارف تم سے کرایا ہے' تو تمہیں یہ بھی پتا چل گیا ہوگا کہ میں نے خود ان کی قربت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ انہوں مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ میں نے خود ان کی تحویل میں نہیں آنا چاہا تھا بلکہ انہوں نے ضد کر کے مجھے اپنے ساتھ شامل کیا اور ان کی خواہش پر میں یہاں تک پہنچا۔"

"ہاں مجھے یہ بات معلوم ہے لیکن اس کے باوجود چونکہ تمہارا رابطہ اب صرف تفریحی نہیں رہا ہے اس لیے میں یہ جاننا چاہوں گا کہ تمہاری تفصیل کیا ہے۔"

"مجھے اپنے کاغذات دکھانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔" میں نے کہا اور کاغذات کا بیگ لا کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ اس نے خود ہی بیگ کھولا اور میرا پاسپورٹ

وغیرہ دیکھنے لگا۔ میرے انداز میں نیاز مندی نہیں تھی بلکہ اکھڑپن تھا اور اس وقت یہی میرے لیے ضروری تھا۔ ابھی وہ میرے کاغذات کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ میریسا کافی کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر آگئی' اس پر ڈرائی فروٹس اور کافی کے برتن سجے ہوئے تھے۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے اور کیتھ اسٹروڈی کو دیکھا اور کہنے لگی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم تھا میڈم میریسا کہ آپ کیتھ اسٹروڈی کی شکل میں انتظامیہ کے کسی افسر کو لے کر آئی ہیں جو مجھ سے سخت ترین سوالات کرتے ہوئے غالباً یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ میں مجرمانہ طور پر کوئی منصوبہ لے کر آپ تک پہنچا ہوں اور آپ کی دولت اور حیثیت سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔" میریسا نے قہقہہ لگایا اور بولی۔

"کیتھ کی یہ شخصیت اس کی اپنی نہیں ہے بلکہ میری تربیت دی ہوئی ہے اس کے اندر احمقانہ تجسس حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے ڈیئر فراس اسے محسوس نہ کرو' یہ کچھ دیر کے بعد تم سے بالکل نارمل گفتگو کرے گا۔ بہرحال یہ اگر تمہیں ناگوار گزرا ہے تو میں اس کے لیے تم سے معذرت خواہ ہوں۔"

"ٹھیک ہے میں نے مسٹر کیتھ کی خواہش کے مطابق اپنے کاغذات ان کو پیش کر دیے ہیں اور اس بات کا بالکل برا نہیں مانا۔"

"میں تمہارے لیے کافی بناتی ہوں۔"

"کیتھ اسٹروڈی نے میرے کاغذات دوبارہ بیگ میں رکھے اور پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا' پھر بولا۔"

"میڈم میریسا' میں نے اس بات سے قطعی انحراف نہیں کیا کہ میری فطرت میں تجسس کا یہ مادہ آپ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے لیکن جو چیز آپ نے پیدا کی ہے یا جس درخت کی آبیاری آپ نے کی ہے اب اس کے مضرات بھی آپ ہی کو بھگتنے ہیں۔ میں آپ سے مسٹر فراس کے سلسلے میں مزید کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں معاف کیجیے گا مسٹر فراس۔ میڈم نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے مجھ سے کہا تھا کہ آپ بہترین شمشیر زن ہیں اور آپ کے ذریعے میڈم کچھ ایسے ہم کام لے سکتی ہیں جو میڈم کے حق میں ہوں۔ میں آپ سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میڈم ہی کے دیے ہوئے اختیارات نے مجھے اتنی جرات فراہم

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

کی ہے کہ اپنے ذہن میں آنے والا ہر سوال میں آپ سے کر دوں۔"

"ٹھیک ہے میڈم نے مجھے اس بارے میں تفصیلات نہیں بتائی تھیں لیکن ایک اچھے دوست کی حیثیت سے میں اس قسم کے کسی تعاون کو برا نہیں سمجھتا۔"

"کیا کسی انسان کا صرف شمشیر زن ہونا اس کی اہمیت کا ثبوت ہوتا ہے۔" کیتھ اسٹروڈی نے سوال کیا۔

میں نے اس کی بات صبرو سکون سے سنی اور پھر کہا۔ "مسٹر کیتھ اسٹروڈی میں ایک بار پھر اپنے الفاظ دہراؤں گا۔ وہ یہ کہ میں نے میڈم میریسا سے درخواست نہیں کی تھی کہ وہ مجھ پر عنایات کی بارش کریں۔ میڈم میریسا کے کلب میں میرا مطلب ہے ہوٹل لیڈونا میں شمشیر زنی کا مظاہرہ ہو رہا تھا اور وہاں عام لوگوں کو چیلنج کیا گیا......... میں نے اس چیلنج کو قبول کیا اور اتفاق سے ان کے شمشیر زنوں کو شکست دے دی بس اس کے بعد میڈم میریسا نے مجھ پر عنایت کیں اور بہر طور ایک انسان کی حیثیت سے میں ان عنایات سے متاثر ہوا۔

اب اس سلسلے میں اس قدر مجھ سے چھان بین کی جا رہی ہے میں اسے ایک طرح زیادتی سمجھتا ہوں۔ میڈم کی عنایات جس قدر مجھ پر ہو چکی ہیں ان کا ایک بار پھر شکریہ ادا کروں گا۔ ایک سیاح کی حیثیت سے میں اسپین کے مختلف گوشے دیکھنا چاہتا ہوں، اپنے وسائل سے انہیں دیکھوں گا۔ اب میں اس قدر قلاش بھی نہیں ہوں آپ میرے پاس موجود رقومات کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ اس کے بعد شروع ہوتی ہے میری اپنی شخصیت کی بات تو آپ کے خیال میں مسٹر اسٹروڈی ایک اچھی شخصیت کے مالک شخص میں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہئیں۔"

"نہیں نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ اگر فرض کرو تم میڈم میریسا کے ساتھ ان کے کاموں میں مصروف ہو جاتے ہو، جیسا کہ میڈم نے مجھے بتایا تو ہم اس بات سے کیسے مطمئن ہو سکتے ہیں کہ تم ذہنی اور جسمانی طور پر ہمارے لیے کارآمد ثابت ہو گے۔"

"ذہنی طور پر کارآمد ثابت ہونے کا معاملہ تو اس وقت سامنے آئے گا، مسٹر کیتھ اسٹروڈی، جب کوئی ذہنی کام مجھ سے لیا جائے گا، جہاں تک جسمانی طور پر کارآمد ثابت ہونے کا معاملہ ہے تو آپ میڈم میریسا کے دست راست ہیں، ظاہر ہے آپ نے بھی

جسمانی طور پر اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کیا ہوگا، یا پھر میڈم میریسا نے آپ کو اس قابل بنایا ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں میری جسمانی موزونیت کا اندازہ آپ اس طرح سے لگا سکتے ہیں کہ مجھ سے جسمانی طور پر مقابلہ کر لیں۔ اگر میں اپنے آپ کو جسمانی طور پر آپ سے برتر ثابت کر سکا تو اس کا مطلب ہے کہ ایک مرحلہ طے ہو گیا۔ دوسرے مرحلے کے لیے بعد میں آزمائش کر لی جائے گی۔"

کیتھ اسٹروڈی ہنسنے لگا، پھر بولا۔ "میڈم یہاں پر اس شخص سے ایک غلطی ہوئی ہے آپ نے اسے نوٹ کیا؟"

مجھے خصوصی طور پر میریسا ہارٹی پر حیرت ہو رہی تھی۔ وہ اس تمام گفتگو کے درمیان نہایت پرسکون تھی اور کہیں بھی میں نے اس کے چہرے پر اضطراب کے آثار نہیں پائے تھے۔ کہنے لگی۔ "

"تمہارا مطلب ہے کہ اس نے بہت بڑی بات کہہ دی ہے!؟"

"ہاں میڈم اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ نے اس شخص سے میرا پورا تعارف نہیں کرایا۔"

"میڈم بعض لوگ اپنے آپ کو ضرورت سے زیادہ بلندیوں پر محسوس کر لیتے ہیں، آپ کو اس وقت خوشی ہوگی جب میں اس شخص کو اس کی بلندیوں سے نیچے اتار لاؤں گا۔" میں نے کسی قدر سخت لہجے میں کہا۔

"اوہو گفتگو شاید غلط رخ اختیار کر چکی ہے، میرا خیال ہے اس میں تھوڑی بہت تبدیلی ہونی چاہیے۔"

"نہیں میڈم یہ خالص مردانہ معاملہ ہے، جب دو مرد کسی خوب صورت عورت کے سامنے یکجا ہوتے ہیں تو پھر اس پر اپنی برتری کا مظاہرہ ضروری سمجھتے ہیں۔ میرا خیال ہے مسٹر کیتھ اسٹروڈی ایسی کیفیت کا شکار ہیں میں بھی اپنے آپ کو اس سے الگ نہیں پاتا۔ چنانچہ کیا یہ بہتر نہیں رہے گا کہ پہلے ہم ایک دوسرے سے اپنا مکمل تعارف کرا دیں اس کے بعد باقی گفتگو ہو۔"

میڈم میریسا نے ایک بار پھر گن گرج کر قہقہہ لگایا اور بولی۔ "خیر میں تم لوگو

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

معاملات کے درمیان کسی طور نہیں آؤں گی حالانکہ میرے خیال میں کیتھ اسٹروڈی اس وقت سخت ذہنی ہیجان کا شکار ہے۔ ہم ایک کارکن کو اپنے درمیان شامل کر رہے ہیں ڈیئر کیتھ، تمہارے کسی ہم پلہ شخص کو نہیں۔"

"میڈم کیا آپ یہ پسند کریں گی کہ ایک شخص کیتھ اسٹروڈی کو چیلنج کرے اور آپ اس معاملے کو یہ کہہ کر ختم کرا دیں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ کیتھ اسٹروڈی اس ہتک کو ہمیشہ محسوس کرتا رہے گا۔ میں پھر اپنے وہی الفاظ دہراتا ہوں کہ کسی شخص کا اچھا شمشیر زن ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ باقی معیار پر بھی پورا اترتا ہے۔"

"خیر تم یہ جملے کہہ رہے ہو اسٹروڈی۔ کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ میں ہیرے تراشتی ہوں، اور تمہیں بھی میں نے ہی تراشا ہے' کیا تم یہاں اسی کیفیت میں نہیں آئے تھے لیکن اب تم وہ حیثیت اختیار کر چکے ہو جو کسی معاملے میں بھرپور مداخلت کر سکتی ہے۔

اگر تم دونوں جسمانی مقابلے کے لیے تیار ہو تو میں درمیان میں نہیں آؤں گی لیکن اس کے لیے کیا یہ فلیٹ مناسب رہے گا' یہ تو بہت چھوٹی سی جگہ ہے۔"

"بالکل مناسب نہیں رہے گا میڈم' لیکن ہم باقی معاملات کا فیصلہ اسی وقت کریں گے' جب یہ شخص اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر دے۔ میرے خیال میں کل دن کا وقت ہم دونوں کے درمیان مقابلے کے لیے مناسب رہے گا اور ظاہر ہے اس وقت تک ہمیں مزید کوئی گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔"

"او کے۔ او کے۔ میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ میں تمہارے معاملات میں مداخلت کا ارادہ نہیں رکھتی۔"

میں نے ایک لمحے میں یہ محسوس کر لیا تھا کہ یہ عورت وحشیانہ فطرت کی مالک ہے' موٹر بائیک کی ڈرائیونگ اور اس کے بعد اس کی شخصیت کے مختلف پہلو اظہار کرتے تھے کہ وہ اذیت رساں بھی ہے اور اذیت پسند بھی اسے روم کی ملکہ اولیمپاس کے مانند مردوں کے جسمانی مقابلے پسند ہیں اور اپنے آپ کو ایک وحشی ملکہ ثابت کرنے کا شوق بھی ہے۔ بہرحال نہایت کام کی عورت تھی اور مجھے اس کا ساتھ ہر قیمت پر حاصل کرنا تھا۔

کیتھ اسٹروڈی اٹھ گیا۔ کہنے لگا۔ "تو پھر آپ سے بقیہ گفتگو مسٹر فراس بعد میں ہی میں ہو گی۔ میڈم کیا آپ مجھے اجازت دیں گی؟"

"کیتھ اسٹروڈی باہر نکل گیا۔ وہ ہنسنے لگی تھی پھر اس نے کہا۔"

"یہ ایک دلچسپ شخصیت ہے ڈیئر فراس' اس وقت یہ تمہیں برا انسان نظر آئے گا لیکن یہ اس کی عادت ہے۔ آخری حد تک یہ کسی میں کیڑے نکالتا ہے لیکن جب دوست بنتا ہے تو ایسا کہ اگر اس کے پاس ہزاروں زندگیاں ہوں تو یہ دوستوں پر قربان کر دے۔"

"میں کیا عرض کر سکتا ہوں میڈم۔ اصل میں بات ذرا غلط رخ اختیار کر گئی تھی اس لیے مجھے جواب دینا پڑا' لیکن بہرطور اب جو کچھ بھی ہو چکا ہے اور جس کی اجازت آپ بھی دے چکی ہیں اس کی تکمیل ہو جانا بہتر ہے۔"

میڈم میریسا کے چہرے پر کچھ عجیب سے تاثرات پھیل گئے وہ نیم باز آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس سے کہ میں ہیرے تراشتی ہوں' اور ہیروں کی شناسا ہوں' تمہارے چہرے کی لکیریں بتاتی ہیں کہ تم بھی معمولی آدمی نہیں ہو' شمشیر زنی کا فن تم نے معیاری طور پر سیکھا ہے اس کا مطلب ہے کہ تمہیں دوسری جسمانی قوتیں بھی حاصل ہوں گی' لیکن بے فکر رہنا۔ اگر کیتھ اسٹروڈی تمہیں شکست دے دیتا ہے تب بھی میرے پاس تمہارے لیے جگہ موجود ہے۔ بہرحال وہ میرا محکوم ہے مجھ پر حاکم نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کی ذہانت اور اعلیٰ کارکردگی اور ان ساری چیزوں پر بھاری اس کی وفاداری کے نتیجے میں' میں نے اسے بہترین اختیارات دے رکھے ہیں اور ڈیئر فراس آج میں تمہارے پاس قیام نہیں کروں گی میں چاہتی ہوں کہ تم ذہنی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اپنے آپ کو اس مقابلے کے لئے تیار کر لو لیکن ہاں ایک بات ضرور سن لینا۔ یہاں سے نکل بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں تم پر کوئی قبضہ جمانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ مقابلہ کے بعد تم جہاں جانا چاہو جا سکتے ہو' لیکن ابھی تم مجھے درکار ہو۔ یہ مناسب ہو گا کہ ابھی تم یہاں سے فرار ہونے کی کوشش نہ کرو۔ میڈرڈ سے کہیں بھی جاؤ گے۔ مجھے حاصل ہو جاؤ گے۔"

"اگر آپ میری توہین نہیں کرنا چاہتی ہیں میڈم تو مجھے افسوس ہے کہ ایک دوستانہ

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

کیفیت کو آپ دل شکنی میں تبدیل کر رہی ہیں۔"

"اوہ نہیں سوری۔ مائی ڈیئر سوری ویری سوری میرا یہ مقصد نہیں تھا کہ تم ڈر کر فرار ہو جاؤ گے۔ خیر میرا خیال ہے میں ضرورت سے زیادہ بات کر رہی ہوں، تو پھر کل میرے آدمی تمہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ ویسے کل کا دن دلچسپ رہے گا، میں تمہیں بتاؤں مجھے مردوں کے درمیان جسمانی مقابلے دیکھنے کا شوق ہے۔"

☆☆☆☆☆

کچھ دیر کے بعد وہ وہاں سے چلی گئی اور میں مسکراتے ہوئے مسٹر کیتھ اسٹروڈی کے بارے میں سوچنے لگا۔ میں نے اپنی ذہنی قوتوں کو مجتمع کیا۔ بہرحال ماضی کی طرف قدرے جانا ایک بے مقصد بات تھی۔

دوسرے دن تقریباً ساڑھے دس بجے فلیٹ کی بیل بجی اور دروازہ کھولنے پر مجھے دو آدمی نظر آئے۔ انہوں نے مجھے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور کہنے لگے۔

"میڈم میریبا نے آپ کو طلب کیا ہے جناب۔ کیا آپ ہمارے ساتھ چلنا پسند کریں گے؟"

"ہاں میں تیار ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

میں تیار ہی بیٹھا تھا۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ باہر نکل آیا۔ دروازے کو تالا لگا کر میں نے چابی اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔ اس فلیٹ کے مکمل اختیارات مجھے دے دیئے گئے تھے۔ کچھ دیر کے بعد میں ایک لمبی شاندار کار میں بیٹھا ہوا اسپین کی عظیم الشان سڑکوں سے گزر رہا تھا۔ باہر کا ماحول مقامی ثقافت کی بنیاد پر دلکش نظر آ رہا تھا۔ میں اس سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ یہ بھی غور نہیں کیا تھا میں نے کہ کار کہاں کہاں سے گزر رہی ہے۔ اب یہ سب کچھ بے کار تھا۔ مجھے سنبھالنے والے موجود تھے۔ رات بھر کی سوچوں نے مجھے یہ سمجھایا تھا کہ جس طرح بھی بن پڑے میڈم میریبا کا تعاون حاصل کر لیا جائے یہی طریقہ ان چاروں کی مدد کرنے کا ذریعہ بن سکے گا اور اگر ذہانت سے کوئی کام کر گیا تو ہو سکتا ہے لیتھ اشمیر تک رسائی میریبا ہی کے ذریعے حاصل ہو جائے۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بہت دلچسپ صورت حال تھی۔ بہت ہی شاندار اور پھر کار ایک نواحی علاقے میں داخل ہوئی سرسبز و شاداب علاقہ تھا اور وہ عمارت بھی بہت حسین تھی۔ جس تک پہنچنے کے لیے دونوں سمت سے ڈھکی ہوئی ایک سڑک کے درمیان سے گزرنا پڑا۔ عمارت کے بڑے گیٹ پر چند افراد موجود تھے جنہوں نے دروازہ کھولا اور کار اندر جاکھڑی ہوئی۔ سامنے ہی ایک خوب صورت لان تھا جس پر بہت سے افراد نظر آرہے تھے۔ مجھے کار سے اتار کر لان کی جانب لے جایا گیا۔ میڈم میریسا بھی وہاں موجود تھیں۔ ایک خوب صورت لباس میں ملبوس، چہرے پر بے پناہ شگفتگی لیے ہوئے لیکن انتہائی دلچسپی مجھے اس وقت پیدا ہوگئی جب میں نے چیکاس برادرز کو بھی وہاں دیکھا۔ پانچوں چیکاس وہاں موجود تھے۔ اور دوسرے لوگوں کے مانند غیر متعلق لیکن دلچسپ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے اجنبیت برقرار رکھی تھی۔ میں نے وہیں پر کیتھ اسٹروڈی کو بھی دیکھا جو چست لباس میں ملبوس تھا۔ غالباً" اسی میں وہ مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتا تھا۔

"میریسا نے مجھے خوش آمدید کہا۔ بیٹھنے کے لیے کرسی پیش کی اور کہنے لگی۔"

"کیتھ رات بھر تم سے مقابلہ کرنے کے لیے بے چین رہا ہے وہ مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ مقابلے کا انداز کیا ہوگا۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ تم کون کون سے جسمانی فنون جانتے ہو۔"

"میری خواہش ہے کہ ہم دونوں کو ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد کردیا جائے۔ ہمیں صرف ایک دوسرے کو شکست دینی ہے۔ اگر اس میں آتشیں اسلحے کا استعمال بھی ضروری ہو تو مجھے اس سے بھی انکار نہیں ہے۔"

"نہیں ہتھیاروں میں تم دونوں کو صرف شمشیرزنی کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ خنجر یا چاقو وغیرہ بالکل استعمال نہیں ہوگا اور پستول وغیرہ کے استعمال کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس طرح دونوں میں سے کسی کو نقصان پہنچ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ میں یہ بالکل نہیں چاہتی اور ویسے بھی میں تمہیں بتائے دیتی ہوں کہ اگر تم ایک دوسرے پر حاوی ہو جاؤ تو کسی کو شدید جسمانی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی جائے۔ یہ ہدایت میں نے کیتھ اسٹروڈی کو بھی دے دی ہے میرا مطلب ہے کہ........"

"نہیں میڈم۔ میرا خیال ہے کہ پھر ہم بے دھڑک ہو کر نہیں لڑسکیں گے۔"

"نہیں۔ میں نے کہا نا شدید نقصان۔ اگر تم کیتھ پر حاوی ہو جاؤ تو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش مت کرنا۔ ویسے کیتھ تم سے شمشیرزنی کا مقابلہ بھی کرنا چاہتا ہے اس کے لیے بھی میں نے تمام حفاظتی اقدامات کیے ہیں۔ مقابلہ بے شک کرو لیکن میں نگراں ہوں اس کی۔ میں تم دونوں میں سے ایک کی برتری کو کھلے دل کے ساتھ قبول کرلوں گی۔"

مقابلے کی گھنٹی بجی اور کیتھ نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر مجھ پر تلوار کا بھرپور وار کیا لیکن میں بھی ہوشیار تھا اور اس وقت روز آرگنائزیشن کی مشینی تربیت کے زیر اثر عمل اپنے اعصابی حربوں سے کام لے رہا تھا روز آرگنائزیشن میں مجھے جو خاص تربیت دی گئی تھی وہ یہ تھی کہ ذہن اگر کسی کام کی جانب مائل نہ بھی ہو تو اعصابی طور پر میں ہر حملے سے بچاؤ کروں اور اعصابی طور پر بھی جواب دوں۔ چیکاس برادرز سے تلوار زنی میں وہ بات نہیں تھی جو اس وقت مجھے پیش کرنی تھی۔ چنانچہ میں نے اس کے اس بے ساختہ وار کو روکا اور یکے بعد دیگرے بے شمار وار میں نے انتہائی بے پروائی سے رد کردیے اور اس کے بعد ایک بھرپور وار اس پر مارا تلوار اس کے "خود" پر پڑی۔ اگر جسم پر یہ "خود" نہ ہوتا تو یقینی طور پر اس کا سینہ بغل کے پاس سے درمیان تک کٹ چکا ہوتا۔ وہ اس دہشت ناک وار سے بری طرح بوکھلا گیا۔ پیچھے ہٹا اور ٹھوکر کھاکر گر پڑا۔ میں نے اسے اٹھنے کا موقع دیا۔ وہ اٹھا تو پھر میں نے پے درپے دو تین وار اس پر کیے جو سارے کے سارے کاری وار تھے وہ یہ بات جانتا تھا کہ مجھے اس کے جسم کے کھلے ہوئے حصوں کا پتا ہے اگر میں ایسے ہی کارگر وار اس کے جسم کے کھلے ہوئے حصوں پر کردیتا تو ایک لمحے میں اس کا تیاپانچا ہوسکتا تھا میری پہلی ہی وحشیانہ کوشش سے اس پر میرا رعب طاری ہوگیا تھا لیکن اس نے تلوار کی جنگ کے ساتھ ہی مارشل آرٹ کا مظاہرہ بھی شروع کردیا۔ یہ اس وقت تو بہتر ہوتا جب ہمارے درمیان ایک نمائشی مقابلہ نہ ہو رہا ہوتا بلکہ ہمیں ایک دوسرے کے سلسلے میں فیصلہ ہی کرنا ہوتا۔ کیتھ بدحواس ہوچکا تھا۔ اس نے تلوار پھینک کر "خود" بھی اتار پھینکا اور پھر مارشل آرٹ کے انداز میں دونوں ہاتھ سیدھے کرکے کھڑا ہوگیا۔ میں نے میڈم میریسا کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت پائی تھی اس نے مجھ سے کہا۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"مقابلہ کرو۔"

میں نے بھی کیتھ ہی کی تقلید کی اور اپنا وہ سارا لباس اتار پھینکا جو میرے جسم کی حفاظت کے لیے تھا۔ ابھی میں نے اپنی پنڈلیوں کے فولادی حفاظتی ماسک اتارے ہی تھے کہ کیتھ نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اس نے میرے شانے پر کھڑے ہاتھ کی ضرب لگائی اور اپنے پاؤں کے پنجے سے بوشبو کا ایک داؤ میری ران پر مارا۔

پتا نہیں کیوں میرے اندر بھی ایک جنونی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ میں نے اس کی ان دونوں ضربوں کو نظرانداز کر کے ایک دم سے اس پر حملہ کیا اور میری لات اس کی کمر پر پڑی۔ وہ کئی قدم اچھل کر اوندھے منہ زمین پر جا گرا۔ دوسرے لمحے میں نے اچھل کر ایک اور لات اس کی کمر پر ماری اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ پھر میں نے اسے اپنی ٹھوکروں میں رکھ لیا اور تھوڑی ہی دیر میں اسے لہولہان کر دیا۔

میریسا بالکل ساکت کھڑی ہوئی تھی اور غالباً میری وحشت انگیزی دیکھ رہی تھی کیتھ نے دونوں ہاتھ سامنے کر کے مجھے رکنے کے لیے کہا تب مجھے ہوش آیا اور میں رک گیا۔ میریسا نے آگے بڑھ کر مجھے فاتح قرار دے دیا۔ اب اس کا موڈ ایک دم بدل گیا تھا۔ اس نے اپنے آدمیوں سے کہا۔

"کیتھ کو لے جاؤ اور اس کی مرہم پٹی کرو۔ ویری گڈ مسٹر فراس تم نے تو اپنے آپ کو وہ ثابت کر دیا جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ آؤ میرے ساتھ۔" اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھسیٹتی ہوئی اس عمارت کے اندرونی حصے کی جانب لے جانے لگی۔ تماشائی دلچسپی کی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ کیتھ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔ دو آدمیوں نے سہارا دے کر اس کے ہاتھ اپنے شانوں پر رکھے اور وہ لنگڑاتا ہوا ان کے ساتھ عمارت کے دوسرے حصے کی جانب بڑھ گیا۔

میریسا مجھے عمارت کی پہلی منزل کے ایک عظیم الشان کمرے میں لائی اور پھر مجھے دیکھتے ہوئے بولی۔

"بڑی حیران کن جنگ لڑی ہے تم نے' سچ سچ مجھے بھی حیرت زدہ کر دیا ہے تم نے۔"

"کیا مجھے اپنی ایک صلاحیت کا تذکرہ کرنا چاہیے آپ سے حقیقت یہ ہے کہ میں

کوئی جنگجو نہیں ہوں لیکن اپنی اس لاابالی زندگی کے درمیان بارہا میرا واسطہ خطرناک قسم کے جرائم پیشہ لوگوں سے پڑ چکا ہے اور مجھے اپنی مدد کرنی پڑی ہے۔ ہاتھ پاؤں کو تھوڑا سا کھلے تو رہنا چاہیے نا اور پھر شمشیرزنی میرا شوق بھی ہے۔ اس کے لیے بھی اپنے آپ کو جسمانی طور پر فٹ رکھنا پڑتا ہے۔ ویسے آپ برا نہ مانیں میری بات کا۔ آپ نے جس شخص پر اتنا زیادہ انحصار کیا ہے اس کی جنگی مہارت ایسی نہیں ہے کہ اسے تشویش کی نگاہوں سے دیکھا جا سکے۔ میرا خیال ہے کہ میں اسے ہر بار شکست دے سکتا ہوں۔"

میریسا کی آنکھوں میں عورت جاگ اٹھی۔ وہ محبت بھری نظروں سے مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔ "سچی بات تو یہ ہے کہ تم لمحہ لمحہ دل میں اترتے جا رہے ہو۔ نجانے کون ہو اور نجانے اب تک تم نے کوئی ڈھنگ کا کام کیوں نہیں کیا' لیکن میں تم جیسی فطرت کے مالک افراد کو جانتی ہوں بہت کچھ حاصل ہو جانے کے بعد تم جیسے لوگ اپنے آپ سے بے پروا ہو جاتے ہیں ہاں اگر انہیں کوئی صحیح گائیڈ مل جائے تو پھر وہ بے مثال ہوتے ہیں اور ہاں اب مجھے تم سے گلوخلاصی ممکن نہیں ہے لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم ذہنی طور پر بالکل مکمل ہو جاؤ۔ تمہارے لیے ایک خبر یہ بھی ہے کہ تم اس فلیٹ میں قیام نہیں کرو گے یہ جگہ کیسی ہے؟"

میں پھر ہنسنے لگا میں جہاں بیٹھا تھا اس جگہ کا بھرپور جائزہ لیا اور کہا۔ "میری خواہشات سے کہیں زیادہ خوبصورت بس اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے۔"

"اچھا تو پھر اب مجھے اجازت دو اس نئی جگہ تمہیں بہت سے خادم بھی ملیں گے اور اگر مجھے فرصت ہوئی تو اس رات بھی میں تمہارے ساتھ تمہاری خواب گاہ میں رہوں گی۔"

جب وہ چلی گئی تو میں نے دلچسپی سے ان تمام واقعات کے بارے میں سوچا۔ کوئی بوجھ بھی نہیں محسوس ہو رہا تھا۔ ذہن پر طبیعت لگ رہی تھی۔ اب کوئی ایسی دیوانگی بھی طاری نہیں تھی میرے اوپر کہ میں فوراً" ہی کام کے بارے میں سوچنے لگتا۔ ہر عمل مختلف مدارج سے گزرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسپین میں آنے کے بعد انتہائی مختصر وقت میں مجھے جو آسانیاں حاصل ہو گئی تھیں وہ میری توقعات سے زیادہ تھیں۔ بات آہستہ آہستہ ہی آگے بڑھے تو زیادہ بہتر رہتی ہے۔ البتہ چیکاس برادرز کے بارے میں یہ خیال دل میں تھا

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

کہ ذرا ان سے معلومات حاصل کرلوں کیا وہ بھی اس عمارت میں مقیم ہیں۔

جب میریپا چلی گئی تو میں بھی اس کمرے سے باہر نکل آیا۔ چند افراد موجود تھے انہیں غالباً" میرے بارے میں ہدایت کر دی گئی تھیں۔ مودب انداز سے پیش آئے خصوصاً" ایک خاتون جن کے انداز میں بڑی مسکینیت تھی۔ میں نے رک کر انہیں دیکھا تو گردن خم کرکے آگے بڑھ آئیں عمر اٹھائیس تیس سال کے قریب ہوگی۔ شکل و صورت واجبی سی تھی لیکن انداز میں بڑی دلربائی تھی۔ گردن خم کرکے بولیں۔

"میری خدمات آپ کے سپرد کی گئی ہیں حکم کریں سر۔"

"میرا نام رینا ہے۔"

"فی الحال تو میں ذرا اس عمارت کی سیر کرنا چاہتا ہوں کتنے افراد رہتے ہیں اس عمارت میں؟"

"سر مختلف لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ میڈم میریپا کے مہمان اور بعض اوقات وہ جن کا تعلق ضروری امور سے ہوتا ہے۔ پانچ ملازم ہیں ہم۔ یہاں جن کے سپرد ان کی اپنی اپنی ذمے داریاں ہیں ایک نے کچن سنبھالا ہوا ہے ایک گارڈنر ہے۔ باقی لوگ بھی مختلف کاموں میں رہتے ہیں۔ سر آیئے میں آپ کو یہ عمارت دکھادوں۔"

میں رینا کے ساتھ عمارت کے مختلف گوشے گھومتا رہا اور پھر باہر لان پر نکل آیا۔

اصل میں چیکاس برادرز کے بارے میں جاننا چاہتا تھا کہ کیا وہ بھی اسی عمارت میں مقیم ہیں لیکن موجود نہیں تھے۔ بہرحال رینا کی معیت ہی میں واپس آگیا۔ ان سے کہا کہ وہ آرام کریں جب بھی ضرورت ہوئی انہیں زحمت دوں گا۔ وہ چلی گئیں تو میں باتھ روم میں پہنچ گیا اور پھر میں نے ٹرانسمیٹر پر چیکاس برادرز کو ٹرائی کیا۔ ہمارے درمیان ایک مخصوص معاملہ طے تھا۔ اگر چیکاس برادرز کسی ایسی جگہ ہوتے جہاں وہ ٹرانسمیٹر پر گفتگو نہ کرپاتے تو ٹرانسمیٹر کے ایک باریک سے مخصوص بٹن کو دبا دیا جاتا اور دوسری جانب یہ اشارہ موصول ہو جاتا کہ اس وقت گفتگو کرنے کا موقع نہیں ہے اور اگر میدان صاف ہوتا تو پھر بات ہوسکتی تھی۔ دوسری طرف سے چیکاس برادرز نے کال ریسیو کی تھی۔ میں نے چیکاس ون کو کال کیا تھا کہنے لگا۔

"ہیلو چیف، ہم یہی سوچ رہے تھے کہ پتا نہیں میڈم میریپا نے آپ کو چھوڑا بھی

ہے یا نہیں۔ بہرحال ہم آپ کو کال نہ کرتے کیونکہ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ وہ آپ کے ساتھ ہیں یا نہیں۔"

"تم لوگ کہاں ہو؟"

"اسپین کا ایک خوبصورت علاقہ ہے لیکن ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ اس کا جائے وقوع کیا ہے؟"

"خیر یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے یہاں اس عمارت میں یہ مقابلہ دکھانے کے لیے کیا تمہیں خاص طور سے بلایا گیا تھا؟"

"میڈم نے اطلاع بھجوائی تھی کہ شمشیر زنی کا ایک خوبصورت مقابلہ اسی شخص کے اور مسٹر کیتھ کے درمیان ہو رہا ہے ہم لوگ بھی اسے دیکھیں۔ اس کے بعد ہمیں واپس ہماری جگہ پہنچا دیا گیا۔ چیف آپ نے تو ہمارے دل موہ لیے ہیں۔ بہت خوبصورت مقابلہ کیا تھا آپ نے، وہ جھلا گیا تھا اور اس نے اپنی برتری قائم کرنے کی کوشش کی لیکن آپ نے اسے بری طرح ناکام بنا دیا۔ بہت بہت مبارک۔"

"شکریہ چیکاس اور تو کوئی خاص بات نہیں۔"

"نہیں چیف باقی سب ٹھیک ٹھاک ہے۔"

میں نے گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیا اور اس کے بعد شام تک کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا جو قابل ذکر ہوتا۔

رات کو تقریباً" ساڑھے آٹھ بجے جبکہ رینا نے مجھ سے کھانے کے بارے میں پوچھا تھا۔ میریپا وہاں پہنچ گئیں۔ بڑے تپاک سے مجھ سے ملیں بہت خوبصورت نظر آرہی تھیں۔ کھانے کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ ابھی ابھی رینا نے مجھ سے کھانے کے لیے کہا ہے۔

میریپا ہنسنے لگی پھر بولی۔ "میں یہ فیصلہ کرکے آئی تھی کہ آج کھانا تمہارے ساتھ کھاؤں گی۔"

"آپ لیڈونا نہیں گئیں میڈم؟" نے پوچھا۔

"نہیں آج موڈ نہیں ہوا ادھر جانے کا ویسے، وہاں کے پروگرام حسب معمول جاری ہیں۔ یوں بھی میں وہاں روزانہ نہیں جاتی۔ جن دنوں فرصت ہوتی ہے۔ ان دنوں

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

چلی جاتی ہوں کہو تمہارا دن کیسا گزرا اس نئی جگہ پر؟"

"حسب معمول۔"

"میں یہ سوچ کر آئی تھی کہ تم سے آیندہ کے بارے میں گفتگو کروں گی کیا تم ذہنی طور پر اس کے لیے تیار ہو؟"

"میڈم کی ہر ہدایت پر عمل کرنے کے لیے میں ذہنی طور پر تیار ہوں۔"

"مگر خیر چھوڑو پہلے کھانا کھاتے ہیں۔"

کھانے کی میز پر کوئی ایسی اہم گفتگو نہیں ہوئی۔ میڈم کا موڈ اچھی طرح سمجھ رہا تھا پھر وہ میرے ساتھ میری خواب گاہ میں آگئیں۔ وسیع و عریض مسہری پر رات کے استعمال کا لباس پہن کر وہ میرے نزدیک تکیے سے کمر ٹکا کر بیٹھ گئیں اور پھر بولیں۔

"ڈیئر اب میں تمہیں وہ تفصیلات بتانا چاہتی ہوں جس کے لیے مجھے تمہاری مدد درکار ہے۔ ہمارے پاس چار ایسے ایشیائی قیدی ہیں جن سے ہم خصوصی طور پر کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ تمہارے ہی ہم وطن ہیں۔ دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم وطنوں کو دیکھ کر تم مجھ سے منحرف ہو جاؤ ایک بار پھر میں اپنے اس خدشے کا اظہار کرتی ہوں۔"

"میڈم میں کہہ چکا ہوں کہ وطن سے میرا تعلق واجبی ہی سا رہا ہے اور پھر سچ بات یہ ہے کہ انسان اپنی ذات کے لیے سب سے زیادہ سوچتا ہے میرا مفاد چونکہ آپ کی قربت سے وابستہ ہے اس لیے ایک بار پھر یہ کہنا پسند کروں گا کہ آپ ہر قسم کے خدشات کو ذہن سے نکال دیجیے۔"

"تھینک یو ویری مچ اب میں تمہیں اس بارے میں تفصیلات بتاتی ہوں۔ یہاں اسپین میڈرڈ میں ایک بہت بڑی شخصیت نے مجھ سے رجوع کیا ہے۔ یہ ایک بین الاقوامی شخصیت ہے۔ دنیا کے مختلف گوشوں میں اس کا کاروبار پھیلا ہوا ہے اور اس کی رہائش گاہ یہیں اسپین میں ہے۔ اس کا نام روڈنی اولیاس ہے۔ نسلاً یہودی ہے اور یہودی مقاصد کے لیے عام یہودی سرمایہ داروں کی طرح خلوص دل سے کام کرتا ہے۔ روڈنی اولیاس کا بہت بڑا کاروبار امریکہ میں بھی ہے۔ فرانس، بیلجیم، لندن اور دوسرے ممالک میں بھی۔"

جو تفصیلات اس نے مجھے بتائیں وہ یوں ہیں کہ تمہارے ملک کے ایٹمی پلانٹ کے لیے چار

افراد خفیہ طور پر بیلجیم اور فرانس کی ایک مشترکہ کمپنی سے کاروباری امور طے کر رہے تھے۔ ایٹمی پلانٹ کے لیے انہیں کچھ ایسے خفیہ فاضل پرزے درکار تھے جو غالباً تمہارے ملک کے ایٹمی پلانٹ کے لیے انتہائی ضروری حیثیت رکھتے ہیں۔ پچھلے دنوں جو سیاسی معاملات چلے اور حکومت امریکہ نے تمہارے وطن کے بہت سے مفادات کو اپنی امداد سے مشروط کردیا۔ خصوصاً ایٹمی پلانٹ کے سلسلے میں امریکہ نے جو سخت پالیسی اختیار کی اس کے تحت تمہارے مالک کے ایٹمی پلانٹ کے لیے کچھ مشکلات پیدا ہوگئیں۔ چنانچہ خفیہ طور پر کارروائیوں کا آغاز ہوگیا اور بہت سے لوگ سرکاری ایما پر مختلف ممالک میں وفود کی شکل میں بھیجے گئے اور وہاں سے ضرورت کے مطابق فاضل پرزے حاصل کرنے کی کوششیں شروع ہوگئیں۔ یہ بالکل مختلف معاملات ہیں اور تم جیسے آدمی کو ان سے کوئی دلچسپی نہیں رہی ہوگی۔ کچھ عرصہ قبل فرانس نے یہ فاضل پرزے دینے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا لیکن بات پھر کھٹائی میں پڑ گئی چونکہ غالباً حکومت فرانس پر امریکی دباؤ پڑا۔ بعد میں اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی کہ اس مسئلے پر کیا ہوا۔ بہرحال یہ خالص سیاسی معاملہ ہے۔ روڈنی اولیاس کو کسی طرح اس بات کا علم ہوگیا کہ بیلجیم اور فرانس کی مشترکہ کمپنی نے خفیہ طور پر وہ ضروری فاضل پرزے تمہارے وطن کے کچھ لوگوں کے حوالے کیے ہیں اور وہ ان کی ڈیلیوری لینے کے بعد انہیں انتہائی خفیہ طریقہ سے اپنے وطن منتقل کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔

"روڈنی اولیاس نے اس سلسلے میں جو بھی کارروائی کی ہو وہ ایک الگ حیثیت رکھتی ہے اور ہمیں اس کے بارے میں بالکل علم نہیں ہے لیکن اسے کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں حاصل ہو سکی۔ اسرائیل کے محکمہ خفیہ نے روڈنی اولیاس سے رابطہ قائم کیا یا شاید روڈنی نے ان لوگوں سے بہرحال ان کا سراغ لگایا جاتا رہا۔ وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے لیکن اچانک ہی روڈنی اولیاس کو اس بات کا علم ہوا کہ وہ چاروں افراد جو یہ فاضل پرزے اپنے وطن تک پہنچانے میں کوشاں ہیں اس وقت اسپین میں موجود ہیں اور ان کے پاس فاضل پرزوں کے وہ کارٹن موجود ہیں جنہیں وہ نجانے کن کن راستوں سے نکال کر اسپین تک لائے ہیں اور اس کے بعد یہاں سے آگے لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ روڈنی کو اتفاقیہ طور پر ان لوگوں کے بارے میں معلومات بھی حاصل ہوگئیں اور اس نے فوراً

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

ہی مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ اس نے میرے لیے معاوضے کے دروازے کھول دیے اور مجھ سے کہا کہ اس سلسلے میں جو کچھ بھی میں اس سے طلب کرنا چاہوں طلب کر سکتی ہوں لیکن ان لوگوں کو اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہونا چاہیے۔"

"بہرحال مجھے ایک نیا کلائنٹ مل رہا تھا میں نے اس پر بھرپور توجہ دی اور کیتھ کی بے مثال صلاحیتوں نے بالآخر ان لوگوں کو تلاش کرلیا جن کی نشاندہی روڈنی نے کی تھی ہم نے ان لوگوں کو اپنے قابو میں لے لیا ہے حالانکہ اس سلسلے میں ہمیں حکومت اسپین کا تعاون حاصل نہیں ہوا بلکہ ایک طرح سے ہم نے مجرمانہ طور پر یہ عمل کیا ہے اور شاید سرکاری طور پر ان لوگوں کی یہاں آمد درج ہے اور ان کے سفارتخانے نے ان کی گمشدگی کے لیے حکومت اسپین سے رابطہ قائم کیا ہے۔ لیکن اب وہ ہمارے قبضے میں ہیں چاروں بے حد سخت جان ہیں۔ ابتدا میں تو انہوں نے اعتراف ہی نہیں کیا کہ ان کا تعلق ایسے کسی مشن سے ہے بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو بالکل ہی غیر متعلق شخصیت ظاہر کرنا چاہا لیکن جب انہیں اس بات کے ثبوت فراہم کردیے گئے کہ وہ ایٹمی پلانٹ کے لیے فاضل پرزوں کی خفیہ خریداری کے معاملے میں ملوث ہیں تو انہوں نے خاموشی اختیار کرلی جہاں تک روڈنی اولیاس کے ذریعے ہمیں اطلاعات ملی ہیں وہ فاضل پرزوں کے یہ کارٹن لے کر یہاں تک پہنچے ہیں لیکن اس کے بعد انہوں نے یہ کارٹن کہاں چھپائے ہیں اس کا کوئی پتا نہیں چل سکا۔"

"کیتھ نے ہر وہ ممکن کوشش کرلی جن سے ان کی زبان کھلوائی جاسکے لیکن کیتھ اس میں کامیاب نہ ہوسکا اور ہر قسم کا تشدد ان پر بے اثر رہا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک کی حالت بے حد خراب ہے وہ کیتھ کے ہاتھوں شدید زخمی ہوگیا ہے لیکن باقی اب بھی ذرا سے بھی متاثر معلوم نہیں ہوتے اور کچھ بتانے پر آمادہ نہیں ہیں۔ ہمارا آدھا کام ہوچکا ہے اور روڈنی ہم لوگوں سے مسلسل رابطہ قائم کررہا ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے ہم ان کی زبان کھلوائیں اور یہ معلوم کریں کہ وہ فاضل پرزے انہوں نے کہاں چھپائے ہوئے ہیں۔"

"ڈیئر یہ منصوبہ تمہیں دیکھ کر میرے ذہن میں آیا کہ جس طرح بھی بن پڑے تم ان کی زبان کھلواؤ اور مجھے یقین ہے کہ تم میرے لیے یہ کام ضرور کرو گے۔"

"میرے دل و دماغ کی جو کیفیت ہو سکتی ہے کہ آپ کو اس کا اندازہ بخوبی ہوگا۔ میرے دل میں تو اپنے وطن کے ایک ایک ذرے کی محبت موجود تھی۔ ایک ایک شخص کے لیے میرے دل میں نجانے کیا تصورات تھے اور پھر وہ لوگ جو میرے وطن کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہے تھے اور جو یقیناً" اتنے ہی اہم ہوں گے کہ ہماری حکومت نے انہیں یہ ذمے داری سونپی وہ مشکل کا شکار تھے۔ دل تو یہی چاہا کہ اسی وقت عمل کروں اور اس کتیا کو اس کے بدن کی پوری کھال سے محروم کردوں اس سے پوچھوں کہ بتا کہاں ہیں وہ لوگ اور اس کے بعد انہیں ہر قیمت پر یہاں سے نکال دوں۔ مع ان کی ان کاوشوں کے جو انہوں نے میرے وطن کے لیے کی تھیں لیکن اس مسئلے میں کوئی بھی جذباتی قدم بالکل ہی احمقانہ ہوتا۔ مجھ پر تو یہ اہم ذمے داری دیار غیر میں آپڑی تھی کہ میں اپنے ہم وطنوں کی مدد بھی کروں انہیں اس مصیبت سے بھی نکالوں اور وطن کے لیے وہ خدمت بھی سرانجام دوں جس کے لیے یہ تمام افراد سرگرداں تھے۔ چنانچہ مکاری ہی سے کام لینا تھا اور مصلحت ہی مجھے کامیابی سے روشناس کراسکتی تھی۔

میں پرخیال انداز میں گردن ہلاتا رہا پھر میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم میں یہ ذمے داری قبول کرتا ہوں اور آپ دیکھیں گی کہ میں یہ کام بہ آسانی سرانجام دے لوں گا۔"

"تمہاری صلاحیتیں جس طرح آہستہ آہستہ میرے سامنے آتی جارہی ہیں ان سے مجھے یہی احساس ہوتا ہے کہ تم نہ صرف اس سلسلے میں بلکہ آئندہ پتا نہیں میرے لیے کیا حیثیت اختیار کرجاؤ ویسے اس سلسلے میں تمہارے اپنے ذہن میں کوئی منصوبہ آتا ہے۔ میں جلد بازی نہیں کرنا چاہتی۔ ہر کام سوچ سمجھ کر کرنا ہے کیونکہ اب میری مسلسل ناکامی مجھے نقصان پہنچانے کی منزل میں آگئی ہے۔ روڈنی جیسے سرمایہ کار، جن کے پاؤں پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں صرف ایک اس مسئلے ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے مختلف گوشوں میں ہمارے لیے کارآمد ہوسکتے ہیں اور ہم ان کے لیے کام کرکے بہت کچھ حاصل کرسکتے ہیں نہ صرف یہ کہ بلکہ اگر ہمارا روڈنی سے یہ تعلق ہوجائے تو ہم اس کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک میں اپنے کچھ کام بھی بہ آسانی کرسکتے ہیں وہ معمولی آدمی نہیں ہے تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ اگر کوئی منصوبہ تمہارے ذہن میں ترتیب پاتا ہے تو براہ کرم مجھے اس کے بارے بتاؤ

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

سوچو اس پر غور کرو میں کوئی موثر عمل چاہتی ہوں۔"

میں نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ "میڈم چونکہ میں ایسے معاملات میں مہارت نہیں رکھتا اس لیے ناتجربہ کاری کا ثبوت دوں گا ایک خیال میرے ذہن میں ہے اس کا اظہار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں لیکن آپ اس پر غور کریجیے گا۔ اگر یہ احمقانہ محسوس ہو تو آپ اسے مسترد کر سکتی ہیں کیونکہ یہاں آپ ہی استاد ہیں۔"

"بتاؤ میں سن رہی ہوں۔"

"ہم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ میں انہی کا ہم وطن ہوں۔ ظاہر ہے وہ میری شخصیت سے ناواقف ہوں گے۔ آپ اگر یوں کریں مجھے تھوڑا سا زخمی کر کے اس قید خانے میں ڈلوا دیں جہاں آپ نے انہیں رکھا ہوا ہے۔ کوئی کہانی گھڑلی جائے جس کے ذریعے میں ان کی ہمدردیاں حاصل کرلوں گا پھر ان میں شامل ہو کر میں اپنی مظلومیت کا رونا روتے ہوئے ان سے ان کے بارے میں پوچھوں گا اور اتنا کام میری صلاحیتوں پر چھوڑ دیجیے کہ میں ان کی زبانیں کھلوا لوں۔ ظاہر ہے وہ میرے ہم وطن ہیں اور مجھے ان کے بارے میں بھی معلومات حاصل ہیں۔ میں بھی خود کو ایک سرکاری اہل کار یا اگر ممکن ہو سکا اور وہ لوگ براہ راست ایسے محکموں سے متعلق نہ ہوئے جن کے بارے میں مجھے معلومات حاصل نہیں ہیں تو میں اپنے آپ کو اس ملک کا سیکرٹ ایجنٹ کہہ سکتا ہوں جو آپ کے ہتھے چڑھ گیا ہے اس طرح میں ان کی زبان کھلوانے میں کامیابی حاصل کرلوں گا اور مجھے یقین ہے کہ اگر میرا منصوبہ زیر عمل آجائے تو میں یہ کام بہ آسانی کرلوں گا۔"

میریسا بری طرح چونک پڑی تھی۔ وہ چند لمحات پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔ "اور تم کہہ رہے ہو کہ تم اس معاملے میں بالکل مہارت نہیں رکھتے......... اوہ میرے خدا کس برق رفتاری سے سوچتے ہو تم......... میں سمجھتی ہوں کہ اس سے زیادہ موثر منصوبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مجھے کیتھ اسٹروڈی سے اس معاملے میں ڈسکس کرنا ہے میں اس سے اس پروگرام کو فائنل کرلوں اس کے بعد تمہیں اسی حیثیت سے وہاں پہنچا دیا جائے گا جو تم نے تجویز دی ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے زیادہ شاندار کوئی اور طریقہ ہو نہیں سکتا۔"

"تھینک یو میڈم' تھینک یو ویری مچ۔" میں نے نیاز مندی سے کہا اور اس کے

بعد میریسا مجھ سے اپنی عقیدت کا ثبوت دینے لگی۔ میں نے دانہ ڈال دیا تھا انہیں اور اب چڑیا کے جال میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

لیکن دوسری صبح جب وہ چلی گئیں تب میرا دل ان لوگوں کے لیے تڑپنے لگا جو اس سلسلے میں قیدی بنائے گئے تھے۔ کاش! میریسا میری تجویز مان لے اور کوئی ایسی رکاوٹ درمیان میں نہ ہو جس سے مجھے ان لوگوں کی مدد کرنے میں کوئی دقت پیش آئے۔ نجانے کون کون لوگ ہوں گے اور نجانے کس کس طرح انہوں نے اپنے اس منصوبے کو عمل تک پہنچایا ہو گا لیکن ایک بات طے تھی اب جبکہ یہ سب کچھ میرے علم میں آچکا تھا تو اور کچھ ہونے پائے یا نہ ہونے پائے لیکن یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ میڈم میریسا ان پر مسلسل تشدد کرتی رہے اور زندہ رہ جائے میں ان سب کو فنا کر دوں گا۔ سب کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا لیکن انتظار کرنا تھا۔

دوسرے دن تقریباً" ساڑھے گیارہ بجے چیکاس برادرز کی طرف سے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور میں نے فوراً" ہی ان کی کال ریسیو کی۔ چیکاس ون ہی بول رہا تھا۔

"کہو' کیا ہو رہا ہے کیسی گزر رہی ہے؟"

"چیف بہت عمدہ گزر رہی ہے رات کو لیڈونا میں شو پیش کرتے ہیں داد و تحسین وصول کرتے ہیں اور اچھے خاصے انعامات حاصل کر لیتے ہیں ابھی تک کوئی مشکل پیش نہیں آئی لیکن آپ کے لیے انتہائی دلچسپ اطلاعات ہیں ہمارے پاس۔"

"آپ نے غالباً" کسی مسئلے میں ان لوگوں کو کوئی تجویز پیش کی ہے۔ براہ کرم اس کی کچھ تفصیلات ہمیں بتایئے۔"

"بعد میں بتاؤں گا تم اس سلسلے میں کوئی خاص بات کہنا چاہتے ہو۔"

"ہاں چیف بہت خاص بات ہے شاید ان کے پاس کچھ ایسے افراد موجود ہیں جن کا تعلق ہمارے ملک سے ہے۔"

"ہاں بالکل۔ میں انہی کی بات کر رہا ہوں لیکن ان کے انداز میں ان چاروں سے کوئی راز اگلوانے کی کوشش کرنی ہے آپ کو اور اس سلسلے میں آپ کو زخمی حالت میں ان تک پہنچانا ہے اور ان کی ہمدریاں حاصل کرنی ہیں۔ یہ منصوبہ آپ نے پیش کیا ہے۔"

"بالکل۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com

"کیتھ نے اس منصوبے کی مخالفت کی ہے۔" چیکاس ون نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم؟"

"چیف جس کمرے میں وہ میٹنگ کر رہے ہیں وہ ہمارے کمرے کے بالکل برابر ہے اور وہاں سے ان کی گفتگو آسانی سے سنی جاسکتی ہے۔ ہم لوگ ویسے بھی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں کہ جب کیتھ اور میڈم میریسا یکجا ہوں تو ہم ان کی باتیں سنیں۔ کیتھ کا کہنا ہے کہ اس طرح آپ پر بھروسہ کرکے میڈم غلطی کر رہی ہیں۔ وہ لوگ آپ کے ہم وطن ہیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ان کی مدد پر آمادہ ہو جائیں۔ اس بات پر میڈم میریسا نے کیتھ کو ڈانٹ دیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ چیف اس نے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"کیتھ کا کہنا ہے کہ اگر ہم اس طرح میڈم میریسا کے ہوٹل میں کام کرتے رہے تو ہمیں اس سے کیا حاصل ہوگا ایک بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم خفیہ طور پر مسٹر کیتھ کے لیے کام کریں اس طرح مسٹر اسٹروڈی ہمیں ایک شاندار معاوضہ پیش کریں گے اور چیف ہم نے ان کی یہ پیشکش قبول کرلی ہے۔"

میرا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا۔

"لیکن وہ تم سے کیا کام لینا چاہتے ہیں؟"

"اس کے لیے انہوں نے ہم سے نہایت رازدارنہ طور پر کہا ہے کہ ہمارا تعلق صرف اس کی ذات سے ہوگا اگر وہ چاہیں گے تو ہمیں میڈم میریسا کے خلاف بھی استعمال کرسکتے ہیں لیکن اگر ہم نے ان سے غداری کی تو ہم پانچوں کو موت کے گھاٹ اتار دینا ان کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی بنا دیں گے ہمارے لیے بے شمار کام نکالیں گے۔ ہم نے ان کی یہ پیش کش قبول کرلی ہے اور اب آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ ہم کیتھ کے خفیہ ایجنٹ ہیں۔"

میرے منہ سے قہقہہ نکل گیا میں نے انتہائی خوشی کے عالم میں کہا۔ "ویری گڈ میں تم سے بہت خوش ہوں۔"

"چیف ہمیں ایک بڑی رقم ایڈوانس کے طور پر دی گئی ہے اور یہ رقم ایک بینک

میں جمع کر دی گئی ہے جس کی چیک بک ہمارے حوالے کر دی گئی ہے۔ میرا خیال ہے مستقبل میں وہ بہت بڑے بڑے کام ہم سے لینا چاہتے ہیں لیکن فی الحال ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ میڈم میریسا کے اقدامات پر پوری پوری نظر رکھیں اور اس کے لیے کاوشیں بھی کریں اور خفیہ طور پر ایک ٹیلی فون نمبر پر انہیں اس بارے میں اطلاع دیں۔"

میں بہت زور سے ہنس پڑا تھا۔ میں نے کہا۔

"یہ اچھی بات ہے کہ تم ان کے ساتھی ہو اور میں میڈم میریسا کا دست راست۔ میرا خیال ہے ہم لوگ بہت خوبصورتی سے اپنی منزل کی جانب بڑھ رہے ہیں بہرحال اب تم مجھے اس بات سے آگاہ رکھو گے کہ کیتھ نے کیا ذمے داریاں تمہارے سپرد کی ہیں۔"

"لازمی بات ہے چیف اور اس کے لیے کوئی وقت مقرر کرلیجیے تاکہ آپ کو رپورٹ دی جاتی رہے۔"

"رات کو گیارہ بجے کا وقت ٹھیک رہے گا اور اگر کوئی بہت ہی اہم مسئلہ ہو تو تم ٹرائی کرسکتے ہو۔"

"بہت مناسب چیف اور کوئی حکم؟"

"نہیں۔ تم نے ایک دلچسپ بات مجھے بتائی ہے۔" میں نے کہا۔ پھر مزید کچھ گفتگو کے بعد ٹرانسمیٹر کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ میرا دل بے اختیار قہقہے لگانے کو چاہ رہا تھا۔ یہ دونوں ہی حماقتوں کا شکار ہوگئے تھے۔ ظاہر بات ہے کہ اسٹروڈی میرے ہاتھوں اپنی شکست برداشت نہیں کرسکا تھا اور میرے خلاف ہوگیا تھا جبکہ میریسا مجھ سے بہت زیادہ متاثر ہوگئی تھی بلاشبہ ان دونوں نے یہ اختلاف پیدا کرکے ہمارے لیے بہت سی آسانیاں فراہم کردی تھیں اور ہمارے کام کا ایک انداز بنتا جارہا تھا۔ مجھے اب صرف اس بات کا انتظار تھا کہ کب میریسا کی جانب سے مجھے ان لوگوں تک پہنچنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ میں شدت سے اس کے لیے بے چین تھا اس کے علاوہ دل میں روڈنی کا تصور بھی آرہا تھا یہ اچھی بات ہے کہ وہ یہیں اسپین میں موجود ہے اور اسے شکار کرنا میرے لیے ایک دلچسپ مشغلہ ہوگا۔ وطن کے کسی بھی دشمن کو علم میں آجانے کے بعد چھوڑنا میرے لیے کبھی بھی ممکن نہیں رہا تھا۔ روڈنی یہ بہت اچھی بات ہے کہ تمہارا میرا سامنا ہوگا۔ تم میرے وطن کو ان مراعات سے محروم کردینا چاہتے ہو جس پر تمہارے مستقبل کا دارومدار ہے۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

میں تمہاری زندگی کو کسی بھی طرح آزاد نہیں چھوڑ سکتا۔ نہ جانے اس کے بعد تم میرے وطن کے خلاف کیا کیا کچھ کرو۔

بہرحال یہ میرے جذبات تھے لیکن ان جذبات کو کنٹرول میں کرنا تھا۔ میرا ذہن منصوبے بندیاں کرتا رہا اور میں یہ سوچتا رہا کہ کس کس طرح مجھے اس سلسلے میں کام کرنا ہے۔ اب انتظار تھا تو صرف اس بات کا کہ مجھے کب ان لوگوں تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ چیکاس براورز سے جو انفارمیشن ملی تھی اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ کیتھ اور میریسا اس سلسلے میں ایک دوسرے سے متفق نہیں ہوں گے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ کیتھ بظاہر خاموش ہو جائے۔ میریسا کے بارے میں' میں نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ وہ مجھ سے پوری طرح متفق ہوگئی ہے۔ یقیناً وہ اس سلسلے میں مجھے استعمال کرے گی۔ اس کا اظہار اس رات اس کی گفتگو سے ہوگیا' کہنے لگی۔

"کیتھ اسٹروڈی مجھ سے اتفاق نہیں کرتا۔ فرانس میں چونکہ تم سے مکمل طور پر مخلص ہوں اس لیے تمہیں یہ بتانا ضروری سمجھتی ہوں کہ وہ تم پر شک کا اظہار کرتا ہے خیر میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ اس کی وفاداری کا ایک حصہ ہے اس لیے میں اس سے اختلاف نہیں کر رہی ہاں اتنا میں جانتی ہوں کہ مجھے جو کچھ کرنا ہے اس سے اگر مجھے اتفاق ہے تو ظاہر ہے میں ایک حد تک ہی کسی کا مشورہ قبول کرسکتی ہوں میرا خیال ہے کل تمہیں اپنے اس مشن کے لیے کام شروع کر دینا چاہیے۔ تم نے کہا تھا کہ تمہیں زخمی حالت میں ان لوگوں تک پہنچایا جائے۔ کیا تم یہ ضروری سمجھتے ہو۔"

"نہیں میڈم یہ اتنا زیادہ ضروری نہیں ہے اگر آپ مجھے بے ہوشی ہی کے عالم میں وہاں پہنچا دیں تو اتنا کافی ہے۔ میں اپنے آپ کو ایک گرفتار شخص کی حیثیت سے ان کے سامنے پیش کروں گا۔"

"یہ مناسب رہے گا کیونکہ تمہیں کوئی زخم لگانا میرے لیے کسی طور ممکن نہیں ہے اور مصنوعی زخم ان لوگوں کو مشکوک کرسکتے ہیں کیونکہ جو لوگ اتنے بڑے مشن پر نکلے ہیں وہ احمق نہیں ہوں گے۔ مصنوعی زخموں کو وہ اچھی طرح جانچ لیں گے لیکن یہ بتاؤ کہ تم ان تک کون سی کہانی پہنچاؤ گے۔"

"اتنا ہی کافی ہے میڈم' بہت زیادہ گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں

اپنے ملک کے لیے کام کر رہا ہوں بلکہ بہتر یہ ہوگا کہ میں ان سے یہ کہہ دوں کہ میں روڈنی اولیاس کے خلاف کام کر رہا ہوں کیونکہ وہ اسرائیلی ہے اور ہمارے وطن کے مفادات کے خلاف' میرا خیال ہے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے۔ میرا اور ان کا ایک رابطہ بن جاتا ہے۔"

"بہت مناسب ہے۔ میں تم سے اس بارے میں اتفاق کرتی ہوں۔"

"تو پھر کل کا کیا پروگرام رہے گا' دوپہر کو لنچ کے بعد تمہیں یہاں سے وہاں منتقل کروں گی۔ اس سلسلے میں کوئی اہم طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا بس میرے آدمی تمہیں بے ہوشی کے عالم میں وہاں پہنچا دیں گے اور دوپہر کے کھانے میں تمہیں ایک خواب آور دوا دے دی جائے گی تاکہ یہ بے ہوشی بھی غیر حقیقی نہ ہو۔"

میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی تھی اور دل ہی دل میں اس پروگرام سے سنسنی محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکا تھا کیونکہ بہرحال انسان تھا۔ البتہ اس پروگرام کے لیے میں دل و جان سے آمادہ تھا۔ اب چونکہ مجھ پر اس کام کا بھوت سوار ہوگیا تھا اس لیے میری سوچیں بھٹک گئی تھیں۔ مجھے پوری طرح محتاط رہنا ہوگا۔ یہ ٹرانسمیٹر بھی مجھے اپنے پاس رکھنا تھا چونکہ وہ بے ہوشی کے عالم میں مجھے وہاں پہنچائے گی اس لیے بے ہوشی کے عالم میں کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ دوسری صبح کا آغاز ہی میرے لیے کھچاوٹ کا سبب بن گیا تھا۔ غسل خانے میں داخل ہوکر میں نے اس بٹن کو اپنے کالر سے علیحدہ کیا اور ایک ایسی جگہ محفوظ کرلیا جہاں صرف میرے ہاتھ پہنچ سکتے تھے پھر کسی خیال کے تحت میں نے چیکاس برادرز کو بھی اس کیفیت سے آگاہ کر دینا ضرور سمجھا۔"""

"کون؟"

"تھری سر۔"

"ایک خاص اطلاع نوٹ کرو۔ مجھے ان لوگوں کے پاس منتقل کیا جارہا ہے جن کے بارے میں تمہیں بتا چکا ہوں۔"

"کب چیف۔"

"آج دوپہر۔"

"ہمیں اس قید خانے کے بارے میں معلوم ہے چیف۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیتھ نے ہمیں اس کی تفصیل بتا دی ہے۔" تھری نے کہا۔

"کیا وہاں تک تمہاری رسائی ممکن ہے؟"

"ممکن ہو سکتی ہے چیف۔ ہم نے کیتھ کو اپنی افادیت کا یقین دلایا ہے بلکہ چیف ہم نے ایک اور کام شروع کر دیا ہے۔ ہم نے نہایت احتیاط کے ساتھ کیتھ کے دماغ میں یہ بات بٹھانا شروع کر دی ہے کہ وہ بلاوجہ ایک عورت کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے جانثار ہیں اور ان کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں جو دوسروں کے لیے ممکن نہ ہو پھر مسٹر اسٹروڈی خود اپنی آرگنائزیشن کیوں نہیں بناتے؟ مسٹر اسٹروڈی اس وقت صرف سوچ میں ڈوب گئے ہیں بلکہ انہوں نے ایک کام بھی ہمارے سپرد کیا ہے۔"

"وہ کیا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"چیف۔ یہ عورت بے حد خطرناک ہے۔ اپنے قریب ترین لوگوں پر بھی پورا اعتماد نہیں کرتی۔ ان لوگوں کے لیے اس نے ایسا مواد اپنے پاس محفوظ کر رکھا ہے جس سے ان کی ناک میں نکیل پڑی رہے اور وہ انہیں کنٹرول کرتی رہے۔"

"ہوں' پھر"

"اس کا ریکارڈ روم ایک خاص عمارت میں ہے۔ مسٹر کیتھ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ ہم اپنی صلاحیتوں سے کام لے کر اس عمارت میں داخل ہوں اور وہ ریکارڈ مسٹر کیتھ کے لیے حاصل کر لیں۔ مسٹر کیتھ کا کہنا ہے کہ اگر وہ ریکارڈ قبضے میں آجائے تو پھر میڈم میریسا کچھ بھی نہ رہیں گی۔"

"تم نے کیا کیا؟"

"ان کے جانثار ان کے لیے سب کچھ کرنے پر تیار ہیں۔"

چیکاس تھری نے کہا اور میں سوچ میں ڈوب گیا۔ ایک نئی راہ سامنے آئی تھی اور مستقبل میں اس سے بہت سے فائدے حاصل ہونے کی امید تھی۔ بلاشبہ میری لٹل آرمی میرے لیے بے حد کارآمد تھی۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد میں نے کہا۔

"میری طرف سے اس پروگرام کی منظوری دی جاتی ہے لیکن یہ سب کچھ بے حد ہوشیاری سے ہو۔"

"ہم پوری کوشش کریں گے۔"

"اوکے تھری۔ اب میں تمہیں دوسری بار اسی وقت مخاطب کروں گا جب یہ مرحلہ طے ہو گا" میں نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر کے محفوظ کر لیا۔ باہر سے میریسا کی آواز سنائی دی تھی۔

"فراس ڈارلنگ میں آگئی ہوں۔"

میریسا کی آواز پر اعصاب میں تھوڑا سا کھنچاؤ پیدا ہو گیا میں جانتا تھا کہ اب اس انوکھی مہم کا آغاز ہو گیا ہے جس کی منصوبے بندی کی گئی تھی۔ بس ایک معمولی سا اعصابی کھنچاؤ تھا جس پر میں نے فورا" ہی قابو پا لیا اور مسکراتا ہوا باتھ روم سے باہر نکل آیا۔ میریسا نے آگے بڑھ کر میرے رخسار پر بوسہ دیا تھا۔ وہ مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی پھر وہ محبت بھرے انداز میں میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک صوفے پر آبیٹھی اور مجھے والہانہ سی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ میں نے اس سے آنکھیں ملائیں اور مسکرا کر بولا۔

"کیا بات ہے آپ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہیں؟"

"اصل میں تم مشرقیوں کی طرح بات کو گھما کر نہیں کر سکتی میں اپنے دل میں تمہارے لیے نرم گوشے رکھتی ہوں اور وہ نرم گوشے مجھے اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ میں تم سے یہ کہہ دوں کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔"

"محبت کو انسانی زندگی سے کبھی علیحدہ نہیں کیا جا سکتا اور جو شخص محبت سے خالی ہو جائے پھر وہ اپنے آپ کو انسان نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی سمجھ سکتا ہے۔ میرے خیال میں اس کی ذہنی ساخت بدل جاتی ہو گی۔"

"بالکل سچ کہا تم نے خیر چھوڑو ہم ایک ایسی گفتگو کرنے بیٹھ گئے۔ جس کا اس وقت بالکل موقع نہیں ہے میں صرف یہ بتانا چاہتی تھی تمہیں کہ اس عارضی جدائی کا میرے ذہن پر بہت اثر ہے۔"

"میڈم آپ بھی شاید اس بات پر یقین نہ کریں یا شاید کر لیں کہ میں آپ کے لیے ہر خدمت سرانجام دینے کے لیے تیار ہوں مگر بس یہ سوچتے ہوئے ذرا سا ایک احساس ہوتا ہے کہ کوئی بھی کام ہو لیکن آپ سے دور رہ کر نہ ہو۔"

"نہیں ڈارلنگ ہم بالکل ایک دوسرے سے دور نہیں ہیں۔ میری محبت کے جواب میں تمہارے یہ الفاظ میرے دل کو بڑی ڈھارس دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مستقبل ہمارے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

لیے بہت خوش آئندہ ہو اور کوئی ایسا عمل ہو جائے جو اس وقت ہمارے ذہنوں میں نہیں ہے۔ اچھا خیر اب یہ بتاؤ تم اپنے مشن کے لیے تیار ہو۔"

"مکمل طور پر اور یہ مشن اس لیے نہیں ہے کہ مجھے اس سے مستقبل میں کچھ فائدے حاصل ہوں گے بلکہ اس لیے ہے کہ میرپیا نے مجھے یہ کام سونپا ہے۔"

میرپیا نے بے اختیار ہونے کا مظاہرہ کیا اور ان کی بے اختیاری نے میرے چہرے پر لپ اسٹک کے نشانات بنا دیے جنہیں بعد میں مجھے صاف کرنا پڑا۔ میرپیا کہنے لگی۔

"ڈیئر، یہ مہم مشکل ہے اب سے تھوڑی دیر بعد اس کا آغاز ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ تم بہت ذمے داری اور ہوشیاری کے ساتھ اسے سرانجام دو گے۔"

اس موضوع پر ہماری بہت دیر گفتگو ہوتی رہی تھی۔ اس کے بعد میرپیا نے ہنستے ہوئے اپنے پرس سے ایک آئینہ نکال کر میرے سامنے کر دیا۔

"تم خوش ہو جاؤ اس کے بعد کھانا کھائیں گے پھر میں تمہیں تمہاری منزل پر پہنچا دوں گی۔ کیا سمجھے؟"

میں ہنستا ہوا باتھ روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کی میز پر ہی شاید مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی تھی۔ مجھے یاد نہیں تھا کہ میں کھانے کی میز سے اٹھا بھی تھا اور یہ غنودگی بالآخر گہری بے ہوشی میں تبدیل ہو گئی تھی۔ بہت مشکل کام تھا یہ سب کچھ لیکن مشکل کام سرانجام دینے میں ہی مجھے مزہ آتا تھا۔

نجانے میں کتنی دیر تک بے ہوش رہا مگر جب ہوش آیا تو خود کو اس جگہ پایا جہاں پہلے طے تھا اب میں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی تو کچھ آہٹیں محسوس ہوئیں میں ایک بار پھر آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا۔

"شاید ہوش میں آ رہا ہے۔"

"دیکھو۔" اور اس کے بعد میں نے کچھ آہٹیں اپنے قریب آتے ہوئے محسوس کیں۔ میرے ہونٹوں سے ہلکی ہلکی کراہیں نکل رہی تھیں۔ ہاتھ پاؤں تشنجی انداز میں ہل رہے تھے۔ پھر کسی نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا تو میرے حلق سے دہشتناک چیخ نکل گئی۔

"نہیں نہیں۔ خدا کے لیے نہیں۔ اب نہیں خدا کے لیے نہیں۔" میں بری طرح تڑپنے اور مچلنے لگا تھا۔ میں نے وحشت زدہ نگاہوں سے ان چاروں کو دیکھا۔ وہ بے چارے خود ہی ابتر حالت میں تھے۔ جسم زخموں سے چور چور بال بکھرے ہوئے اور گرد سے اٹے ہوئے۔ آنکھوں کے گرد حلقے۔ ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئیں۔ ان میں سے ایک کے سر پر پٹی بھی بندھی ہوئی تھی۔ بدن پر جھولتے ہوئے بوسیدہ لباس اور وہ سارے کے سارے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں نے یہ چیخ پکار اردو زبان میں ہی کی تھی اور اب بھی میں اردو میں ہی ان سے رحم کی بھیک مانگ رہا تھا۔

ان سب نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ان میں سے ایک جو اچھی جسامت کا مالک تھا قید نے اس کی صحت پر اتنا برا اثر نہیں ڈالا تھا۔ چند قدم آگے بڑھ کر کہا۔

"تم مطمئن رہو ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے ہم تو خود تمہاری طرح مصیبت زدہ ہیں اور جن لوگوں نے تم پر تشدد کیا ہے ہم بھی ان کے قیدی ہیں اس لیے ہم سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم اپنے حواس کو درست کرو ہم تمہارے دشمن نہیں دوست ہیں۔"

میں سہمی ہوئی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگا پھر میں نے پورے کمرے پر نظر ڈالی۔ ننگی دیواریں۔ جگہ جگہ سے پلاسٹر ادھڑا ہوا۔ فرش بھی بالکل ننگا تھا۔ ایک جانب ٹوائلٹ بنا ہوا تھا۔ جگہ عجیب وغریب تھی یہاں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ نہ اوڑھنے کے لیے نہ بچھانے کے لیے لیکن کمرے کا ماحول تھوڑا سا گرم تھا۔ سردی بالکل نہیں محسوس ہو رہی تھی۔ میں اس وقت بھی اپنی آنکھوں میں وہی دہشت پیدا کیے ہوئے تھا۔ آگے بڑھ آنے والے شخص نے مسکرانے کی کوشش کی۔ اس کے ہونٹ پھڑپھڑائے تھے اور ان میں سرخی نظر آ رہی تھی۔ اس نے ایک افسردہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"ہم تمہارے دوست ہیں ہم چاروں میں سے کوئی تمہارا دشمن نہیں۔"

"وہ کہاں گئے۔ آہ انہوں نے۔ انہوں نے مجھے ذہنی اذیت کا شکار کر رکھا ہے نہ سو سکتا ہوں نہ جاگ سکتا ہوں۔ میرے چاروں سمت کبھی بہت تیز روشنی کر دی جاتی ہے اور کبھی گھور اندھیرا۔ میں۔ میں.......... میں.......... میں" میری مٹھیاں بھنچنے اور کھلنے لگیں۔

"انہوں نے مجھ پر انتہا تشدد کیا ہے۔" وہ شخص دو قدم اور آگے بڑھ آیا۔ اس نے جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

"تمہارا کیا نام ہے؟ کہاں کے رہنے والے ہو؟"

"میرا نام فراز انصاری ہے اور مسلمان ہوں۔ تعلق پاکستان سے ہے۔"

ان چاروں نے ایک دوسرے کی صورت دیکھی۔ میں ان کی ہر کیفیت کا جائزہ لے رہا تھا لیکن ابھی اتنی گہری نگاہیں نہیں جمائی تھیں میں نے ان پر کہ انہیں یہ شک ہو جائے کہ میں ان کی شخصیتوں کو پڑھ رہا ہوں۔ البتہ ان کے متجسس چہرے اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ وہ میرے بارے میں سب کچھ جان لینا چاہتے تھے۔ میں نے اپنے آپ کو درست کرنے میں پانچ دس منٹ لگائے۔ آنکھیں بند کرلیں اور دیوار سے ٹکا گہری گہری سانسیں لیتا رہا۔ اس ساری اداکاری کے لیے مجھے خاصی محنت کرنا پڑی تھی۔ میرا اندازہ تھا کہ میں اب تک کی کوششوں میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ ان کی شخصیتوں سے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ محبان وطن اعلیٰ ترین سرکاری عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں اور ظاہر سی بات تھی جس مشن کے لیے وہ لوگ نکلے تھے وہ معمولی نہیں تھا۔ بہرحال مجھے ان لوگوں کو دھوکا تو دینا نہیں تھا اصل دھوکا تو مریسا کو دے رہا تھا لیکن بعض اوقات کام ایسا گھماؤ پھراؤ اختیار کر جاتے ہیں کہ انسان کو خود اپنی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگتا ہے۔

پھر میں نے کافی حد تک اپنے آپ کو پر سکون ظاہر کیا اور آنکھیں کھول کر ان لوگوں سے بولا۔

"آپ لوگوں کی محبت اور ہمدردی کا شکریہ۔ خدا را مجھے یہ بتایئے کہ یہ کون سی جگہ ہے اور آپ لوگ کون ہیں؟"

"یہ معلوم کرنے کے بعد میرے دوست کہ تمہارا تعلق کون سے ملک سے ہے۔ ہمارے دلوں میں تمہارے لیے کچھ عجیب سے جذبات پیدا ہوگئے ہیں کیا تم اس بات کو محسوس نہیں کرتے کہ ہم لوگ اردو بول رہے ہیں اور ہمارے چہرے ایک دوسرے سے شناسائی رکھتے ہیں۔ ہمارا تعلق بھی پاک وطن سے ہے جس کا نام تم نے لیا اور جس کے لیے مرمٹنے کا جذبہ ہمارے لیے دنیا کی ہر خواہش سے افضل ہے۔" جس شخص نے یہ الفاظ کہے تھے میں نے اس کے چہرے پر نگاہیں جمادیں پھر تھوک نگل کر بولا۔

"کیا آپ لوگ اسپین ہی میں ہیں؟"

"ہاں.......... تمہیں بھی اس بات کا علم ہے کہ تم اسپین میں ہو۔"

"ہاں میں جانتا ہوں اور اس بات کو بھی جانتا ہوں کہ میں میریسا کی قید میں ہوں۔"

ان سب نے پھر ایک دوسرے کی شکل دیکھی پھر وہی شخص جو مجھ سے اب تک باتیں کرتا رہا تھا کہنے لگا۔ "جب انسان ایک ہی کشتی کا سوار ہوتا ہے تو اپنے ہمسفروں سے اسے کافی دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے اگر ہم تمہیں یہ بتائیں کہ ہم بھی میریسا ہی کے قیدی ہیں تو یقیناً تمہیں ہم سے اپنائیت محسوس ہوگی۔ وطن کا رشتہ تو ہے ہمارے درمیان لیکن اب مصیبت کا رشتہ بھی قائم ہوگیا اور دوست اپنے بارے میں بتانے سے اور کچھ فائدہ حاصل ہو نہ ہو لیکن دل ہلکا ہو جاتا ہے تم میریسا کے قیدی کیوں بنے ہو؟"

میں نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا پھر آہستہ سے پوچھا۔

"اسمگلر!" اس شخص نے چونکتے ہوئے دیکھا اور پھر میرے چہرے پر نگاہیں جما کر بولا۔

"کیا تم بھی اسمگلنگ کرتے ہو؟"

میں نے ٹھنڈی سانس لے کر گردن جھکائی اور آہستہ سے کہا۔ "ہاں بہت پرانی بات ہے۔ پہلے میں ایسا نہیں تھا لیکن حالات نے مجبور کردیا کہ یہی راستے اپناؤں۔ بہت کوششیں کی کہ بہتر زندگی کے حصول کے لیے لیکن کامیاب نہیں ہوسکا اور بالآخر انہی راستوں کا راہی بن گیا۔"

"ہوں تو تم اسمگلنگ کرتے ہو۔ تنہا یا کسی گروہ کے لیے؟"

"میں کسی باقاعدہ گروہ سے منسلک نہیں ہوں لیکن بس مختلف لوگوں کے لیے کام کرتا ہوں۔ بڑے لوگوں میں آپس میں چلتی رہی ہے لیکن ان کی اس جنگ کے نتیجے میں بعض اوقات کے لیے میں کچھ مال لے کر جاپان سے یہاں پہنچا ہوں لیکن میریسا کے ہاتھ لگ گیا اور اب وہ مجھ سے اس گروہ کے بارے میں مکمل تفصیلات معلوم کرنا چاہتی ہے۔ اس سلسلے میں مجھے شدید اذیتیں دی گئی ہیں لیکن میں کچھ جانتا ہوتا تو بتاتا۔ مگر آپ لوگ یقین کریں میرا تعلق اس گروہ سے صرف اتنا ہی تھا کہ میں نے اس کے لیے چند کام کیے تھے میں تو ان کے کسی ایک فرد کو بھی نہیں جانتا۔"

ان چاروں کے الفاظ میں ایک دم بے رخی سی پیدا ہوگئی اور پھر اس شخص نے آہستہ سے کہا۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

"کاش تم ہمارے ہم وطن نہ ہوتے۔"

"کیا مطلب؟"

"وطن عزیز کا نام کتنا بڑا درجہ رکھتا ہے دل والے ہی جانتے ہیں لیکن جب وطن کا ایک ایسا نوجوان جسے اپنی زندگی تعمیر وطن کے لیے صرف کر دینی چاہیے دیار غیر میں وطن کے نام پر گندگی اچھالتا ہوا نظر آتا ہے تو صحیح معنوں میں گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ معاف کرنا دوست ہماری تم سے ہمدردی اور دلچسپی یکسر ختم ہو گئی ہے۔"

"مم.......... مگر.......... کک.......... کیا آپ لوگ؟"

"نہیں ہم وطن کے سینے میں سوراخ کرنے والے نہیں بلکہ وطن کے ناسوروں کا علاج کرنے والے ڈاکٹر ہیں۔ ہم وطن پرست اور وطن دوست ہیں۔ وطن دشمن نہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ تمہیں یہاں لے آیا گیا۔ کاش ہمارے دل پر یہ داغ نہ لگتا چلو بھئی آرام کریں بلاوجہ وقت ضائع کیا۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ میرے سینے میں جیسے ٹھنڈک اتر رہی تھی۔ رسی جلی ہوئی تھی لیکن بل جوں کے توں تھے جو حال ہو رہا تھا ان کا وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ ابتدائی طور پر میں نے ایک محتاط قدم اٹھایا تھا بہرحال اس کے بعد وہ لوگ مجھ سے بیزاری کا اظہار کرتے رہے۔ شام کو ساڑھے چھ بجے کے قریب ہمارے اس قید خانے کا دروازہ کھلا اور ایک ٹرے میں چائے کے برتن اندر پہنچا دیے گئے۔

"اپنی چائے لے لو۔"

میں نے آگے بڑھ کر چائے لے لی اور بسکٹ کھانے لگا۔ اس دوران میری نگاہیں اس پورے کمرے کا طواف کرتی رہی تھیں اور میں نہایت محتاط انداز میں وہاں موجود ایک ایک شے کا جائزہ لے رہا تھا۔ ایک جگہ مجھے شبہ ہوا تھا یہاں پلاستر ادھڑا ہوا تھا اور یہ جگہ خاص لگتی تھی۔ اصل میں میرے ذہن میں یہ خیال تھا کہ ہو سکتا ہے یہاں ڈکٹا فون لگائے گئے ہوں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا کیمرا موجود ہو جو کمرے میں موجود لوگوں کا جائزہ لیتا ہو۔ اس بات کے پورے پورے امکانات مدنظر رکھے تھے میں نے حالانکہ میڈم میریسا نے ان باتوں کا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ یہ تذکرہ کرنے کی بات نہیں ہے۔ میریسا نے بھی اتنا فاصلہ ضرور رکھا ہو گا مجھ سے۔ چنانچہ نہ تو میں نے ایسا کوئی

کام کیا تھا نہ کوئی ایسی حرکت جس سے اس کو کوئی شبہ ہو سکے۔ جب تک اس کا بھرپور جائزہ نہ لیا جائے میں ان لوگوں سے گفتگو کا آغاز نہیں کر سکتا ہاں وہ گفتگو ضرور کی جا سکتی تھی ان سے جو میریسا کے حق میں ہو۔ چائے ہی کے دوران میں نے ان سے کہا۔

"آپ لوگوں نے اچانک جو مجھ سے علیحدگی اختیار کر لی ہے میں اس پر افسردہ ہوں لیکن آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"

"کہو۔" ایک اور آدمی نے کہا۔

"برے راستوں پر نکل جانے والے برے عوامل سے گزر کر ان کا شکار ہوتے ہیں۔ انسانیت کے ناتے اس برے وقت میں اور کچھ نہ سہی لیکن آپ مجھ سے اپنائیت کا اظہار تو کر سکتے ہیں۔"

"ہاں تمہیں کوئی ضرورت ہو تو ہمیں بتاؤں اصل میں ہمیں تمہارا یہ انداز پسند نہیں آیا۔"

"آپ لوگ میڈم میریسا کے قیدی کیسے بن گئے؟"

"اب تمہیں بتانا بیکار ہے۔ یہ سمجھ لو معاملہ تم سے بالکل مختلف ہے تم جرم کے راستے سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہو اور ہم حب الوطنی کے شکار ہیں لیکن ہمیں اس طرح اپنے شکار ہونے پر مسرت ہے۔"

"کوئی راستہ کسی بھی وقت تبدیل ہو سکتا ہے بعض اوقات صرف کسی مسیحا کا انتظار ہوتا ہے صرف ایک ناصح درکار ہوتا ہے جو صحیح راستہ دکھا دے۔"

"تم نے اپنی زندگی کا اتنا بڑا دور گزار لیا اس کے بعد کسی ناصح کو تلاش کر رہے ہو پھر ہماری نصیحتوں سے تمہیں حاصل بھی کیا ہو گا۔ ہم تو خود زندگی اور موت کی کشمکش میں گرفتار ہیں بہرحال اگر تمہیں یہ احساس ہوا ہے کہ ہم تم سے بیزار ہیں تو اسے نظرانداز کر دو بس ایک جذبہ تھا جس نے دل میں تمہارے لیے کچھ ایسے تاثرات پیدا کر دیے آؤ بیٹھو باتیں کرو کہاں رہتے ہو کیا کرتے ہو میرا مطلب ہے باقی مشاغل کیا ہیں کیوں اس چکر میں پڑ گئے۔"

"جانے دیجئے جناب میں اس تعارف سے ہی متنفر ہو گیا ہوں جو میں نے آپ سے کرایا کاش میں آپ کو اپنے بارے میں سچ نہ بتاتا۔ اس وقت میرا جھوٹ میرے لیے

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

کار آمد ثابت ہو سکتا تھا۔"

"نہیں دوست اب اتنے جذباتی نہ ہو چھوڑو ان باتوں کو تم نے اپنا تعارف کرا دیا اپنا نام بتا دیا اب ہمارے نام بھی سن لو۔ میرا نام سلطان ہے فوج میں میجر ہوں۔ ملٹری انٹیلی جنس سے تعلق ہے۔ یہ کیپٹن تیمور ہیں میرے ساتھی اور یہ دونوں سول انتظامیہ کے افراد ہیں۔"

فیروز اور راحیل زبیری' فیروز وہ شخص تھا جو بہت زخمی تھا ویسے تو ان سبھی کے حلیئے بری طرح خراب کر دیے گئے تھے۔ لیکن فیروز کے بارے میں میریسا ہی نے بتایا تھا کہ ان میں سے ایک شخص کی حالت خراب ہے۔ فیروز خاصا زخمی نظر آتا تھا لیکن ہمت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ میں نے ان سے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سبھی نے میرے ہاتھ میں اپنے ہاتھ دے دیے تھے پھر ان میں سے ایک یعنی کیپٹن تیمور نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

"کاش تم بھی کسی وطنی جذبے سے متاثر ہو کر یہاں تک پہنچے ہوتے خیر۔"

"لیکن جناب آپ لوگ تو اعلیٰ عہدے دار ہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس معمولی چیز تو نہیں ہوتی پھر آپ میریسا کے ہاتھ کیسے لگ گئے؟"

"یہ تو ایک الگ ہی کہانی ہے جو نہ تمہاری سمجھ میں آئے گی اور نہ تمہیں اس سے کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے۔"

"میریسا آپ سے کیا چاہتی ہے؟"

"جو کچھ وہ چاہتی ہے وہ زندگی کے عوض بھی ہم اسے نہیں دے سکیں گے۔ میرا مطلب ہے کہ اگر وہ ہماری زندگیوں کو ختم کرنے پر تل جائے تو ہم مرجانا پسند کریں گے اسے کچھ نہیں بتائیں گے۔"

میں نے گہری سانس لے کر انہیں دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے کہیں کوئی گڑبڑ ہو جائے۔

رات کو ساڑھے آٹھ بجے ہم لوگوں کو کھانا دیا گیا اور جب کھانے سے فراغت ہو گئی تو میں باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ باتھ روم میں پہنچنے کے بعد میں نے روشنی جلا کر باتھ روم کے گوشے گوشے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ نلوں کی ٹونٹیاں فلیش' چھت اس

چھوٹے سے حصے کی ہر وہ شے دیکھ لی جس سے کسی قسم کے شبے کو تقویت ہوتی اگر کمرے میں کہیں کوئی گڑبڑ ہوتی بھی تو کم از کم باتھ روم کا دروازہ اس سے محفوظ ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے طور پر ایک فیصلہ کر لیا۔ باتھ روم کا دروازہ کھولا روشنی کی کرن باہر نکلی تو میں نے میجر سلطان کو انگلی سے اشارہ کیا اور دوسری انگلی ہونٹوں پر رکھ لی۔ میجر سلطان نے میری طرف دیکھا اور ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ آہستہ آہستہ باتھ روم میں داخل ہو گیا۔

تب میں نے باتھ روم کا دروازہ مضبوطی سے بند کر دیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے تم کیا کہنا چاہتے ہو کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"میجر سلطان۔ میں اب بھی یہ محسوس کر رہا ہوں کہ میں نے ایک خطرہ مول لیا ہے لیکن اب اس کے سوا چارہ نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے مجھے یہاں بہت زیادہ وقت گزارنے کی مہلت نہ مل سکے۔ میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اس جگہ کا انتخاب صرف اس لیے کیا ہے کہ اس سے زیادہ محفوظ کوئی اور جگہ نہیں تھی۔ کیونکہ میرے خیال میں اس باتھ روم کو چھوڑ کر پورا کمرا کیمرے کی رینج میں ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میں جو کچھ بھی کہوں وہ کہیں اور سنا جائے اور ہم سب مارے جائیں۔"

میجر سلطان بدستور عقابی نگاہوں سے میرا جائزہ لے رہا تھا پھر اس نے کہا۔ "لیکن ایسی کون سی گفتگو ہے جو تم مجھ سے اس طرح کرنا چاہتے ہو۔"

"میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں میجر کہ اصلیت وہ نہیں ہے جو میں نے آپ کو اس کمرے میں بتائی۔ میں نے وہاں گفتگو صرف اس لیے کی تھی کہ میریسا اگر ہماری باتیں سن رہی ہے تو وہ اصلیت نہ سمجھ پائے۔"

"تو کیا تم اسمگلر نہیں ہو؟"

"نہیں لیکن ابھی میں آپ کو مزید تفصیلات نہیں بتاؤں گا۔ آپ براہ کرم خود بھی یہاں کا جائزہ لیجیے اور اپنے تجربے سے کام لے کر مجھے یہ بتائیے کہ یہاں کوئی ایسی چیز موجود تو نہیں ہے۔"

میجر نے ہونٹ بھینچ کر گردن ہلائی۔ پھر بولا۔ "تمہیں معلوم ہے کہ میرا تعلق فوج سے ہے اور فوج میں بھی' میں اس شعبے سے متعلق رہ چکا ہوں جس میں میرا اس قسم کے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

واقعات سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ بہرحال تمہاری اس نشاندہی پر تجربہ کرکے دیکھ لیتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے تو ہم باہر چلتے ہیں۔ اب آپ باہر نکل جائیے پھر میں باہر آتا ہوں۔"

"نہیں پہلے تم باہر جاؤ میں تمہارے عقب میں آتا ہوں۔"

میں نے اس میں کوئی دقت محسوس نہیں کی اور باہر نکل گیا۔ میجر چند لمحات کے بعد باہر آیا تھا۔ ظاہری بات ہے کہ اسے ان چند باتوں سے مجھ پر اعتبار نہیں آسکتا تھا۔ مجھے اندازہ تھا کہ ان لوگوں پر کافی محنت کرنا پڑے گی۔ باہر آنے کے بعد بھی میجر نے اپنا رویہ بہتر ہی رکھا۔ مجھ سے اشاروں سے پوچھا کہ وہ جگہ کون سی ہے جہاں مجھے شبہ ہے اور میں نے اسے اس جگہ کی نشاندہی کردی۔ یہاں میجر سلطان کیپٹن تیمور کے شانے پر کھڑا ہو کر اس ادھڑے ہوئے پلاسٹر تک پہنچا جس کے بارے میں مجھے شبہ تھا اور وہ کوئی پینتیس سیکنڈ تک اس جگہ کا جائزہ لیتا رہا پھر نیچے کود گیا اور اس بار اس نے مجھے اشارہ کیا تھا۔

میں نے معذرت کے ساتھ کیپٹن تیمور کے شانے پر کھڑے ہو کر اس ادھڑے ہوئے پلاسٹر کو دیکھا اور میرے شبے کی تصدیق ہو گئی۔ وہاں ایک جالی سی لگی ہوئی تھی اور وہاں وہ مائیکرو فون تھا جس سے یہاں ہونے والی گفتگو بہ آسانی سنی جاسکتی تھی۔ میجر نے اپنے لباس سے سگریٹ کا ایک پیکٹ نکالا۔ اس نے اس پیکٹ سے ایک پنی پھاڑی اور ایک بار پھر کیپٹن تیمور کو سیڑھی کے فرائض سرانجام دینے پڑے۔ میجر نے پنی کا وہ ٹکڑا غالباً" تھوک سے مائیکرو فون پر چپکا دیا تھا۔ میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی۔ میں جانتا تھا کہ پنی رانگ کی بنی ہوئی ہوتی ہے اور اگر ایسی کوئی دھات مائیکرو فون پر چپکا دی جائے تو وہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

میجر اپنے کام کے بعد نیچے کود آیا۔ تمام لوگ حیران تھے بہرحال میجر نے عارضی طور پر یہ مائیکرو فون بند کردیا تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے سرگوشی میں ہی گفتگو کی تھی۔ میجر نے کہا۔

"تمہارا تجربہ اس بارے میں کافی زیادہ ہے۔ لیکن ان تمام باتوں سے تم کیا ظاہر کرنا چاہتے ہو؟"

"صرف اتنا میرے دوست کہ میریسا ایک شاطر عورت ہے۔ جو کچھ بھی اس نے کیا اور آئندہ کرے گی اس میں ہمیں ان تمام باتوں کا خیال رکھنا ہوگا۔"

"ہمیں.......... ! مطلب یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو بھی اس میں شامل کر رہے ہو۔"

"ہاں میجر سلطان۔"

"لیکن کیوں تمہارا ہم سے کیا تعلق؟"

"میجر سلطان میں آپ سے اب جو کچھ کہنے والا ہوں براہ کرم اسے غور سے سنئے' میں نہیں چاہتا کہ اس عمل میں بہت زیادہ وقت ضائع ہو۔ اگر میں آپ سے یہ کہوں میجر سلطان کہ میں بھی ایک محب وطن ہوں اسمگلنگ کی دنیا سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور میں بھی ایک اہم مقصد کے لیے اسپین تک پہنچا ہوں تو کیا آپ میری اس بات پر یقین کریں گے۔"

میجر سلطان نے پر خیال نگاہوں سے کیپٹن تیمور کو دیکھا۔ کیپٹن تیمور کسی سوچ میں ڈوب گیا۔

"تم ہمیں احمق سمجھتے ہو کیا ہمیں نہیں معلوم کہ تمہیں یہاں کس لیے بھیجا گیا ہے اور تم یہاں کیوں آئے ہو؟ میریسا نے یقیناً" اپنی دانست میں ایک بہت موثر پلاننگ کی ہے۔ ہمارے ہی وطن کے ایک شخص کا انتخاب کرکے اس نے تمہیں اس حالت میں یہاں بھیجا ہے کہ ہم تم سے متاثر ہو جائیں اور اس کے بعد تم ہم میں گھل مل جاؤ اور پھر وہ راز معلوم کرو جسے معلوم کرنے میں میریسا آج تک ناکام رہی ہے اور زندگی بھر ناکام رہے گی۔" میں بدستور مسکراتا رہا۔ میں نے کہا۔ "اپنے وطن کے ذہین لوگوں کو سلام کرتا ہوں۔ میں اور مسرور ہوں کہ ہم عظیم سرمایہ رکھتے ہیں آپ جیسے لوگوں کی شکل میں۔

بہت مشکل مرحلہ درپیش تھا۔ مجھے یہ احساس تو تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس سے تعلق رکھنے والے یہ چاروں افراد آسانی سے مجھ پر بھروسا نہیں کریں گے۔ لیکن انہیں مطمئن کرنے کے لیے اس قدر پاپڑ بیلنے پڑیں گے اس کی امید نہیں تھی۔ اب آخری مرحلہ آگیا تھا۔ وقت چونکہ ایسا تھا کہ اس وقت میریسا ہمارے بارے میں یہ بھی سوچ سکتی تھی کہ ہم آرام کرنے لیٹ گئے ہیں اس لیے کوئی آواز نہیں آرہی۔ اس مسئلے کو حل کرلینا ضروری

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

تھا۔ کافی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد میں نے انہیں دیکھا اور میرے ہونٹوں پر ہنسی آگئی۔

”میرے عزیز دوستو' اب میں آپ کو ان تمام کہانیوں سے ہٹ کر ایک اصل بات بتانے جارہا ہوں اگر آپ لوگ یقین کرنا چاہیں تو کرلیں میں آپ کے یقین کے لیے صرف صدق دل سے کلمہ ہی پڑھ سکتا ہوں۔“

میں نے نیچی آواز کے ساتھ خدا کو حاضر و ناظر جان کر کلمہ پڑھا اور ان سے کہنے لگا۔

”میں وطن پاک ہی کا رہنے والا ہوں۔ وہاں مجھے ایک سرمایہ دار کی حیثیت سے جانا جاتا ہے اور میں نے اپنے وطن کی بہتری کے لیے کچھ چھوٹے چھوٹے کام کیے ہیں ان چھوٹے چھوٹے کاموں کے سلسلوں میں میری مڈ بھیڑ دو ایسے بڑے اور خطرناک اداروں سے ہوگئی جو دنیا بھر میں اجارہ داری رکھتے ہیں اور جن میں زیادہ تر تعداد یہودی سرمایہ داروں کی ہے پاک وطن کے حوالے سے یہودی سرمایہ دار ہر اس شخص سے پر خاش رکھتے ہیں جس کا تعلق وطن پاک سے ہو۔ وہ ادارے جن میں سے ایک کا نام روز آرگنائزیشن ہے اور دوسرا ڈان سینٹر کے نام سے جانا جاتا ہے اس شخص کے ہاتھوں بدترین نقصانات سے دوچار ہوئے۔ جس کا نام دانش منصور ہے۔ ان اداروں نے باقاعدہ دانش منصور کے لیے ایسے ایسے کام کیے ہیں جن کی تفصیل سنانے بیٹھ جاؤں آپ کو تو صبح ہو جائے۔ یہ ساری باتیں بے کار ہیں۔“

”دانش منصور کو ایک دلچسپ اطلاع ملی۔ وہ اطلاع یہ کہ ڈان سینٹر اور روز آرگنائزیشن جو آپس میں کاروباری رقابت بھی رکھتے ہیں کم از کم ایک معاملے میں متفق ہوگئے ہیں وہ یہ کہ دانش منصور ان اداروں کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے اور اس طرح انہوں نے مشترکہ مشورے سے ایک اور ادارہ بناڈالا۔ جسے کرش ڈی ایم کا نام دیا جاتا ہے یعنی دانش منصور کو چکنا چور کردو اور اس کے لیے باقاعدہ انہوں نے ایک شخص کو تیار کیا ہے جو اسپین میں بہت بڑی حیثیت کا مالک ہے۔ اور اس شخص نے دانش منصور کے خلاف مہم کا آغاز کر دیا۔ دانش منصور کو جس وقت یہ معلوم ہوا کہ یہ ادارہ اس کے خلاف کام کر رہا ہے تو اس نے سوچا کہ اپنے گھر میں بیٹھ کر وہاں سے آنے والوں سے

جنگ کرنے کے بجائے اس ادارے ہی کو کیوں نہ فنا کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ اسپین چل پڑا اور یہاں اس نے انتہائی مؤثر ذرائع سے ایک ایسی شخصیت تک رسائی حاصل کرلی جو اسپین میں بڑی پاور رکھتی ہے۔ وہ شخصیت ہے میریسا ہارٹی کی۔ دانش منصور نے میریسا کی قربت حاصل کرکے اس پر شخصیت کا سکہ جمالیا۔ میریسا اس سے بہت متاثر ہوگئی ہے اور جب اس شخص نے میریسا ہارٹی کا اعتماد حاصل کرلیا تو میریسا ہارٹی نے بتایا کہ اس وقت چار ایسے آدمیوں کا معاملہ اسے سرانجام دینا ہے جو فرانس اور بیلجیم کی ایک فرم سے ایٹمی ٹیکنالوجی کے کچھ ایسے فاضل پرزے اور دوسری چیزیں لے کر خفیہ طور پر اسپین کے راستے اپنے وطن جا رہے تھے روڈنی اولیاس نامی ایک یہودی سرمایہ دار کو یہ تفصیلات معلوم ہوگئیں۔ یہودی سرمایہ دار نہیں چاہتا تھا کہ وہ لوگ اتنی قیمتی اشیاء لے کر ایک ایسے ملک پہنچ جائیں جس سے اسرائیل کو شدید خطرات لاحق ہیں چانچہ روڈنی اولیاس نے لاکھوں ڈالر خرچ کرکے ان لوگوں کے پیچھے سراغ رساں لگا دیے اور سراغ رسانوں نے بالا کر روڈنی اولیاس کو یہ اطلاع دی کہ وہ لوگ اسپین میں موجود ہیں۔“

”روڈنی اولیاس نے اسپین کی خطرناک عورت سے فوراً“ رابطہ قائم کیا اور اسے منہ مانگے معاوضے کی عوض یہ کام سرانجام دینے کی ہدایت کی۔ میریسا ہارٹی نے جس طرح بھی بن پڑا چاروں افراد کو اپنے قبضے میں لے لیا لیکن اس کا کہنا ہے کہ ان چاروں افراد پر شدید ترین تشدد کے باوجود وہ ان کی زبان کھلوانے میں ناکام ہے دانش منصور کو وہ فراز کے نام سے جانتی تھی اسے علم تھا کہ وہ کون سے ملک سے تعلق رکھتا ہے اس نے یہ بات خود اسے بتا دی تھی۔ چنانچہ پہلے میریسا ہارٹی نے دانش منصور کا یعنی فراز کا جائزہ لیا کہ وہ کہیں محب وطن تو نہیں ہے اور اپنے ہم وطنوں کے خلاف غداری کر سکتا ہے یا نہیں لیکن دانش منصور نے چالاکی سے اسے اس بات کا یقین دلا دیا کہ وہ صرف ایک عام آدمی ہے اور صرف دولت کے حصول پر یقین رکھتا ہے۔ چنانچہ میریسا ہارٹی نے ایک پروگرام ترتیب دیا اس نے کہا کہ وہ چونکہ ان کا ہم وطن ہے چنانچہ اسے بے ہوشی کی حالت میں وہاں پہنچا دیا جائے وہ ان لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرے تاکہ رفتہ رفتہ وہ ان سے اس سامان کے بارے میں معلوم کرے جو انہوں نے یہاں اسپین میں کہیں چھپایا ہوا ہے اب اس کے بعد آپ لوگ سوالات کر سکتے ہیں۔“

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

اچانک ہی کیپٹن کی تیوری چڑھ گئی۔ اس نے کرخت لہجے میں کہا۔ "تو کیا اب تم اپنے آپ کو دانش منصور کہو گے؟"

"ہاں کیپٹن میں ہی دانش منصور ہوں۔"

"تم دانش منصور ہو؟" کیپٹن تیمور طنزیہ انداز میں بولا۔

"بتاؤ حال ہی میں انہوں نے کون سا ایسا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جو ہماری ایٹمی ٹیکنالوجی کے لیے ہو؟"

وہ لوگ سوال کرتے رہے اور میں انہیں بھرپور انداز میں مطمئن کرتا رہا سوال جواب کا سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا آخر کار وہ اس بات پر متفق ہوگئے کہ میں ہی دانش منصور ہوں۔"

کیپٹن تیمور اور میجر سلطان حیرت سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ پھر دونوں ہی میرے قریب پہنچے کیپٹن تیمور نے کہا۔

"لیکن میں تو دانش منصور کو جانتا ہوں' میں نے تو اسے دیکھا ہے؟"

"مجھے اپنے چہرے پر میک اپ کرنا پڑا ہے۔ میں اپنی اصل حیثیت سے یہاں نہیں آیا۔"

"اوہ میرے خدا' میرے خدا جس قسم کے حوالے تم نے دیے ہیں ان میں سے ایک ایک بات سے مجھے واقفیت حاصل ہے اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں میجر کہ کسی بھی غیر فوجی آدمی کو یہ تفصیلات نہیں معلوم۔"

"ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اتنی عظیم شخصیت سے ہمارا رابطہ قائم ہو جائے گا۔ یہ باقی اور کچھ ہو یا نہ ہو لیکن آپ سے ملاقات ہمارے لیے ایک بڑا اعزاز ہے۔"

"مجھے تو صرف یہ مسرت ہے کہ آپ لوگوں کو مجھ پر اعتبار آگیا۔ وطن کے لیے سینہ سپر ہر شخص خواہ وہ کسی بھی شکل میں اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہو۔ عظمت کا مینار ہوتا ہے۔ آپ لوگوں کو جس تشدد کا سامنا کرنا پڑا ہے میں اس کے لیے غم زدہ ہوں لیکن انشاء اللہ ہم اپنے مشن میں کامیاب ہوں گے۔ جن کاوشوں سے آپ نے یہ تمام کارروائی کی ہے وہ قابل احترام ہیں۔ میں اپنی خدمات بھی آپ کو پیش کروں گا اور آج تک میں نے جو کچھ کیا ہے اس میں مجھے اللہ کی تائید حاصل رہی ہے۔ ایک اعتماد ہوتا ہے میرے

دل کو کہ میرا مقصد چونکہ نیک ہے کامیابی دیر ہی سے ملے لیکن ملے گی اور میرے اس اعتماد کو کبھی شکست نہیں ہوئی ہے۔"

"ہم مایوس اور بددل ہوگئے تھے لیکن آپ یقین کریں۔ ہمارے دلوں میں از سرنو امنگیں جاگ اٹھیں ہیں اور ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہمارا مقصد ضرور پورا ہو جائے گا۔"

غرضیکہ بہت دیر تک اسی قسم کی جذباتی باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے کہا۔

"اب ہمیں آئندہ کے پروگرام ترتیب دے لینے چاہئیں۔ میرا خیال ہے ابھی مجھے یہاں کوئی مشکل درپیش نہیں ہے۔ میریسا کو بڑی کاوشوں سے شیشے میں اتارا ہے اور اسے یقین ہے کہ میں آپ لوگوں سے معاملات حاصل کرلوں گا۔ وہ میری صلاحیتوں پر بھروسہ کرتی ہے ابھی اس کی جلدی نہیں ہے۔ کل دن کی روشنی میں ہم مختلف گفتگو کریں گے اور اس کا لائحہ عمل پہلے سے تیار کرلیں تو زیادہ مناسب ہے تاکہ اسے یہ اطمینان ہو جائے کہ میں کام کر رہا ہوں بعد میں ہم لوگ دوسرے موضوعات پر گفتگو کریں گے۔"

"آپ بتائیے کہ اس کے بعد ہمیں کیا کرنا ہوگا؟"

پھر میں دیر تک انہیں دوسرے دن کا منصوبہ بتاتا رہا کافی رات گئے ہم لوگوں نے سونے کا فیصلہ کیا۔

دوسرے دن تقریباً" ساڑھے نو بجے جب ہمیں ناشتا دیا گیا ہماری کارروائیوں کا دوبارہ آغاز ہوگیا۔ مائیکروفون پر سے ٹیپ ہٹا دی گئی تھی اور یہ کام علی الصبح کرلیا گیا تھا تاکہ وہ لوگ ہماری تمام مصروفیات سے آگاہ رہیں۔ میریسا نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ ظاہر ہے جس طرح کی عورت تھی اسے یہ سب کچھ کرنا ہی تھا اور پھر مائیکروفون اس وقت نہیں لگایا گیا تھا جب میں یہاں منتقل ہوا۔ غالباً" پہلے سے اس قید خانے میں ان لوگوں کی باتیں سننے کے لیے یہ کارروائی کی گئی تھی۔

پھر منصوبے کے مطابق ہم لوگوں نے اپنی گفتگو کا آغاز کر دیا۔ اپنی گفتگو کو اس انداز پر رکھا جس سے میریسا سمجھ جائے کہ میں ان کی قربت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا ہوں۔

"آپ لوگ میرے ہم وطن ہیں میجر سلطان ہم نہیں کہہ سکتے کہ تقدیر ہمارے بارے میں کیا فیصلہ کرے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کس مشن پر نکلے تھے؟"

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

"چھوڑو دوست ہمارا مشن ہمارے وطن کے مفاد ہی کے لیے تھا لیکن تقدیر نے یاوری نہیں کی۔ یہاں تک تو پہنچنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔ اس کے آگے حالات مشکل ہوگئے ہیں۔"

"میں اس لیے آپ سے یہ گفتگو کررہا ہوں میجر کہ ہو سکتا ہے مجھے رہائی نصیب ہو جائے۔ میریسا کی نگاہوں میں میرا جرم اتنا شدید نہیں ہے کہ وہ مجھے یہاں رکھ کر ہلاک کر دیں۔ اگر آپ مجھے بتا دیں کہ صورت حال کیا ہے تو شاید میں آپ کی کچھ مدد کرسکوں۔ بہرحال آپ میرے ہم وطن ہیں۔"

"ہم تھوڑا سامان فرانس اور بیلجیم سے لے آئے تھے۔ ہمیں انتہائی مشکلات سے گزر کر اسپین تک پہنچنا نصیب ہوا۔ یہاں سے ہم کوئی پلان بنانے کے بعد اس سامان کے ساتھ اپنے وطن جانا چاہتے تھے لیکن اس کی نشاندہی ہوگئی اور اب میریسا ہم سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ وہ سامان ہم نے کہاں چھپایا ہے؟"

"کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا میجر سلطان کہ آپ مجھے اس جگہ کا پتا بتا دیں۔ میں اپنے طور پر کوشش کروں اور وطن پہنچنے کے بعد ان لوگوں کو بتا دوں کہ آپ اس طرح میڈرڈ میں قید ہیں۔"

"یہ ابھی ممکن نہیں ہے۔ ہم نے شدید تشدد برداشت کر کے اس راز کو محفوظ رکھا ہے۔ ہاں اگر آپ کو یہاں سے رہائی حاصل ہو جائے اور آپ اس سلسلے میں کوئی مؤثر قدم اٹھا سکیں تو پھر ہم مشورے کے بعد آپ کو اس جگہ کے بارے میں بتا دیں گے لیکن اس وقت جب آپ کو یہاں سے رہائی حاصل ہوگی۔"

"گویا وہ سامان یہیں اسپین میں محفوظ ہے۔"

"ہاں، لیکن اس جگہ کا پتا ابھی آپ کو بتانا ممکن نہیں ہے۔ ویسے آپ کو کچھ ذمے داریاں سونپی جاسکتی ہیں۔ آپ یہاں ہمارے سفارت خانے ہی کو ہمارے بارے میں اطلاع دے دیں تاکہ وہ ہماری یہاں سے بازیابی کی کوشش کریں۔"

"میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس جگہ کی نشاندہی کردیں۔ دونوں میں سے کوئی بھی کام ہو جائے سفارت خانے سے رابطہ قائم کر کے ہم یہ کوشش کر سکتے ہیں کہ وہ سامان اس جگہ سے حاصل کر کے سفارت خانے میں منتقل کر دیا جائے۔"

"ہمیں اس کے لیے وقت دیجیے تاکہ ہم آپس میں مشورہ کرلیں۔ بہت سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔"

"اس کا آپ کو پورا پورا حق ہے۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ کام جلد از جلد کر دیا جائے۔ کیونکہ میریسا مجھے یہاں زیادہ عرصے قید نہیں رکھیں گی۔"

اس گفتگو کے بعد خاموشی طاری ہوگئی تھی اور ہم لوگ اپنے اپنے مشاغل میں مصروف ہوگئے۔ اس کے بعد کئی گھنٹے خاموشی سے گزر گئے پھر ٹرانسیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور میں میجر سلطان کو انگلی سے اشارہ کر کے باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔

باتھ روم کا دروازہ اندر سے بند کر کے میں نے ٹرانسیٹر آن کیا تو چیکاس ون کی آواز سنائی دی۔

"چیف مسٹر کیتھ نے وہ تمام نقشے مہیا کرلیے ہیں جن کے تحت ہمیں ان کاغذات کے لیے کام کرنا ہے مسٹر کیتھ کا کہنا ہے کہ یہ کام جس قدر جلد ہو جائے بہتر ہے۔ ہماری کوششیں مکمل طور پر کامیاب رہی ہیں اور اب وہ باقاعدہ اپنا ایک الگ گروہ بنانا چاہتے ہیں۔ چیف بات آگے بڑھ رہی ہے۔ اب آپ یہ بتائیے کہ ہمیں اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے۔"

"میرا خیال ہے چیکاس تم میڈم میریسا کو اپنی وفاداری کا ثبوت دے ڈالو۔ آخر تم ان کے نمک خوار ہو۔ میڈم میریسا کا ٹائپ شاید پوری طرح سمجھ میں نہ آیا ہو لیکن میرا اپنا یہ خیال ہے کہ اگر ٹھوس بنیاد پر اسے یہ اطلاعات فراہم کی جائیں اور یہ باور کرا دیا جائے کہ کیتھ اس سے غداری کرنا چاہتا ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ نہ صرف تم پر اعتماد کرے گی بلکہ ایک نیا کھیل شروع ہو جائے گا۔ یہ خیال اچانک ہی میرے ذہن میں آیا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مؤثر رہے گا۔ ویسے تمہاری اپنی رائے بھی اس سلسلے میں حیثیت رکھتی ہے۔ مجھے بتاؤ تمہارا اپنا ارادہ کیا ہے؟"

"نہیں چیف بات تو نہایت شاندار ہے لیکن میریسا کہیں ہم سے اس بات کی تصدیق کرانے پر نہ تل جائے۔"

"تم اس کا اظہار اس سے کر سکتے ہو۔ اسے ان کاغذات اور جگہ کی تفصیل بتا دو' ظاہر ہے وہ تمہارے علم میں نہیں ہوگی اور ہاں اس رقم کے سلسلے میں بھی میڈم میریسا

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

سے گفتگو کراو جو تمہارے نام بینکوں میں جمع کرائی گئی ہے۔ میرا خیال ہے اگر اتنے سارے ثبوت اسے فراہم کر دیے جائیں تو وہ تم پر پورا یقین کرے گی۔ تم اس سے کہہ سکتے ہو کہ تم پانچوں بھائی فطرتاً وفا پرست ہو اور جس سے تعلق رکھتے ہو اس کے لیے جان کی بازی لگا دیتے ہو۔"

"چیکاس یہ تو بہت اچھا موقع ملا ہے ہمیں۔ میڈم میرپیا کا اعتماد تمہیں بھی حاصل ہو جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جس کام کا آغاز کیا ہے۔ میرپیا کی مدد سے ہمیں اس میں بہت سی آسانیاں حاصل ہو جائیں گی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہمیں ایک طویل منصوبہ بندی کے تحت اپنا کام کرنا ہے۔ اصل کام کی جانب تو ابھی ہم نے رخ ہی نہیں کیا ہے۔ لیکن خیر یہ مسئلہ جسے میں سر انجام دے رہا ہوں۔ اصل کام سے بھی بڑی حیثیت رکھتا ہے۔؟"

"چیف کیا آپ محفوظ علاقے سے بول رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے ایسی جگہ ہماری گفتگو ہمارے درمیان ہی رہ سکے۔"

"ہاں یقیناً کہو کوئی خاص بات ہے۔"

"نہیں میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ہمیں اس جگہ کی نشاندہی ہو جائے تو ہم اپنے طور پر بھی ان لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ آخر انہیں کسی نہ کسی طور پر کام سر انجام دینا ہی ہے۔ ہم ان کے پورے پورے مددگار ہو سکتے ہیں۔"

"مقصد ہی یہی تھا چیکاس۔ بہرحال یہ بھی ہو جائے گا۔ ہمیں ایک ایک قدم کام کرنا ہے۔ فوری طور پر یہ سب کچھ ممکن نہیں ہوگا۔"

"او کے تو پھر آپ کا حکم ہے کہ ہم میرپیا کو اپنی وفا پرستی کا یقین دلا دیں کہ اصل میں ہم دولت کے پرستار نہیں ہیں بلکہ وفاداری کو مقدم رکھتے ہیں۔"

"اس طرح چیکاس ون میں تو مرپیا کی قربت حاصل کر ہی چکا ہوں۔ ہو سکتا ہے تمہیں میرے ساتھ منسلک کر دیا جائے اور میرپیا ہم لوگوں کو ایک الگ حیثیت دے دے۔ بڑی احتیاط سے کام کرنا ہوگا لیکن اگر کام بن گیا تو یوں سمجھ لو کہ ہمارے حق میں بہت بہتر رہے گا۔"

"او کے چیف میں فوری طور پر یہ کارروائی کرتا ہوں اور اس کے بعد آپ کو اطلاع

کر دوں گا۔"

اس گفتگو کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا۔ میجر سلطان کیپٹن تیمور، فیروز اور راحیل زبیری کو اعتماد میں لینا ضروری تھا۔ میں تقریباً انہیں تمام تفصیل بتا چکا تھا اور اب وہ لوگ مجھ پر مکمل اعتبار کرنے لگے تھے۔ چنانچہ میں نے چیکاس ون سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل بھی میجر سلطان کو بتاتے ہوئے کہا۔

"کیتھ اسٹروڈی میرپیا کا دست راست ہے۔ پانچوں چیکاس میرے یہاں آنے سے قبل ہی یہاں آ چکے تھے۔ انہوں نے یہاں ایک مقامی ہوٹل میں اپنی بازی گری دکھانی شروع کر دی اور ہوٹل لیڈونا میرپیا ہارٹی کی ملکیت ہے۔ وہ بظاہر مجھ سے بالکل الگ ہو کر میرپیا کے لیے خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن ایک دلچسپ کارروائی کا آغاز ہو گیا ہے۔ کیتھ انہیں مناسب معاوضے پر اپنے لیے حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ میرپیا سے ہٹ کر اپنا ایک گروہ بنائے۔ میں سمجھتا ہوں مائی ڈیئر میجر سلطان کہ اگر ایسا ہو جائے تو ہمیں ایک دلچسپ کارروائی کا موقع ملے گا۔ روڈنی اولیاس نے میرے وطن کے معاملات میں جس طرح ٹانگ اڑائی ہے اور جس کامیابی سے اس نے آپ کو یہاں روک لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے اس کا بھرپور معاوضہ ادا کرنے پڑے اور یہ معاوضہ اس کی زندگی ہی ہو سکتا ہے۔ میجر آپ لوگ یہ بات کان کھول کر سن لیں کہ اگر آپ کو رہائی حاصل ہو گئی اور ظاہر ہے یہ ہونا ہے انشاء اللہ تب بھی میرے بہت سے کام یہاں باقی رہ جاتے ہیں۔ انہی میں ایک روڈنی اولیاس کی زندگی کا خاتمہ بھی ہے۔ میں اپنے وطن کے دشمن کو فنا کے گھاٹ اتارے بغیر یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا۔ یہ میرا اٹل فیصلہ ہے۔

"

وہ لوگ بہت متاثر نظر آ رہے تھے۔ یہ ساری گفتگو سرگوشی کے عالم میں کرنی پڑی تھی لیکن ہمیں ان سرگوشیوں سے بھی ہوشیار رہنا تھا۔ کون جانے وہ مائیکرو فون کتنا طاقتور ہے جو یہاں لگایا گیا ہے لیکن وہ پنی بہرطور سنبھال کر رکھی گئی تھی کیونکہ وہ بڑی کارآمد تھی۔ خاطر مدارت کا جہاں تک معاملہ تھا تو میرپیا اپنے منظور نظر کو قید میں بھیجنے کے بعد وہ آسائشیں کیوں نہ فراہم کرتیں جس کی انہیں ضرورت تھی۔ چنانچہ کھانے کا معیار بلند ہو گیا تھا اور میجر سلطان وغیرہ اس پر ہنستے رہتے تھے کیونکہ میری وجہ سے ان کے لیے

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی یہ تمام آسانیاں فراہم کر دی گئی تھیں۔ وہ دن اور دوسری رات بھی گزر گئی۔ تیسرے دن کوئی خاص بات ایسی نہیں تھی جو ہمیں کرنا ہوتی۔ بس وہی ست دن ست راتیں۔ میں منتظر تھا کہ میجر سلطان وغیرہ اس سلسلے میں مجھے مفصل تفصیل بتائیں لیکن ابھی تک وہ شاید کشمکش کا شکار تھے۔ بہرحال یہ انسانی فطرت کا ایک حصہ ہے۔ جس مقصد کے لیے انہوں نے اپنی زندگیاں داؤ پر لگا دی تھیں اسے اتنی آسانی سے کسی دوسرے کو منتقل کر دینا انتہائی مشکل کام تھا۔

پھر اگلے ہی دن ایک اور اہم واقعہ ہو گیا۔ ہم ناشتے وغیرہ سے فراغت حاصل کر کے بیٹھے ہوئے دوستانہ ماحول میں باتیں کر رہے تھے کہ ہمارے قید خانے کے دروازے پر آہٹیں ہوئیں یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ لوگ مختلف کاموں سے یہاں آتے رہتے تھے۔ ناشتا، کھانا چائے اور کبھی کبھی صفائی وغیرہ کے لیے لیکن اس وقت جو چار آدمی یہاں پہنچے تھے۔ وہ بالکل اجنبی تھے۔ لمبے لمبے قدو قامت کے مالک کرخت چہروں والے ان میں سے ایک نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"کھڑے ہو جاؤ۔" لہجہ میں بہت سخت تھا۔ "ہمارے ساتھ آؤ۔"

مجھے حیرت تو ہوئی تھی لیکن کسی قسم کی کوئی مداخلت غلط تھی۔ خاموشی سے ایک نگاہ اپنے ساتھیوں پر ڈالی اور ان لوگوں کے ساتھ باہر نکل آیا۔

"سوری مسٹر فراس وہاں ان لوگوں کے سامنے جس انداز میں پیش آیا۔ اس کی ہدایت مجھے میڈم نے ہی کی تھی۔ تاکہ ان لوگوں کو یہ احساس رہے کہ آپ وہاں انہی لوگوں کے مانند ایک قیدی ہیں ورنہ ہم سب جانتے ہیں کہ میڈم آپ کی کس قدر عزت کرتی ہیں۔ ہماری گفتگو کو معاف کر دیجیے گا۔ جو ہم نے آپ سے کی تھی۔ ہم آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں۔"

"اوہ۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ ورنہ واقعی میں سنسنی کا شکار ہو گیا تھا کہ یہ نیا کیا چکر ہے اور اس طرح یہ لوگ مجھے کہاں لیے جا رہے ہیں لیکن یہ سوال اب بھی تشنہ تھا۔ میں نے پوچھا۔

"لیکن آپ جا کہاں رہے ہیں؟" کیا میڈم نے آپ کو کوئی اس بارے میں تفصیل بتائی ہے؟

"میڈم اسی عمارت کے ایک کمرے میں آپ کی منتظر ہیں۔ ہم انہی کے پاس آپ کو لیے جا رہے ہیں۔" اس شخص نے جواب دیا۔ اب سب میرے پیچھے ہو گئے تھے اور ان کے انداز میں احترام پایا جاتا تھا۔

"یہ لوگ بھی خاصے چالاک تھے۔ مجھے ایک بہت ہی عالیشان کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ جو انتہائی رومانی انداز میں سجا ہوا تھا۔ یہاں سرخ قالین' سرخ پردے اور بہت اعلیٰ قسم کی ڈیکوریشن کی گئی تھی۔ میڈم میریپا اس سرخ کمرے میں سفید لباس میں ملبوس ایک کرسی پر پاؤں پر پاؤں رکھے بیٹھی ہوئی تھیں۔ ڈھیلے ڈھالے سفید کپڑوں میں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بے حد خوبصورت نظر آ رہی تھیں۔ بڑے پر جوش انداز میں اس نے میرا استقبال کیا۔ مجھے لانے والے دروازے کے باہر ہی رہ گئے تھے اور یہاں کمرے میں میریپا کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔ کوئی تین منٹ کے بعد اس نے مجھے چھوڑا تھا اور میرے پورے وجود میں چنگاریاں اوڑ رہی تھیں۔ کم از کم اس سے یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ مجھے کہ وہاں تہہ خانے جو ڈکٹا فون لگائے گئے تھے۔ ہماری توقع کے مطابق ہی کام ہوتا رہا تھا اور ہماری اصل بات ان تک نہیں پہنچی تھی۔ میریپا نے ان کی طرف سے بے پروائی نہیں برتی ہو گی۔ وہ محبت بھرے انداز میں مجھے اپنے قریب بٹھا کر بولی۔"

"اب تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تمہاری جدائی کا ہر لمحہ مجھ پر شاق ہے۔ تم ساحر ہو ڈیئر فراس میں نے تم جیسا ساحر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ لگتا ہے میرا تمہارا ساری زندگی کا ساتھ ہو گا۔"

"اگر مجھے اس بات کا یقین ہو جائے میڈم تو میرے لیے اپنی خوشیوں کو برداشت کرنا مشکل ہو جائے۔"

"اوہ سوئیٹ ہارٹ۔" وہ میرے ان الفاظ پر فریفتہ ہو گئی اور مجھے اس کے جذبات مزید کئی منٹ تک برداشت کرنے پڑے۔ خیر کاروباری بنا ہوا تھا اور میرا ہر قدم کاروباری تھا۔ میریپا کو کچھ سکون ہوا تو اس نے کہا۔

"اتنی پریشان ہوں فراس' اتنی پریشان ہوں کہ بیان نہیں کر سکتی۔ میں نے تم سے دعوی کیا تھا کہ اسپین پر میری بے تاج حکومت ہے۔ خصوصاً" میڈرڈ اور اس کے اطراف میں تو یوں سمجھو کہ میرے نام کا ڈنکا بجتا ہے۔"

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM

آخر کار وہ اس بات پر آگئی جو میں سننے کے لیے بے چین تھا۔ اس نے کیتھ کی غداری کے بارے میں مجھے وہ تمام باتیں بتائیں جن کی ہدایت میں چیکاس کو کر چکا تھا۔

”کیتھ کے بارے میں مختصر الفاظ میں تمہیں بتا چکی ہوں۔ مزید تھوڑی سی تفصیل یہ سن لو کہ وہ ایک جرائم پیشہ آدمی ہے اور ہم برے لوگ یا تو ایک دوسرے کے ساتھ بہت مخلص ہوتے ہیں یا پھر اگر تھوڑا سا مفاد سامنے آجائے تو ہم آپس میں ہی ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں۔ وہ بہت عرصے سے میرے ساتھ کام کر رہا ہے اسے میری قوت کا بھی اندازہ ہے لیکن وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب وہ اپنی قوت کی وجہ سے کرتا ہے مگر اب اس کے ذہن میں غلط سوچ بیدار ہوگئی ہے۔ وہ اپنا گروہ الگ بنانا چاہتا ہے اور میری مخالفت کی ابتدا کسی ایسے کام سے کرنا چاہتا ہی جو میں کر رہی ہوں اور اس وقت روڈنی اولیاس ہی وہ مرغی ہے جو سونے کے انڈے دے رہی ہے لیکن میں نے کیتھ کو اپنی مٹھی میں رکھنے کے لیے ابتدا میں کچھ کارروائیاں کی تھیں اس نے کچھ ایسے اقدامات بھی کیے تھے جو اسے حکومت اسپین کا مجرم بنا دیتے ہیں اور وہ تمام کاغذات منظر عام پر آجائیں جو اس کے جرائم کے سلسلے میں ہیں تو حکومت اسپین اسے فوراً گرفتار کر لے گی اور شاید اس پر مقدمہ چلا کر اسے پھانسی کی سزا دے دی جائے۔ وہ کاغذات میں نے اپنے قبضہ میں رکھے ہیں۔“

”کیتھ کے ذہن میں نہ جانے کب سے یہ لاوا پک رہا تھا مجھ سے تو خیر کبھی وہ ان کاغذات کا مطالبہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کی اتنی جرات ہی نہیں ہے لیکن اب اس نے ایسے لوگوں کو پایا جو اس کے لیے کارآمد ثابت ہو سکتے تھے۔ ہو سکتا ہے ڈیئر فراس کہ اگر تم اس کے ہاتھ لگ جاتے تو وہ تمہارے ذریعے بھی یہ ٹرائی کرتا اصل میں گروہ کے جتنے افراد ہیں وہ انہیں کنٹرول تو کرتا ہے لیکن یہ بات وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ سب میرے وفادار ہیں اور سب سے پہلے میرے مفاد کو نگاہوں کے سامنے رکھیں گے۔ چنانچہ گروہ کے افراد سے وہ اس قسم کی کوئی بات نہیں کر سکتا تھا۔ ہاں اجنبی لوگ جو میرے قریب بھی ہوں اور اس کے جال میں بھی پھنس سکیں اس کے لیے کام کے آدمی ثابت ہو سکتے تھے اور اس نے یہ تجربہ ننھے آدمیوں پر کر ڈالا ہے۔“

”یعنی.........یعنی اس نے رابطے کر لیے ہیں۔“

”تمہیں بتا چکی ہوں۔ اس نے انہیں ایڈوانس رقم بھی پیش کر دی ہے اور جانتے ہو وہ ان سے پہلا کام کیا لینا چاہتا ہے۔“

پھر اس نے مجھے کیتھ کے منصوبے سے آگاہ کر دیا۔ میں نے اس کی بات سن کر کہا۔ ”اس کا مقصد ہے کہ ننھے افراد قابل اعتماد ہیں اور انہوں نے اس وقت نہایت نیک نیتی کا ثبوت دیا ہے۔ ورنہ میڈم ہاتھ آئی ہوئی دولت کون چھوڑتا ہے۔“

”ہاں اور بعد میں‘ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اگر اس کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ انہوں نے مجھ سے رابطہ قائم کر لیا ہے تو اس قدر صلاحیتیں وہ بے شک رکھتا ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے وہ ان فنکاروں کو ختم کر دے اب وہ مجھے بہت عزیز ہیں۔ میں ان کی بھی زندگی چاہتی ہوں۔“

”تب تو میڈم ایک بات ہی میری سمجھ میں آتی ہے جسے آپ سرانجام دیں اور میرے خیال میں یہ خاصی کارآمد رہے گی آپ کے لیے فوری طور پر ان کاغذات کی نقول تیار کریں وہاں رکھیں اور اصل کاغذات اپنی تحویل میں رکھیں۔ ننھے فنکاروں کو اجازت دیں کہ وہ کیتھ اسٹروڈی کو پیش کریں اس طرح اگر کیتھ اسٹروڈی کو کاغذات کی ڈپلی کیٹس بھی مل گئیں تو اسے کم از کم یہ احساس ہو جائے گا کہ اصل کاغذات آپ کے پاس موجود ہیں اگر وہ آپ سے اس بارے میں یہ سوال کر بھی لے تو آپ اسے یہی جواب دیں کہ اب تو اس کے اور آپ کی تعلقات اس جگہ ہیں جہاں اس قسم کا کوئی تردد ضروری نہیں ہے۔“

”ڈپلی کیٹ کاغذات کے بارے میں آپ اسے یہی بتائیں کہ یہ بہت پہلے آپ نے تیار کرا کر ریکارڈ روم میں محفوظ کر دیے تھے اور اصل کاغذات آپ کے خفیہ ریکارڈ روم میں ہیں جس کا تذکرہ آپ نے کبھی کسی سے نہیں کیا۔ کیتھ اسٹروڈی اس طرح منظر عام پر بھی آجائے گا اور آپ جب چاہیں اسے اس سلسلے میں سزا دے سکتی ہیں۔ ننھے فنکاروں کی جانب بھی کیتھ اسٹروڈی کی غلط نظر نہیں پڑے گی کیونکہ وہ تو اپنا کام اسی انداز میں سرانجام دے چکے ہوں گے۔ جس میں انہیں ہدایت کی گئی تھی ان سے یہی کہیں کہ وہ بدستور کیتھ اسٹروڈی کے لیے اپنی وفاداری کا اظہار کرتے رہیں اور ان سے کہیں کہ وہ اس کے ہر کام کے لیے تیار ہیں۔ میرا مطلب آپ سمجھ رہی ہیں ناں میڈم۔ اس طرح

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

ڈپلی کیٹ کاغذات اس کے پاس پہنچ بھی گئے تو وہ آپ کے خلاف کوئی فوری قدم اس طرح نہیں اٹھا سکے گا جس طرح اٹھانا چاہتا تھا بلکہ اس بات سے خوفزدہ رہے گا کہ اصل کاغذات آپ کے پاس موجود ہیں اور ہو سکتا ہے کہ پھر وہ انہیں ننھے فنکاروں کے ذریعے وہ کاغذات واپس وہیں ریکارڈ روم تک پہنچوا دے کیونکہ اس کا یہ حربہ ناکام رہے گا۔"

میریسا کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا اور وہ آہستہ آہستہ گردن اٹھا کر میرے چہرے پر نظریں جما رہی تھیں۔ اس کی آنکھیں پرخیال انداز میں پھیلی ہوئی تھیں اور اس وقت وہ عجیب ہونق سی لگ رہی تھی۔ غالباً گہری سوچوں نے اس کا یہ حلیہ بنا دیا تھا۔ دیر تک وہ اسی انداز میں بیٹھی رہی پھر آنکھیں بند کر کے گردن جھٹکنے لگی اور اس کے بعد مجھے دیکھ کر مسکراتی ہوئی بولی۔

"تمہیں تو ابتدا ہی سے میرے پاس ہونا چاہیے تھا۔ میرے ساتھ' او مائی گاڈ تمہارا ذہن کس قدر برق رفتاری سے سوچتا ہے۔ تمہاری سوچیں عام لوگوں سے کس قدر مختلف ہیں۔ کس طرح تم باریک سے باریک بات کا حل نکال لیتے ہو۔ مائی ڈیئر فراس تم لمحہ لمحہ میرے دل میں اترتے جا رہے ہو۔ میں تو سوچنے لگی ہوں کہ تمہیں کیتھ اسٹروڈی کی جگہ ہونا چاہیے تھا۔"

"میں آپ کے ساتھ ہوں میڈم۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"تم اس کا شاندار بدل ثابت ہو سکتے ہو۔ وہ اگر مجھ سے منحرف ہو رہا ہے تو میں اسے یہ بتا دوں گی کہ میں اسے بنا سکتی ہوں تو مٹا بھی سکتی ہوں۔ ویسے میں پہلے بھی وان وولا کی روحانی قوتوں کی قائل تھی۔"

"وان وولا۔" میں نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔ لیتھ اشمیر۔ بارسلون کا مالک۔ لیتھ اشمیر۔ وہ ہمارا روحانی پیشوا ہے۔"

میں دھک سے رہ گیا تھا۔ لیتھ اشمیر میرا اصل دشمن جس کے لیے میں نے میریسا سے گٹھ جوڑ کیا تھا۔ میریسا کی زبان سے اس کا نام سن کر میں دھک سے رہ گیا تھا لیکن میں نے ایک لمحے میں خود کو سنبھال لیا اور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ خود خیالات میں ڈوبی ہوئی تھی۔ چند لمحات کے بعد بولی۔

"وان وولا نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ یہ شخص قابل اعتبار نہیں ہے میریسا۔

اس کی آنکھیں دھوکا دیتی ہیں۔ میں نے اس کی اس بات کو قبول نہیں کیا تھا لیکن وان وولا بہت بڑا آدمی ہے۔ بہت عظیم ہے وہ۔ لیتھ اشمیر ہے اس کا نام۔ اس کے پیروکار اشمپرس کہلاتے ہیں۔"

"وہ روحانی پیشوا ہے۔"

"ہاں میں بھی اشمیرس ہوں۔"

"تب واقعی بڑا آدمی ہوگا۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اس سے ملو گے؟"

"کیوں نہیں۔"

"میں تمہیں کسی بھی مناسب وقت پر ملا دوں گی۔" اچھا اب میں چلتی ہوں۔ بہت کام کرنے ہیں۔

میریسا نے ان لوگوں کو بالآخر مجھے واپس قید خانے پہنچانے کی ہدایت کر دی۔ وہ سب میرے منتظر تھے۔ میں تہہ خانے میں داخل ہوا تو ان کے چہرے کھل اٹھے۔

"شکر ہے آپ آ گئے ہم آپ کی طرف سے بے حد فکرمند ہو رہے تھے۔"

"کیوں؟" میں نے پوچھا اور پھر اشارے سے ڈکٹافون کے بارے میں پوچھا۔

"ویسے پروگرام میری مرضی کے مطابق چل رہا ہے۔ ابھی تک تو اللہ کا شکر ہے کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہوئی جس سے یہ اندازہ ہو کہ اسے مجھ پر کوئی شبہ ہے۔"

"ہمارے بارے میں آپ سے پوچھ رہی ہوگی۔"

"نہیں دراصل مسئلہ کچھ اور تھا۔" میں نے میریسا سے ہونے والی ساری گفتگو سنا دی۔

"آپ ہماری دعاؤں میں شامل ہیں مسٹر دانش منصور لیکن کیا ہم اس مشن کو کامیاب کر سکیں گے۔"

"میں زندگی کی قیمت پر آپ کے اس مشن کو کامیاب بناؤں گا۔ یہ میرا عہد ہے میجر سلطان۔" میجر سلطان نے گردن جھکا لی۔

کچھ دیر سوچتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ "دراصل ایٹمی پلانٹ کو رواں رکھنے کے لیے ہمیں انتہائی اہم پرزوں کی ضرورت تھی۔ بہت عرصے سے ان کی ضرورت محسوس کی

Uploaded By Muhammad Nadeem
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

جاری تھی اور امریکی ذرائع نہایت باریک بینی سے ہماری کوشش کا جائزہ لے رہے تھے۔ ہمارے تمام راستے بند کر دیے گئے تھے جبکہ ان پرزوں کی ضرورت ناگزیر ہوگئی تھی۔ چنانچہ کچھ ایسے ذرائع اختیار کیے گئے تھے جو نہایت خفیہ تھے۔ بہت سے ایسے لوگوں نے ہمارے لیے کام کیا جن سے بظاہر ہمارے رابطے نہیں تھے۔ اور ان کی طرف کسی کی توجہ نہیں جاسکتی تھی۔ دو ملکوں کی پرائیوٹ کمپنیوں نے تعاون کیا اور نہایت مشکلات سے گزرنے کے بعد ان پرزوں کا حصول ممکن ہوا۔ اس شرط پر کہ ہمیں خود انہیں اپنے ملک تک لے جانا ہوگا۔ ہمیں اس لیے نہایت خفیہ طور پر روانہ کیا گیا۔ ہم نے ڈیلوری لے لی لیکن وہاں سے روانہ ہوتے ہی ہمیں شبہ ہوگیا تھا کہ ہمیں تلاش کرلیا گیا ہے۔ چنانچہ ہم میں سے دو آدمی علیحدہ ہوگئے اور ہم نے اپنے پلان میں کچھ تبدیلی پیدا کرلی۔ ہم مال کے ساتھ اسپین آگئے۔ ان دونوں کو ایٹ لاس نامی جہاز سے اسپین آنا تھا اور یہاں سے وہ کارٹن ایٹ لاس پر لوڈ کرنا تھے۔ ایٹ لاس کا کیپٹن نیلسن کرٹ معقول معاوضہ لے کر ہمیں بحفاظت ہمارے وطن پہنچانے کی ذمے داری قبول کرچکا تھا۔ ہم جونہی اسپین میں داخل ہوئے ہمیں علم ہوگیا کہ ہم نظروں میں آگئے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے ہمیں ان کارٹن کو محفوظ کرنے کے انتظامات کرنے تھے۔ ہم نے انہیں محفوظ کرلیا اور پھر میڈرڈ آگئے۔ میڈرڈ میں داخل ہوتے ہی ہم میریسا پارٹی کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے۔"

"آپ کو یقین ہے کہ کارٹن اب بھی محفوظ ہیں۔" میں نے پوچھا۔

"اللہ پر بھروسہ ہے۔"

"وہ کہاں ہیں؟" میں نے سوال کیا تو سلطان پتھرا سا گیا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"جزیرہ کیزی کے ایک غیر آباد ساحل پر جہاں چٹانیں بکھری ہوئی ہیں۔ ہم نے انہیں پانی کی گہرائیوں میں اتار دیا ہے۔ ان چٹانوں کی کچھ چٹانیں پانی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ان میں غار بھی ہیں۔ کارٹن انہی غاروں میں محفوظ ہیں۔"

"کیا ان میں موجود اشیاء کو نقصان نہیں پہنچ سکتا؟"

"نہیں۔ کارٹن مکمل طور پر واٹر پروف ہیں۔"

"ان کا حجم کتنا ہے؟"

"پانچ بائی چار کے دو کارٹن ہیں۔ تین بائی تین کے دو۔"

"وزن کتنا ہے۔"

"کافی ہے۔"

"انہیں غاروں تک کیسے پہنچایا گیا؟"

"موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر۔"

"جزیرہ کیزی کے اس علاقے کی جغرافیائی کیفیت کیا ہے؟"

"علاقہ ناقابل استعمال ہے۔ سیاہ کاہی زدہ بد صورت پہاڑیوں کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ آس پاس جنگل پھیلا ہوا ہے۔"

"اسپین سے انہیں آگے بڑھانے کے لیے کیا منصوبہ تھا؟"

"آج گیارہ تاریخ ہے۔ سولہ تاریخ کو ایٹ لاس نامی جہاز خلیج بسکے میں لنگر انداز ہوگا۔ کارٹن ایٹ لاس پر پہنچانے ہیں۔ وہاں سے ہمیں مدد حاصل ہونی تھی۔"

"آپ کے دونوں ساتھیوں کو اس کا علم ہے۔"

"پورا منصوبہ بنالیا گیا تھا۔ انہیں یہ معلوم ہے کہ ہم کارٹن کیزی ہی میں محفوظ کریں گے سولہ تاریخ کو رات دو بجے اسٹیمر کیزی کے ساحل پر رکے گا۔ ہمیں اشارہ دے گا اور ہمیں جواب دینا ہوگا۔" میجر کا سانس پھول گیا تھا۔

"آپ کے دونوں ساتھیوں کے نام کیا ہیں؟"

"میجر ابراہیم۔ کیپٹن فرحان۔"

میں خاموش ہوکر سوچ میں ڈوب گیا۔ میں خود شدید سنسنی کا شکار تھا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا۔ "اللہ پر ہمیں بھی بھروسا ہے میجر اور آپ کو بھی۔ اب سب کچھ اس پر چھوڑ دیجیے۔ ہم اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں اور اس کے لیے اللہ کی مدد مانگتے ہیں۔ میرے ذہن میں ابھی کوئی منصوبہ نہیں ہے لیکن صرف ایک اطمینان دلانا چاہتا ہوں آپ کو۔ آپ وقت مقررہ پر یہ کارٹن لے کر اپنے وطن جائیں گے۔"

میجر سلطان نے آنکھیں بند کرلی تھیں۔ اس کے بعد ایک طویل بوجھل سی خاموشی چھاگئی۔

www.paksociety.com
Uploaded By Muhammad Nadeem
WWW.PAKSOCIETY.COM